

یہ کتاب گنجینہٴ دانش کا ایک نیا اضافہ ہے

ایک نیا جہانِ علم اور ادبی کلاسیک

# نعمتِ نادر

چار سو سے زائد متقدمین متاخرین شعرائے اردو کے کلیات وہ ادین کے ادبی علمی۔ تمدنی۔ اخلاقی۔ روحانی۔ ملی۔ قومی اور پیرچل اشعار کا  
میش بہا اور نادر ذخیرہ اور ان کے کلام کے نقیض کا بینظیر اور کارآمد گنجینہ

(جسمائیں)

تقریباً پچیس ہزار دھچپ اور منتخب اشعار نہایت خوبی اور طرزِ حدید کے ساتھ دج کیے گئے ہیں۔

(جسکو)

راجہ جیسو راولا صغیر خلیفہ کبریا واپسٹا اور ہابلونت پیاد (ورما) ولی ستان وکنڈہ

(مؤلف و مترجم)

محبوبہ الاخلاق۔ حدیقۃ الاخلاق۔ گلشنِ دانش۔ گلزارِ دانش۔ ریاضِ دانش۔ کشف الاسرار۔ ہدیۃ الملوک۔ مفتاح العارفین۔ تیانج ہند  
تاجِ جمہوری۔ قطبِ کبری (اردو) معالجات الکلب۔ تشریح الفرس۔ انتخاب بہارِ دانش۔ انتخاب نواز سہیلی۔ کارنامہ (ترجمہ جنگ)  
نعمتِ نادر۔ افسر اللغات۔ گنجینۃ لغات۔ مجمع الافاظ۔ قمرنگ فارسی جدید۔ قمرنگ عربی جدید۔ قمرنگ افغان ہندی  
مجموعۃ کتب طبعہ انگریزی و اردو۔ قرآن السعیدین۔ مجمع البحرین۔ گنجینۃ امثال۔ مجموعہ ضرب الامثال (دو چار زبان)۔  
مکرمۃ شری۔ (اردو) رمان (فارسی)۔ اوصیائے مامان (اردو)۔ ہما بھارت (اردو)۔ قساذ زہر (فارسی)۔ فرحندہ آفاقی۔

اختصاصی لکچر۔ مہر۔ قلم۔ و غیرہ نمونہ ہریت قابلیت کے مدون فرمایا

حقوقہ سلطانہ مطبوعہ ۱۳۵۲ھ

مطبع نظام دکن واقع سلطان بازار حیدر آباد دکن میں طبع ہوئی

# دیسپاچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>ہر دم میں نکیتا ہوں اس طرف آجان جاں تو،          عیاں اُن پر جو ہو جائے کہ ہزل میں نہاں تو          تجھے پہچانتا ہوں خوب جھجک جانتا ہوں نہیں          نگاہوں میں ترا جلوہ ہے سینوں میں نہاں تو          نہ کیوں بہتیموں کا دور دورہ ہوزمانے میں          بلا نوش ایک میں بھی ہوں اگر بیر مغال تو          رہے اوج تصوف صوفیوں نے خاکساری کیا</p>	<p>حریم دل میں ساکن ہے کمین لامکاں تو ہے          حجر میں ہو شجر میں ہو ترا جلوہ نمایاں ہے          ہوا کیاسات پردوں میں جھانکھوں کے نہاں تو          بھی پر لوگ مرتے ہیں تجھی پر جان دیتے ہیں          مرید با صفا ہے اک جہاں پیر مغال تو          غلط ہے ماوس کہنا تشخص سب باطل ہے          نکالا ڈھونڈ کر آخر تجھے دیکھا جہاں تو          عیاں تو ہی نہاں تو ہی نہاں تو ہی عیاں تو</p>	<p>برہمن دیر کو جائے ز جائے شمع کعبے کو          شمیم گل تو ہی ہے اور رنگ بوستاں تو          دلوں میں تیری الفت ہے سر میں تیرا سودا ہے          تو ہی محبوب عالم کا ہی مطلوب جہاں تو          تری الفت ہے ناب اورستی ہے خوں میری          فقط پردہ پڑا ہے اور پردے میں نہاں تو          کہاں تک کر سکے آضھر بیان نیرنگیاں تیری</p>
---	---	--

ناظرین! فی زمانہ قومی و ملی ہمدردی کا احساس ترقی پذیر ہے۔ ہر شخص اپنی حیثیت و حوصلہ کے موافق کسی نہ کسی طریقے سے کوئی خدمات انجام دے رہا ہے۔ راتم آٹم کا ہمیشہ سے یہ خیال رہا ہے کہ کوئی کام کیا جائے خواہ وہ تصنیف و تالیف ہی کے ذریعہ کیوں نہ ہو مفید ملک ہو، چنانچہ میں نے اردو لٹریچر کی رقی کو اپنا خاص مقصد قرار دے رکھا ہے کیونکہ اگر قومی م کے اخلاق و عادات ہندو تہذیب تمدن اور خیالات جذبات کی حقیقت معلوم کرنی پائیں تو اس کے لیے بجز لٹریچر کے اور کوئی معیار نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی زندگی کی حقیقت کا اترج معلوم ہو سکتی ہے۔ اس کا اندازہ کرنا تو بہت مشکل ہے کہ ایشیا، نیال کے مطبع ہر شخص کس قدر کامیاب ہوا ہے۔



یہ ملک کے ارباب بصیرت ہی کا کام ہے کہ وہ تنقیدی نظر مصنفین و مؤلفین کے کتب پر ڈالیں اور کامیابی اور ناکامی کا  
تصفیہ کریں ۔

گلے بیل کی خوش بیانی پوچھو      ذی فہم سے لطف نکتہ دانی پوچھو

قبل ازیں کہ میں اصل مطلب کی جانب رجوع ہوں آپ سے خواستگار معافی ہو کر کچھ عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ جس وقت  
میری عمر کوئی پندرہ سال کی ہوگی فارسی و اردو کی متداول کتابیں پڑھتا تھا اثنائے درس میں جب کبھی کوئی شعر اخلاقی آجاتا  
تو اس کا دل پر ایک خاص اثر پیدا ہوتا تھا اور میں اس کو بڑی بچسپی کے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔ بلکہ جداگانہ کتاب میں  
ان اشعار کو ایک جگہ لکھ لیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک مدت میں جا کر ایک خاص بیاض تیار ہو گئی۔ مگر اس میں جب دیکھا  
یہ نقص پایا کہ نہ تو یہ بیاض ادب کے کل اخلاقی اشعار پر حاوی تھی اور نہ مضامین اشعار کے عنوان قائم کیے گئے تھے  
حتیٰ کہ شعراء کا تخلص بھی درج نہ ہو سکتا تھا۔ اس کمی کی تکمیل اور کتاب کو بڑے پیمانہ پر تیار کرنے کی خواہش نے مجھے از سر  
اس پر مجبور کیا کہ نہ مادہ موجودہ کے رنگ اور ڈھنگ کے موافق زبان اردو کے قدیم و جدید مشہور و ممتاز اساتذہ کے کلام کا وہ  
جو ادبی اور اخلاقی حیثیت سے ہمارے بہت کام کا حصہ ہے ایک جگہ جمع کر کے ملک کے سامنے پیش کروں۔ اور ساتھ  
اس کے اس بات کو بھی خوب جانتا تھا کہ اس قسم کا ہتم بالشان کام کرنے کے لیے ایک بڑے دماغ طبع نقاد اور ذہین نقاد کی ضرورت  
تھا مگر اس کی تکمیل کے شوق کا جن میرے سر سے نہ اترتا تھا اتر اور اس کی اشاعت کی دھن عاشقانہ دھن بن کر میرے  
دل و دماغ کو ابھارے ہی پس مجبوراً عزم باخزم کر کے دھڑکتے ہوئے دل اور کانپتے ہوئے ہاتھ سے اس کام کو شروع کیا اس اثناء  
میں حضرت حافظ شیلزئی کے اس شعر کو ہر وقت اپنا سر بربار رکھا ۔

دریاباں گر بشوق کعبہ خواہی زد قدم      سرزنش باگر کند خار مغیلاں غم مخور

پیش طرز ماضی حال کے کلیات و دواوین کی فراہمی اور غور و تعمق کے ساتھ مطالعہ کرنے پر آمادہ ہوا شعراء کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کلیات  
و دواوین جو ہم پہنچ سکے ہر ایک کو بالاستیعاب پڑھا اور محض ماصفاغ ماکدہ کے اصول پر وہ کل اشعار جواب اخلاق  
اور پسند و نصیحت اور غلط و تمایب وغیرہ کے متعلق تھے نہایت تہذیب کے ساتھ انتخاب کیا۔

غرض یہ کتاب (مجموعہ اشعار) جو ناظرین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ میری ایک مدت مدید کی بچسپی کا نتیجہ اور  
جان توڑ کوششوں کا بہترین ثمرہ ہے جس کا اظہار میں ابھی کر چکا ہوں ۔

مائدہ تازہ ہروں آمادہ      پاشنہ گیر کہ چوں آمادہ

اس حصہ میں میری چند دیگر متفرق چھوٹی اور بڑی کتابیں اور رسالے از قبل کتب اخلاقی، ادبی، علمی شائع ہوتے رہے۔ مگر پھر بھی میرا یہ کام کچھ نہ کچھ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے برابر ہوتا ہی رہا بلا شک یہ بات مہرے لیے کچھ کم باعث مسرت نہیں ہو سکتی کہ اُن کتابوں کو پبلک نے قدر کی نگاہ سے دیکھا بعض تو اس قسم کی ثابت ہوئیں کہ متعدد بار چھپنے پر بھی ضرورت پھر اشاعت کی پائی گئی جس کی نسبت میں بہ دل سے پبلک کا شکریہ ادا کرنا ہوں۔

اگرچہ بادی النظر میں یہ خدمت کچھ ایسی اہم نہ سمجھی جائے۔ لیکن ذرا ناظرین کو اس خیال کے قایم کرتے وقت زمانہ موجودہ کے اس رنگ کو بھی بغور ملاحظہ کر لینا چاہیے جو پبلک اور خصوصاً تعلیم یافتہ جماعت کے دماغوں پر چڑھا ہوا ہے۔ یعنی عموماً ایشیائی شاعری اور خصوصاً ہمارے ملک کے شعرائے سلف کے دواوین و کلیات جو ہر جہ کے نتیجے میں اور ہر جہ کے لحاظ اثر و نتیجہ کے ہم لٹریچر کی روح رواں کہہ سکتے ہیں نظر انداز کر دیے جائیں۔

میں نے اس جدید رجحان کو نہایت مہذب الفاظ میں بیان کیا ہے تاہم میں یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ یہ خیال سراسر لغو ہے۔ البتہ اس کا وہ حصہ جہاں تک کہ متبادل شاعری سے متعلق ہے ضرور نظر انداز کر دینے کے قابل ہے لیکن اس حکم کو عام کر دینے کی گنجائش مطلق نہیں پائی جاتی۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے بھی مذکورہ بالا جدید خیال کو ہم مان لیں تو اس ایک بڑی نعمت سے محروم ہوئے جاتے ہیں جو شعرائے سلف نے دماغی اور روحانی مسرت کے لیے دسترخوان انواع نعمتوں سے تیار کر رکھا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شعرائے سلف کے کلام کو بحیثیت مجموعی قربیت عام کی مدلل چکی ہے لیکن میں خاص طور سے باندھاق اصحاب اور انشا پردازوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ان کے کلام میں نہ صرف گل و بلبل کے قصے، زلف خال کی داستانیں، الفت و عشق کے مشعلے، پیر و وصل کے ولولے، جوانی کی گرم جویشیاں، شباب کے رنگیں جنوں، حسن کی سر و ہریاں، شامِ شباب کے مزے اور صبحِ حیران کی اداسی، اور مایوسی وغیرہ کی چاشنی ہی موجود ہے بلکہ اخلاق کے وہ عمدہ عمدہ نمونے اور خوب مثالیں درج کر گئے ہیں اور انسانی خیالات و رجحانات اور زمانہ کی نیوگیوں کی وہ بے مثل تشریح کر چکے ہیں کہ انہیں کا حصہ تھا۔

حاصل کلام ہر زبان کے شعراء علمی دنیا میں مقدرت ہمیشہ سمجھے جاتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ نسبت شعر کے نظم زیادہ ہنر اور دل گداز ہوتی ہے اور اس لطیف حصہ سے لذت حاصل کرنے والے طبائع کے لیے شاعر کا کلام خالص نعمت سے کم نہیں ہے جس مختلف ذائقوں کے دلکش معلم اس خوانِ دعا پر چنے ہوئے طبع کے کسی شاہی دسترخوان پر بھی نظر نہیں آئے گی کیونکہ یہ لطیف غذا میں صرف زبان ہی تک محدود نہیں مگر شاعری غذائے روحانی ہے جو انسان کے باطنی احساسات کو بیدار اور روح کو لذت و سرور بخشی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پس ایک طرح میں نے ان کے اخلاقی اور روحانی فلسفیانہ اشعار کے انتخاب کا مقصد نوعیہ قائم کیا ہے کہ اس کے پڑھنے سے درحقیقت لوگ ایک بہترین مسلم اخلاق اور شریعتیں کلامِ ناصح کو اپنا ہم جلس بناسکیں گے اور یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ واعظوں، اسپیکروں، انشاپردازوں، مضمون نگاروں ایڈیٹروں وغیرہ کے لیے یہ کس قدر بیش بہا و کارآمد ذخیرہ ہے وہ اپنے حسبِ مذاق و ضرورت عمدہ سے عمدہ اخلاق کے اشعار مؤثر اور دروانگیر انتخاب کر سکتے ہیں۔ غرض جو شخص اسکا مطالعہ کرے گا، اس کی طبیعت نہ صرف عمدہ پیرایہ بیان ہی سے وجد میں آئے گی بلکہ بہ نسبت خشک اور تلخ کلام کے وہ اسکا اثر بھی زیادہ قبول کر سکیگی۔

خوشبو ہر ایک رنگ کی عطر سخن میں ہے

ہر پھول کی بہار ہمارے چین میں ہے

اب میں ناظرین کو اس ذخیرہ کی طرزِ ترتیب کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس مجموعہ انتخاب میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ متقدمین ہوں، یا متاخرین، طرزِ قدیم کے وابستہ ہوں یا طرزِ جدید کے ولداؤ، خواہ وہ لکھنوی ہوں، یا دہلوی، خواہ کسی اور شہر کے متوطن ہوں، جس کا اخلاقی کلام مجھے ملا اور اچھا معلوم ہوا اُسے جانے نہیں دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ میں نے استخراج یا تخریج اور ادنیٰ و اعلیٰ سے مطلق واسطہ نہیں رکھا اور سختہ و منکبہ سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ کس قدر شعرا کا کلام بالاستیعاب دیکھا گیا ہے جو روایت وار تحریر ہے۔

وہ گلچیں ہیں کہ ہم باغ سخن سے پھول چین چین کر

بنایا کرتے ہیں گلستانہ گلروییوں کی محفل کا

پہرے لیکر آخر تک جس قدر کلام مل سکا ہے ہر ایک کا انتخاب ایک اصول کے مطابق بہتر سے بہتر طریقہ پر کیا گیا ہے۔ اور جہاں تک کلام پر نظر ڈالی جاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شعرائے اردو نے ابتداء ہی سے یہ مد نظر رکھ لیا تھا کہ اپنی شاعری کو ایک گلدستہ مختلف گہنائے مضامین کا بنائیں۔ اگرچہ انہوں نے زیادہ تر غزلوں ہی پر جو دستِ طبع دکھائی ہے مگر حقیقت ہم مضامین کو دیکھتے ہوئے غزل کو اس کے تنگ صنف کلام پر محمول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم بلحاظ مضمون اس کو خوش خیالی کا ایک وسیع زینہ پاتے ہیں۔

غالباً یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ برائے نام چند خاص خاص رنگ کے پھول چنے اور ان کے گلستانے بنالیے ہیں مگر بھی چمنستان سخن کے صد بان خوش نام پھول یا نو گلچیں کی کم و بیش باتنافل کی بدولت اپنی اپنی شاخوں پر پڑمردہ ہوکر رہ گئے۔

اور جبکہ ناظرین کے سامنے ایک مکمل مجموعہ پیش کیا جاتا ہے تو اب اس کی ضرورت نہیں پائی جاتی کہ میں خود اس کتاب کے نقطہ حیات سے شعر لے ماضی و حال کا مرتبہ قائم کروں مابک کا دوسرے سے مقابلہ کروں یا ایک کو دوسرے پر فوقیت دوں۔ ناظرین کلام کو دیکھ کر خود اس کا مجھ سے بہتر اندازہ کر سکتے ہیں۔

البتہ ایک بات میں عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ ابتدائی زمانہ کی سادگی و اخلاقی ادبی اور پُرادب فصاحت اشعار نہایت کثرت سے پائے جاتے ہیں زمانہ وسطیٰ کی شاعری میں نسبتاً یہ رجحان کم پایا جاتا ہے لیکن جو کچھ موجود ہے وہ بہتر سے بہتر ہے اس لیے کہ اس زمانہ میں اردو بھی نہایت صاف ہو گئی تھی اور ترکیب و بندس عروج پر تھی۔ اور آخری دور کے شعرا تو زمانہ وسطیٰ کے شعر کے مقابلہ میں زیادہ قبیح و ممتاز نظر آتے ہیں۔ یہ بات کم تعجب خیال نہیں ہے کہ جدید شعر کے کلام میں جو رنگ قدیم کے دلدادہ ہیں، بہت ہی کم یہ جھٹ پائا جاتا ہے مگر پھر بھی اخلاقی نیچرل اشعار اپنے اپنے مختلف رنگوں کے امتیاز سے قابل قدر ہیں۔ جن شعرا کا کلام ماہوار شعر و سخن کے رسالوں یا دیگر کتب سے انتخاب کیا گیا ہے۔ ان میں اکثر و بیشتر شعراء کا نام بجز تخلص کے معلوم نہ ہوا اور بعض دواوین غیر مطبوعہ نیز مطبوعہ ایسے دستیاب ہوئے کہ ان میں بھی شاعر کا نام نہ پایا گیا۔ اس لیے فہرست میں صرف تخلص ہی لکھ دیا گیا۔

دل جس کا چاہے سیر کرے آ کے دو گھڑی  
دروازے سب کھلے ہوئے بیت سخن کے ہیں

ناظرین کی زیادہ سمجھ خراشی مجھے پسند نہیں ہے۔ اس لیے اب اس فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں ساتھ ہی اپنی اس محنت کا ذکر کرنا بھی بالکل بیکار سمجھتا ہوں جو ایک معقول مدت تک کلام کے انتخاب اور جمع و مرتب کرنے میں صرف ہوئی خصوصاً جبکہ یہ بات مسلم ہے کہ دنیا کے کسی کام کا نتیجہ بغیر محنت و مشقت کے ہو ہی نہیں سکتا تو اس امر کے اظہار کے لیے طول کلامی کرنا بالکل بے سود بلکہ فضول ہے۔

تا شانہ صفت سر نہ ہی دربرہ ازہ ہرگز بہ ہر زلفت نگارے نہ رسی  
تا خاک ترا کوڑہ نہ سادہ کلا لاں ہرگز بہ لب لعل نگارے نہ رسی  
تا بچو خناسودہ نہ گردی تہ سنگ ہرگز بہ کف پائے نگارے نہ رسی

البتہ جو کلام دستیاب ہی نہ ہو سکا اس کے لیے تو بندہ ہر طرح معذور ہے۔ یہ بھی تصدیق ہے کہ اگر دوسرے ایڈیشن کی نوبت آجائے (خدا وہ دن دکھلائے) تو اس میں مناسب اضافہ بشرط غلبہ شوق ناظرین کروایا جائیگا۔ اور باقی شعراء کا

جس قدر کلام آئندہ میسر ہوگا (جس کی تلاش جاری ہے) اس سے بھی اس مجموعہ کو زینت دینے میں ہرگز دریغ نہ کیا جائے گا۔

بارے خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج مجھے یہ نصیب ہوا کہ ناظرین ہنسکیں کے حضور میں ایک دلکش گلہ ستہ جو چین چین کے پھول، باغ کی تیتوں، اور ڈال ڈال کی کلیوں سے چین چین کرتیا رکھا گیا ہے، پیش کروں۔ اگر ناظرین اس گلہ ستہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور اس کے اشعار پر بہار کو اپنے دل و دماغ میں جگہ دیں تو میں سمجھوں گا کہ میری اس قدر عرصہ کی محنت رایگاں نہیں گئی۔

مخفی نہ رہے کہ اس گنجینہ دانش و بینش کی ترتیب کی نسبت یہ بہترین طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ بلحاظ مضمون شعران کے عنوان قائم کیے گئے اور وہ کل عنوان بطریق حروف تہجی لکھے گئے ہیں۔ اور ابتداء میں ایک مکمل بہرست عنوان شعر مع صفحہ کتاب دی گئی ہے تاکہ ناظرین کو تلاش عنوان شعر میں وقت واقع نہ ہو۔ اسی اصول کو مدنظر رکھ کر کتاب مکمل کر دی گئی۔

یہ مجھے معلوم ہے کہ یہ سارا مرقع تو کس کو پسند آئیگا۔ اگر ایک آدھ تصویر بھی دل دانا کو عبرت انگیز اور چشم بینا کو صریح معلوم ہو تو میرا دل بڑھانے کے لیے کافی ہے۔ جس طرح ہر گل کے ساتھ خار لازم ہے اسی طرح اس گلہ ستہ میں کچھ فرو گذاشتیں ہو گئی ہوں تو ناظرین کی ذات ستودہ صفات سے امید ہے کہ مجھے جملہ لغزشوں اور کوتاہیوں سے آگاہ فرمائیں تاکہ طبع ثانی کے وقت یہ مجموعہ نقائص سے پاک ہو کر حسبِ درخواستِ خواہ کل سکے

ہماری سینہ نگاری کوئی تو دیکھے گا : نہ دیکھے اب تو نہ دیکھے کبھی تو دیکھے گا

آخر میں ایک امر قابلِ گزارش یہ ہے کہ فارسی اشعار کا بھی ایک مقولہ ذیل اسی ترتیب کا جمع کر لیا گیا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو وہ بھی آئندہ ہدیہ ناظرین کیا جائیگا

پھرتا ہوں پھول پھول کو گلشن میں سو گھومتا

یارب! گل مراد مرا کس چمن میں ہے

راستم خادم الملک

راجہ سور راؤ اصغر

(الباغ) حیدر آباد دکن۔ ۱۳۲۶ھ ہجری

# اعلان

## شکون

### بیاض اصغر

(جسم میں)

اردو اور فارسی کے مفید اور نصیحت خیز مضامین۔ ابیات و افراؤ۔ قطعات و رباعیات  
روایت و ارجح ہیں۔ جو روزمرہ (بول چال) اور علم ادب میں بکار آمد ہوتے ہیں

(مصحف ہما)

راجہ راجیو راور اصغر خٹ راجہ اماپت راور ہابلوت پناور (ورما)  
والی سستان دو مکندہ۔ مؤلف مترجم کتب متعددہ

۱۳۵۳ھ

قیمت

ملنے کا پتہ :- راست مؤلف سے یا غلام ونگیر حیات تاجر کتب و مکندہ براہیمیہ و کن ملک اینٹشری مصطفیٰ بازار (مادر روڈ) ولیم لیضنا تاجر کتب  
(ع)

# فہرست ان مضامین اشعار متقدیمتاخر وغیرہ اردو و ہندی

ردیف	عنوان	صفحہ	ردیف	عنوان	صفحہ	ردیف	عنوان
۱	دیباچہ	۱۹	۵۶	انجام	۳۷	۱۱۰	پند و نصیحت
۲	محمد باری	۲۰	۶۴	انقلاب	۳۸	۱۱۳	پیری
الف	الف	۲۱	۷۵	انتقام	۳۹	۱۲۲	تجربہ
		۲۲	۷۵	اولاد	۴۰	"	تجسس مقصود
		۲۶		ب	۴۱	"	ترک دنیا
۳	آبرو	۲۳	۷۶	بخل	۴۲	۱۲۶	ترک وطن
۴	اتفاق	۲۴	۸۰	بدخلق	۴۳	۱۲۸	تربیت
۵	احسان	۲۵	۸۱	بدقسمتی	۴۴	"	ترقی و تنزل
۶	اخفائے راز	۲۶	۹۲	بقائے نام	۴۵	۱۳۰	تعلیم
۷	ادنیٰ و اعلیٰ	۲۷	۹۲	بے تمیزی	۴۶	"	تعمیر
۸	آرزو	۲۸	۹۵	بے خودی	۴۷	۱۳۱	تقلب
۹	آزادی	۲۹	۹۷	بے قدری	۴۸	"	تندرستی
۱۰	استغناء	۳۰	۱۰۰	بیکسی	۵۰	۱۳۳	توکل و قناعت
۱۱	استقلال	۳۱	۱۰۰	بے دردی	۵۱	۱۳۴	تواضع
۱۲	استعداد	۳۲	۱۰۹	بے ثباتی دنیا		۱۳۵	تہذیب
۱۳	اعتماد	۳۳		پ			
۱۴	افسردہ دلی	۳۴	۱۰۶	پاکدامنی	۵۲	۱۳۶	جستجو
۱۵	امید	۳۵	۱۰۷	پریشانی	۵۳	"	جوانی
۱۶	انسان	۳۶		پشیمانی			
۱۷	انصاف	۳۷					

یہ عنوان پرچہ روایہ حاسہ علی میں درج ہونا تھا مگر ترک و قیماً اول قائم کیا گیا۔ اسے نیز ملاحظہ ہو عنوان "دنیا کے فانی"۔

ردیف	عنوان	ردیف	عنوان	ردیف	عنوان	ردیف	عنوان
۵۴	جهانگیر	۱۳۹	۵۰	درونکونی	۱۹۰	۵۰	ن
۵۵	چشم بینا	۱۵۱	۵۱	دشمنی	۱۹۱	۹۱	سول
۵۶	حاجتمندی	۱۵۳	۵۲	دل	۱۹۱	۹۲	شش
۵۷	حب دنیا	۱۵۴	۵۳	دنیا	۱۹۰	۹۳	شماره
۵۸	حب وطن	۱۵۵	۵۴	دنیای فانی	۲۲۳	۹۳	شجاعت
۵۹	حرص	۱۵۸	۵۵	دورانیشی	۲۲۰	۹۴	شرم
۶۰	خسب	۱۶۶	۵۶	دوست	۲۲۲	۹۵	شراب
۶۱	خسرت	۱۶۸	۵۷	دوستی	۲۲۵	۹۶	شکر
۶۲	خاکساری	۱۶۹	۵۸	دورنگی زمانه	۲۲۹	۹۷	شکایت زمانه
۶۳	خاموشی	۱۷۸	۵۹	دولت	۲۵۳		ص
۶۴	خلق	۱۸۰		سما		۹۸	صبر
۶۵	خوشی و غم	۱۸۳	۸۰	راستی	۲۶۳	۹۹	صفت
۶۶	خود غرضی	۱۸۷	۸۱	راضی برضا	۲۶۶	۱۰۰	صفایه باطن
۶۷	خوشامد	۱۸۸	۸۲	رزق	۲۶۹	۱۰۱	صلاح کل
۶۸	خوش مزاجی	۱۸۹	۸۳	ریج و غم	۲۷۰		ض
۶۹	خوف خدا		۸۴	ریاکاری	۲۷۹	۱۰۲	ضبط و تحمل
	د		۸۵	سخر	۲۸۱	۱۰۳	ضعف
			۸۶	زبان			ط
			۸۷	زندگی	۲۸۲	۱۰۴	طبع
			۸۸	سخت بات	۲۹۱	۱۰۵	ظ
			۸۹	سختی	۲۹۲	۱۰۶	ظواهر و باطن
				سختی	۲۹۷		ظلم
							ع

این نیز ملاحظه شود که به معنای دنیا ۱۲ - سکه نیز ملاحظه شود که به معنای زمانه ۱۲ - سکه نیز ملاحظه شود که به معنای زمانه ۱۲ - سکه



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۵۲۶	ملاقات	۱۴۶	ق	۳۳۳	ہجری	۱۰۸
۵۲۷	موزی	۱۴۷	قدرت خدا	۳۳۵	عبادت	۱۰۹
۵۲۸	موت	۱۴۸	قدر دانی	۳۳۷	ہجرت	۱۱۰
	ن	۱۴۹	نست	۳۵۰	عدم	۱۱۱
۵۲۹	ناموری	۱۵۰	ن	۳۵۲	عم	۱۱۲
۵۳۰	نامیدی	۱۵۱	ارز	۳۶۶	عمر نامدار	۱۱۳
۵۳۱	نام آلفاقی	۱۵۲	کنڈانی	۳۶۷	یہ	۱۱۴
	نام امار	۱۵۳	سماں	۳۶۸	عیش	۱۱۵
۵۳۲	نفاق	۱۵۴	سگ	۳۶۹	میب و ہنز	۱۱۶
۵۳۳	نفل و آمل	۱۵۵	گن	۳۷۰	غ	۱۱۷
	نیکی	۱۵۶	گوشت زنی	۳۷۱	غور	۱۱۸
	و	۱۵۷	کمر	۳۸۷	غصہ	۱۱۹
۵۳۴	وضع داری	۱۵۸	ل	۳۸۸	غفلت	۱۲۰
	وفا	۱۵۹	لڑکین	۴۰۰	غور و فکر	۱۲۱
۵۳۵	وقت	۱۶۰	ہ		ف	۱۲۲
	ھ	۱۶۱			فراق	۱۲۳
۵۳۶	بہ کئے راز و لے	۱۶۲	مصائب	۴۰۱	فضل خدا	۱۲۴
۵۳۷	ہمدردی	۱۶۳	مصیبت کی کوئی بھی نہیں	۴۰۲	فعل بد	۱۲۵
۵۳۸	ہمت	۱۶۴	مصیبت کے بعد رحمت	۴۰۳	فقر	۱۲۶
۵۳۹	ہوس	۱۶۵	معرفت	۴۰۴	فکر عقبہ	۱۲۷
	ی	۱۶۶	مفلسی	۴۰۵	فلک کج و تار	۱۲۸
۵۴۰	یاد خدا	۱۶۷	مکاری		فت	۱۲۹
۵۴۱	یاد رفتگان	۱۶۸				
	مست					

ردیف	تخلص	نام اصلی	نام پدر	ہائیں	یادگار	تذکرہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱	آصف	الطاف نواز صاحب	ہر بکس داس	سید یار	ایچ دیو	اسی صاحب نے مولک فتح صاحب پر پائش نوسہ نہر سے بجاں بہا در لعل مر لعلک صفاء نہاں لعل و نہر لعل و نہر لعل
۲	آرو	فتنی گوہر علیا صاحب		ہندو	تاقیہ بدینی	
۳	آمن	خواجہ حیدر علی مرحوم	خواجہ علی بخش	لکھنؤ	مصحفی	
۴	آشم	یو دہری محمد ابراہیم صاحب	"	"	تاق	
۵	آرام	تکرم امیر الدین صاحب	"	سورت	"	
۶	آراد	مولوی محمد حسن صاحب	مولوی باقر علی مرحوم	دہلی	ذوق	مغنیہ شمس نعم، مصنف آبجی شجرہ
۷	احسن	سید حسین صاحب	"		مالک	
۸	احمد	فتنی احمد علی صاحب	"	نارس	رحمت	دیکھو و ساقی محمد کو سلاست گوید سہ ۹ دھڑلہ دھڑلہ دھڑلہ دھڑلہ دھڑلہ
۹	احمدی	نواب غلام احمد خاں صاحب	"	لکھنؤ	رون	
۱۰	اختر	واجد علی شاہ مرحوم	احمد علی شاہ	"	امیر میانی	
۱۱	اختر	مولوی لطیف احمد صاحب	امیر احمد صاحب میانی	"	ظہیر	
۱۲	اختر	فتنی رمضان علی صاحب	"	سہارنپور	حسن	
۱۳	اختر	فتنی اختر حسین صاحب	"	بریلی	اسد	
۱۴	اختر	حکیم سید یوسف حسین صاحب	"	لکھنؤ	تاق	
۱۵	اختر	فتنی بی احمد صاحب	"	بریلی	وریر	
۱۶	اسرار	شیخ فدا علی صاحب	"	لکھنؤ	"	
۱۷	استغفر	مولوی محمد استغفر صاحب	"	مرٹھ	مصحفی	اس کی کتاب دو کی سہی و میری بہرہ دہر میں المطالعہ مطوعہ الدویشہ ۱۲۸۲ھ میں سال ۱۲۸۲ھ میں
۱۸	ایسر	نواب مظفر علی خاں مرحوم	سید مدد علی	لکھنؤ	"	
۱۹	اشرف	"	"	"	"	
۲۰	اتک	"	"	"	"	
۲۱	اتک	مر قطب الدین صاحب	سید سلیم الدین صاحب	دہلی	داغ	
۲۲	اشہری	"	"	"	"	
۲۳	اصغر	مولوی اصغر علی صاحب	"	گوالیار	تاق	
۲۴	اطہر	سید احمد علی صاحب	"	کامپور	انعام	
۲۵	احجاز	مولوی میرکرامت اللہ صاحب	سید غلام الدین صاحب	حیدرآباد	"	فارسی میں دونوں تخلص ہے ۱۲

فارسی میں رد و قبول تخلص ہے ۱۲۔

سلسلہ	تخلص	نام اصل	نام پدر	وطن	ناگرد	حکومت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۲۶	افسر	حکیم محمود حسین صاحب	-	سہسواں	تاق	منشی رحیم علی آباد ۱۲۵۵ھ میں بمقام لکھنؤ فوت ہوئے ۱۲
۲۷	افسر	مولوی عبد الباقی صاحب	-	گیا	کوثر	
۲۸	افسر	محمد ابراہیم صاحب	-	منشی	منش	
۲۹	افسوس	-	-	-	-	
۳۰	افسوس	عاقظ محمد یوسف صاحب	-	مارس	فائر	
۳۱	افسوس	مرزا محمد کاظم حسین صاحب	-	مراد آباد	-	
۳۲	افضل	سید فضل علی خان صاحب	اسر	لکھنؤ	امیر	
۳۳	اکہ	-	-	دامانور	-	
۳۴	اکہ	-	-	میرٹھ	-	
۳۵	اکہ	مولوی سداکبر حسین صاحب	-	الہ آباد	ومید	
۳۶	امانت	سید آغا حسن مرحوم	میر آغا رضوی	لکھنؤ	دلگھر	منشی ۱۲۵۵ھ میں بمقام لکھنؤ فوت ہوئے ۱۲
۳۷	امجد	منشی احمد علی صاحب	-	بنارس	رحم	
۳۸	امیر	منشی میر احمد صاحب	مولوی کریم محمد صاحب	لکھنؤ	امیر	
۳۹	امین	سید امین الدین حسن صاحب	-	میرٹھ	منش	
۴۰	انجم	مرزا آسمان شاہ	واحد علی شاہ	لکھنؤ	نظم	
۴۱	انجم	سی تہاں الدیجاں صاحب	-	گلکھ	تاق	
۴۲	اسا	سید اتا و اتھاں مرحوم	ہرات و اتھاں	دہلی	-	
۴۳	انور	سید امرو مرزا صاحب	سید جلال الدین حیدر	-	ذوق وغالب	
۴۴	انور	جہا بی صاحب	-	-	-	
۴۵	انیس	میر ہر علی صاحب	حضرت خلیق	لکھنؤ	خلیق	
۴۶	ارج	-	-	-	-	منشی ۱۲۹۱ھ میں بمقام لکھنؤ فوت ہوئے ۱۲
۴۷	بارق	مرزا مظہر حسین بیگ	-	-	دلخ	
۴۸	بادشاہ	قادر بادشاہ صاحب	-	مداس	-	
۴۹	باقی	راجہ گردھاری پرشاد	راجہ نہری پرشاد	جہا آباد	افی	
۵۰	بختاور	سکا ورسنگ	-	حلال آباد	-	
۵۱	بکر	میرا مداد علی مرحوم	شیخ امام حسن	لکھنؤ	ناسخ	
۵۲	بدر	مولوی بدلزماں صاحب	-	گلکھ	-	
۵۳	برتر	نادر علی صاحب	-	غاری پور	ظہیر	
۵۴	برق	مرزا محمد رضا مرحوم	مرزا کاظم علی	لکھنؤ	ناسخ	
۵۵	بشیر	سید شاہ محمد صاحب	-	دیوا	-	

ردیف	تخلص	نام اصلی	نام پدر	نام	تاریخ
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۵۶	محمین	عاسی عبدالحی صاحب		دع	
۵۷	یود	ایمان محمد حسن صاحب		نیم	
۵۸	محمود	مولوی عبدالحی صاحب		دع	
۵۹	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۶۰	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۶۱	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۶۲	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۶۳	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۶۴	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۶۵	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۶۶	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۶۷	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۶۸	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۶۹	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۷۰	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۷۱	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۷۲	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۷۳	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۷۴	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۷۵	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۷۶	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۷۷	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۷۸	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۷۹	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۸۰	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۸۱	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۸۲	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۸۳	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۸۴	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	
۸۵	محمود	مولوی بدیع الرحمن صاحب		دع	

نمبر	تخلص	نام امسلی	نام پدر	وطن	ناگرد	تفصیل
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۸۶	نور	مولوی محمد عمر صاحب	مولوی محمد و میاں صاحب	مگروں	جلال	
۸۷	جوسر				.	
۸۸	نور	نواب احمد حسن خان صاحب	.	.	.	
۸۹	جوسر	مشتی عداثت خان صاحب	محمد علی حکیم	مراد آباد	بیج	
۹۰	جوسر	محمد علی		دہلی	.	
۹۱	حاتم	نبی بخش ظہور الدین صاحب		بیلی بھیت	.	
۹۲	حافظ	قاسمی خلیل الدین صاحب		احمد نگر		
۹۳	حافظ	سید فتح محل صاحب		مہوپال	تماف	
۹۴	حافظ	مولوی الطاف حسن صاحب		بالی پٹ	غالب	الغالب شمس العلما
۹۵	حالی	سید فضل الرحمن صاحب	.	موہاں	سکیم	ادبیر رسالہ اردوئے معلیٰ
۹۶	حالی	مرزا جعفر علی	مرزا ابوالحیر	دہلی	دیوانہ و آکاش	
۹۷	حسن	سید غلام حسن	مرزا غلام حسن صاحب	"	صیا	
۹۸	حسن	محمد حسن خان صاحب		لوہارو	.	نادر علی تخلص ہے ۱۲
۹۹	حفیظ	حافظ محمد علی صاحب		جونیور	امیر	
۱۰۰	محمد	محمد علی صاحب	اسیر	لکھنؤ	اسیر	
۱۰۱	محمد	مولوی مبین الدین صاحب	.	بدلون	تماف	
۱۰۲	حیرت	محمد جان خان صاحب				
۱۰۳	خادم	مشتی عبدالکریم صاحب		ممئی	کھل	
۱۰۴	حافظ	سید طہر حسن		لکھنؤ	حلیل	
۱۰۵	حاکم	مشتی محمد افضل صاحب	مسی محمد جان صاحب	جیدر آباد		
۱۰۶	خاموش		.			
۱۰۷	خلیل	نواب ابراہیم علی خان صاحب	.	ٹونک	مصطفیٰ	
۱۰۸	خلیل	سیخ ابراہیم		لکھنؤ	آتش	
۱۰۹	جوریل					
۱۱۰	خیال	مولوی رماض حسن خان		مظفر پور	جلال	
۱۱۱	داغ	نواب مرزا خالص صاحب		دہلی	ذوق	صیغ الملک - جہاں اسناد - مبل ہندوستان ناظم یار جنگ - اسناد آصف حضور نظام - ۱۹۹۹ء میں برقام دہلی فوت ہو گیا
۱۱۲	درد	حضرت خواجہ مرصاحب	خواجہ ناصر صاحب عدلیہ	.	عدلیہ	
۱۱۳	ذکر	سیخ محمد رکب اللہ	.	.	.	

ردیف	محل	نام اصلی	نام پدر	محل	مآخذ
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱۱۵	دانی	منشی عبدالعزیز صاحب		دہلی	الحی
۱۱۶	دانی	محمد ہاشم صاحب		دہلی	الحی
۱۱۷	دوق	سیح محمد ابراہیم صاحب	سیح محمد رمضان	دہلی	الحی
۱۱۸	راح				
۱۱۹	راسخ	مولوی عبدالرحمن صاحب	حضرت فقیر صاحب	دہلی	فقیر
۱۲۰	راف	رؤف احمد خاندان صاحب		دہلی	آب کا امداد
۱۲۱	راکب	منشی محمد میر صاحب			
۱۲۲	رحمت	رحمت علی صاحب		لکھنؤ	رحمت
۱۲۳	رازق				
۱۲۴	رنجک	میرا وسط علی صاحب	میر سلیمان صاحب	لکھنؤ	ناسخ
۱۲۵	رضا	مولوی احمد رضا خاندان صاحب		دہلی	
۱۲۶	رضی	رضی الدین صاحب		مراد آباد	
۱۲۷	رحنا	سید محمد ہاشم صاحب		دہلی	نادر
۱۲۸	رمع	منشی اسماعیل داؤد صاحب		دہلی	امیر
۱۲۹	رمز	سید محمد صاحب		دہلی	امیر
۱۳۰	رند	نواب سید محمد خاں مرحوم	نواب غیاث الدین محمد خاں	لکھنؤ	آتش
۱۳۱	رنجنگ				
۱۳۲	رون	منشی محمود میاں		احمد نگر	منظور
۱۳۳	زکی	سید محمد زکریا صاحب		دہلی	طالب
۱۳۴	مالک	مرزا فرمان علی بیگ			
۱۳۵	مالک	سلطان محی الدین بادشاہ			
۱۳۶	سحر				
۱۳۷	سحر	سید محمد فخر الدین حبس		دہلی	غالب
۱۳۸	سراج	سراج الدین ماری			
۱۳۹	مرست	شاد عزیر الرحمن صاحب			
۱۴۰	مرور	حکیم سید سرور علی			فدر
۱۴۱	مرور	مرزا رجب علی بیگ	مرزا اصغر علی	لکھنؤ	دواکس
۱۴۲	مرور	غلام احمد خاں			
۱۴۳	سلطوت				
۱۴۴	سعید	منشی محمد سعید صاحب		کراچی	تحقیق

ردیف	کلمہ	نام اصلی	نام پدر	وطن	ساگرد	تفصیل
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱۴۵	سعد	سید سعادت علی		اکبر آباد		
۱۴۶	سفر	نواب مرزا ثقیل حسن خان صاحب	نواب میرزا عابدین خان صاحب	حیدر آباد	لطم	
۱۴۷	سبحو	مستی علام محمد صاحب	"	سورب	مومن	
۱۴۸	سودا	مرزا محمد رفیع مرحوم	مرزا محمد سعید	دہلی	حام	
۱۴۹	سوز	سید محمد میر مرحوم	میر ضیاء الدین	"	"	
۱۵۰	سند	سید حسن صاحب		ماس برلی		
۱۵۱	شاد	ہمارا احمد شکرش مرزا دہادر	راہہ ہری کس	حیدر آباد	آصف	یعنی السلطنت میکار و مدار المہام سابق سرکار علیہ آئی کی
۱۵۲	ساد	حاجی محمد صاحب	"	عمی	ککنا	لطم و سرمن نعد و تصدقات اردو دنیا میں شہور ہیں ۱۲
۱۵۳	تادان	ہمارا احمد جیند و لعل		حیدر آباد	نصہ	مدار المہام دکن
۱۵۴	شاطر	مستی محمد شعیب صاحب		بہمنی	ککنا	
۱۵۵	شاعر	آغا طہر علی سنگ صاحب		دہلی	داغ	
۱۵۶	ساحل	آغا مرزا مرحوم	"	"	"	برادر فصیح الملک داع مرحوم ۱۲
۱۵۷	شامل	حکیم علی محمد صاحب		عمی	تہاٹ	
۱۵۸	نما کر	سیطہ محمد العاد و صاحب		والہاڑی	"	
۱۵۹	شائق	مولوی سید بلال دین		بدایوں	افضل	
۱۶۰	سائق	حافظ الہی بخش				
۱۶۱	ترر	مولوی سید اسحاق حسن		مارہرو	وریہ	
۱۶۲	نرم	سمن السائیکم		"	"	
۱۶۳	شعلہ	"	"	"		
۱۶۴	شعق	حافظ علیم الدین صاحب		اکبر آباد	مخلص	
۱۶۵	شعق	سید حسن مریم	"	عماد پور	امیر	
۱۶۶	شمشاد	مولوی عبدالاحد صاحب		لکھنؤ	فلق	
۱۶۷	شمیم	میر حیات علی صاحب		حیدر آباد	مست	
۱۶۸	شوق	خود ہری مصطفیٰ حسن	"	"	تمام	
۱۶۹	شوق	نواب مرزا	"	دہلی	"	
۱۷۰	شوق	سدا شوق حسین	"	"	تلخیر	
۱۷۱	سہید	مولوی علام امام صاحب		الہ آباد	"	
۱۷۲	سہیدی	" کرامت علی صاحب	"	اکبر آباد	"	
۱۷۳	شیدا	سختی میرزا الدین خان صاحب	"	سورت	تاقب	رئیس سورت
۱۷۴	شیدا	"	"	"	"	

ردیف	مخلص	نام اصلی	نام پدر	وس	تاریخ	ملاحظات
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱۷۵	سیمه	لوات مصطفیٰ خاں	لوات مریم خاں	دہلی	۱۲۹۶	شہیدان قوم ہند
۱۷۶	سفینہ	مولوی کاظم حسن صاحب	اکبر	کراچی	۱۲۹۷	شہیدان قوم ہند
۱۷۸	مدار	مستی مدار علی	مد	مد	۱۲۹۸	شہیدان قوم ہند
۱۷۹	مداد	سرخ محمد نعمت صاحب	سمعی	مد	۱۲۹۹	شہیدان قوم ہند
۱۸۰	صادق					
۱۸۱	صبا	مہر و بر علی مرحوم	مہر سید علی	لکھنؤ	۱۲۹۹	شہیدان قوم ہند
۱۸۲	صبر	عبدالکریم خاں	دہلی	دہلی	۱۳۰۰	شہیدان قوم ہند
۱۸۳	صعبر					
۱۸۴	صولت	اکبر حسین صاحب	بریلی	بریلی	۱۳۰۱	شہیدان قوم ہند
۱۸۵	صولت	محمد افضل خاں	بہمنی	بہمنی	۱۳۰۲	شہیدان قوم ہند
۱۸۶	صدید					
۱۸۷	ضمیر	حافظ محمد رئیس	میرٹھ	میرٹھ	۱۳۰۳	شہیدان قوم ہند
۱۸۸	طالب	ونابک مراد صاحب	مارکس	مارکس	۱۳۰۴	شہیدان قوم ہند
۱۸۹	طاہر	مولوی طاہر علی	روح آباد	روح آباد	۱۳۰۵	شہیدان قوم ہند
۱۹۰	طاہر	محمد ابراہیم	لونہ	لونہ	۱۳۰۶	شہیدان قوم ہند
۱۹۱	ظفر	الوطن بہادر شاہ	آلہ شاہ	دہلی	۱۳۰۷	شہیدان قوم ہند
۱۹۲	ظہیر	طہیر الدین حسن صاحب	حلال الدین صاحب	دہلی	۱۳۰۸	شہیدان قوم ہند
۱۹۳	عاصم					
۱۹۴	عارف					
۱۹۵	عاشق	صاحبزادہ احمد سعید خاں صاحب				
۱۹۶	عاشق	محمد محمد الغفور				
۱۹۷	عاسم	مرزا والاہ بہادر				
۱۹۸	عاشق	سمیل الدین علی صاحب				
۱۹۹	عاشق	نذیر کمال صاحب				
۲۰۰	عاشق	اقبال حسین صاحب	نور الدین احمد	دہلی		
۲۰۱	عاصی					
۲۰۲	عافل					
۲۰۳	عالم					
۲۰۴	عالم	عالمگیر محمد خان صاحب	باز محمد خاں بہادر	جاوہر		



ردیف	شخصیت	نام اصلی	نام پدر	ملک	ساگرد	تألیف
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۲۰۶	معلم	ملک شاه	ملک واحد علی شاه	لکھنؤ	صفی	
۲۰۷	سر	مرزا محمد داری صاحب		مرلی		
۲۰۸	سر	سر فطیمہ العزیز خان بہا				
۲۰۹	عسقی	محمد علی، اللہ خان		بہا چھپو	طمانہ	
۲۱۰	عظم					
۲۱۱	علی	لو علی صاحب			آلہ	
۲۱۲	علی احمد	علی احمد صاحب				
۱۱۳	عمر حسن	عمری خادم علی				
۲۱۲	مامل					
۱۱۵	سالم	نواب مرزا نور احمد خان	عبد اللہ بنگ خان	دہلی		المخاطب بہ حکم الدولہ احمدی مجلس ص ۱۲
۲۱۶	عرفی					
۲۱۷	فدا					
۲۱۸	فرحان					
۲۱۹	فرح	حکیم عبدالجبار صاحب		دہلی		مالک بیچ بہادر و سلطان الاحرار ۱۲
۱۲	دو ح	سدا یہ حسن صاحب		لکھنؤ	فصاح	
۲۲۱	فقیر	مالو صاحب				مصنف روضہ النکاح
۲۲۲	قوی	محمد الدین صاحب				ادب کرمی سنگڑ لاہور
۲۲۳	فیض	حضرت فیض صاحب		حد رآباد		
۲۲۴	فاسم	مشتی فاسم علی		اورنگ آباد	کتبا	
۲۲۵	فانم	محمد قاسم الدین		ساحل	سودا	
۲۲۶	مول	الداد خان				
۲۲۷	فدر	سید غلام حسن صاحب	سید خلف علی	بلگرام	بحر و عالم	
۲۲۸	فرمان	سید فرمان حسن شاہ		اکبر آباد		
۲۲۹	قطب	قطب الدین	محمد ناصر الدین			
۲۳۰	فلق	خواجہ امدا تہ	خواجہ بہادر حسن	لکھنؤ	ورر	المخاطب بہ نواب آفتاب الدولہ ۱۲
۲۳۱	علی	حکیم مولا حسن		مریٹھ	موس	
۲۳۲	قمہ					
۲۳۳	قوان	ملا م محمد خاں		دہلی	شعبۃ	
۲۳۴	مبس					

ردیف	مخلص	نام اصلی	نام پدر	تاریخ	ملاحظات
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۲۳۵	کافی	مولوی کعبه علیخان صاحب	حسب بھلال	۱۰ آبان	
۲۳۶	کامل				
۲۳۷	کریه	سدا فحار عالم صاحب		۱۰ آبان	رسوال
۲۳۸	کمال	سید جہدی حسن صاحب		لکھنؤ	ملا
۲۳۹	کور	حکیم عابد علی صاحب		حیدرآباد	امیر
۲۴۰	کوثر				
۲۴۱	کیف	شیخ عالمکرم صاحب		لکھنؤ	اسد
۲۴۲	گوبا	فہر محمد حان		لکھنؤ	وریر
۲۴۳	لطف	لطف علی خاں		بریلی	.
۲۴۴	ماہ			.	.
۲۴۵	ماہر	سید جہدی حسین صاحب	.	لکھنؤ	اسد
۲۴۶	مخبر	میر جہدی حسین صاحب	.		
۲۴۷	مصوب	مصوب حسین صاحب	مولوی امداد علی خان صاحب	الٹا	داع
۲۴۸	محبوب	شیخ محبوب			
۲۴۹	محسن	مولوی محمد حسن صاحب		کاکری	
۲۵۰	محمود				
۲۵۱	محمود	مفتول احمد صاحب		کاکوری	
۲۵۲	مذاق	سید دلدار علی		بدایون	ذوق
۲۵۳	مرزا				
۲۵۴	مزید				
۲۵۵	مست	مولوی نواز علی صاحب		حیدرآباد	.
۲۵۶	مسکن	میاں مسکن صاحب		بھویال	
۲۵۷	مناسق		معصوم علی حضرت قلی		
۲۵۸	مصحف	سج علام ہمدانی		لکھنؤ	امانی
۲۵۹	مضطر	سید افتخار حسین صاحب		حیدرآباد	امیر
۲۶۰	مضطر			دہلی	
۲۶۱	منظہر	منظہر حسن		دھولانہ	رسوا
۲۶۲	منت	علام نخوت حان		دہلی	قول
۲۶۳	نسبی				
۲۶۴	مر	محمد اسماعیل		شکوه آباد	اشک

المحاطب بہ امتیاز الشعراء

سلسلہ	مخلص	نام اصلی	نام پدر	وطن	ساگر	تاریخ وفات
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۲۶	موصی	کاکا رستاد		لکھنؤ	سم	
۲۶	موس	حکیم موس حاکم مرحوم		دہلی	موسوں	
۲۶	موسس	میر لوات صاحب	حضر علی	لکھنؤ	حلق	
۲۶۱	مہتاب	مہتاب رائے صاحب			-	
۲۶۹	مہر	مرزا حامد علی بیگ	.	اکرا آباد	ماسح	
۲۷۰	مہر	مفتی سورج رائے صاحب		دہلی	-	
۲۷۱	میر	میر نئی مرحوم		خاں آرو	-	
۲۷۲	مشکش	سمس الحق صاحب			-	
۲۷۳	ماسح	سبح امام حسن مرحوم	سبح خدا محنت	لکھنؤ	-	۱۲۵۲ھ میں فوت ہوئے
۲۷۴	ناصر		.		-	
۲۷۵	ماطم	لوات یوسف علیاں	.	رامپور	عالت	فراروائے رامپور
۲۷۶	نرہت				-	
۲۷۷	نصاح	مولوی عبدالغفور صاحب		جھپور	حراب	
۲۷۸	نسم	لوات اصغر علیاں	لوات آغا علی خاں	دہلی	موس	۱۲۸۲ھ میں مقام لکھنؤ فوت ہوئے
۲۷۹	نسیم	یڈنٹ دماسکر	.	لکھنؤ	-	مصنف "گلارسم"
۲۸۰	نشاط				-	
۲۸۱	نصر	سرا نصر الدن	سرا عرب اللہ	دہلی	ماٹل	
۲۸۲	نظر	مفتی یوسف رائے صاحب		لکھنؤ	.	
۲۸۳	نظم	مولانا علی حیدر صاحب طرابلسی	سید مصطفیٰ حسن صاحب			مصنف شرح دیوان خاں خانی مائید عشقہ و عمرہ
۲۸۴	نظیر	مولوی ولی محمد صاحب	.	اکرا آباد		
۲۸۵	نسیس	میر جوشد علی	حضر اس	لکھنؤ	ابیر	
۲۸۶	نمود				-	
۲۸۷	لوات	لوات کلف علیاں	.	رامپور	امیر	فراروائے رامپور
۲۸۸	لوح	مسی محمد لوح		تارہ	دلخ	
۲۸۹	واسطی				-	
۲۹۰	وحاہت	وحاہت حسین صاحب	.	جھپانہ	دلخ	
۲۹۱	وجد	علامہ غوث صاحب	.	مدالوں	مدانی	
۲۹۲	وحتت	مولوی رضا علی صاحب	.	سکلتہ	-	
۲۹۳	وحتی		.		-	
۲۹۴	وریہ	خواجہ محمد وریہ	خواجہ محمد فقر	لکھنؤ	ماسح	۱۲۷۲ھ میں فوت ہوئے

کتاب	تخلص	نام اصلی	نام پدر	نوع	نوع
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۲۹۵	ورور	سیح ورور	-	-	-
۲۹۶	وسم	-	-	-	-
۲۹۷	وفار	-	-	-	-
۲۹۸	وہی	نتی ہی برتنا دتا	-	-	-
۲۹۹	ہدایت	مولوی ہدایت رسول	-	-	-
۳۰۰	ہرچند	-	-	-	-
۳۰۱	ہزیر	مراچھوہ برعلوں سار	و مدعی ماموہ	-	-
۳۰۲	ہدم	رائے گلالت سسل	-	-	-
۳۰۳	ہوس	-	-	-	-
۳۰۴	ہوش	-	-	-	-
۳۰۵	یکنا	منی منج محمد صاحب	-	مرایور	مرایور
۳۰۶	یکنا	شاہ و مدالین صاحب	-	ہما	ہما
۳۰۷	یم	منی فیض الدین احمد صاحب	-	لاہور	لاہور

# فہرست شعرا و کلام و سبک و اختصار و کتب و غیرہم انتہا کیا گیا

<p>مقدور مدار مدب مسبح مسلم مسرقي منصور مصطر معصوم مفتون مقول ممول موع موس</p>	<p>(س) ساحر سجاد سحابت سرور سرو سرتار سعادت سلام سلیمان سہیل سیر سیمی</p>	<p>(الف) آر احد احمد احقر آکر آرم سد آرل آسمان آسلم آسمی آسد صف الدولہ آفا آفاق آقال اکمل آر آہ انہر۔</p>
<p>(ن) نار نار نامی ناستاد ندر نرا احمد نسر نصرت نعیم نصیر نور نور نثار نیر نرنگ۔</p>	<p>(م) نماہ نروانی سوکت شہید شہر سہر سہر۔</p>	<p>(ب) ماقی مازع ماسط مخاور ملک مہم نرمی نرم ملاغ بہار سال مہار۔</p>
<p>(و) واصل وارب واقف واہ واحد واصف وضاح وفا ولی وہی۔</p>	<p>(ص) صسط ضا۔ (ط) طہور۔</p>	<p>(ب) ماسح۔ (ت) تجلی نرحم تلی نوحی بہور۔ (ث) تہابت</p>
<p>(ھ) بہر ہمایوں ہنر۔</p>	<p>(ع) عادل عوس عوسی عسری عسقی عسبر عسبی عید۔</p>	<p>(ج) عمری عسری عسمر علی حلالی حمل عوبہ ی عوگی۔</p>
<p>(ی) نصیر یوسف</p>	<p>(ع) عرب عریق علام حیلانی عی۔ (ف) فاروق فائر قاهر قرح فصاح فصیح قصہ فلک</p>	<p>(ح) حکمت (ح) حامد حشیم حق ما حکم حدر۔ (ح) حاجہ دل محمد</p>
<p>سید</p>	<p>(ف) فادر قدرت قدیر ظلم قتر قوس (ک) کاتف۔</p>	<p>(د) داور دہر دستگیر دل دلاور۔ (گ) راستی رار رحمت رسید رحم رحمت رفیق رنجور رنگ بہر رامص</p>
<p>زور</p>	<p>(ل) لائی۔ (م) مس محروج محمور محتر محوی محمور</p>	<p>(ما) زور</p>

# تقریظ

## شمس العلماء ڈاکٹر سید علی مرحوم بلگرامی ام۔ ا۔ ڈی۔ لٹ۔ بی۔ اے۔

یہ ایک نئی طرز کا مجموعہ اشعار اردو ہے یعنی جذباتِ روحانی، واقعاتِ دنیوی، خصائصِ انسانی اور کل وید چیزیں جو انسان اور انسانی زندگی سے وابستہ ہیں اور جن کو شعراءِ اردو نے ابتدائے شاعری سے آج تک باندھا ہے ان کی نثری قرار دیکر ہر ایک مضمون کے متعلق عمدہ اور منتخب اشعار جمع کیے گئے ہیں۔ یہ نہ صرف جدید خیال ہے بلکہ یہ مجموعہ نہایت درجہ مفید بھی ہے۔ زمانہ قدیم میں جبکہ ہمارے ملک کی تعلیم صرف مشرقی علوم تک محدود تھی ہر تعلیم یافتہ شخص اپنی ابتدائے عمر میں ہر مضمون کے سیکڑوں اور ہزاروں شعریاد کیا کرتا تھا۔ اور موقع پر ان اشعار کو پڑھ کر اپنی خوش تعلیمی کا ثبوت دیتا تھا۔ اسی وجہ سے عربوں اور دوسری مشرقی اقوام میں علمِ محاضرات ایک اہم علم تھا اور اس کی خاص طرح پر تعلیم ہوا کرتی تھی اور امراء اور سلاطین کی صحبت میں ایسے اشخاص کثرت سے ہوا کرتے تھے اور ان کی بے انتہا قدر و منزلت ہوا کرتی تھی لیکن موجودہ زمانے میں دائرہ تعلیم اس درجہ وسیع ہو گیا ہے اور نہ صرف علوم جدیدہ سے واقفیت لازم ہو گئی ہے بلکہ کئی اہلِ سنہ غربیہ کا جاننا بھی ضروری سمجھا گیا ہے۔ اس لیے جو توجہ ہم پہلے اپنی ماویٰ زبان کے کلام کی طرف کر سکتے تھے وہ اب محال ہو گئی ہے اور ہر اس قسم کے مجموعہ کے جیسا کہ دُعا عائد ہے ایک عمومی تعلیم یافتہ آدمی کو اپنی ماویٰ زبان کی شاعری سے واقفیت بھی ناممکن ہے۔ نہ تو اس کلام کے مطالعے کا وقت ہی ملتا ہے نہ ان شعرا کے کلام ہی عالمِ علم ہر شخص کو مل سکتے ہیں۔ پس ایسے زمانے میں اس قسم کے مجموعہ کا جمع کر دینا گواہِ قوم پر اور زبان پر احسان اور کلام کو گمنامی سے بچالینا ہے۔ زیادہ تر قدر کی یہ بات ہے کہ اس مجموعہ کے مؤلف امراء اور راجگانِ دکن میں سے ایک امیر ہیں جن کا خاندان ہمیشہ بہادری اور سیف زنی میں مشہور و ممتاز رہا ہے۔ اس دورانِ عالی کے موجودہ قائم مقام جناب راجہ راجہ جیسو ر راؤ بہادر نے یہ بات ثابت کر دی کہ جیسا ان کا خاندان میدانِ جنگ میں سر برآوردہ رہا ہے ویسا ہی تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی وہ فخر دکن ہیں۔ ہم راجہ صاحب کے تہ دل سے مشکور ہیں کہ انہوں نے زورِ قلم سے ملکِ سخن کو ویسا ہی مستحضر کیا ہے جیسا کہ ان کے آبا و اجداد نے زورِ شمشیر سے سرزمینِ دکن کو مستحضر کیا تھا فقط ۱۴۱۸ھ امرداد ۱۸۳۷ء

سید علی بلگرامی

# تقریظ

مولانا مولوی محمد عبدالحکیم مرحوم شہر (مشہور ناوسٹ)

جلد دو لہتمند اور عالی مرتبہ ہندو مصنفین اردو میں راجہ راجیو راؤ صاحب اصغر کو ایک خصوصیت حاصل ہے جس کے اعتبار سے وہ بہت کچھ تحسین و آفریں کے مستحق ہیں۔ اردو پبلک میں وہ نئے نہیں ہیں کہ ہمیں تعارف کی ضرورت ہو کیونکہ ان کی کتب 'نجم اللغات' 'افسر اللغات' 'قران السعدین' اور محبوب الاخلاق وغیرہ نے انہیں بہت کچھ شہرت دے رکھی ہے۔

فی الحال انھوں نے ایک نئی اور بہت بڑی ضخیم کتاب تالیف فرمائی ہے جو قابل قدر ہے۔ اس کی تالیف میں ان کو مدتوں دواوین اور کتب نظم اردو کی ورق گردانی کرنی پڑی ہوگی کیونکہ انھوں نے کچھ اوپر (۱۶۳) سبجکٹ جو اخلاق و جذبات، مذہب و فلسفہ، شاعری و مضمون آفرینی سے تعلق رکھتے ہیں بہ ترتیب حروف تہجی جمع کر دیے ہیں اور ہر ایک کے متعلق مسند شعرائے اردو کے جتنے اشعار مل سکے ہیں ان کو اس سبجکٹ کے تحت میں جمع کر دیا ہے۔

فارسی میں اس نوعیت کی ایک کتاب بنام "گلستانِ مسرت" مرتب کی گئی تھی جس میں بہت سے شاعرانہ سبجکٹ قائم کیے گئے تھے اور ان کے تحت میں اساتذہ نظم فارسی کے مشہور اور ممتاز اول انعار جمع کر دیے گئے تھے۔ مگر اردو میں یہ پہلی کوشش ہے اور گلستانِ مسرت کے مقابلہ میں بہت زیادہ مستوعب و مکمل ہے جس کا نام راجہ صاحب نے **نجم اللغات** رکھا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ راجہ صاحب کی یہ کوشش اردو کی دنیا میں نہایت مقبول ہوگی اور جو لوگ اردو میں رنگین عبارت لکھنے کا شوق رکھتے ہوں گے ان کو اس وسیع ذخیرہ سے بہت مدد ملے گی۔ میں راجہ صاحب کو ان کی اس مفید اور عام پسند کوشش پر مبارکباد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اسے چھپو کے شائع کرینگے۔

محمد عبدالحکیم شہر  
اڈیسر و لکھنؤ  
۳۰۔ خور واد

# تقریر

ناظم نیشانی اشیر با کمال مولوی حفیظ جلیل حسن صبا المصطفیٰ بنو ابی حنیفہ جناب جلیل

جانشین حضرت امیر نیشانی مرحوم

یہ مجموعہ اشعار کیا ہے؟ انسانی جذبات و خیالات کا ایک ہمایت روشن آئینہ، اخلاق کا معلم، تہذیب کا مشعر، نیکی اور بھلائی کا رہنما ہے، کہیں تدبیر منزل کا وعظ ہے اور کہیں ساسن بدن کی تعلیم ہے، غرض کہ اس مجموعہ کا مطالعہ نہایت دلچسپ، فرحت بخش، نشاط آگین ہے کیوں نہ ہو شعرائے ہند کی جلالی طبع کے بوقلموں خیالات میں رنگارنگ پھول گلستان سخن کے ہیں جن کی شادابی اور خوشبو سے دماغ معطر ہوتا ہے۔

اس پیش بہا مجموعہ اشعار کے مرتب جناب راجہ راجیسور راؤ صاحب بہادر صاحب امرائے ملک کی چیدہ جماعت کے لیے نیرِ رشتاں میں جنھوں نے علمی خدمات کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے اور دماغی محنت کے نتائج سے ملک فہم اور زبان پر احسان کرتے ہیں۔ اس مجموعہ اشعار کو ایک جگہ جمع کر کے تحفیت میں انھوں نے بڑا کام کیا ہے۔ یعنی ایک طرف تو پڑھے لکھے لوگوں کے مطالعہ کا سامان مہیا کیا ہے دوسری طرف شعرائے اردو کی قدر افزائی کی ہے کہ ان کے اشعار انتخاب کر کے ملک میں ایک جدید حیثیت سے پیش کیا ہے۔ تیسری طرف انھوں نے یہ بڑا احسان کیا کہ اس عام اہتمام کو اٹھا دیا کہ ہمارے ملک کے شعرا کا کلام قابل مطالعہ نہیں۔ اس میں سوا معمولی باتوں، عشق و محبت کی حکایتوں کے کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن اب اس ضخیم مجموعہ کو دیکھ کر کون ہمارے شعرا کو ایسا الزام دے سکتا ہے اور کس کی مجال ہے کہ ان کی فہمہ سخنوں پر حرف لائے۔

راجہ صاحب مدوح نے اس مجموعہ کی تالیف سے ہمارے خیال میں ایک نفس کتاب کا اضافہ کیا ہے جو بہت جلد پبلک کے قبولیت عامہ کی سند حاصل کرے گی۔ اس کی خوبیوں اور فائدوں کا ذکر اس مقام پر بے کار ہے۔ بہتر ہے کہ لوگ دیباچہ کے صفحات میں خود مؤلف کی زبان سے سنیں اور ان کی محنت و جستجو کی داد دیں۔ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ایک معقول مدت اس کتاب کی ترتیب میں صرف ہوئی ہے۔ اس میں شک ہی کیا ہے۔ ایسے ضخیم مجموعہ کی تالیف کچھ ایک دو دن کا کام نہیں ہے۔ اور پھر اشعار کا انتخاب جس نہج پر کیا گیا ہے وہ مؤلف کے مذاق سلیم پر ایک عین روشنی ڈالتا ہے فقط ۲۶ مارچ ۱۹۰۹ء

جلیل حسن جلیل



# تقریر

مولانا مولوی عیسیٰ حیدر (المخاطبہ نواجید یا جنگ) نظم طباطبائی لکھنوی  
عربی پرفیسر نظام کلج سرکار عالی

کتاب نخبہ عنادل راجہ راجیسور راوی بہادر آصغر دکن کے ایک امیر ذی توقیر کی تالیف ہے  
شعراے غزل گو کے کلام سے احسنانی اشعار ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کیے ہیں۔ اور غزل اصناف نظم میں سے  
ایک سہ صنف ہے جسے مکالمے نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ ”غزل کا جزو اعظم یہ ہے کہ شاعر آنکھ بند کر کے  
اپنے جوش طبع کو ظاہر کر دے۔“ اردو کہنے والے شعراء بھی ایسا ہی کیا کرتے ہیں لیکن زیادہ تر جوش طبع ان کو کسی  
منظر حسن یا معشوق حسین ہی کے دیکھنے سے ہوتا ہے۔ اور جدھر یہ جوش طبع ان شعرا کو لے جاتا اُدھر یہ  
بتے مائل چلے جاتے ہیں۔ حاصل یہ کہ اردو کی غزلوں میں جن عشق، بہار خزاں اور شراب کباب کا ذکر اکثر ہوتا ہے۔  
یہ صنف نظم اخلاقی مضامین کیلئے نہیں وضع ہوئی ہے ہاں کبھی زمین غزل یعنی اس کا قافیہ اور ردیف ایسی ہوتی ہے  
کہ اس میں اتفاق سے ایک آدھ شعر اخلاقی بھی نکل آتا ہے۔ یہ حال تو غزل کا ہے اس میں سے اس قدر کثرت سے  
اخلاقی شعر نکالنا راجہ صاحب ہی کا کام تھا۔ غرض کہ یہ کتاب ان کی قابل داد ولایت صاویر ہے۔ ایسی کتابوں  
کی ملک کو بہت ضرورت ہے۔ نشر میں اس کتاب کے اشعار کا صرف کرمانتر کئے حسن کو دو بالا کر دے گا۔  
اور اس کا مطالعہ شعراء کو شعر کے مختلف میدان دکھائیگا اردو کی نظم ہو کہ نثر دونوں کو اس کتاب سے فائدہ  
پہنچے گا۔ اور کچھ عجب نہیں کہ اردو کی شاعری پر جو ایک بڑا الزام ہے کہ غزل کے سوا اور کسی صنف شعر کی طرف  
یہ لوگ توجہ نہیں کرتے۔ اس کتاب کا مطالعہ اس الزام کو دفع کر دے۔ اور ہر باب میں مضامین کا ذخیرہ  
دیکھ کر محض ایک ہی باب میں کبھی کبھی طبع آزمائی کرنے کا ذوق اردو کہنے والوں کو پیدا ہو جائے فقط

۲۶ جولائی ۱۹۰۹ء

علی حیدر طباطبائی لکھنوی

[illegible]

<p>خدا جانے خدا جانے کہ کس کے حوصلے توڑے دل تیرے کو ابیں جسے کوئی چاہی نہ تیرے کو خوف و شرم سے تڑپا کر کے مارا کے اس کے دل میں لا کھولا وہاں شرم و خجالت رہا کچھ دیکھنا کچھ سمجھنا وہ اک وجود کہ خود ہی معجزہ دل کیا ہے غفل کو کہ بوزی معجزہ جو اگر تو ہی تو ہے اور کس سے کس کا وہ عیاں ہے اول سے آخر میں جو مختار افعال خود ہیں و کبر کہ جو خدا میں کام و سر ہے جو اپنے غل ہوا خدا عز و جل کس ناب و حوصلے خدا سے وہ جسے کہے جو جو خدا سے ہر شے میں لکھی ہوئی ہے قدرت کا تیری ہر شے میں ہے کوئی</p>	<p>ہر ایک طرف کرم سے لہا لہا جو و مسد آواز ہوا کو بھی حاسہ مور سے لوتھلی و دلی فی نہ غم نہ ہر میل میں ہر رنگ میں جو تھوڑے سی لی کام کی ہے تو خدا کی تو مو خدا ہے دوست مدد کا تو خدا سے لیا ہوا حمد ہے خدا اس حمد سے پاک کہ حاک کو یورور سرور کیا دل رات جہر و مد سار و تن ہے لورہ ہے سرو اور میں میں سرہن و لہر میں مستاق دل ہے میرا تو کب طبع کا جاناں رور زمیں ہے پایا سرور فلک ہے کھانا اسے حامی و عالم کہا ہے سہتہ کو علم وہ کون جگہ ہے کہ ہنس و ان تہا حسن میں ماحر رہ گئے ہیں و ملک و اما سب کی معین و ماور و حامی ہے ذات پاک جو جہ نہ ہاں لی حاد سہتی لہر معص ہر حیر ماد اس کی سب کو دلار ہی ہے معبد کی قید کیا ہے ہر جا ہے اس کا جلوہ کس رہاں سے کروں صفات خدا ہے وہ مستمع جمیع صفات وہی اول میں ہے وہی آخر کوئی حاسہ جس جگہ وہ ہنس منکشف اس کی کیا حقیقت ہو نمایا تو ہے قدرت سے ملک کو اور ان کا معر ہوں رور ارل سے میں تیری قدرت کا سنا ہے شور جو عالم میں تیری رحمت کا ستر کے واسطے کیس اعلیٰ ہمیں کیا کیا تو چاہے تو اک آن میں دے رتبہ تہی کہنا رہاں سے حالت دل کیا ضرور ہے تجربے گل سے جلوہ ہے نمایاں تیری صحت کا خوشتید درختاں میں صلیک تیری ہے ہیں کون و مکان نور سے تیرے معمور</p>	<p>اس سے ہنس کوئی خود راں قدرت کا ماسا ہے ہر شے کا ہے نہ رہا اب سے میں خود راں قالبہ ہے نہ محمول ہو کھر ار خدا دوست کی ہے ابھی میں ہوا کا فصل او میں ہے نہ اخلاص لیا ہوا نہ راماں میں ہے صاحب کو نظرہ یا حسیں کو دریا کی موسے کہے ہے مطہر ہے کوہ طور نہ حارہ کل جس میں رنگ ہو ہے ایک دل اگر حلد سحر و سار اماں حب آہا اس میں عالم سادہ ہے نہ لو کول و مکان کا وصف انہا لہر کے مفرد و مرکب انسان کا نرنا ہے کون چرخ سے ادا کی اس کے سوا کسی نہ گہ ہیں ہر نہ ناں الی الی الی الی الی الی الی میں کیا تاؤں ہم کو کیا ہے اس کا جلوہ نمایا شریکے کینہ ذات خدا لائق محمد ہے اسی لی الی وہی باطن میں ہے وہی ظاہر چاہئے ہے نگاہ و حدت میں وہی دیکھے جسے نصیب ہو میاں ہم سے تری اس شان قدرت ہو کہ کرم نہ کیوں ہو و رد مجھے کھڑا بہادری امید و ارسہ ہر ترکہ اس کا لوں میں سکر ادا کوئی حمایت کا مدوں سے بیاں ہو نہ سے خود و سما کا اللہ تو علم دست الصدور سے لطافت کا دیا حامد اسے اسکو زاکت کا اور گوہر لامع میں الگ تیری ہے ہر درہ تاباں میں چمک تیری ہے</p>
---	--	--

لوئی سرباب تیرا یا رب ہمیں جہاں میں ریک لطر کا جس حاکم گز رہیں ہے یہ سمول یہ سگومے یہ مہد ان رحمت ہے کرم سے قائم ہے یہ حیات عالم کلتس میں ہر تہج پر قہمی کی ہے یہ کو کو سوسو حکماں ہیں اک اک ادا میں نیری مکس میں ہے نذارت گل میں تری ادلہ ہے ہر رفت و بلدی ہے تیرے آگے بستی بول ضبا بخش دو عالم اس کی یحیائی ہوئی کوئی حکمت سے نہیں مالی ہے طلب ہو کہ نو خود کر کیجئے کھ اے ظہر تو ذکر حد ہتار اے لہنتہ کر کہ راہ حمد ہے عاطل اگر ہے بومدہ کو خوف کما نیرے سوا ہیں ہے کوئی مردے خدا نوسب جگہ ہے سب سے رالاتر مقام تو چاہئے جسے اُسے بھر کھ نہ چاہئے شاہان دہر کو ہے نمنائے پائے نوس ناباں ہے نیرے واسطے زیبا کھی کو ہے حب نہیں خمد سا کوئی خالق کوئی رارفی و کمر بہ مدیل و بے طیر و بے مثال نودہ بڑا کہ ہیں حد تری بڑائی کی کیا تاں ہے اللہ تری تان کے قربان جہیں وراثی لارم ہے تو واجب عجز و راری ہے اداجب حمد کا حق ہونے لے عاتق رسولوں سے کسی گھر سے ملے مانگے نہ اسکو صیکے باس تجھ سے سب اور کو کسی سے نہیں گو طاقت بیانہ عاتق کو ہے عطا اللہ سے مرتبہ ترے عجز و جلال کا کیا شکر ہو ادا کرم دو اللہ لال کا غایت نہ اندا کی ہے نے انتہا کی حد ایدا زہ سے یرے محی وہ نوبی نو ہے آک دیکھا کہ تاب حضرت موسے نہ لاسکے کتنی زراخ نعمت و بخشش ہے بے حساب	نہنگیاں ہیں بری دنیا کے گلساں میں صنعت گری کا تیری راز ہاں وہیں ہے کتیم عدم سے تو نے اس کو کیا ہے پیدا رینگیں ہے ترے سب کا ثبات عالم عظمت کا میری جلوہ آما نظر ہے ہر سو اہل خود ہیں حیراں مدح و ماس تیری ہر مربع خوش واکے لب برری تا ہے کہا حمد میری لکھے کہا قسط کی ہے ہستی جیسے دو آنکھوں کو کافی ایک میانی ہوئی رات دن دکھا ہے میں نے اتھام شد کا لبیر اس کے ہیں ماتیں مام بیودہ یہ صلا ہے یاؤں حامل عرس عظم کا خالو وہ روح کا ہے وہ صالح بدل کا ہے نچھ میں ہیں ہے کام تبرک و تہم کا حاضر جہاں خیال عقیل و فہیم کا مل حائے نو فو فخر ہے میر و کلیم کا اللہ سے مرتبہ سے در کے مقیم کا اللہ سے مرتبہ سے عود و غود کا آسانہ کو نکہ حوڑوں تجھ سے شاہتاہ کا اک حدائے لم یزل کی ذات ہے نودہ حداکہ ہیں انتہا حدائی کی فقر سے سروں ہے تو تحریر سے باہر حکائے مفرط اینا کہ لکھنی حمداری ہے رباں میں کب یہ لطافت ہے حقیقت کیا ہماری ہے بھرے سائل ترے در سے حوائے باب کرم غالی یہ فقط تیری سناں ہے گویا وصف خدا میں اسکی بھی گویا زباں ہیں انس و ملک کو عجز ہے جس کے معالی کا خالی ہیں رہا کھی کا سہ سوال کا عاجز سچی ہیں اک تو ہی واقف ہر حال کا امکان دم رد نہیں رہم و حال کا وہ دبدبہ جلال کا یہ لو حال کا کتنا وسیع فیض ہے جو دونوں کا	حد باری جس نے کہ نام پاک لیا پاک ہو گیا مرات دل معا ہوا اس کے شہ مال کا مجھے کے لئے انسان کو تعمیر لارم ہے اگر دیجئے تو ہے ہر چیز سے جلوہ عیاں نرا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض جاری اس واسطے ہے جس میں گل وصف تو کرتے ہیں دل رات میں نغمے ہیں تری حمد کے گل و بنر سب خلیان ویری و در و ملک میں و چین میں تیرا علم بڑ ہے جس جنت کے چین میں وہ ذات پاک واحد ہے نہیں نانی کوئی اسکا بوخار و تری جس نے کیا دعوتے حدائی کا دونوں جہاں سے ذات تری بے نیاز ہے ان بے نیاز یوں یہ تو بندہ نوار ہے نہ ہم ہیں اور نہ ہیں و نہسار باقی ہے تری ہی ذات فقط کہ کار باقی ہے عنی خدا سے زیادہ میں جس قدر مانجوں وہ دیکھا اس سے زیادہ میں جس قدر مانجوں وہی اول ہے وہی سب سے عزیز آخر ہے زندہ سے کوئی پیچھے نہ خدا سے کوئی پہلے چا ازل و
--	--	---

[illegible]

قدر	<p>خدا باری معلوم ہے آغا زارہ انعام خدا کا آگے جو بڑے کوئی تو عجز نام خدا کا پایا جو کرم لوٹ بڑی ساری خدائی اندر ہی نفس ہے کیا عالم خدا کا خال ہیں حکمت سے کبھی کیا جان چہ نسلست مبرہراک کام خدا کا در وصل میں بوجانی ہیں اس فصل کی تیری مٹ جانا ہے ارغم کا انعام خدا کا چہ خاندان منظر ابوار الہی یہ دیدہ دل ہے کردار و نام خدا کا جب نام سنو اس کا ہو اکرام خدا کا تعلیم کرو فوض ہے اکرام خدا کا سب کر کہا کہتے ہیں جن وقت اس و ش و شرات اور درود و نام خدا کا ہر بار گدربائے فرشتوں کی گواہی تو نام رہا کر سحر و شام خدا کا حالت کی کی آبادی ہے اس کی ذات آپ اور رفت نبیج استغفار فصل ہے خدا و درود و نام خدا کا عبدالاک نہ اک صورت سے کجا یاد کرنا گرم و تر</p>	<p>خالی ار حکمت نہیں ہے کوئی کام خدا کا کارا نماں میں ہے جملہ اسنام خدا کا ذره ذره سے عجاں ہے اختتام خدا کا حاجتا ہے اور نہیں کوئی مقام خدا کا ہے مرے کاموں میں قاتل انتظام خدا کا اے قدامد ہے تو اک احکم الحکام کا کجا کوئی جلسے نتیجہ کیا ہے اس کے کام کا مجرد کس طرح سمجھوں مفر کا رخ حرم تیرا اسجام سہل ہے مرے دشوار کام کا حافظ مگر خدا ہے رے حال و مال کا کچھ ہیں سب معاملے بکا ہے کام تیرا ہر وقت ہر بشر ہے خدا کی نیاہ میں تو بادشاہ کردے گدا کو اک آں میں خدا کے جلوہ عظمت کو دکھ خدا یا داویر روز جزا تو کہ تو ہی یا لنے والا ہے سب کا رہیں تیری فلک نیرا بستر تیرے جہاں تیرا دلوں میں یاد تیری اور رمانوں ریاں تیرا الہی سجدہ گاہ انس و جن ہے آستان تیرا جس کا پتا تیرا ہے حسی سے مدح و انرا ادھر تیرا دھڑک رہا ہے نہرا وہاں تیرا بھرا کرتے تھے دم مٹے بھی لے جاں جہاں تیرا رمانوں پر عنادل کی جہیں میں ہے جاں تیرا نہ آپ بحر میں بھی چھپ سکا سوز نہاں تیرا سہارا ڈھونڈتا ہے ہر فوی و نا نواں تیرا کلیم اللہ نے جلوہ بجلا دیکھا کہاں تیرا نہ تمہیک کر جو سلائی مجھے رحمت تیری میری فصاحت ہو لے دوست وہ عادت تیری اے قدر تم نے حال سنا ہے حلیل کا پانی پیئے ہوئے ہیں یہ سب ایک جھیل کا مگر پایا ہے کتنی جستجو سے تیرا جلوہ دیکھی ہے ہر طرف ہر سو نگاہ</p>	<p>دیا ہے ہے تھک کر طرب و باس ایام کی ہے غلط فہمی تری نسبت مذاہب و سبقت سب ظہور قدرت حق ہے جلوس کا ثبات گو حیاں ہے پر نہاں ہے اور نہیں پوشیدہ بھی فکر کچھ مجھ کو تردد گاہ دنیا میں ہیں کیا بچے دروازہ حکام دنیا سے غرض خوب کو ناخوب اور ناخوب کو کرے وہ خوب خلا میں اور طایں کوئی جا تھکے نہیں خالی یار خیال ہے تجھے تیرے غلام کا ادب نسہ ناروا ہے کسی اخلاص کا خدا یا نری مثال نہ کر لئے ہیں سب سندے جہاں ہے مام تیرا کنا جہاں میں طہل حاست و سب سے کس کو محال دہل ہے کچھ تیری شان میں عجاں ہے ذره ذره سے تجلی خدا با مالک ہر دوسرا تو بہر صورت تجھے ہے حمد زریا قدم تیرا عدم تیرا مکان و لامکان تیرا کہیں تیرا تو کہاں تیرا کہیں جلوہ عجاں تیرا سے ہے سرمد جیم ہر وہ کا خاک در تیری مدا آئی ہیں یہ جنتس باد بہاری سے را دور رخ نری جنت ترا دیں اور تری نیا بڑا کرنے تھے کلمہ حسن کا برے کلیم اللہ جنگتی ہے گلوں سے نیکے سنم یاد اگر تیری لب دریا پہ نکلے آبلے سکر حساب آخر مصیبت میں تجھے مور سلیمان باد کرتے ہیں سہر طور آکے بیہوشی لے اچھی پردہ داری کی خوب محشر سے لحد میں بھی نہ لگتی مری آکھ نہ کوئی مجھ سا گہگار نہ تجھ سا ہے رحم دشمن اگر قوی ست نگہباں قوی ترست میراب ایسے فیض سے ہیں جلدی جہاں رگ گردن سے گو نزدیک نہ ہے آکھ کہلتے ہی کلا مضمون وجہ اللہ کا</p>
-----	---	---	--

<p>۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰</p>	<p>۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰</p>	<p>۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰</p>	<p>۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰</p>
--	--	--	--

دجا ہے کرے وہ لو اسے من مالک ہے	بدہ کی خدا سے تو زہار ہنس چلتی	معصی
کس کی محال جو کوئی مانی ہوا سے کرم	یہاں ہزار لطف ہں میرے غلاب میں	محب
رحمت کا نری کو سی جاد حل نہیں ہے	نمرود کی آتش میں بھی گلزار ہے تیرا	میکش
کس محمد سے کروں میں حمد نیری	اس محمد سے نہیں رمان میری	"
ہر طرح سے بے سار ہے تو	مضود ہے کار ساز ہے تو	"
تو جب تھا یہاں یہ کچھ نہیں محام	اب جو ہے یہ سب ظہور تیرا	"
کی تو نے جو زلف کون ترہم	اک نار میں مادہ ہا سارا عالم	"
پھیلائے ہیں تو نے بے بہا دُر	کل ارض و سما ہے نور سے دُر	"
ہر قسم میں جان گورواں ہے	یر تیرا مکان لا مکان ہے	"
بندگی اور حدائی کے سبب	عجز محمد میں ہے عاجز میں ہے	"
گر جائے وہ نظر سے جسے تو اُمار دے	اس کو کائنات سے کون سے رسا دے	"
ہر درہ کہ رہا ہے را وصف حال سے	نچھ تنگ گو عطف ہنس میری رماں ہے حاصل	"
بیاں کیا وصف ہووے محمد سے تیری قدر الٰہی کا	بنایا محمد کو قلوب میں نو یک قطرہ تھا باقی کا	"
دو نرح جسے کہتے ہں تری نارخص ہے	اک نام ہے جنت ترے کو حہ کی رہیں کا	"
سب فنا ہو جائیگ باقی رہے گی تیری ذات	تجھ کو سب زیا ہے عتقا ہو حدائی رگھنڈ	"
کیا وصف ہو سکے تری شان جمید کا	موصح ہی کچھ نہیں یہاں گفت و نسب کا	"
پتہ عقل رسا کو کیا لگے تیری سکونت کا	سکتہ کو دیا رعت نے باطل یا ذل ہے کا	"
مائیہ شکر ہے مخلوق یہ احساں تیرا	نام لکھا ہے فلم نے سر دواں تیرا	"
نظر انداز کرے کون کو حیراں تیرا	یہ صکدے خلعت ہنس کو محی عرباں تیرا	"
سامنے عام کے بھلا ہوا ہے حواں تیرا	صاحب خانہ ہر اک بن گیا مہاں تیرا	"
تیرے طے کی منا ہی رہی عالم کو	لے گئے صاحب دل قبر میں رماں تیرا	"
جو ترے سایہ میں آجائے ہیں اکو زوال	نہیں بھتا ہے جواغ نہ داماں تیرا	"
عقل میں تبری اعاطت نہ کمی ہو محدود	دل رہا ہے سر آ غار سے پایاں تیرا	"
کوناد دل ہے تری یاد سے خالی ایحان	کلمہ پڑھتا ہے ہر گرو مسلمان تیرا	"
موت بھی ہے ترے فانی کی حیات ابدی	اے صنم زندہ جاوید ہے جہاں تیرا	"
کبریائی اسے کہتے ہیں کہ اللہ اللہ	زیر لب خوف انا رکھتا ہے درماں تیرا	"
یہ بھی اک شانِ حلالی و جمالی ہو نری	عشق پیدا ہے مرا حس ہے یہاں تیرا	"
رہط باطن ہنس معلوم مگر باطن میں	یا روم بھرتا ہے عالم میں ہر انساں تیرا	"
بن بن کے گرد قی ہے ہر اک چہر جہاں کی	مافی ہے اگر تو وہی اک ذات ہے باقی	میج
سجدہ میں ہو کر قلم مختلف شاں	لکھ صفت خالق باغ جہاں	منہ
ہے ماسوا کے فہم سے برر وہ ذات پاک	حادث محیط ہو نہیں سکتا قدیم کا	نہر
سیر اس کی واوئی حکمت کی کر سکے	اسپ گلی سمند ہے طبع محیسم کا	"
چاہتا ہے جب سب آب ہوتا ہے سبب	دغل اس عالم میں کیا ہے عالم اباب کو	مر



6-11

سہیلی ہی داس ہے لاچار  
 ۴۔ اس ذات کہ نہ کرتا میں ہے کمرے کا  
 جس کی ہیں نہایت حسنی ہیں کوئی حد  
 وہ ہے ذات صدقہ نہیں نہیں فعل مصاب  
 قتل کی حد سے پیسے دو تزار و عمر و گہنی  
 و دشمن مہر عالمنا ب دیگنا ز و درہ میں  
 نرا حکام ہے پار سے کس آمداری کا  
 کیا پیشیا جائے مرے وہم و گمان کی  
 جس جانہ ہوں قیود زماں و مکان سی  
 کبر کہار کے منظر میں فضا تیری ہے  
 مد و غور شہید کے برد میں صبا تیرا ہے  
 چٹک چٹک برتی میں چٹک کی ادا بہا ہے  
 میں نے دیکھا ہے جہاں دیکھے ہیں تیرے نوا  
 آب گوہر میں ہیں اس میں چٹک ہے ہری  
 نوراخنہ میں ہیں اس کو کہ ہے نہی  
 رعد میں شور نہیں اس کو کہ ہے نہی  
 پہل پرندہ نظر آ رہا ہے نوا یک بچار  
 نوراہک چیر میں موج وہ ہے مار یکیم  
 نوراہک مجھ کا معبود ہے یا رب کریم  
 تو میرا

<p>محمد باری</p> <p>تو نے صدف کو زور دیا اور زور کو آب دی</p> <p>گلشن کو چیل، چیل کو نولہ جواب دی</p> <p>گلشن کو لعل کو کیا آب و نواب دی</p> <p>معدن کو لعل کو عریض انتخاب دی</p> <p>جو چیز دی کسی کو عریض نارب دی</p> <p>چیلوں کو تو نے رنگ ربیع کیا</p> <p>پتوں کو دانقہ مستحدا</p> <p>ہر ایک عیل کو دانقہ مستحدا</p> <p>حق یہ کہ تو نے حکم عالم کے وان کو</p> <p>رحمت سے تو نے حکم عالم کے وان کو</p> <p>اور جسم و رے کے ماتاس کو دیا</p> <p>حرم نو کا تو نے جادات میں رکھا</p> <p>اور غامد سکون جادات میں رکھا</p> <p>انساں کو تو نے گوہر دانش عطا کیا</p> <p>گو یا کہ جو جہیں کو کوزہ میں رکھا</p> <p>رہے یہ تو جو آئے مادے کا رکھے</p> <p>وے جس یہ ترا فصل ہو چکر محالے</p> <p>ایک تیرے زور سے پڑو رہے ارض و سما</p> <p>پڑو اترا ہے ستا ہننا و خاور کی مینا</p> <p>عالم احوال میں واجب ہے توں نیرا وجود</p> <p>اور باقی کا عدم ہیں سب نقوش ماسوا</p> <p>تو رہے</p>	<p>ہر صو، ترے مجھ کو ہیں اور کوئی تھے درکار</p> <p>آدمی جن دیری حور و ملک ارض و سما</p> <p>تیری مرضی رہے اس خلقت و کسب کا مدار</p> <p>تو جلاتا ہے تو عیسیٰ ہے زمانہ میں ہوا</p> <p>حرکت کا یہی دما میں ہے معنی اسرار</p> <p>تری رحمت ہے وہ تھے جکا احساں در نہار</p> <p>اور صفات ابے کہ فاصر ہے زبان اظہار</p> <p>ہاں جو جانے تو کوئی عارف بکتا جانے</p> <p>بسکہ ہے عقل کا اور جسم کا محدود حصا</p> <p>تجھ سے دریا بہہ اور ملک کو سیراب کیا</p> <p>آب سے جس کے محل لعل مذخراں سوار</p> <p>سال ہو ماہ ہو موسم ہو کہ ہو روز و شب</p> <p>ریخ کی باد حواں با کہ ہو رحمت کی بہار</p> <p>مجھ کو رحمت بھی نظر آئی ہے رحمت بری</p> <p>یہ وہ ہے سحر کہ دیکھا ہی نہیں وارا و بار</p> <p>میں ہوں راضی برضا حرف و کتاب نہیں کچھ</p> <p>کیا ہوا عجب اگر مجھ میں ہیں تو ہے ستار</p> <p>یہی باعث ہے کہ رہتا ہوں میں راضی برضا</p> <p>میرے دل میں کبھی آنے ہیں یا نے احوار</p> <p>تیرا ہی رور ہے طوفاں ہوا میں یہاں</p> <p>یہک بس برق کی نیرا ہی نور ہے ماہاں</p> <p>گاہ جس سے سری حلوہ گاہ لے شک ہے</p> <p>حلا و سع ہیں اس میں بری و سع ہے</p> <p>بشر نہیں کوئی صانع تیری صنعت ہے</p> <p>کہ ہوش ہی ہیں قائم نگاہ حیرت کے</p> <p>عیاں ہے نیکی باتات گلستاں میں نو</p> <p>شر کے لطف میں ہے وہم میں گماں میں نو</p> <p>وہ لے نتاں ہے تو ہے جاسخاناں ترے</p> <p>دلوں میں بھی بخدا جاسما ہے جابتری</p> <p>ترا وہ رنگ ترا بور ہے ہاں تجھ سے</p> <p>تجہاں وہ تری طور ہے ہاں تجھ سے</p> <p>مکان تجھ سے ہے محدود اور تجھ میں مقیم</p> <p>نیرے کنہ کو پہنچا ہے فلسفی یہ حکیم</p>	<p>لو ہر گویا مقصود ہے مارب کریم</p> <p>خلق تو نے کیا موجود ہے عالم سارا</p> <p>چاہتا تو ہے تو ہوتی ہے قیامت برپا</p> <p>حکم تیرا ہو تو ہل نہیں سکتا پتہ</p> <p>تو رواں کرتا ہے تو آب رواں ہے ہر جا</p> <p>ما اہلی تھے کہتے ہیں رحیم و عمار</p> <p>تیری وہ کنہ حقیقت کہ ہے عاجز گفتار</p> <p>تیرے سب کام نزلے ہیں کوئی کیا جانے</p> <p>وہ بھی یور نہیں جانے تو ادھورا جانے</p> <p>تجھ سے بادل سننے اور کعبت کو نوا داب کیا</p> <p>خلق تو نے ہی صدف میں درخوش آب کیا</p> <p>دورگی تری قدرت کے کریمے ہیں سب</p> <p>گرمی و سردی و تادی و عم و ریخ و نص</p> <p>آنکھ میں جو کہ سمائی ہے حقیقت تیری</p> <p>بستر معنی ہر اک کام میں حکمت تیری</p> <p>سر تسلیم ہے خم مجھ کو سکا سب ہیں کچھ</p> <p>تیری رحمت ہے وہ دریا کہ بہا نہیں کچھ</p> <p>تیرا حو کا م ہے حکمت ہے ہاں اس سدا</p> <p>مجھ کو کیا فکر ہے جب فکر ہے سچ کو میرا</p> <p>ترا ہی شور ہے مادل میں رعد ہو کے عیلا</p> <p>جھڑی ہے تیری ہی رحمت کی بارش و مال</p> <p>صد لے رعد کہ برق جہاں کی چمک ہے</p> <p>فلک رفیع نہیں اس میں تیری رحمت ہے</p> <p>ہوا سریع نہیں اس میں تیری رحمت ہے</p> <p>جگو جگو وہ کرشمے ہیں دست قدرت کے</p> <p>نہاں ہے ہو کے جادات بھر و کان میں تو</p> <p>غمی سے زندہ ہے حیواں ہے اسکی جان میں نو</p> <p>بتاؤں کیا کہ ہیں جلو سے کہاں کہاں تیرے</p> <p>نہ جلوہ گاہ ہے ماہر ہی اسے خدا تیری</p> <p>غلا محال ہے بھر لور ہے ہاں تجھ سے</p> <p>ترا وہ نور کہ پڑو رہے ہاں تجھ سے</p> <p>زماں ہے حادثہ دیروزہ ایک نو ہے قدیم</p> <p>علل سے تو ہے رے حملہ علتوں کا علیم</p>
--	---	--

حضور ہے کون و مکاں کا قل ہوا اللہ احد  
 گر یہ کوسب میں ہے سب ہے اور سب پر محیط  
 اک کرشمہ تیری قدرت کا ہے ماری کائنات  
 ہے مکاں تجھ میں معم ا فلک سے لے ماہ و ک  
 نیسے ایواں تسبی کا کتر میں حاکم و در  
 مابج فرماں میں تیرے سب خواہ اور قول  
 خوف سے تیرے تال ہے ہر روس مار ہے  
 اپنی قدرت میں ہیں خواہیں کجے اس کی  
 را علوہ اسے جلوہ گر کو کچھ ہے  
 ہر اک گل میں ہو ہو کے لہو ہی با ہے  
 چمن فیض قدرت سے تیرے ہر اسے  
 نباتات میں تو نمو سے شجر کی  
 نو حیواں میں طاقت ہے سیر و سفر کی  
 گستا تو ہی اٹھتا ہے گسگسور ہو کر  
 نہاں تو ہے طوفاں میں رور ہو کر  
 ری ہی صدارت میں گر کوک ہے  
 نہ قوس فرح ہی میں تیری جھلک ہی  
 مد و حور میں تیری میا ہے درختاں  
 حرارت سے تیری ہے آتش فروزاں  
 رہیں آسماں تجھ سے معمور ہے سب  
 شعلی سے کون و مکاں نور ہے سب  
 زمیں وزماں نور سے ہن سور  
 جو عرفاں سے عارف شماسا ہے تیرا  
 ریاضت سے متافض شیدا ہے تیرا  
 کیسی دوتی کہ تیرے سوا ماسوا ہیں  
 یارب لبر ہے مام ہرا  
 ار سک دلوں میں کوسے معمور  
 رکھتے ہیں خواص تجھ سے احلاص  
 انسان یہ حصر کچھ نہیں ہے  
 حیوان کی ہے نگاہ تجھ پر  
 ملتی ہے روشنی تجھی سے  
 وحدت میں یہ جلوہ ہائے کثرت  
 تو ذات بسیط ہے خدا یا  
 کون ہے ماں کون ہو غائب ماں سے خوا  
 صانع لے منت اساتے یوں و خوا  
 اک کرشمہ تیری صعب کا ہے نہ ارض و سما  
 ہے رہاں رلو محو ارا سدا ما اہتا  
 یہ سے دہواں ہی کا کارکن ادائے قصا  
 ہیں مطیع حکم یہ سے سب عمامہ اور خوا  
 خوف سے یہ سے رواں ہے آب جلی ہے خوا  
 ای صعب میں مس محتاج کو آلات کا  
 حضور ہی ہے ہر وہ نور و پروہے  
 صدا ہائے بلبل میں تیری نوا ہے  
 بہار گلستاں میں جلوہ نرا ہے  
 جمادات میں آبرو و بحر و بر کی  
 قواں میں نوب ہے نعل و نظر کی  
 چھپا تو ہی ہے بھر میں تنور ہو کر  
 عیاں تو ہی موجوں میں جھک محو ہو کر  
 تری ہی میا رقی بن گر یک ہے  
 جواہر کے رنگوں میں سری ڈھلک ہے  
 ستاروں میں تیری جھلک ہے سماں  
 ترے نور سے ذرہ درہ ہے تاباں  
 زمان و مکاں تجھ سے بحر و بر و سب  
 نگاہوں میں میری جہاں لوح ہے سب  
 کہیں و مکاں ذات کے تیرے منظر  
 نو عابد عبادت سے جو یا ہے تیرا  
 غرض جو ہے رستہ وہ رستا ہے تیرا  
 تیرا عدیل روز و ازل سے عدم تھا  
 کالوں میں بھرا کلام تیرا  
 ہے ذکر یہاں مدام نیرا  
 بھرتے ہیں دم عوام نیرا  
 عالم میں بچھا ہے دام تیرا  
 وحشی ہے دل سے رام تیرا  
 ممنون ہے نہ میام نیرا  
 اشد رے اثر و حرام تیرا  
 ہر جا پھیلا ہے دام تیرا

اسان لے عمل سے جو دیکھا	عالم میں یہ الصرام ہوا	ہر
گایا ری حسد کا راہ	دل میں تھا احرام ترا	"
کومین میں تو محیط اس طرح	درہ ذرہ مفام سرا	"
عارف 'عابد' 'حکیم' 'مہرناص'	سب کو دیکھا غلام تیرا	"
ہاں ہستروہی ترارہ گا تو	بھاتا ہے مجھے کلام تیرا	"
کیوں حمد میں سب نہ ترزباں ہوں	پھیلا ہے مضی عام تیرا	"
کوئی اس سے نہیں ہے خالی	اللہ سے اہتمام ترا	"
حصہ ہر اک کو ہے یہ سہیتا	دیکھا وہ اتطام سرا	"
قائم ترے فیض سے بنانات	جھکتی ہے سلام تیرا	"
حرکت جیواں کو تونے دی ہے	نہوں ہو۔ عرب رام ترا	"
انسان کو نوے لطف بخت	ہر دم لیا ہے نام سرا	"
العام دئے ہیں تو نے کیا کیا	کجا حوب ہے الفام ترا	"
لکر العام اپنا اپنا	ہر اک ہے اسردام تیرا	"
پھولا نہیں حامہ میں سماتا	حوش یوں ہے ہر اک غلام تیرا	"
تیرا ہے رنگ رنگ گل میں	اور بو میں انعام ترا	"
بلبل کی صدا صدا ہے سری	اساں کا سخن کلام سرا	"
دریا میں ہوا ہے لوروانی	حرکت میں ہے تیر گام تیرا	"
تو بحر کی ماحمت و فضا ہے	اور سنہر میں جلوہ عام تیرا	"
تجھ سے خوف ملا ہے معمور	اور تو حلا نم ترا	"
مہر روئس میں لو ہے روتس	ہے یوح ملد نام تیرا	"
ملا ہر صوفی سے ہونے ہیں	ہے رمرہ صبح و شام تیرا	"
رگ اشعار ہیں زمانیں	ان رحاری پیام برا	"
کوہ و دریا و بحر و راسب	کہنے ہیں ہسم ہے کام تیرا	"
دی لوے زباں حال ان کو	کرتے ہیں سب کلام تیرا	"
یارب یہ ہستروہی ہے مدہوش	یکر الفتن کا حام تیرا	"
دیدار سے اس کو بہرہ ور کر	رہ حاشے نہ لند کام تیرا	"
اے خدا وید کار ساز و کرم	ملک و صالح و قدیم و حکیم	"
نقش بردار کار گاہ جہاں	کاتب سوزیں و زماں	"
تو نے برباکئے ہیں یہ افلاک	خاک کو نوے دی یہ صورت یک	"
تیری صاعی کا یہ سب ہے از	کل میں شلخ 'شلخ' میں ہے تر	"
سب کو تجھ سے ملی وجود کی راہ	نیری قدرت پہ نیری صنع گواہ	"
شکر صد شکر اے خدائے ذوالجلال	اے کریم بے مثال و بے زوال	"
کس زماں سے ہوا داتیری ثنا	یہیچہ کیا بدمہ کی عقل نارسا	"

جہاد باری  
 تو ہیں محتاج تو صیغہ جہاں  
 ہم سے کیا ہو تیری قدرت کا جہاں  
 دات تیری بے عدل و بے مثال  
 پاک بے جہنم خدیر ذوالجلال  
 پاک بے زسے حکم اسے الہ العالیں  
 ایک پتہ بل نہیں سکتا کہیں  
 تجھ سے روشن ہے زبیں و آسمان  
 تیری قدرت کی ہیں بے برگیاں  
 کن کے کہے کے کیا عالم کیا  
 اور جب ماہ ہے آئے کر دے جا  
 خاک کے شے کو گویا کرے  
 قطرہ ناچیبز کو دریا کرے  
 قطرہ ناکتاں تو کرے  
 نار کو دم میں کیلیاں تو کرے  
 مور کو دم میں و ستر ملک کا  
 ہے قوت ذکر نیراجن و ستر تیرا  
 جیتے ہیں نام بیکر و حش و لبور تیرا  
 ہیں تیرے ہی خدائی آواں باں والے  
 سب اس جہاں والے سب اس جہاں والے  
 کیا ہے مری مجال کہ خدا اس کی میں نکوں  
 مومے کو جس سے کشا ہے زبے حکیم کا  
 چون و چرا



<p>جہاں باری اک تیری جگر دات ہی کو آگ بزم اسماں سے ملز میں کجی جو شکستہ عدم جہاں موت سے رکھے ہیں مرہوں تری موت کے مار احساں سے رکھے ہیں نہ گروں م ہم سے بندوں کو تیری بلبلے کے شکر کے ہم کے کل تکتے ہیں جہد سے ترے شکر کیا کے کل تکتے ہیں جہد سے ترے شکر کیا میں خاک و مہر میں کھیلوں نقش گو باہوں صورت لب خاموش کمال کا جامع ہے وہ جمیع صفات کمال کا فقر اس کا کردار آتش تفتیب کا ملے کر تکتے یہ عادہ جس جہد میں تفتیب کا جھک رواں کو پاتے ہیں جہد میں تفتیب کا کلید ترا ہی پرتے ہیں جس جہد میں تفتیب کا ماقوس کی صدا بھی شہرِ اداں سے تھا ادا پہلے کروں شکرِ خداوند تنام میں جس کی عاجز ہیں جہد میں تفتیب کا ہر چند کہیں تو صیف اس کی قلم کیا کھیلے تو صیف اس کی وہی ہے باغیاں باغ کوہین اسی سے ار شجر ہے نہایت وہی گلشن</p>	<p>دلی لوں لوح کہ طبل ہوں ہر اک محمد دہاں کا کھا مہ ہے جو کوئی نہر تھہ اردو کی کہاں کا ہے یاد تری محمد کو سب راحت جہاں کا دور تکتے عالم سے تری مدح و مہاکے تتا سری کہاں حد بشار ہے وہی طعرا سب ہو جانکا اترائے ایماں کا دلیل فہر آنا لوح کی امت یہ طوفاں کا ذرا کی سدی جس سے طامع اکوڑھواں کا دلیل رحمت رب ہے رول آفات قرآن کا دہاں حمد خالق ہے ہر اک خیمہ گلستاں کا طالعے صبر کو طلب میں مہمہ آب جواں کا عصائے دہت ہوئی سے ہو ماکام لبیاں کا ہوئی سب مقمہ رقتیں کیا ہمتاں ناماں کا ہیں نے وہ ہمتاں ہر سحر گہائے خداں کا معیب میں ہو ہوس کسی وہ ہیر کعیاں کا طامع یا عرصہ کا مانا حسم اسماں کا جو وہ چاہے لو بجھنے نور کو رب سلیماں کا نہ سے ابر اگر اسکو اسارہ ہوہ ماراں کا نگاہ نور سے دکھا مہاسا رگستاں کا وہی ہے رگ رگ دفتر عرفاں یا رکا سم ہے اسکی صعب افزوں ہمار کا اور ہر و ماہ و گردش لیل و نہار کا مخار لایزال ہے ہر ہنس مار کا قادر قرار بخش ہے ہر بے قرار کا اور باد کو حلوص دیا خوب مار کا تانا پہنچ سکے غبار رہنم ز کا ہر چند سب میں نور ہے اس کے ظہور کا کما کہوں اک لفظ کن سے خلق کہا کیا ہو گیا یہ اسی پر ختم ہے جو امر چاہا ہو گیا سلطنت جسم کو ملی اور مور کو خوش ملا تعلو نور سے روشن ہے ترے دہر و صرم لبک عاجز ہیں ترے وصف میں خاقان عجم آسرا تیرا ہی رہتا ہے بہر کوہ و احم</p>	<p>ہر درہ عالم میں ہے حور مستند حقیقی کما سم ہے آفات و امت سی اس کو کیتا ہے قوی دل سستی نور مہر رنگین تہا نہ ولی ملک میں لکھتا ہے ترو وصف تری تعریف کرتے ہیں ملائک کما ہے میں نے سم اللہ سے آغاز دہواں کا نشان لطف ہے آتش کا ابراہیم پر کھما ذرا کی سرکشی جس نے جہم میں ہوا داخل جو جہل احکام سے ہونا جہالت کس طرح ہوتی جو کا شاہے بیاباں میں ربان تکر منعم ہے نہیں لارم سیہ سی میں بھی قطع امداں سے نہ دیکھنا اگر وہ کافروں کو ساں فہاری ہو احب دل کھلا حور سید کا گل اسکے فرماں سے نسیم لطف اس کی ہے نشاط افر انگشاں میں میاں چاہ لوسف کی کسی اس سے حفاظت کی اسی کا کام ہے یہ کب کسی سے اور ممکن ہے جو وہ چاہے گدا کو ہفت کنور کا کسے سلطان نہ چکے برقی اگر اس کو چکھنے کا نہ ہو ایما اسی کے شوق میں آنکھیں کھلی ہیں اسلی لاکھوں کما ہو باں و درت یرو و گار کا جو کھ عیاں ہے عرش سے محک کمر ملک خالق ہے لوح و کلک و زمیں و سپر کا جامع ہے وہ صفات جمال و حلال کا واحد ہے لا شریک ہے وہ بے مثال ہے بخشا ہے ربط خاک کو کہا جو کب سے پا بہ بہت کہا بلند اس نے صمیم ناز کا خور بند و ماہ و برق سنارے چمکتے ہیں عقل حیراں ہو گئی محو تماشا ہو گیا قادر مطلق اسی سے مام اس کا ہو گیا در سے اس کے میض بریں یاں کسبی تہا و گدا ایک ہر ایک جگہ پر ہے جھکڑا نیرا کما مرا منہ کہ زباں حمد میں نیری کھولے تو وہ صاحب ہے کہ بندوں کے رہی ہے ہمراہ</p>
--	---	--

<p>آبرو</p> <p>جو مرد میں خدا آبرو دینے میں</p> <p>جو آبرو دینے والا آئے جان رلیا</p> <p>بلایے سے جان میں پیدا آئے جان رلیا</p> <p>کلیے کسی پر نہ پورے آبرو دینے کا</p> <p>زید گمان سے آئے موت گوارا ہی</p> <p>آبرو والے میں وفات کہ سماں ہوا</p> <p>دولت قطع ہے مال پرستی میں اس</p> <p>مردوں کو اپنے خدا اصرار سے</p> <p>جہاں میں قدر قطع آبرو کی ہے ماداں</p> <p>زیادہ سبب ہے بیشمار بدن میں دولت</p> <p>عزت دہر ہے یکیشم کے گہر کوئی</p> <p>اشک آنکھوں سے گئے بن کے گہر کوئی</p> <p>امید لطف پر کیا حکم کے مٹا اہل دولت</p> <p>میں کیونکر آبرو کے واسطے آبرو ہوا</p> <p>حاصل حق کو ایک بے پناہ میں</p> <p>کج حکم سے آبرو ہونی یوسف کو کر دیا</p> <p>دیکھ عزت کج حکم سے آبرو باقی نہیں</p> <p>پاس مانع ہو کر مجھ آبرو کی نہیں</p> <p>اپنے کی عزت بڑھانے نہیں اچھے کی نڈ</p> <p>آبرو میں صدف آبرو کی نہیں</p> <p>پس ناموس</p>	<p>دہی گلس وہی محسوس وہی گل</p> <p>اسی کے وصف میں مل جل جواں</p> <p>عیال ذرہ میں ہے حلوہ اسی کا</p> <p>کہا بیہم میں اس نے لعل سدا</p> <p>اسی کے نور سے مسعد ہے کس</p> <p>اسی کا حکم ہے اسان و جن پر</p> <p>ہتر چپ ہو نہیں ہے مابیری</p> <p>صدا کی راہ میں میدھا کسے جیلا دکھا</p> <p>چاہے جو آبرو تو وطن سے سفر ہے شرط</p> <p>عزت کا ہم کو تنگی افلاس کا ہے یاس</p> <p>آبرو شرط ہے انساں کے لئے دنیا میں</p> <p>اٹھائے رنج تو بڑھ جائے آبرو سے نشر</p> <p>ماقل ہے نو اس بند کو حکم سے مواحان</p> <p>ہیں جلیل القدر عقبتے اس جو دنیا میں ذلیل</p> <p>آج کل دنیا میں ہے دلت کا وہ بار بار گرم</p> <p>دلت سے ہاتھ آئے حومت تو خاک ہو</p> <p>وہ صاحب عزت ہے خدا دے جسے عزت</p> <p>موتی کی طرح ہو خود داد</p> <p>کیا غم ہے آبرو اگر نہیں مال</p> <p>آبرو کو نہ پیئے دولت دنیا فافل</p> <p>دیا میں آبرو ہے بڑی حیر اسے آہن</p> <p>بغیر لطف خدا آبرو ہوس ملتی</p> <p>بے زری کا نہیں کچھ غم یہ بڑی دولت ہے</p> <p>خدا آبرو اہل حوسر کی رکھے</p> <p>ہلک جس سے ہو وہ علت نہ گوارا کیے</p> <p>بے طلب ساتھ کسی کے نہ کہیں جالے حور</p> <p>بے جہتم خلق سے گرا شک بے اثر کی طرح</p> <p>بلند قدر جو ہیں کب وہ پست راہ چلے</p> <p>دار فانی میں صاحب غیرت حراب ہیں</p> <p>یوں تو خرم کو ہیں کوڑی کے برابر سمھا</p>	<p>وہی مانی وہی سماع وہی مل</p> <p>اسی کے وصف میں نمری ہے مالاں</p> <p>اسی کا نور ہے احمر میں سدا</p> <p>ہوا گوہ صدف میں حلوہ آرا</p> <p>وہی بے جا۔ س ہے حلوہ افکس</p> <p>لائک تالبع مسرماں ہیں نہ</p> <p>کرے و صدف حد سے یک لچھ ہی</p> <p>پائے حامد بھی ہر اب کام بھیلے دکھا</p> <p>کیں</p> <p>آبرو</p> <p>ہے قدر مشکب چین خطا و عتق میں خاک</p> <p>کس سے بیان کجھے ہ دم کی اصیاح</p> <p>رہی آب جو مانی ہو ہے گوہر ہر</p> <p>عزیر خلق کہاں گوہر ہر ہر</p> <p>ہے مال فدا جان یہ عزت یہ ہدا جان</p> <p>ہے ادھر کی صی ذلت ہے ادھر کی آبرو</p> <p>اسے رہے فرخندہ طالع وہ جو عزت لے جے</p> <p>ناخواندہ میہماں نہ ہو فاقہ قبول کر</p> <p>تعلیم کرے خلق کو ناسید خدا جان</p> <p>تموڑی سی می آبرو بہت ہے</p> <p>اس وقت میں آبرو بہت ہے</p> <p>رکھ حفاظت سے اسے آپ گہر کی صورت</p> <p>اس کا رہے خیال یہ موتی کی آب ہے</p> <p>کبھی نہ اسک کے قطرے کئے گہر کی طرح</p> <p>آبرو ایسی سلامت رہے ایمان رہے</p> <p>وگر نہ حرف ہے گہر ہے نوکبا ہے</p> <p>کل اچھا ہے دو شالے سے کنرا کیجے</p> <p>کہ طعیل کی حقیقت نہیں مہانوں میں</p> <p>گرہ میں آبرو اسے حور رکھ گہر کی طرح</p> <p>کبھی زمیں پر اتر کر نہ ہر وہاں چلے</p> <p>بے خیر توں میں کوئی ہیں آشاے رنج</p> <p>آبرو سے جو ملا دان تو گوہر سمھا</p>
---	---	--





## احسان

اس جگہ گورنر وادی عرب میں رہی  
 جس کے بھی نہ تھا اس کا اشارہ  
 احسان کسی نام سے تو ارا رہا جس  
 پنجاب میں وہیں بکس رہا جس  
 ستم جہے بکس رہا جس  
 خانوں میں چاہئے رہا جس  
 اس سال کسی کا لوں رہا جس  
 شہیروں میں رہا جس  
 کیا اہل ہوا احسان کا آن سے خالی تھا  
 پہنچنے پر بادہ جو وہی کتر رہا جس  
 عدو کی کتری موقوف ہو جانی ہے احسان سے  
 یہ وہ ہے جو عمارت جو چکا دن سے گردن کو  
 کسی نہ کوئی احسان کے لئے تھا کو  
 سچی دیتے ہیں سب اللہ دلوں کا ہے احسان  
 احسان ہی دینی کا معادل نہ بعد میں  
 پارہ سب سے احسان ہی وہ سب کے احسان  
 دیباہیں مگر بار بار احسان ہی وہ احسان  
 گردن اس لئے جس سے وہ احسان رہا  
 سب تیغ تیغ میں اب احسان رہا  
 راحت رساں خلق رہا ہم جہاں رہا  
 منہ اس

ستر میں مل عامر کب اسکا ہے تجھ  
 سچا ماسحتوں سے دسموں کی لہو چلے  
 رکھے مصبوط حوستیرا لہو الف راہ میں  
 متفق ہوں انگلیاں حبیب کو لہو ہنوعب  
 مرونے ہو جو ہم زماں میں تسبیح کے دل  
 ہو مایید تن ملک میں انفاق  
 اتفاق قوم سے احوال و دوس کی دلیل  
 آئیں میں مول کر بھی کہتے لہو انفاق  
 مسبت ایسی جس کی ہوتی ہے نص عام  
 اسے انفاق سچ کو عجب افتخار ہے  
 روز مولود سے عاشق ہے عامر میں نفاق  
 اس لطف ہی عمر دو روزہ کا ہے غافل  
 کیا کیا ہم نے حرا با سبیں شامل ہو کر  
 عزیز خلق گر ہونا ہے منظور  
 آدمی میں آدمی تم کیوں نہ ہو ماہم ملای  
 مثال دانہ ہائے سح ماہم چاہئے الف  
 جو دانا ہو رکھو سب و رہیں کہ نہ مذہب کی  
 مانی کا طرہ ل کے صدف سے کہر ہوا  
 یانی سے بل کر کے سحر مار رہا ہوا  
 دل مست رکھو بوسے گل انفاق سے  
 اعضا کا انفاق جو ماہم دگر ہو  
 ہے انفاق مارغ جہاں کے لئے بہار  
 ہیں نفع انفاق کے عالم میں آشکار  
 تل انفاق گل سے سے عطر رہا ہوا  
 باہم جو سمع نہ ہوں انسان جف ہے  
 اس انفاق کے نہ ہو فرہاں جف ہے  
 بے انفاق رسب ستر ماگوار ہو  
 دوسری سب سے جاہئے بختا

دو میں بھی لہو آیا جو چار میں دکھا  
 رہا مصبوط داسوں میں ہمت میں رہا ہو کر  
 نہ ہوئے قدر احوالے رہتاں کی طرح ہر کر  
 ہے وسلا روق کا عامل جہاں میں انفاق  
 حلقہ امما ہے رسہ جوڑدہ سحر ہر کر  
 ہیں آداں واں کی ویراں  
 رائی کو لڑی ہے جو رہا وہ خوب ہے یہی  
 ہے مارو اس جہاں میں بڑی چیز انفاق  
 خوبی سے انفاق سے اترائے آس کو  
 دولت جہاں کی نہ سے قدم ریتا ہے  
 چار دن لطف و فانی امما۔ سچا روق کو  
 دو چار سے الفت ہو نو دو چار سے اخلاص  
 کام کرنا ہے اگر کیجئے یک دل ہو کر  
 تو رکھو دوسنی ہر نیک و بد سے  
 حرف کو دیکھ نو کہا ہم جنس سے ماہم ہوا  
 دلوں میں راہ میدا کر کہ دانا دل سولے ہیں  
 سر رتہ رکھے ہیں سب و رہا آئیں میں  
 نبسم کے انفاق سے ہر شکل تر ہوا  
 غنچہ لبسم صبح سے گل پھول کر ہوا  
 دامن اٹھے پائے نہ خیر انفاق سے  
 معدور چلنے پھرنے سے انراں ہو دیکھ لو  
 اس سے رہے ہمیشہ ہرا بارع روزگار  
 اسل کا انفاق سے اسلے ہو کار و بار  
 خوشو سے جس کی مست ہو ہر اکبائی فاق  
 مشکل کرں ذمیل سے آسان جب ہے  
 ان سے تو اچھے ہیں کہیں حواں جف ہے  
 بلبل کو سبیر باغ کی نے گل کے خار ہو  
 کوئی اپنا ہو با پیرا با ہو

## احسان

آصف کا یہ ہے قول نہیں صاحب میر  
 احسان نہ لے ہمت مروانہ کسی کا آصف







<p>خاکساری</p> <p>خاکساروں کی طرف ختم خمارت سے ۔ دیکھو</p> <p>صاف ہے گرد چینی میں گہر کی صورت</p> <p>دل بھی ایسا ہے گولا جبر میں ہنس کی شکل</p> <p>مرتبه ہم کیوں ۔ مابین مثل خاک آبیہ کا</p> <p>خاکساری سے نہ خوش ہیں یک چہچہ</p> <p>کیا ملازم حال ہیں سب اس حال ہو کر</p> <p>عروج ایسا ہے وجہ خاکساری</p> <p>زیریں ہم نے کالی آسمان سے</p> <p>پہچو یا خود نہائی بدنا ہے دوسرے</p> <p>وہ بایاں آپ کو صفا دیجا چاہ رہا</p> <p>ہوتا ہے خاکساری سے روشن دل آدمی</p> <p>کچھ ہے کہ خاک سے ہی سفا آئینہ میں ہے</p> <p>جس سے ہر دلعزیز اس میں ہے</p> <p>انکساری ہے خاکساری سے</p> <p>ٹھکانا خاکساروں کی ۔ دیکھو دھن و نساں کا</p> <p>نساں اٹھک یہ پاپا ہے فتنہ یائے عروج</p> <p>عروجوں خاکساری بڑھایا یہ عروج</p> <p>آسمان آیت کا اپنی تاسیلا نہ ہو گیا</p> <p>ہم نے ہر اونٹ کو اٹلے کر دیا</p> <p>خاکساری ایسی کام آئی بہت</p> <p>دوست</p>	<p>جہاں</p> <p>جس</p> <p>حباب</p> <p>جواہر</p> <p>حلقہ</p> <p>حبیب</p> <p>خام</p> <p>حالی</p>	<p>کہے مٹ نہک اسے کوئی کرے عجب کی مدگوئی</p> <p>دیا میں خاکساری کا ہر حال پور ہے</p> <p>مناسب ہے جھکے سروں کی صورت</p> <p>معلوم ہوا حکم سے سب سے ہیں ہں</p> <p>جہاں خاکساری عالم مالا سے مالا</p> <p>مجھ کو مثل نفس یا ہے خاکساری سے باز</p> <p>گر تمنا ہے شرف کی خاکساری کو ۔ چھوڑ</p> <p>مٹ کے پیدا کر جہاں میں سر ملندی کے</p> <p>سر ملندی دیکھ کر ہم ۔ ہائے کنت کی</p> <p>خاکساری ہے سرور سر ملندی لی دلیل</p> <p>خاکساری کا مزدیو جھے کوئی دے سے</p> <p>وہ نخل خشک ہوں حوالہ اس چمن کے تھا</p> <p>دل نخواست پسند کو اسے اٹھک</p> <p>خاکساری نے دیا مجھ کو عروج آسمان</p> <p>قتادگی میں بھی ہم سود مند حلق رہے</p> <p>سر پر ماہ ان کو ٹھاتا ہے خافلو</p> <p>وہی رفعت رہی مٹی بھی ہو کر خاکساروں کی</p> <p>جو خاکساری سے رہنا ہے سرفرو و نوق</p> <p>جو تحقر کوئی ادے کسی اٹلے ۔ ہوا</p> <p>مٹ جاتا ہے آخر کو جگہ سے نہیں اٹھتا</p> <p>لازم قرونہی ہے ہر اک سر بلند کو</p> <p>خبر خاکساری نے جو صاما اوج یہ ہم کو</p> <p>برنگ سا بزیریں لوس خاکساری ہوں</p> <p>خاکساری ہے موقوف صفائے باطن</p> <p>نہ ہوا کم جو نگاہوں میں وہ اسٹلے نہ ہوا</p> <p>نہ ہو جہاں کو جو افتادگی کا نام عروج</p> <p>ترقی منسل عالم میں پائی خاکساری سے</p> <p>مس طلا کرتی ہے دقت ہے سہا بیمار کو</p> <p>خاکساروں کو چھوچھو جائے وہ ہو جائے غمی</p> <p>چاہئے انجام پر کرنا طر آغز میں</p> <p>دینے ہں سرکشان جہاں مجھ سے وہ شئے</p> <p>دبا ز میں میں جو دانہ ہوا وہ نخل بلبل</p> <p>ہے اس کے دامن میں یہ میرا جو دست خبا</p> <p>مھلا کھینے اُسے خواب کو سب سے مرا جانے</p> <p>وہ کو سی مگہ ہے کہ جس حان میں ۔ ہو</p> <p>جہاں میں آدمی جب تک حواس</p> <p>یہ جو نظر آبا وہی اچھا نظر آتا</p> <p>زیریں سمجھا کئے یہ قدم جب آسمان آ</p> <p>سر ملندی کا ۔ من خواہاں ۔ مناسب چاہ کا</p> <p>مل کے مس اکبر سے دم بھر میں کدوں ہو گیا</p> <p>خاک ہو رہا میں میں آسمان میری طرح</p> <p>آپ کو حال نہلت میں ملا کو کونہ دیر</p> <p>محم نخل مارور ہوتا ہے مگر خاک میں</p> <p>کہ برومند ہوا خاک میں مل جانے سے</p> <p>ہوا ہوں رحمت پروردگار سے پیدا</p> <p>طرز افتادگی بتا دے تو</p> <p>ہوں عمار پائے بدامی مگر سریر ہوں میں</p> <p>رنگ نخل اٹلے گڑے شہ کی طرح</p> <p>جو خاکساری سیکھے ہں گرد راہ سے</p> <p>عمار اٹھاپس مردوں میں سے آسمان ہو کر</p> <p>وہ سرفراز برنگ عمار رہتا ہے</p> <p>قطرہ صبتک ۔ ہوا آب تو دینا نہ ہوا</p> <p>افتادگی سیکھے کوئی نقش کف یا سے</p> <p>جھکنے کے واسطے سریرا دراز ہے</p> <p>کئے پیدا نہ کہا کیا آسمان ہم ان رمیوں سے</p> <p>ہے اپنا شیوہ افتادگی یند جھے</p> <p>آئینہ خاک میں ملنے سے جلادینا ہے</p> <p>قطرہ جب تک نہ ہوا آب تو دربان ہوا</p> <p>کسی حسیں کے دل میں نہ ہو خبر کی جا</p> <p>کہ انساں سے بھی ٹھکانا ہے سب قدر انساں کا</p> <p>عاجزی سے یہ اثر خالق نے بخشا کا وہ میں</p> <p>مس طلا ہوتا ہے جب کرتا ہے مس اکبر کو</p> <p>دستکش ہو خاکساری سے نہ پتلا خاک کا</p> <p>دیکھو زہن سے چرخ سستگار زیر ہے</p> <p>بہدب عروج ہو کیونکر ۔ خاک رٹی دل</p> <p>عروج اپنا دکھانی ہے خاک رٹی دل</p>
--	---	--

دوست دشمن ڈرتے ہیں ابد اکونی دیا بہیں	خاکساری آدمی کو قطعِ فولاد ہے	جلبل	خاکساری
خاکساری میں ہے حس روح یوسف کا اثر	ہو بہ جو ہر تو عمر دل عالم ہو جائے	-	جہتہ دہر میں جو خاک ر بچکے رہے
خاکساری چاہئے حد خدا کے واسطے	کبر رہا ہے صبا کربا کے واسطے	-	گرہ دل یہ کسی کے صبا کے رہے
خاکساری وقار ہے میرا	معلیٰ اسماء ہے میرا	حاموش	خاکساری اس خاک ہی میں فوہاں ہو جائیگا
گرہ ہونے خاکساری سے سراسر سمر از	فوقیت حاصل نہ ہونی جمع احباب	خود دل	ایک دن اس خاک میں سے ہوگا ترا عروج
ملے ہیں خاک رنگے خاک رسے	ہونا ہے لعن با بھی ہم آغوشِ لعن یا	دلخ	شب مثل درہ خاک سے ہوگا ترا عروج
پچکتے ہیں خاک رسے سب اہل آرو	دکھا ہنس صبا کو سر یوس لعن یا	-	ت بڑے کے آفتاب سے ہوگا ترا عروج
افتادگان خاک کا رتہ نو دیکھئے	ماد صبا ہے عانیہ رد و تن لعن یا	-	ن تن کے مل دیکھ دار عروج کو حافل
دشمنوں سے دوستی حیروں سے یاری چاہئے	خاک کے پتلے سے نو خاکساری چاہئے	دوون	جو جھک کے چلا ہے وہ سرفراز جہان ہے
اسے ذوق کس کو جہتیم صبا سے دیکھئے	سب ہم سے ہیں رمادہ کوئی ہم سے کم ہیں	-	عم شتاب اعدا جی ہے روال کے ساتھ
ہے ماح جہاں میں تھے گھر بہت عالی	کو گردن سلم کو حم اور ریادہ	-	نسر عروج میں چھوڑے خاکساری کو
لینے ہیں نمر ساج ترو کو جھکا کر	مچکے ہیں سخی و ف کو کم اور رمادہ	-	بشر عروج تو اضع سے سرفرازوں کا
رہیں رور فر کے گرنے سے صاف نظر رو ہی ہے	کہ ہیں جو کسو سمر اں کا فوج اں کی فوجی ہے	-	ملد سربہ تو اضع سے کس تو کنت نہ کیو
خاکساری کا صبی جو ہر کیمبا سے کم نہیں	لعن کشتہ ہو تو کچھ اکسیر کی صاحب ہیں	راچی	خاکساروں کو حقارت سے کس تو کنت نہ کیو
دیکھ کر افتادگی سب بے عزت بزدل کیا	خاک ہو کر مرہ اکسیر کا حاصل کیا	راخی	چہ زمین یاں لیکن ایک دیداد میں ہے
جو یا ہے اگر زنت عالی کا جہاں ہیں	ادنے سے بھی خود کو کسی اعلیٰ سمجھا	سحر	خوار ہے جہل مرکب کی بدولت حافل
یہی انداز ہیں اسے دل جو میری خاکساری کے	بٹھالے گا کسی دل اپنے سر پر آسمان مجھ کو	-	وہی عالم ہے واپس کو ہے موت جان میں
بنایا خاک کے پتلے کو عین عرس کی پتلی	بڑھایا پائے گردوں سے یا نہ خاکساری کا	-	برصتی ہے خاکساری سے کس تو کنت نہ کیو
پتلے کی خاکساری حسد کی فروغی ہے	بیودہ ہیں زمین کے رفعت کے آسمان تھے	-	ہم نے بنا کے فوج یہ اکسیر دیکھو
بعد از فنا ہے اوج ہوا بر خبار بھی	افتادگان خاک کا رتہ ملدہ ہے	-	خاکساری ہے مقدس ہے جاری قیمت
رتسم نہ ہو ملدہ اگر خاکسار کا	سو سے زمین گول نہ سرفراز ہے	-	حالب رفعت
خاکساری کا صبی سب کم اراکسیر ہیں	اہل زربندہ بے زرتو ہیں درہو کہ نہ ہو	-	
فلک کی نہیں ہم کو رفعت پسند	زمین کیمچے برتر ترست پسند	-	
خاکساروں کو نہ فیض سمجھو اسے ہاقی	بیشتر ہوتی ہے آدمی سے مودار گھٹا	-	
خاکساری سرمد سال شیوہ کر گیا تو اگر	دیدو اہل نظر میں گھرتا ہو جائیگا	-	
گردوں کو اگر ہے سرکشی کا عرہ	ہم کو بھی غرور خاکساری کا ہے	-	
جو خاک نشیں ہیں نہ انھیں سمجھو کم قدر	وہ دانہ ہے تو من جیسے مائی میں لایا	-	
خاکساروں سے موافق کب ہے دنیا کی ہوا	راہ میں تیری پھرے جو نقش یا رماد ہسم	-	
انھیں کی آبرو ہے جس کا ہے افتادگی تنوہ	گہر بنا ہے گرتا ہے جو طرہ ارمیاں سے	-	
کیوں ہونے خاکساروں کو فرس زمین پسند	ہوتا ہیں ہوا سے بہ سزالٹ پلٹ	-	
سر ملندی کے وہ لائق ہوا آج جس کو	خاکساری سے جھکائے ہوئے گردن دیکھا	-	
خلق اک دولت خدا داد مست	اور اکسیر خاکساری ہے	-	
بنایا سرمدہ میشم تما خاکساری نے	مراحم تھے مرے ان رہگروں میں پامال کیا	-	









ری عقل و دانش تو یہی کسی ہے اے مصطر	ملا ہے خاک کے پتلے کو رتہ خاکساری سے	مصطر
وہی ہے کام کا انسان جن میں ہو یہ صفت	خراب آس کو ہر ایک کو مٹا سمجھا	محبوب
جھک کر جلیں نہ کس لئے صاحب ہنر بہت	حم ہیں جہان میں شمس مارور بہت	ماہ
خاک کا کھٹکا طریق خاکساری میں ہیں	جھک کے چلے سے ہمارا دوست دہیں ہو گیا	۔
خاکساری نے عجب بہت عالی جتنی	لوریا پایا یو ہم عجب سلیمان سمجھے	۔
کسی کا مار طبعیت میں خاکسار نہیں	عمار دیدہ مروم مرا عیار نہیں	۔
مرا رنگ دل خاکساری لے کھو یا	کدورت سے حامل معافی ہوئی ہے	۔
خاکساروں سے لاکرتے ہیں جھک کر سر بلند	آسمان پست رس ہر تواضع جسم ہوا	ماہ
بہ سرکشی سے ہے افتادگی کی قدر بلند	کہ آگ سے ہوئے جس خاک سے تبرید	۔
خاکساروں سے ہے ہر جا سرکشی کی سرکشی	وہ رس ہے کوں جس آسمان ہوا نہیں	۔
جو کوئی ہے ماتواضع ہے سلیمان رماں	مثل مام حم اگر فامب ہیں حام ہیں	۔
سے جو اذادہ اتے کیا صرب دہیں سے گرد	بیرنگی سے ہیں یڑتا ہے رورں آب ہیں	۔
ماتواں ہو کے جہاں میں رہوں اس ماسخ	کہ مرے یاؤں سے جوئی کو بھی آرا نہ ہو	۔
سر بہنہ جو ہے اسے عام طبعو ماع عالم میں	نہ کیونکو خاکساری سے وہ مدلے ہر واری کو	۔
خاکساران جہاں کا ہے ادب ایسا مجھے	یاؤں رکھا ہوں بھیا کر سائے دیوار کو	۔
نود بخود افتادگان خاک کا ہونا ہے اوج	ردماں درکار ہے کیا سائے دیوار کو	۔
تشان آگے خاکسار کے سرکش کی کب رہے	بیدا ہو لو تڑاب کو کسا لو لہب رہے	۔
جو دعو اسے ہدایت ہے گزر عالی و عاری سے	ہوئے نفس عدم حصر ماماں خاکساری سے	۔
تنزل میں رقی کرنی ہے امتدادگی ماسخ	کہ معراج شمع یانی نے باما خاکساری سے	۔
آگے امدادوں کے مائے ہیں سرکش روع	مرد ہو جائے نہ کہوں مارا آئیں آب سے	۔
آگے افتادوں کے عالی سرکت ہوئے ماسخ	دیکھ ہر یانی کے بیچ گند افلاک ہے	۔
خاکساری میں کسی کو ہے مٹا کیا سہن	کوئی مصر مرے دل میں مٹا خاک ہیں	۔
دراری عمر کی ہے ہر کسی کی خاکساری سے	ہیں ٹھٹھے جو خاکسار سے اکر مدد کرتے ہیں	۔
دے جسے رخصت خدا اس کو تواضع ہے صوف	ہو اگر محراب مسجد کا آسے حم چاہئے	۔
نہ ہوگی گرم صحبت سرکشوں کی خاکساروں سے	سلامت رہا ہیں سبھی ہے دم بھراگ پانی میں	۔
ماضی سرچا ہے نئے مسد زر رریا	ہم گدا ہیں خاک کا کافی ہے ستر برما	مصبر
خاکساری سے ہو جب عورت ہی گر مجھے کوئی	خاک میں مل کر رہوں مارو نہ کیونکو زیریا	۔
ربنہ افتادگی سے رہنا ہے حلق ہوں	گرچہ ہوں حلق نفس یا میں خاک بو ستر زیریا	۔
مر ریح دنیا میں وہ ہی طاقت سرسبز ہے	دانہ ساں جو خاک میں رہنا ہے مل کر زیریا	۔
یہاں تک خاک کا رس ہے اس عالم یاب جس سے	کما ہے سنہ ساعد نے اسباب سحر پیدا	۔
سر طردی کو بیان دل سے نہ چاہا مسم	ورہ ماں جیمہ افلاک یرا ما ہوگا	۔
کیوں نہ ہو افتادگان کی عیدیاں اسے نصیر	نفس با سے طاقتاں سرکش خاکسار رہا	۔
خاکساری کو سمجھتے ہیں وہ اسی اکس	رکھتے حملہاں ہیں ارباب لطف حامدی کا	۔



جے بہروں میں بہروں کی طرح بیٹھنے اے سحر	کالوں کو خدا رکھے خرافات سے محفوظ	بھر	خاموشی
نہ کرحق میں بزرگوں کے کڑی بات	کہیں گے لوگ جیوٹا منہ بڑی مات	"	خاموشی بھی کچھ طرف لطیف ہے کہ قائم
مناقت ہے بہت کم لوٹنے میں	خوشی دو گھڑی ہو دو گھڑی مات	"	خاموشی جس میں نہ تصنع نہ تکلف
دُردہیں کے لئے خاموشی مناسب ہے	بہی ہے قفل بہن جس میں کیل کا کاٹلا	"	کرنا پڑے جس میں خاموشی میں یکین
جو بات کی انساں نے معلوم ہوا حال	منہ کھلے ہی دروازہ کھلا عجب ہر کا	"	سو حرف ہیں مازہ گو نہ جیسے
لطف خاموشی کے آگے بیچ ہے	خوشنواٹی، خوشنواٹی، کوئی ہو	میدل	اس کو بھی مصلحت اب
زمانہ نہ کرو دعا سے بھرا ہے اے یرو	ہزار مات سے ایک بھی کہا نہ کرے	یرتو	خاموشی ہی میں جہنم کی آگ ہے
ایک صورت پر بسر کرتے ہیں ارباب سکوت	تست و نشو سے پاک دیکھا یہیں تصویر کا	تسلیم	ہر اک سے حال دل کا ملت کہا رہاں سے
ہائے بے دیکھے وہ کتنی ہے کیا کیا کچھ رہاں	دیکھئے سب کچھ۔۔۔ کھینچے کچھ بھی آنکھوں کی لمج	ماق	ہو ہرزہ سزاقتا خاموشی اسے جس بہتر
و کچھ کھویا وہ گویا بات کہہ کر	و کچھ ماما وہ بایا حاسی میں	حار	ہیں اس قافلہ میں اہل دل صلف نفس بہتر
برنگ مچھ ملا ہے ہیں دہیں حاموس	سکایت جہنم دور گار کیا کرتے	"	تو ایجا جم بار بار خاموشی زبان کی
دہیں ہے مدحک رار دل تو تیرہ ہے ایسا	کھلے حال اسکا کیا جس گھر کا دروازہ مفل ہے	"	کہہنی ہے رار وارہوں اپنے بیان کی
ہرگز کسی کے سامنے کچھ تذکرہ نہ کر	آگاہ ہے حد اتنے ہر ایک حال کا	خلیل	محرم ہوں رار وارہوں اپنے بیان کی
لوٹنے سے جس دہر میں رسوا ٹی ہے	لوہ جھوٹے دہن غنیمت و خاموش ہے	دار	یہ حالت ہے تو کیا اصل حال سے
واں گالیوں یہ منہ ہے ہمیتہ کھلا ہوا	یاں ہر حاسی مرے لب رنگی ہوئی	درد	کہوں کچھ اور کچھ نکلے زباں سے
سزا قدم زبان ہیں جون شمع گو کہ ہم	و یہ کہاں محال کہ کچھ گنگو کریں	"	آگے کسی کے مات۔۔۔ کیجئے کہ ہے
بے زماں ہے مد زبان سوکس	اس جس میں کے محال میں	"	اوقات ہیں رکے اس وہ کم یاد رہے
وصف خاموشی کا کچھ کہنے میں آسکتا نہیں	حسن نے اس لذت کو پایا ہے مد خاموش ہے	"	و گنجے ہیں رکے اس وہ کم یاد رہے
کہے ایک حب سن لے اسماں دو	کہ جس نے زماں ایک دی کاں د	دوق	تو محاکم کوئی کو کر اپنا شعار و عادت
بات آوے نہ توجیب رہ کہ گماں کے ردیک	سو طرح کا ہے سخن یردہ خاموشی میں	سودا	خاموشی سے جے آفات دہر سے انساں
یو جیسے می وہ تو ہم نہ کہیں آرو سے دل	وہ مات کیوں کہیں و ہوا یہ دہیں سے دور	"	موتی سے دست چھینا ہے
ہوں تو جراح راہ ہرزیر آسماں	لیکن خاموش ہو کے سر تمام رہ گیا	"	موتی سے دست چھینا ہے
کر اختیار کم سمی تو بھی اے شمع	ڈھکی ہے آدمی کے خاموشی ہزار عجب	نصیق	موتی سے دست چھینا ہے
مرغان نو اسچ کو صیاد نے مینا	محو ظاہر ہے ہم لب خاموش کے ماعت	تہید	موتی سے دست چھینا ہے
سیر مدامیوں کی حاسی ہے	کہ حرف آتا ہے میں اپنی زماں پر	صا بر	موتی سے دست چھینا ہے
حب اس زمانہ میں قدر ہر ہر طاہر	نہ چہر سکوت ہی بہتر ہے حوس یاں کھلے	طاہر	موتی سے دست چھینا ہے
لب خاموش نے سکھائی مات	کہ نہ کہنا کسی یرائی با ست	"	موتی سے دست چھینا ہے
میں نے سوار آزمائی با ست	مسمہ سے بھلی ہوئی یرائی با ست	"	موتی سے دست چھینا ہے
خاموشی رہنا چاہئے دنیا کی شور و شگاہ میں	سنا کسی کی اسے طعم مان کوں شور و دل میں ہے	طعم	موتی سے دست چھینا ہے
نشو و نما ہے اصل سے غالب و روح کو	خاموشی ہی سے نکلتے ہے حوا یا چہئے	غالب	موتی سے دست چھینا ہے
حق کہو تلخ۔۔۔ جھوٹ بولو گنہ	میں خاموشی سخن سے بہتر ہے	قدر	موتی سے دست چھینا ہے
حاشی سے ہوا ایسا سرور ہر دل	مثل تصویر کسی پر کبھی دو عمر نہ ہوا	"	موتی سے دست چھینا ہے
نخلے نہ یک و بد کسی منہ سے خدا کرے	ہر سکوت فعل دہر و شرم ہے	"	موتی سے دست چھینا ہے



<p>لے خوف کا ریت ہو اس اصول پر          پروا ہو معترض کی ۔ انجسام کار کی          عزت سب سے حق سے ۔ اس کے متوجہ          خلق کی بانوں سے بچکا لوں کو اپنا کیجئے          امید یہ ہیں کوئی روقت کام آئے          ۔ مٹھو اتنا زہی کے تھراس سے ہکا کھال          بیک طیت کیجئے کس طرح سے مد اہل کو          آدمی سنگدلوں پر کبھی رچی نہ کرے          سیکو یہ طسریق آدمیت          یہ ہوٹ نہ لویں کلمہ بدیہ دعا ہے          دہشتی جیو نہیں سکتی اہیں جو ہر طنت ہیں          سیرت کے ہم غلام ہیں سور ہوئی تو کیا          جبکہ میرب ۔ ہوک یہ پیچگی صورت ہم کو          ادب اسان کو وہ دولت لطف الہی ہے          عقل کہتی ہے ادب ایساں ہے          عن احلاق کو باز یور          سب تجھے آنکھ کا کہیں تارا          جو کوئی خوش وضع خوش احلاق ہے          جہاں انسانیت ۔ ہو کبھی بھی          بار خاطر ہو کے صحبت میں کسی کے رہنے بیٹھ          شست و تنو ظاہر کی لے ۔ اور بہت کراہے کول          آدمیت جہیں ہو کہتے ہیں اس کو آدمی          ایسا کر لیتا ہے ہر خبر کو ہر نیک سر شست          جو نہیں تو ہیں خلق کے گل دستار          حشمت سے پیش آ تو سب یر فتح پائے          یوں رہا پاس ادب راہ طلب میں تالغ          مساوی ہو کے اعداد ادب سے یہ ملازمت          جھکا جو سر تو زما ۔ من سر فر از ہوا          کسی کو دیکھے ادا یہ کب ہے کام آنا          کیا مکرم ہو گا وہ جس میں نہیں خلق و کرم          شرامت ہے جس عمل سے حلتل          پاؤں کا کام یہاں آنکھ سے لینا ہے صرود          ہے ادب روح جسم خاکی میں</p>	<p>لے فکر مدگی کا اسی کو مزہ ملے          ایماں کے فیصلہ کا متع سدا رہے          یہ بات گوئی دل میں ترے حائش ہے          جال وہ چلے کہ دل میں راہ مید لیکن          دافت ہیں رما ۔ مردت کے ڈھنگ سے          کہ دیا دار ہو تم مل جلوا علی سے اہل سے          غیر ممکن ہے کہ رانکا سیم تاباں رگے          روئے آنکھوں کو جو تل بھر بھی مروت لکے          حو حیاں جلوا سے سا ہو          یہ کانکین کوئی ۔ الرام کسی کا          تہی ہے اتھاں سے ہم میرے شمع مالیں کا          سرخ و سید مائی کی مور ہوئی تو کیا          حاسے بھائے گی کیا مائی کی مور ہم کو          کہ جو جو گ رہے اس کا اسکے سر تاج تاجی ہے          نہیں جس میں ہے وہ لے ماں ہے          تاکہ اقبال سے ہونیکل حتر          گل کے ردبک دل سے ہو یا را          اس سے گردیدہ تمام آساں ہے          وہ تو جیواں شکل آدم ہے          ملک لوں رہنے کے جسے یا پرا ترائے ٹھول          حامد دل کو مد اخلاقی سے دھوا چاہئے          اس کو جیواں کہئے جو اخلاق انساں چھوڑد          آرمایا ہے ملا کر کے لپ پانی میں          گلاب سے کہیں جو شرنگ میں انار کے پھول          یوں ہے املا ایک خلق و حشمت کا          یاؤں تو یاؤں کھسی سر بھی اٹھا کر چلے          کہ گھیرا سب سے ستارہ نے ساتواں سماؤں کو          ادب سے پائی نکلنے ترقی معکوس          بنا ۔ ٹھول کے دھم سے مقام آنا          جئے یک و بد سے حلقہ خیر میں ہیں          حسن یر کہاں شیخ و بد کھد ہے          بے ادب مہرل تسلیم کو یہ ہوئے کیونکر          گرا ادب ہی نہیں ۔ ماں ہیں</p>	<p>خلق          اخلاق سے کہنا تو ہے تو یہ ہے          حاکم آپ کو چننا کبیر سے تو یہ ہے          احلاق سے سور جو ہر نام و بری ہے          اخلاق سے صفا آئینہ دلی ہے          اخلاق سے صواب احلاق کے تہذیب          جہود دی و صواب اخلاق کے تہذیب          حشود دی و صواب اخلاق کے تہذیب          دیبا ہے چند روز کیجئے بھلائی          کچھ خدمت غلامی کیجئے بھلائی          اخلاق میں کی اس تاج و تکرے          اسان کا خاطر اور ادب صرا ہے          اخلاق ہی کیفیت دل و کرم ہے          اخلاق ہی فیاض و شریعہ و محکم ہے          گلوں کا چمن خلق سے آماج          قد پچھووں کی رنگ و بو ہے          بشر کو چلیئے پاس دل شریکے          کسی کا ہوئے سب سے کسی کو کر رکھے          کہیں سے تو کیا ہے وہ شست خاک نوا          حلقہ کبھی کی اس سے مال آنا          جب پوچھا ہے آدمی کو خسرو          وہ خطا کوشش ہے بھلا دے گا          حسن</p>
--	---	---











<p>نوشی و غم          کب تک نہ رہے بھی ہو یا لگا رات آدنی          ہم اگر کھانے کی عادت ہوئی تو ہم ہیں          لے لگنا۔ خا زادہ مورد اسدوسے          سکتے ہیں تو بہت شے کھاتے ہیں          رات گئی اگر تو کیا بچنے لگے          خالی رہی۔ سر پر نہ بھانسنے دل          بنی بکین مجھے آئے ہیں          کہ تو ام میں جہاں میں          دن کا باغ تو میں دن میں          باغوں کے خوں میں باغ کے بعد          کوئی نہیں ہے۔ آتا ہے ہاتھ          مدد سے بھی ہے۔ شے شے          باغوں میں دل میں جگہ جگہ          آئی شے باغ میں تو ام میں          شادی باغ میں دو دنوں          کیسے احساں ہے۔ شے شے          شے شے شے شے شے شے          الا شے جہاں پر اچھا ہے۔ شے شے          رات میں شے شے شے شے          شے شے شے شے شے شے</p>	<p>راحت بھی ابتدا میں تو اید انسر میں          حوشی کو کیا کوئی دھونڈھے کہ نام کو بھی ہیں          اے شے شے شے شے شے شے شے          اے۔ ل تمام عمر یہاں کون خوش رہا          ہنر و راحت اک اے شے شے شے          حوشی کے ساتھ ہم آموش غم نہ کیونکر ہو          جس دہر میں تنہا نہیں ہے رنج کے گنج          حوشی کے لے ہے غم کے لے ہو نادی          حوشی میں غم کا ہے ڈر غم میں حوشی کی امید          حوشی حیات کو لارم ہے گرچہ ہو سوہوم          جہاں کے شادی غم در گزروں          اس جہاں میں نہیں تجر بچ مال شادی          کیا بزم روزگار میں ناو رہے نام عیش          عیش و عشرت کی تمنا حسرت و امان عیش          شادی غم میں زمانہ میں ہم لے کم و کاست          وہ کون ہے جس کو کہ نہیں رنج و الم          مخلوط ہی ملتے ہیں جہاں ملتے ہیں          نہیں شے کو قیام مانا الم کو کیسے دوام جانا          راحت گزراں ہے رنج بھی ہے گوران          شادی سے نہ شاد ہو نہ غم سے غمیں          میں نے دیکھا ہے سرور و الم تو ام میں          تو ام جہاں میں دل انساں ہے اور غم          رہتا ہے روز و شب کی طرح با ہم افعال          شادی و رنج ازل سے ہیں ہم میرے ساتھ          ہون شادی یا غم ہو اپنی اپنی قسمت ہے          میں سمجھتا ہوں کہ شادی کا سر انجام ہے غم          تو اے شادی و غم دونوں یوں شے شے شے          شادی و غم کو یہ مانا کہ ہم ہیں مسکن          غم و شادی کو میں ایسا ہی سمجھا جس طرح کوئی          ہنسنے کے ساتھ غم نے کی خوشنمایاں          گئے غم کا ہے عالم گم حوشی کا          ہے مرے قہقہے کے ساتھ ساتھ نا کہ بھی          گل جو ہنستے ہیں تو کیوں وتی شے شے شے</p>	<p>گویا میں حرف عطف تو اس و مذاق فنا          وہ ہو گئی ہے ہمارے دیا رے آہ          ہے ایسے تو نزدیک مساوات کا عالم          گدے حوشی کے ساتھ خاک دم بہت ہیں          صوفے ترانہ کھرا ایک ہے          محبت کلوں ہی کے ہلوں مار۔ ہوش میں          گل بھی رکھتے ہیں یہاں لوک ہر فار کو تیز          بار ہی ہے یہ لیسیل و نہار کی صورت          عروج میں بھی ہے اندیشہ زوال نئے          کہ ایک سانس پہ پھولا جاب ہوتا ہے          طول اس سے نہ اس سے شاد ہوں میں          گرتے ہیں خاک پہ گل شاخ یہ خداں ہر          غمیں جو سیکڑوں میں تو ہیں یا چار خوش          چار دن کا میت یا رنج فنا کہہ بھی ہیں          ساتھ ہی ملتے ہیں آدہ دست میں کہتا ہوں تہا          وہ کون ہے مسرور۔ رے عیش عیش          ہیں شادی و غم نہ جہاں میں تو ام          جہاں شادی غم ہی تو ام الم تجھے کیوں ل جیج          و دونوں اے جہاں اس لئے ہیں یکساں          ہیں شادی و غم جہاں میں تو ام ناداں          کیونکہ دنیا ہے وہ جا شادی و غم تو ام ہیں          لاکھوں جو تمہیں ہوئے پیدا غم کے ساتھ          شادی کے ساتھ غم ہے تو شادی غم کے ساتھ          زخم کی طرح مرے لب ہوئے خداں پیدا          چاہئے بڑا کس کا گرچہ ہے بھلا ابا          مل رہے ہیں کف اسوس جلاجل ایسا          کہ لیس گیا گل نغمہ کف جلاجل پر          سیکڑوں و ہر میں گویاں تہ خنداں دو چار          لگائے خون دامن میں کہ ناخن پر خار کھ          سچ کہتے ہیں کہ رنج حوشی کا آل ہے          رہے پھر حال کیا یکساں کسی کا          مدد لے خندہ سے رہتی ہے تو امانی ناد          گلشن عالم میں گر شادی و غم تو ام نہیں</p>
---	---	--



[illegible]



دروغ گوئی

فہم شکر تراختو کا جی خوب کشتہ  
خوش ہو شکر بیاں کی تو ہے نہ لیتا  
بہ چوٹ کھینچے رہی جیسے وہ جیلا ہے  
نہیں اس سے زبردستی کی دینا دیتا  
بھی بھول کر ہی مارتا ہوا گوار پوتا  
وہ بھول جھوٹ میں کوئی جھوٹے کوئی  
لڑو دہشتی بیاں نہ ہو کسی کا جیلا  
نہیں صدق دل سے مگر وہ کسی کا جیلا  
اسکی آفت سے انسان کو لایا ہے نہین  
تقی اگر کتا تو کیوں شہور پھار رہا

دروغ گوئی

کر لی لگا لے سے ہم کیا بھلایت  
یگانہ ہو سکے جب انیا خند ہو  
دوست اسانے بدل کو بھی دیکھ کر  
یہی بولیں گے جو بنگام گو ای بولا  
عداوت بعد دینے کے نہیں رہتی جھوٹ  
بجھا جلتے ہیں کیوں جھوٹے بھلا کے  
عداوت چنے کو ہے عالم اس سے بچے  
خفا ہوتا ہے مکت بیکر جس طرح مائل

میں

ہائے قسام نہ تری آنہ سچی لیکن  
عدا کا خوف جو اذی میں مجھ کو آنا ہے  
طبیعت رہیں کیجو مگر حقنی سے ملال آتا  
کبھی ہمت ل کر بھی وحشت کیا نہال مردا  
ماطلو خوف مداکہ ہیں رکھتے ہو بھلا  
روز پرست سے ذرا دل میں رکھو نہ فطر

ابر و تاس ہے سدا خوف سب کا ہی ہے  
مرے شباب یہ عالم ہے یا رسائی کا  
نہیں دلس تہا سے خوف نے اوجھال آتا  
میں رہا اسی سے عاقل کہ جو کام صاف دہی  
نہیں ہی احوال کیلے کا۔ راہ رو۔ کچھ  
اس قدر نیا میں تم غنی کا ذرمت یہو رہا۔

## دروغ گوئی

ہو ی باطل چہ انسان کو ہلاکت کا سبب  
وہ۔ دل سے حسرت امید ہے طلب برائی کی  
جی امٹائیں گو نا کرات قاصد نے بھی  
پہر چاہت دروغ کا ہے زیر آسمان  
معدوٹ اور قہمت کی عادت ہے بڑی  
سیج کہوس کی بھلائی میں رہو  
جھوٹ کی بھول کر نہ ڈالو حق  
ہے ترا جھوٹ بولے والا  
ساندہ دم کو کچھ۔ دیکھا جھوٹ  
جھوٹ کا لپکا جو مجھ کو اسے رمان ہو جائیگا  
صبح کا دہر دسیہ ہے صبح صادق زویا  
کلہ باطل سے جھڑے پیر نہ چڑھ  
یادہ گوئی آدمی کرتا ہے رونی کسے  
اعتقاد را باب و نیت سے ہمارا اٹھ گیا  
سلیس جھوٹے موکھی سچ بھی اگر ہو بولتے  
تمام حرم کا دنیا میں بادشاہ ہے جھوٹ  
کھنٹی عروج عداقت بغیر کیا ممکن  
ہے جھوٹے ہفت کی س ہر گھڑی لعنت  
جو جھوٹ کا عادی ہے وہ ہے خوار ہمت  
موت سے بدتر بھتا ہوں میں جھوٹی بات کو  
نہیں ممکن کبھی مسرور و دروغ  
کبھی جھوٹا آدمی تو نہیں ذی وقار ہوتا  
کہو بات مانے کیسے کوئی جھوٹے آدمی کی  
کوئی نیک سمجھے اچھا کسی جھوٹے کو بھلا کیا

حال کیا آ کرانا اتنی سے موا مسور کا  
مگر یہ تھا گیا کب سوزی ہو گا  
مدنی سے بہتر دروغ صحت آمیز ہے  
شاید کہ ماٹیل کا ستا، جرد کسا  
اس سے سب عول کو لغت جاہل  
جھوٹ جیسی سے عداوت باہل  
جھوٹ دلت کی مات ہے آج تو  
آپ کر اسے اسٹائمہ کا لا  
جاسے کا آک رہا۔ عاڈا پھوٹ  
ایک دن جو تاس ہے جو کچھ وہ میاں ہو جائیگا  
وقت پر چھپتا ہیں کہنا ہے سب کا جھوٹ سچ  
قصہ مسور کس۔ کچھ دھیان کر  
جاں لود و قہر اب اسے تو نیا جھوٹ سچ  
منہ میں وہ دربانیں دلیں کیا کیا جھوٹ سچ  
اعتبار آنا نہیں صاحب قہار ہی بات کا  
خدا پستہ میں رکھے بڑا گناہ ہے جھوٹ  
یہ جان لو کہ ترقی کا سدا راہ ہے جھوٹ  
کاد کو کہا کرتے ہیں سب لوگ طاعت  
دیا میں کبھی ہوتی نہیں کذب کی عادت  
زہر کھانوں خوف آتا ہے قسم کہاتے ہوئے  
ہو سکے گا کبھی نہ جھوٹ کا سچ  
وہ ہمیشہ سب کے آگے ہے ذلیل و خوار ہوتا  
کے سچ بھی وہ تو جھوٹا ہے بڑا شمار ہوتا  
کہ بدوں میں بھی تو جھوٹا ہے بڑا شمار ہوتا

<p>دشمنی</p> <p>خدا رحمت نوا کو اتنا جھوٹا شتر لڑائی ہوتی ہے جیسا کہ دشمنی عداوت دیکھ کر کوئی شک نہیں کہ یہودی کا بے وقافتگی کا دھوکہ سے خدا داں جاسا ہے کہ وہ جہاں وہ دیکھتا ہے جہاں کوئی جہاں دشمنی کی جہاں جہاں کوئی جہاں جہاں جہاں کوئی جہاں جہاں مردم داریاں ہیں جہاں جہاں پہلے کے آگے فقط بیلیاں ہیں آج کے جہاں جہاں جہاں جہاں جہاں کے جہاں جہاں جہاں</p>	<p>دشمنی</p> <p>خدا رحمت نوا کو اتنا جھوٹا شتر لڑائی ہوتی ہے جیسا کہ دشمنی عداوت دیکھ کر کوئی شک نہیں کہ یہودی کا بے وقافتگی کا دھوکہ سے خدا داں جاسا ہے کہ وہ جہاں وہ دیکھتا ہے جہاں کوئی جہاں دشمنی کی جہاں جہاں کوئی جہاں جہاں جہاں کوئی جہاں جہاں مردم داریاں ہیں جہاں جہاں پہلے کے آگے فقط بیلیاں ہیں آج کے جہاں جہاں جہاں جہاں جہاں کے جہاں جہاں جہاں</p>	<p>اگر اس پوش ہو اس کا پتا لہا نہیں چشم گرہ سر پڑتی ہے کو تر با ز پر لازم ہے تلخ مات کا دینا جواب تلخ ہم کو تو دشمنوں سے محبت دینا ہے عمر اس کا گھات سے حالی نہیں اس ماسمجہ کی عقل پہ رحم خدا کی ہے جلا ایک کا دل ہو ادھر اس خوش وہ زمانہ ہے کہ حافی ہے عداوت کا دشمنی نام ہے محبت کا وتے ہیں کاشے ہر محبت کی راہ میں لگا ہوا جہاں سمرہ موتساو کھیا ہو دیکھا سس کی تواضع یہیں لارم گھٹ دشمن کی تواضع میں ہے تائیر کماں کی جھکیں جس گھر کی دیوار میں ہی مراد ہوتا خلاق بچائے لاکھ ہیں دشمن سر کے ساتھ منتشر کیوں نہ کرے ہوش یہ گو قول مرا یہ دیں میں کیا رخ کروں بھر و ط کا حن کو ہوتا ہے عداوت کا مرص تیس دانت منہ میں ہیں دشمن زمان کے اس سے قائل نہ کسی آں میں رہا ہتر جب کسی اس سے آجائے دل نساں فرق ہاں کسی سے دشمنی اچھی نہیں دشمنی سے آدمی ہوتا ہے حوار عداوت کا مرض ہوتا ہے برا ہے کسی سے نہ عاجز عداوت کرو تہہ ہے ملک بھی تو بہت دن سے لہو کا اے قدر تم نے حال سنا ہے غلیل کا کہ منہ کی کہتا ہے جو کا ہوا نشانے کا کہ جھکے میں اس کے ہے تنہا کی صورت بیدا گر بہت ہیں کوئی داد گر نہیں عداوت سے ہی انساں شکل مار ہو جاتا جو عداوت کو بھی آستنا جانے کسی سے دشمنی کر کے لے گا کما ملام کو</p>	<p>دشمن یہاں سے اس کی دھوکہ میرے کون ایدل لیے دشمن کو نہیں پہچانتا دشمن سے کچھ سروسرور مروت نہیں ایترا وہ کول ہں جو دوست کے کرتے ہیں دشمنی عیر کی منت پر اسے خستہ نہ جا دشمن سے آرزو ہے مہر و وفا کی ہے عداوت کا شعلہ یہاں مستعل ہے حال قابیل کا باہیل سے پوچھے کوئی اسیٹے بیکارے ہو گئے سنا یہ مہرے جو دوست ہیں۔ ہی کرے ہیں دشمنی لیے جیناں میں بسر مری ہو کیو بکر سرتہ کا۔ حب ماؤں کی حارب عامل آئی موت ہو جانے ساہ نہ کہیں دیکھو حسرت دار مرب عجز دس تھکو کر دے گا نہ و بالا حرص دہو اجل عیم اموات دوستاں دشمن جاں ہے زبں جوش یہ گردوں میرا تھے گرگ پئے دوست جاں جلد برادر جو کہتے وہ لوگ ہیں کب وقت پر اعدا کے قرب سے نہ کرے خوف آدمی اپنے دشمن کو نہ کہتر کبھی سمجھے انسان بیر نہیں مکن کہ طبع یک دلی با ہم رہے دیکھو عاجز ہر کسی سے دوستی دوستی ہے وجہ عزت و آرو سمجھ لو دوستی کو تندرستی عداوت مفیت ہے آفت ہے یک کیا جو رمانہ ہے جگر کا مرے بھوکا دشمن اگر فوی ست نگہاں قوی ترست گرے کا آپ عداوت مال جائے اے قدر عداوت کی تواضع سے فاضل نہ رہنا معتدوم دوست دشمن انساں ہیں ہیشمار بجایا منہ صورت سے جہاں میں رحم نہ نہ راحت قلب ہے اسی کو نصیب کسی سے رکہہ کے کین بے سبب لینا ہے کیا تم کو</p>
---	---	---	---



<p>دل دل تکی کو بکریاں دل گھر سے خدا کا زہار کسی دل کو تو تواس نہ کرنا سے خط و بود کے پچھتاوے دل تیرے کیا کیسی ہے کیا جی سی ہے تیرا صوت ادس کی نظر پر ہی ہے تیرا حالت اس دل کی آدھی سے بچے رہتا بلانا اس کو مرے دل کے رخ مشغول زمانہ میں بھی جام جمنا نقش اللہ کا تو دل پہ کچھ پلنے تراب لج مل تو مرے دل پہ ہے وہ دل س طرح سے غمیں رہے دل پہ ہو لگا جس میں غار و دنیا کا لجہ اس دل کو آئینہ طلعت یو برس میں غبار نہ دنیا کا کہ نہیں سکتا جو دل میں غم ہے ظن کا تو غم از سر میں دہوا چہ اور موت کے دل کو کہتے ہیں سب جانتے پاروہ گھر نیا تو تیرا بیوت ہے اسے آسمان صاف سکھانے ہیں خدا کی کے کام دل امداد ہیں جبار</p>	<p>دھو دھوا اس جگہ آخر نگاہ دل میں تیرے حال یرگ جہاں اس میں نظر آتا ہے دل سے بھی کہیں آتی ہے اسیار کی آواز اسیے دل کا تو آسننا ہو اگر قراسے یہ ہے سیدھا امر اسے آنا دل ہی ٹوٹا تو جہاں قالب حاکی کو قیام خود ہو مست دل اعصاب کو مص مام قیام رہے درست ظلم حیات مانوئے حصہ مول کے تو ہیں گے۔ او کھ حالت دل بھی حسی ہیں جاتا تھ سے موتور کیسا وہی دیکھنا بیت العین کیسی ہے بیت الشرف بھل دل رہنا ملے مسلک زازہ نیست ازہ سے جیسی زبست ہماری گوری دشمن کی ہی دن لڑ جزیرا اس میں غیر کے رہے کی حائیں سینکڑوں جو ہتھیں اور ایک دل پڑا مل ہیں حاسہ دل کی غفلت ہے لازم حاکم ملک بل دل میں اپنے سب آں سیاں مل پھل دھو ڈھٹا تھا مسکوکا تھ کی دل میں دنیا کا تماشہ بچا رکھا کرتے ہیں دل کو آئینہ صاف دل دلے خوبی کے نام سے دکھتا ہے رخ کا کیا ذکر اسیے دل کو کہے جو آئینہ دنیا میں غم دل سے ہیں سخت دل زیادہ تراپ جلوہ گہ حق تو دل سے مومن کا کیونکہ نہ رکھے صاف تراپ آئینہ دل قلب مومن عرش و کعبہ تینوں یکجا ہیں تراپ جو دل کو نہ جانے کہتے اللہ عجب سیر و تماشہ نظر پڑے اس کو حق نے گھرا پنا کہا مومن کا دل کیا جانے خوبی اس عرش کی زیادہ مجھے پڑتی ہے جائے خالی میں بسے ہیں دیو بہتوت صحت قلب تو آساں ہیں مشکل ہے بہت</p>	<p>ذیر میں بتھر نما اور کعبہ میں کیا تھا حاکم جام حم میں کیا ہے آئینہ دل میں ہیں فوسس تو ہے اس گھر میں اسی بار کی آواز را رکھل ماسے تھ۔ ہر دل کا راستی ہے قیہ ہے دل کی کمی ہے۔ ہے قلعہ چارہ ماسہ کا یہی بیانات ہے اگر ملطاں ہو ما دل حلق کو آرام ملتا ہے کسی کا دل۔ کبھی ہم سے اسے جدا دل دیوانہ کو ہم قبلہ ما دیکھیں گے کبھی تو ہے مرے دل میں کبھی صلہ اتیرا دل بھی آئینہ ہے سکند رکا اس میں تمناں ما خوشی و غم ملتا ہے یہ خانقاہ رسم و رہ سا نکاں رہا انتم حضرت دل کی بدولت ہم نے صحت کیا کبھی اسے آرد و دل ہے یہ ہاں سراہیں عکس طرح سے ہوتی ہے بسر دیکھیں تو کسی دوست کا یہ منایا ہوا ہے اس جین میں ہی کم ہوتا رہیں میں اپنے دل کی غلو نگاہ ہی میں جبر کرتا موجزن کو زہ میں دیا بچا یہ کیا مئے کہ دل جو اور پھر دل میں کدورت ہو وہ دل جو شوق سہتا ہے تو زکا رہا میرے نزدیک وہ سکند رہے بہیس دات تو ہیں اور اک زبان جن ہیں کرے ہے آئینہ ناحی مقابلہ دل کا جس دل میں نظر پڑتے ہیں مولا کے نام سے مرا صاحب دل ہے وہ جس کا خدا دل لگا کہیو نہ تراپ انس کو حاجی جو اپنے دل کی طرف دیدہ خیال رکھے خوبی اس چھوٹے مکاں کی اس میں پوچھے خانہ دل دیکھنے میں گو نہایت تنگ ہے دل میں گرجی ہے تو کیا سو اس ہے آہ دل ہو نہ کہی غمض کا بیار خدا</p>
--	--	---



دل  
 خدا ننگ حادثہ سے بچانے ششدر  
 قزو دل نہ ہے جاب جہ سے بھی نہ آ کر شہ  
 جگہ ملی نہ تھی کیا توجہ کو اور اس کے سوا  
 ہمارا دل ہی تار تار جلوہ گاہ ہوا تھا  
 جب سے کہ دل کو گھر تار چھا تو پھلنے  
 کعبہ ہو گیا کہ دید کم اسی کم نہیں  
 خاتم کی دیکھ تو مراد دل سے جام نہیں  
 پچھلیم نہیں جو پاس مرے جام نہیں  
 نقص سے جس کا دل ہوا ناقص  
 ابتدا اس کی انتہا ناقص  
 زید جہنم میں کسی کو ملا تو  
 جو پایا تو بس خانہ دل میں پایا  
 بنا کسی کی ابراہیم سے  
 ہے جلوہ گاہ خاص کبریا دل  
 مراد دادی دین سے بھی روشن کیجیے  
 خیال اس میں جا سے جب اسکے شکر مال  
 دین و مومن پر ہر لمحہ ہے پوشیدہ ہے  
 ہم کی تقدیر غفلت غلاب تقدیر دل  
 یک وقت دل سے عشق میں دکھار  
 آئینہ ہے پھر راستہ چھوٹی دوزی کا  
 بے چارہ

دیکھ لیتا ہوں اگر آئینہ دل کو کبھی  
 یہ کھڑول کی نعلی سے۔ ہا ہے معمور  
 دن و دنیا کے ہیں مرتے دل میں  
 ڈھونڈنا کون ہے جو ہر داتی  
 کہی ہے اس کو خلق خدا خانہ خدا  
 ہر وقت کشورن خاکی پہ ہے مسل  
 قلوب المومنین مستیں خدا ہے  
 ہے موح معرفت مرے آیائے طہیز  
 حودی کے میں کو سونا ہے خودی کا  
 مرتبہ کعبہ دل سے ٹرہ نہیں سکتا کبھی  
 تدریجی وسعت دل کی نہ شمع و بہمن  
 بیکیں کوئی مرے توشے اس پہ دل ورا  
 کب دل شکستگان سے کر عسکر حال یا  
 نہ درو دل ہی کے کہنے کی جہد میں ہے قاتل  
 دل نا آشنائے نالہ سے صدرہ جس بہتر  
 انیا ہنسر دکھائیں گے ہم تھکوشیدہ گر  
 تیرے سحر کو میں بسر و خیم نا محسوس  
 ساغر دل حوس سے مالا مال رہتا ہے  
 پہ از آئینہ خسانہ ہے یہ منعم  
 دل کی شکست و رحمت کی میرے توشے خبر  
 جہاں سے کندن دل سخت کا رہے لڑا  
 باغ جہاں میں آکر کیا پھل نہ ہم نے پایا  
 جو گد ری رات میرے پر کے معلوم ہو تھکے ہیں  
 دل کسی سے کہ جب پلٹتا ہے  
 جھانکتا تو اپنے دل کو یا عسکر  
 اس دل میں کائنات خدا کی ہے مختفی  
 تجھے وہم ہے عرش پر ہے خدا  
 نیتا دل کی تو راہی سے ہے بنی  
 دل کا آئینہ دور میں نکلا  
 نگینہ ہے دل مضطرب ہمارا نقش تدریس کا  
 مطلع دل سے ہوئیں پیدا شعاعیں قرکی  
 دن رات تیاں ہے پیش نظر تو کہ بندہ  
 حیاں ہے آئینہ دل پہ حالت کو نین

ساق آتا ہے نظر۔ وئے مصفا تیرا  
 دل ویراں کہہ اک وادی بہن نکلا  
 و معن دو ہنسان ہے گو یا  
 دیکھ کہسار دل میں ہے یس  
 سوجان نہ کس طرح نہ ہو سیدہ اول  
 اس سلطنت کا تناوہن وراے دل  
 کسی کا بھی۔ تو ہر گرستان دل  
 سمن کا مرتبہ ہے یہاں رو و میل کا  
 ہنسا دیوٹے گاہے یکمیت دل  
 پاس ہر انسان کے ہے اللہ کے گھر کا جواب  
 ورنہ دونوں کے لئے ہم کعبہ ہم تھکانہ ہے  
 گویا ہے یہ چراغ ہنسر دنیا میں کی گود میں  
 ہے لے عدادہ جینی جس میں کہ بال آیا  
 نہ چیب ہی رہنے کی تاب و توان ماتی ہے  
 ہو مڑگاں خوخال عشقہ اُن سے خانہ بہتر  
 لڑنا ہوا کسی کا اگر رسم سے دل بنا  
 مانوں ہزار مارا اگر دل سے بس جیے  
 اہل دل گریست رہتے ہیں تو ایسے جام کے  
 جو تھکے ہو سکے شہیر دل کی  
 ہر گھر کی دیر پائی کو تعمیر شرط ہے  
 و گرنہ کوہ کنی زور آزمائی ہے  
 اک دل ملا کہ جس میں ہیں سینکڑوں ہولے  
 دل پر دانہ کا جڑ شمع کوئی راز کیا جانے  
 دین و دنیا سے ہی اچٹا ہے  
 تیرے ہی دل میں دونوں ہیں عالم  
 دوزخ بھی ہے یہی ہی گھر ہے بہشت کا  
 ترے دل سے تو عرش تک راہ ہے  
 کعبہ اگر بیت تو بنا تنگ و خشک کا  
 ہسم نے سو تار آرمادیکھا  
 خدا جاے نظر آئے گل باغ جہاں کیا  
 سایہ خورشید و وحدت کا گزر ہونے لگا  
 کعبہ کی اصل کیا ہے مرے دل کے سامنے  
 ہمارے سامنے اب جام جم رہے ہیں

<p>دل کی پوری بات تو دل کی تھی اگر وہ دریاں دل کو تہ تیغ کر دے تو پھر اسے عریض و بلیوط رنگ کدورت اس کا جو عاشق بیعت ہو ہر شے عیاں ہو ایسا ہوا آئینہ دار دل دل نہیں ہے جیوہ کا وہ عطر کون دیکھا جام جم سے بہرینے یہ ایسا عطر کیا جہاں کیونکہ دل حالت کی ہم ایسا کر رہا چراغ کو یہ آئینہ شہر میں جوتا بدل چھوڑی گئی اس کے تاروں میں یہ خدا ہی کا گھر ہے خدا کی جا ہے وہ دل کیا کہ جس دل میں رقت ہو وہ کیا آئینہ جس میں نصارت ہو وہ کیا آئینہ جس میں رقص ہو کیا ہے وہ دل کہ جس میں رقص ہو کیا ہے وہ جسم و روح جس میں باں ہے وہ کیا ہے جس میں سیر و دیار ہے اس آئینہ میں جس میں تریاں ہو دل و دلیاں جس میں گھر و آباد ہو گھر و گھر میں جس میں گھر و آباد ہو ماتن کی دل سے سدا رہتی رہتی ہے جہاں نام کے لئے</p>	<p>دل دل کی پوری بات تو دل کی تھی اگر وہ دریاں دل کو تہ تیغ کر دے تو پھر اسے عریض و بلیوط رنگ کدورت اس کا جو عاشق بیعت ہو ہر شے عیاں ہو ایسا ہوا آئینہ دار دل دل نہیں ہے جیوہ کا وہ عطر کون دیکھا جام جم سے بہرینے یہ ایسا عطر کیا جہاں کیونکہ دل حالت کی ہم ایسا کر رہا چراغ کو یہ آئینہ شہر میں جوتا بدل چھوڑی گئی اس کے تاروں میں یہ خدا ہی کا گھر ہے خدا کی جا ہے وہ دل کیا کہ جس دل میں رقت ہو وہ کیا آئینہ جس میں نصارت ہو وہ کیا آئینہ جس میں رقص ہو کیا ہے وہ دل کہ جس میں رقص ہو کیا ہے وہ جسم و روح جس میں باں ہے وہ کیا ہے جس میں سیر و دیار ہے اس آئینہ میں جس میں تریاں ہو دل و دلیاں جس میں گھر و آباد ہو گھر و گھر میں جس میں گھر و آباد ہو ماتن کی دل سے سدا رہتی رہتی ہے جہاں نام کے لئے</p>	<p>کیا دیکھوں کائنات کو میں چار سو جہت ہرگز نہیں ہے دل سے کبھی جام جم زیاد کعبہ و دیر کے ہو دیر کے تعمیر عمت مرے افندیہ خوش و خوش اک قطرہ نہیں ہے سوزن شمع سے اس کا رعبت کسی ٹوٹے ہوئے دل کا ہے بنا ما اہیا شمع یہ مسجد الحرام ہیں سیح و جیوہ تو دل کی ہیں تعمیر بہتر میں حانہ دل سے تجھے ماہر ہیں پاتا مقابل جام کینہ و کے رکتس جام جم کا تھا ہے وہی رہبر ہوا حائل جو اپنے راہ کا ادما ہے جس کی آنکھ میں نور نصیر ہیں دل کو اس قسم میں جھوٹی سی عدالت سمجھ مدعی یوں ہو پہلو میں دل انساں رکھ کر دل ایسا آئینہ ہے طلسم حیل کا آنکھیں وہ ہوں جو دیکھیں تاتائے آفتاب ساغر حمید کو پتھر سے اسے میخوار توڑ جانہ سورج سے فروغ فلک میر ہوا پھر نے ہوا حق شہت لے طفر چاروں طرف اک در افر سے تو دل کے نظر کو ادر قائل استخارہ کے ہم ہیں حال کے محفل عام انہیں گو تہ تہائی ہے اس میں ہم کیفیت ساعر حم دیکھتے ہیں ادھر نمود ہوئی موح آدھر حساب تھا ہزاروں گلستاں سائے ہوئے ہیں آیا وہ نظر جام جہاں میں نہ جسم کو صفا جب کہ ہو پیدا جو ہر اد اک ہو جانے آجڑا ہے بگھر پہلے پھر آد ہوا ہے ہم نہ سمجھے ہم نے دل خالق سے پایا کس لئے ہے حوا پنا دل ویراں وہ مقام ہو ہے بجائے مادہ اس شبشہ میں لہو ہونا کعبہ ہے تو یہ مسجد اقصیٰ ہے تو یہ ہے اس دل کا فرے رسوا در بدر اچھا کیا</p>	<p>ہے چار سوئے دل میں مجھے لامکانی سیر ہے حال دو جہاں کا مرے دل پنگسٹ خلوت دل میں ہے شمع و برہنہ و پیر غرض ہمیدنی ہیں ستیاں اور ولولے دل کے دل پھٹ کے چاک چاک ہوا اس کے ہاتھ سے صبح کعبہ کی ہے تعمیر میں مصروف جہت طوف دل ہر کسی کا کام ہیں ایسے شمع و برہنہ حرم و دیر کی تعمیر جو دیر و حرم کوئی ترا گھر ہیں پاتا دل مرحوم بھی تھا مجمع ہشیاری و سستی دل ہوا جب آشنا ر مر فنا فی اللہ کا دل صاف ہے وہ بس میں کہ ایمان کو رہے فیصل ہوتا ہے یہی ویدی کا ہر دم ہم تو اس میں فرشتے بھی بیٹھے ہیں راہ کی عورت اسی میں ہے سائے جہاں کی سیر دل و ہلے کہ جلوہ دیدار جس میں ہو دل ہیں کہ سیر و عالم آنکھ رکھتا ہے اگر داغ کہائے ہیں تو ریا ہے تعلیٰ دل کو ہے وہ دل ہی میں تھا لے تم گروہ ہو ہو دیکھ اس جام جہاں میں سے ماتائے جہاں جو دل کہے وہ بیچ ہے ہوا اس کے لئے طفر صحبت دل میں بسر ہوتی ہے جس کو کجی لپنے پہلو میں کیوں شیشہ دل رکھیں عزیز شکستہ چین بھی لے کیا ہے شیشہ دل نہ ہے و سب عمو دل کہ اس میں دیکھا جو عزیز اپنے دل صاف میں ہم نے عزیز آئینہ دل کہا طلسم حیرت افزا ہے دل سب سے تہی ہو کے بنا ہے محل دوست جب مٹکی زندگی بھر کوئی حسرت لے عزیز کوئی آباد نہیں اس کے تصور کے سوا نشا ط کے لئے بتا اگر دل اس میں دل کو ہلا عرش معلیٰ ہے تو یہ ہے گماہ دیر و گھر میں گہ کپسائے گینا</p>
--	---	--	---

<p>دل</p> <p>مٹھیں ہے دل اسانی سے گھرا جہاں      روت جیت سے جو تصویر جو دیکھے غواں      مضطرب ہے دل ناساق ہے دوزخ کی      کہ جسے دیکھ کے یاد آئے خدا سے غفار      میں ہم دعا و شوق و حرام اس میں      کیا کیا ہیں بھرے حسرت و افسان میں      یاد برادر دل بھی ہے محو کی نیل      موجود ہے ہر طرح کا سامان ہیں      دل وہ ظلمت ہے۔ بے آنکھیں چوٹ لگی      سیریں ہیں اس مکان میں دوزخ جہاں کی      یہ جادو کر کے تیار کی اگنان کا باغ      اگر دوزخ و غفلت کا تھکے حال نیا      دیکھیں جب دل ناساق دیکھیں حال نیا      یہ رکاوں وہ ہے کہ آتا ہے جہاں دل نیا      میں اچانک باقی حقیقت پہ تہرے چہرے جادوں      اگر ذرا بھی مجھے دیکھے سب کے      دل کا آئینہ پاس ہے سب کے      عاف ایسا کم آئینہ ہے دیکھ      دل کے آئینہ میں ہے لطیف اسے ہر      نہ کہے غواں کی جب جلا دیکھا</p> <p>دل</p>	<p>دل کو بہ آرزو ہے کہ ہو عالم آشنا      وہ دن کو مشتعل ہے یہ ہر وقت مشتعل      بنانا کعبہ و ثبت خانہ شیخ و برہمن کیا ہے      ڈھونڈتے ہیں جسے جہاں میں ہسم      ہوتا۔ مگر اگر اس عالم خاکی سے      زندگی بھر جسے ڈھونڈھا ہے پایا دل میں      عام ہے جس کا حوان لطف و کرم      دل ہی تو ہے۔ سنگ خش و درو پھر کیا      میں نامراد دل کی تیلی کو کیا کر دوں      لن ترانی کی صند اٹھو رہ مٹھی لے سنی      ناز کی ہیں کوئی اس دل کے مقابل نہ ہوا      کھل گئی دل کی حقیقت کھل گئی      اب صفائی کی کوئی صورت      بحث تلاش ہے دیو و مردم میں آقربان      کسی کا ساتھ روز بد میں کہا دیکھا کوئی قدرت      دل خیالات کا ہے آئینہ      بنایا کعبہ ابراہیم نے اس کا یہ باعث ہے      ہویدا ہے سواد منزل مقصود و راہ کو      ماشا یک جہاں کا ہے میر مجھ کو گھر بیٹھے      دل ہے کیا کوئی سمندر ہے کہ دھیران ہوں      کعبہ و دیر میں گریا رہا ہوں تو نہ ہو      رہے لائق تو ملازم ہر دم      کب ہے قرین عقل بجز دل کے برہمن      جو دل میں مصفا وہ کدورت نہیں رکھتے      کیا ڈھونڈتا ہے وادی کین میں لہاں ہوں      دیرو حرم میں تہرے ڈھونڈھا نہیں بلا      پہلو میں تو جو لے دل حارہ حباب تھا      گھر تھا زہیں کہ بیم ورجا کا دل حزین      لیا۔ تجھ سے دیرو حرم میں کیا تلاش      دل انسان ہے وہ اسے تہرے محراب خانہ      ساحت عرصہ محشر ہے نہیں وسعت دل      موعن زن دل میں رہا کرنا ہے دیکھا خیال      دل نہ کہے اُسے ہے قدرت رب الاکبر</p>	<p>سارے جہان کی ہے ہوا اس جباب میں عاشق      سبت کہاں ہے ہر کو دل کے چراغ سے      بناؤ کعبہ دل کو یہی تعمیر بہتر ہے      غسانہ دل میں ہو کیس نہ کہیں مائل      عکس کی طسح دل مٹی آنکھوں سے لگا ہوتا      جو۔ دیکھا تھا کبھی ہم سے وہ دیکھا دل میں عالم      قصہ دل میں وہ مہمان نکلا      روئیکے ہم ہزار بار کوئی ہیں ستائے کیوں غالب      مانا کہ تمہیں سے رخ سے نگہ کا مہاسبہ      دیکھتا دل ہی میں گر دیکھنے والا ہوتا فرغ      باسٹ کا یہ بھی کسی کی مختل نہ ہوا      مل گیت تیرا لکھا نہ مل گیت      دل تو آئینہ مگر رہے      ہے اپنے آئینہ دل میں مار کی صورت      فقط دل کو شریک حال یا یارب و راحت میں      جملہ حالات کا ہے آئینہ      کہ بنا سخت مشکل تھا کسی سے کعبہ دل کا گویا      پہنچا کعبہ کو جو ماہد ہے وادی دل کا      بغل میں دل چلا لائق تیرے کوئی جام ہے لائق      اپنی ہشت خاک ہے بار کہ آتش خانہ ہے      کیجئے لازم ہے کسو دل میں ٹھکانا اپنا      دل سے بھی کوئی مکان ہے بہتر      ڈھونڈتے صنم کو جو کسے جو دیوار و نگین      آتا نہیں رخ و محن آئینہ کے اندر لا اظم      جس کی تلاش ہے وہ دل پرچن میں ہے ہر      پردہ نشیں وہ خانہ دل میں مقیم تھا      سیما کی طرح سے مجھے اضطراب تھا      ہر روز میر سے واسطے روز حساب تھا      غافل خدا کا گھر تو دل پاکباز ہے      ایسا دیکھا نہیں دنیا میں کوئی کاشانہ      اس کو ماسپے وہ مساحت میں نہیں پیمانہ      جام حبشہ کے مانند ہے اس کا یہ حال      غافل عالم اکبر ہے نہیں یہ افسر</p>
--	---	---

<p>دل دل - ہوا تو چیلوں - یونی گز دل زما - کا ہے باعث تو زمانہ دل کا وہ رہے روت دیدار سے محو کریں جس نے بیدلے دل میں تھپتھپتے میں دل مضمر محض کو تاہم سمجھتے ہیں دل حال حانا ہے تو دل والوں سے جا ملے گا مٹنے دل کی کیا ہے شبہات تا آئینہ چراغ صبح میں ہے شبہات تا آئینہ ذرا سے دل میں ہیں سماں کی طرح کہ آسمان در پہ دنیا سے دل رہا بدل ہمیشہ در پہ دنیا سے دل رہا بدل عزیز حبیب کو رکھا کیا ہنس کی طرح معاصرت آئینہ دل ہے کس کا بیت اس زمانہ میں ہم کیجئے تیری ہزاروں حشر میں تیری جی میں پیدا ہوئی بظاہر گزرا سا دل ہے یکن ایک دنیا پیرہہ تحقیقی جو دا ہو گیا دل ہی مارو رخسار ہو گیا چہ ہر اکمل تجلی کا ہونیکا نیک نیک نیکل خاص کیچہ ہونیکا نیک نیک دو بین</p>	<p>دل دل - ہوا تو چیلوں - یونی گز دل زما - کا ہے باعث تو زمانہ دل کا وہ رہے روت دیدار سے محو کریں جس نے بیدلے دل میں تھپتھپتے میں دل مضمر محض کو تاہم سمجھتے ہیں دل حال حانا ہے تو دل والوں سے جا ملے گا مٹنے دل کی کیا ہے شبہات تا آئینہ چراغ صبح میں ہے شبہات تا آئینہ ذرا سے دل میں ہیں سماں کی طرح کہ آسمان در پہ دنیا سے دل رہا بدل ہمیشہ در پہ دنیا سے دل رہا بدل عزیز حبیب کو رکھا کیا ہنس کی طرح معاصرت آئینہ دل ہے کس کا بیت اس زمانہ میں ہم کیجئے تیری ہزاروں حشر میں تیری جی میں پیدا ہوئی بظاہر گزرا سا دل ہے یکن ایک دنیا پیرہہ تحقیقی جو دا ہو گیا دل ہی مارو رخسار ہو گیا چہ ہر اکمل تجلی کا ہونیکا نیک نیک نیکل خاص کیچہ ہونیکا نیک نیک دو بین</p>	<p>مہر " بہت ہم بہاں خیر و شر دیکھتے ہیں " کہاں تو ہے اور ہم کہ ہر دیکھتے ہیں " جیسا ہے یونیدہ نظروں سے مکاں اللہ کا " لطف میں عتالم ہے گناہ کلیم اللہ کا " خواب میں بھی کب خیال آتا ہے عذوبہ کا " اس جگہ علوت گزریں تو ہی تو تھا " یات مائے عو آدمی دل کی " دبر کیا چیز ہے کعبہ و کلیسا کیسے " ایک دل اور ہیں ساتھ اس کے گھر کے کیا کیا " ہر کدورت سے ہے آئینہ مصفا اپنا " یہ میر دل ہے قبلہ دل خستہ ادا " سچی کر تو - ہیج کسی دل تک " یہ شیشہ جس جگہ رہے یا رب ادھر ہے " طور پر کیوں جاؤں کچھ ہو سکی نہیں " درست ہوتا نہیں جب یہ چور ہوتا ہے " یہ وہ آئینہ نہیں جس میں کدورت ہوگی " کتنی واسع ہے یہ گلی دل کی " چھوڑ خواب و خیال کی باتیں " دیکھیں غفلت کا اگر پردہ اٹھا کر دل میں " سن ہوتے ہیں کیا کیا سنس آئینہ کے اندر " الہی آدمی ہوں یا میں کوئی علم کی محفل ہوں " لگ جائے حس کو رنگ یہ وہ آئینا نہیں " برے خالق سے وہ نایاب دبا دل بھکو " لامکاں بن گیا اللہ سے ممت دل کی " کیا چہا رکھا تھا خالق نے بدن میں آئینہ " ٹوٹ کر جوتا نہیں پھر لے رو کر آئینہ " مری زمین بھی دل میں ہے آسمان میں " ڈھونڈتے پھرتے ہیں جس کو وہ حرم میں ہے " اس سے آویجا عالم بالا نہیں " حاصل ہے سفر در وطن آئینہ کے اندر " لے ناواں وہی دیر و حرم ہے " حد کا خاص خلوت خانہ آرام اکمل ہے " دل اب غیرت جام جم دیکھتے ہیں</p>	<p>دل مطہر کچھ مدد کر ہسماری نظر سولے کعبہ ہے دل پر نہیں ہے کعبہ سے رتبہ ہے بالاتر دل آگاہ کا طور ہے یہ دل صفائے قلب تو را اللہ کا یاس ہے غفلت ہے یاں دامن دل آگاہ کا دل ازل سے مطلع الانوار ہے سخت ناہم ہے وہ نادان ہے دل ہے اللہ کا گھر اس میں جگہ ہے اسکی حسرت و یاس و غم و درد و بیڑے کیا کیا کینہ و بغض و حسد ہم ہیں رکھتے دل میں طریق عشق میں ہے رہتا دل کعبہ پہنچا تو کیا ہوا لے سنج دستا و دیں میں دل کو کسی سے نہ ہو لگاؤ دل ہی میں پاتا ہوں حسد و یار کا میں ٹھیس لگنے دوں کس طرح تینہ دل کو صاف رکھتا ہوں ہر اک شخص سے میں لاپنا سیر کو نہیں اس میں کرتا ہوں دل کو بیدار کہہ کمال کے ساتھ دل میں وہ نکلے جسے ڈھونڈتے ہیں عالم میں آئینہ دل کی خیر سے اسے غافل ہزاروں حسرت و اراں ہیں سیر میں نہ کر دل کو کیا ہے صاف یہ دل بے جلا نہیں سیر اور طہر ہے کوئین کی حس میں حاصل بے نشان کا بھی نشان ڈھونڈھ ہی لایا جا کر ہم نے دیکھا تھلک کو جس وقت صورت دیکھتی چارہ ساری خاک ہو قلب شکستہ کی مرے جدا ہوں خلق سے میں ہے مرا مکاں میں ہائے رے غفلت کہ یرودہ آنکھ سے آہنا نہیں سارے عالم سے ہے دل پہا بلند پہنچا ہوں کہا تک دل روشن کی بدولت جسے کہتے ہیں سب انسان کا دل نہ دے اس میں جگہ نادان دنیا کے کھڑکھو تماشا خدائی کا اس سے غیاں ہے</p>
--	--	--	--

دل

یہی تھانہ کہ جہاں سب سے  
تہیں گئے ہیں غافل ہیں اسے دل کے  
ہوئے تو تصور تو درایا کر دیکھو  
آئینہ مرے دل کا ہے تو دیکھو کیا لائق

دوست

کہاں جائے انسان آں سے بھر  
زینت گر ہے فلک قند زابے  
دل کو بیت خراب کرے گی زلال ہو  
بھولے جاوے نہ ہو نہ بھولے  
دل دنیا کیوں فلک سے میں فراق  
بڑے دینے نہیں دھار دقتاب  
فنا ماہ نکاح کا ہے جہاں کو بھلا  
یہ وہ دنیا ہے جس میں رشک ہے غلام ہے  
سب یہاں کا خاندان بازاری غلام ہے  
کچھ کیا اعتماد اس دہلے بیتا  
لے زشت ال دنیا کو نہ دیکھا  
رشک ہے ہم کو بجا احسانے ماورایہ  
راحت کی ہے جہاں میں مع غم و غیبت  
مرد کو ضرور ہے وقت تمام نذر

چہرہ

جمع

ایک

"

"

"

"

"

"

"

دور میں پہنچے ہیں حتم دل آگاہ کو کب  
دل کے آغوش میں وہ راحت جہاں رہتا  
دل اگر رہے سزا و اقلیم معالی ہو جائے  
چاہئے گوشت دل وادنی امیں ہو طور  
کیوں آیا باغ بہر میں کیا حاسنات  
بجھ کو تیار تو سطر کردل مالان دوچار  
دل پرورد تو تہمت کی طرح ہے نازک  
حو دل کو کاٹ کے بھیکس تو آرو کر  
اس بصوت کو دل گوشت ماں سون سن  
بزاغ دل اگر گل ہے تو کر جوں گل آسے روشن

یار سو کوس پہ گرو تو نظر آئے قریب  
بندہ حانہ میں خداوند جہاں رہتا ہے  
مرفیع بعد مکانی و زمانی ہو جائے  
حلوہ گاہ اس کا مھلا دست و حل کیا ہوگا  
کر دے گار مدگی دل خسانہ خراب  
ل میں ۱۰۰ یار تو ہر دل میں ہوں آفتاب  
ہاں پھر صبر کی چہا تھی پھر دل کی کو  
جو پاؤں کاٹ کے بیٹھیں تو جوتو کر  
دل کو اپنے مکان عم مست کر  
ی

کہ یہ مخفی ہے ساکت کون ننگ حق کے بجائے کا  
دل کو گر مر تبہ ہو درہن کا  
دل ہے آئینہ دور و آہن  
پھر گور نور کا ہو خاک و تار  
نہیں جھٹتا ہے پھر نہیں جھٹتا  
دل جس سے ہٹا اپنا و قار اس سے ہٹا  
دیکھ شگفتگی دل یر نور کی اگر  
کندہ دل میں اگر ڈھونڈ تو نیا دیا کو  
راگ ان نقد محبت کو نہ یہ کو بیگا ہوش  
جو طواف دل کریں ہیں جانتے ہی تو نہیں

راہ کعبہ کی ہے کہا اور کیا ہے تھانہ کی راہ  
گو دیر و حرم خوب ہے جاشیخ و رہن  
سب نہ بھنگو ادھر ادھر ہر دم  
دیر و کعبہ کا دور رستہ ہے  
کعبہ کو حلقے شمع کرے گا تو کیا بھلا  
غافل ہے دیر و کعبہ میں کیا ایسے دل میں کچھ  
ڈھونڈے ہیں شیخ و برہن دیر و کعبہ میں  
دیر دل چھوڑ کے جا دیر و حرم میں بیٹھے  
سیر جہاں جو تجھ کو سکندر ضرور ہے  
ایک سے ایک ہیں انسان کے اعضا بہتر  
جاویں تلاش یار میں دیر و حرم کو لوگ  
دیر و کعبہ تو نہ جا دل کی طرف راہی ہو  
پھر آئے دیر و کعبہ جس کی خاطر وہ ملا دیں

راہ کعبہ کی ہے کہا اور کیا ہے تھانہ کی راہ  
گو دیر و حرم خوب ہے جاشیخ و رہن  
سب نہ بھنگو ادھر ادھر ہر دم  
دیر و کعبہ کا دور رستہ ہے  
کعبہ کو حلقے شمع کرے گا تو کیا بھلا  
غافل ہے دیر و کعبہ میں کیا ایسے دل میں کچھ  
ڈھونڈے ہیں شیخ و برہن دیر و کعبہ میں  
دیر دل چھوڑ کے جا دیر و حرم میں بیٹھے  
سیر جہاں جو تجھ کو سکندر ضرور ہے  
ایک سے ایک ہیں انسان کے اعضا بہتر  
جاویں تلاش یار میں دیر و حرم کو لوگ  
دیر و کعبہ تو نہ جا دل کی طرف راہی ہو  
پھر آئے دیر و کعبہ جس کی خاطر وہ ملا دیں

کو سنے سے نزدیک پہنچے

نظر آتا ہے سراپا یہ رماہ بال دمنہ عالم ایجاد کو ہم دیکھ چکے ہے حدیثوں سے عمان ارض ہے دنیا مائم صحت ہیں اس میکدہ عالم میں اہل رماہ تہرے ہیں چوڑے ہیں جہاں میل گل خنداں نہ ہو یہ باغ جائے فکر ہے غیر ممکن ہوں سب اچھے عالم ایجاد میں تکست غم سے ہے کس کو نجات دنیا میں دل میں بدوں کے خواہش دنیا سے ہے کیا ہو امید نفع کی بازار دہر میں ماغ ہستی میں نہ سمجھو کوئی تے بیعائدہ ہو انابت ہوئے گلشن امکاں محال ہے اجتماع دیں و دنیا کر سمجھ کر اختیار قدر دیا اہل دنیا نے ٹھکانے لے آئیر اڑا تا ہے غم دینا جو اس اہل دنیا کو لدت و دنب نہیں ہے لائق کام و دین کوئی صورت و قدر عالم میں بے معنی ہیں چھوڑ کر دین کو دنیا کا طلبگار نہ ہو آوارگی ضرور ہیں ماغ و دہر میں آبا جو حاکم پر وہ اس سرچن ہوا دل بدل کے دکھاتی ہے صورتیں دنیا لے ہنرمندانیں اہل تہرور و درخواب کوئی شے آفاق میں بیکار لے ساقی ہیں زال و بنا کے فریبوں میں نہ آتا لے آئیر فیض و ہر میں ہم جس سے امید نہیں لے دل کمال ابلق ایام شوخ ہے ہوں رہو عدم مجھے دنیا سے کام کیا دیکھتا ہوں چکر میں اب کر سے خالی نہیں اصل کیا دنیا سے دلوں کی زہر ہے اس کا فوہ دریا میں عیاں ہے حال امواج دنیا بساں چاہ ہے انساں بربک بو نہ خیر تعلق سے مرا پاؤں تو نکلے جان کر پائل نہ ہم آئے فریب و دہر میں	صحنہ خاک غلط دستہ ایام غلط ہے جو آمار صبح اس کا تو احم غلط فکر راحت ہے غلط خواہش آرام غلط محم غلط شیشہ غلط باد غلط جام غلط گھر سینکڑوں ہیں یہ کوئی ہے گھر نہیں کو نساغینچہ ہے جس کا سرگریباں میں ہیں ایک نو سہ ہے حلف یعقوب کی ادا نہیں وہ کون کا سہ سر ہے کہ جیسے بال نہیں ہے آشیان چھ مکان خراب میں گردک دے کوئی خالی دکان نہیں سایہ لوہے سرو کا میل گر حقبہ میں ہیں ہے گھر میں تو کیوں ہو تفرقہ بادام توام میں دونوں جانب حق ہیں دونوں طرف بائیں منہ لگا ہے ہتکتوں نے اس مردار کو پریشاں میں طرح کرتی ہے صرصر گیہو کون کہا سکتا ہے اس حلوے رہرا کو صاحب دل چشم معنی آسنا پیدا کرے کہ یہ دولت ہے جو مانی تو وہ دولت مانی نہرل یا بدامن عزالت کشیدہ ہے جالی ہماری قبسہ کی گویا کہ جال ہے فریب دیتی ہے کیا کیا یہ پیر زال تجھے عقل انساں سے خدا کا کارخانہ دور ہے سگ سے حاصل ہے شیشہ اور سے انگوڑے میوا ہے قحجہ ہے مکارہ ہے دلالہ ہے تباہ موج ہوئی دم بخود حساب رہا جھنے نہ دے گا یہ کبھی پیرٹی سوار کی دور دور دیکھنے کو یہ میلا ٹھہر گیا پیشتر شیروں میں کسدن جیلز عباہ تھا تعم حنظل سے کسی نے تلخ پھل پایا تو کیا عالم ہے یہاں بھار دی کا دم بھر کو جو یہاں تنگ آیا گراں ہوا ہے فاصلہ دو کام کا ہستی سے عدم تک صورت ساحر تماشے اس لے دکھنا بہت	دنیایا عینکس ہے کہ عالم طبع دنیا سے کبھی ہے ہم سنگ کی طرح ہر وقت ہر دراج دیا ہے بیوہ کا دل دنیا کی تاش کو دنیا اور دنیا پر مرنے کی آئیر نخلت لدت دنیا پر مرنے کی آئیر نور مار آسا سجان کو شیریں کی آئیر چاہتے ہیں جو نہ دنیا میں ناداں ہو کر نعم حنظل ہے پیر میں سبکی کی آئیر کردن گماہ تو نہ تو ہے صرصر گیہو کزال بیوہ دسا ہے نو کا بیٹھا گلشن ہستی میں ہے آبدار نہ ہونا حل کو پالی اپنے نشو و نما کیوں نہ ہو منزل تاریک دنیا میں تو کھنڈ کیوں نہ ہو اس انداز سے تبات نہیں چھوڑ دیا اسے تبات نہیں کچھ شرمی ایسی کائنات نہیں سچ تو ہے نفرت کے قابل میں یہاں نہیں آفتاب آسمان کا آج ادھر کیوں نہ ہو تک دنیا میں توں سب کا اس سے حق دینیں بن شام کو وقت سحر کی آبدو زال
---	---	--



دنیا

مجانہ آفاق پر مشرتاب سے خفا  
بریز نہیں سے پیاں ناسور کج  
مین ماتم جاننا ہوں عورت دنیا کو  
بہم فریب ہو کیونکہ گمان آبلہ  
ال دنیا سے جیٹھ شے میں دل صبار چلا  
مردم دنیا کٹ کرتی ہے پاپی جیٹھ  
نال دنیا کٹ کر تی ہے پاپی جیٹھ  
جگہ اس میں کیا کیا بدن فلاح  
باش عالم کی فلاح نہ راہی کی  
دوست جس میں کازا ہمدرد ہمدرد  
دنیا کی شے نہیں مردان راہی کی  
ناسر کھیں آنچوں پیاں پیاں  
ایک سے ایک ہے تماشا رنگ  
دینی ہے جان راہی کی  
عالم کا بچا بچا طرہ عالم کج  
کاسگر مٹی تھا مٹی کاس  
آج کا رہے ہے شے سے جہاں کے چلنا  
یکرا نہ رہے کوئی تماشا باقی  
سانج ہے وہ سو تین ہیں اس کی  
اند ہے وہ عالم جہاں ہے

چکر

ایک

چکر

چکر

چکر

چکر

چکر

چکر

چکر

چکر

چکر

چکر

رال جہاں کے کر کو ہم جانتے ہیں خوب

۱۔ کبھی ہے اپنی موت اسی میوا کے ہاتھ  
رال جہاں کو منہ نہ لگائیں گے ہسم کبھی  
۲۔ تجھ ہو زن تو مرد کو لام طلاق ہے  
دل اپا جواں طبع جواں بخت جواں ہے  
۳۔ کیا ربط ہو پسر فلک و مال جہاں سے  
پدر ہے قاتل فرزند صریح وہ دنا ہے  
۴۔ پسر کے خوں سے جو ہر ہوے تریغ رستم کے  
سجھنے دیتی ہے کب ابنیایم کی شوخی  
۵۔ اکھڑ جانے ہیں آسن تہسواروں کے یہاں  
حد ا جانے کس کی جسلو گاہ ناز ہے و تیا  
۶۔ ہزاروں اٹھ گئے رکون و ہی باقی ہے لکی  
دلیل زبیتی دنیا جہاں اہل دنیا ہے  
۷۔ کشافت سے زمین خالی نہیں ہوتی جہاں کی  
ون مریدوں کو رہے رال جہاں کی خواہش  
۸۔ گھر میں مردوں کے یہ مردار نہ آئے پائے  
لا یقلم ہستی میں امن مشل جباب  
۹۔ پھری ہوئی رہی ہسم سے ہائے گھر کی ہوا  
کوئی قیمت نہیں اسی جواں جہاں میں بیکار  
۱۰۔ ذالقد ہو تو نہ میٹھا نہ سستو نا ہے جہاں  
جہاں کہ ہم جہاں میں قائم ہیں سب جہاں  
۱۱۔ دنیا سے کچھ غرض ہیں ہم کو مال کیا  
نازل بلائے خانہ رہے زن مرید پر  
۱۲۔ دہو کے دینے کی آئی ہے اسے مال جہاں  
تیرا پھر پھر رخ خاک سے بدتر جھک  
۱۳۔ جمع نعمت ہائے دنیا ہے خرابی کی بسمل  
شہد کے باعث سے لٹ جاتا ہے گہر زبور کا  
۱۴۔ نفست الوان دنیا سے بھل ہر دم مشک  
دوستی کرتا رہا میں عمر بھر دشمن کے ساتھ  
۱۵۔ ہوئے کب لذت دنیا سے واقف  
بستر کی زندگانی داغ کہا کر  
۱۶۔ عالم اسباب میں لادرم سب ہے بہر رنق  
کھل گیا کیسہ سے عقدہ خاطر دلاک کا  
۱۷۔ دنیا میں مناسب نہیں عشرت کا ارفادہ  
غم خاندان میں کیا کیجئے تدبیر ششم  
۱۸۔ سوائے سبیل حوادث ہے خاک دنیا میں  
نہ ایک دم کو مکاں صورت جباب تینا  
۱۹۔ توقع رکھ نہ دینداری کی ہرگز اہل دنیا  
نشاں الفاظ اہل میں نہیں ہوتا معافی کا  
۲۰۔ مرد عالی قدر سے دنیا کر لگی کیا حشر  
پائے راکب کو نہیں صحرائیں کھٹا خار کا  
۲۱۔ ایک دم کی زندگی اس غم کہہ میں محال  
موت ہے انسان کا جانا آب جہاں کی طرف  
۲۲۔ اہل دنیا کی ہے نادانی جو ہوں راحت طلب  
کیسی دنیا میں تماشا ہے چمن کی آرزو

<p>دُنیا موتیں ہیں ہے دنیا کی تین سو چوبیس سو چالیس یہ وہ ہیں سکھنا ہی غفلت اس کو چھوڑے قدیر جتنی نفس پر کر رہا ہو جائے لجھنگل بجے گشت سے رہا ہو جائے اہل رجب سے کرنی سے نفرت زنی اور سب گار ہے دنیا اپنے مستوں سے جانتی ہے دنیا کس قدر پوشیدہ ہے دنیا اتبراس بنیاد دنیا کی صورت پر قائم ہے بڑی تیار ہے کسا ہے دنیا کوئی مہانت اس کے دروازے جو ہے اس گہر میں دار دنیا جب تعذیبانی ہے اتبراس دار دنیا ہیں آنا چلا اس گہر میں جو اس کو چھوڑے کبھی سنی نہیں ہوئی ہے جہان گئے اور اس آگے دوچار ہو جان گئے خضر علی عمریں دیکھتے ہیں کم یہ بڑھاپا ری دیا ہے بڑی ہے اس کم کوہ میں کتنی یوں اپنی زندگی قدیری پہ چبے نہ ہو کر جائے عید کا نابودینا</p>	<p>دُنیا کا خواستگار ہے حوریں مرید ہے گل مراد جتنے تو ہر ایک کیاری سے عدادت کی ہے ار رانی محبت کی گراں ہے دانہ ہوتا ہے عیاں دام نہاں ہوتا ہے رال دنیا کی ہیں منظور دامادی مجھے شوہر سے اپنے رہتی رہتی یہ زینت اک دو جب زمیں پر اور دو جب کھد پر آسمان ہنگوں سابرہ ساجل کساں میں نامرد اس زں پر ہزاروں صورت مند ہو جنوں جو شجر پیدا ہو روح قالب میں حوشی سے نہ سائی ہوئی اس سیم تن کا وصل ہے تحصیل رہے مجھے ر کی طمع سے چھانتے ہیں خاک نیا سے ور و سر ہی سبب مدخل پیشانی ہے تسم اس راع میں حب آئی تو گریاں آئی بو جھ سر پر ہو تو جلد اٹھے قدم مزدور کا نوالہ خلق میں اپنے ہے استخاں ہوتا دیکھتا ہوں روز و شب دریا میں ہیں خیاں لے غیرت و لے دلیل یا مایں لے مسکرت و رمی محل آفات بھی ہے بس اس کے مطابق اس کی حالت بھی ہوئی انھا سے رہتی ہے طبع ناسا د اس قدر دیکھ سب پھر کیوں زنگ دیا کر دیا امیروں کے مقابل آئی ہے حس تاں ہو کر کھلتے ہیں کگل مراد گشت زور کار میں لیکن اس کے ساتھ بگڑا کار میں تو کچھ نہیں جیا ہے جانے کے نہ قابل تھی مگر جیا ہی گئی چشم عبرت کے لئے دُنیا محفل غور ہے کارخانے سب خدا کے ہیں ہمارا نام ہے مگر اک وقت آئیگا نہ تم ہو گئے نہ ہم ہو گئے دارا و جم کی جب نہ ہوئی تیری ہو چکی کریاں آشتنا بھی تو ما آشتا ہے پکوں کے سوا کوں ہے اس کا تمنی</p>	<p>یہ ترک کر رہی ہے شہ مرداں سے میر کو حقیقت چمن دہر سے ہو آگاہ نہیں بننے کا سودا ہم سے اس بار عالم میں ظاہری بازی اتام ہے باطن سے خلاف یہ عروس ماحشہ آتی ہیں دل کو پسند دُنیا سی خارجی کوئی ہوگی نہ بسوا منا ہے کجا جو آتش مرتے ہیں اہل دُنیا بھرتی سا کوئی درما سے بے پایاں نہیں ہیں اک مرد کو دُنیا سے مطلب باغ عالم میں وہ چلتی ہے ہوا و حشر خیر عیش کچھ ہوتا اگر کم کہ دُنیا میں طالب ہیں بے دولت دُنیا کا دل مرا طالب کو اپنے رکھی ہے دُنیا دلیل و حار دشمنی ہے عوس دوستی یاں اسے آتش گشتن دہر بھی ہے کوئی سرائے ماتم اہل دُنیا نقل سے دنیا کے ہوں سرگرم بھی یہ تا گوا طبیعت ہے نعمت دُنیا کیا بھکر بھرتی میں کروں راحت طلب دُنیا کو بیت دلیل پایا میں لے دیالے دی محل آفات بھی ہے دُنیا میں جسے جو پیش آیا اکبتر دُنیا کرتی ہے آدمی کو بر تاد دیں سے اتنی الگ حد فاسے یوں فریب غریبوں سے لپٹ جاتی ہے دُنیا لکڑیاں ہو کر پایا ہوا ہے دہر کو گشت انساط دل کار دُنیا شوق سے کرنے رہو لے و کو تو حوش بھی رال دُنیا کی قجہ عین نہ ہے ہر طرہ فتنے بگڑنے کا یہاں کدو ہے اس تجارت گاہ دنیا کا کہوں کیا نم سے حال یہی حستیاں بیگی دہر میں ایسے ہی غم ہو گئے اکبر عروس دہر سے چشم و فسانہ رکھ کر کس پر ہم دار فانی یہ تھیکہ یہ زینت دُنیا ہے کہ بیٹی پر ہے بیٹی</p>
---	---	--

<p>دنیا کہا بھید ہم کو۔ ان بات کہ ہے یہ تانتا طلسمات کا سب سے بڑا جس میں عجب کچھ کہ جتنے شکار کھڑے ہو رہے چلے چلے چلے چلے چلے کمزورت میں دام اور دالے بہت ہیں کہہ نہ تھا غائب رہاں کے سوا اس پیش کی حقیقت کس گئی جاک وید نہ دیکھے کیا ان نزل جہاں پھر تارہ آج بھی زال دنیا کی مائیں دیکھیں اچھے ماحول کا دھواں کھینچتے یہ دنیا کہ وہو کے کیٹی ہے پیشہ رہی کام کی طلب کیا کہوں کیا حصول ہستی ہے روح تیندلا میں پھینتی ہے یونہی ہے دنیا میں لے دیتے تو جیتا ہے کہ اس زال کا تو ہر پون ذوق ہستی نے دی بیاں تکلیف نکھے دم میں بڑی فراغت سے اختیار</p>	<p>مار و ما جس کے سر پہ ہے اسے راحت کہا دینا کا حال اہل عدم بہت یہ مختصر اتیر صفت نفع قدرت کا کھیل ہے دنیا دین کی فکر کروں ہائے میں کس وقت اتیر دنیا ہے طرفہ سبکہ بلے خودی امیر نہیں ہے مزاج آفاق میں تن رو رہی اچھی آکھہ دنیا میں جو داک تو کچھ حال کہلا روں کیا نظارہ جہاں مسدا کا ماع جہاں میں رخ ہے تہہ رماں کا آدمی سے بہ لیتی تہ طالی صورت گلشن فانی نہیں رہنے کی جا چمن خسار حارس ہے دنیا زندگی نام رکھ دیا کس نے سچے نسیم جہاں خراں یہ وہ کوئی ڈبائے سے کیا بھلا مانگے یہ عاری ہمارے دنیا میں جاؤں ماع جہاں میں مار کر کہیں کیا باب ہائے دنیا تھی کہ اک لقمہ رانی کھلکا نراں کا ماع جہاں میں نگارہا مقام یوں ہوا اس کار کا وہ دنیا میں ساتھ جاتا ہیں کچھ جس عمل ایک امین کہاے کو ررق نہ ہنے کو گھر اور لحد کو با باطل سے اتفاق اسے حق سے تفاق ہے باغ عالم کا ہی اسلوب ہے عجب حال ہے دنیا پرست لوگوں کا حالی حلیت سے پایا۔ دنیا میں کوئی تھے تتے رہتے عمر آخر ہو گئی شبنم کی طسوج مرد ہوں مجھے لعز کیوں۔ جو دے دے سے اے عدم سے جائیں گے پھر جانب عدم حائے شادی نہیں ہے باع جہاں دیکھ کر ہر ایک تھے کو ہوتی ہے حیرت بہت حب دنیا کی یہ ہے ادلے ہستال گلستاں جہاں میں پھول بھی ہیں اور کانٹے بھی</p>	<p>پور رہتا ہے مستف سے بدن مزدور کا اک دو قدم کا چہرہ امید و مہم ہوا بانا کے مثالی ہیں صورتیں کسا کیا کبھی دنا کے کچھڑوں سے فراغت ہی میں مست ہیں کسی کو کبھی کی نہ سب کاناواں ہمارے اس سہراں کی لٹا کی مست ہمارے ہے مہلک ہمارے آکھیں ہو میں جو بند تو مال خانہ خواب کا بھڑکے ہیں شجر بار دار پر تف ہے دنیا عجب طرح کی تھکاری ہے ڈر ہے گلچیں کا تو کھٹکا حشر کا خون مسدوہا رہے دنیا موت کا انتظار رہے مہمیا دیکھنے کو ہمارے دنیا وہ تو بیجاری آپ ملگی ہے بھولیں بہت رنگ۔ اسے جس کے ہول حال آئندہ میں گل میں نوکس جس کے مٹ گئی تصویر یہ سب وہ کئی دیکھا کبھی نہ کلنس دنیا ہمارے پر کہ بیسے دن کو شافر سر میں آکے چلے اس پر انسان کو ہے حواس دنیا کیا کیا دنیا میں ایک جہان کو کیا کہا نہ چاہئے دیہ کے خواستگار پھینتی بھی شاق ہے کوئی طالب ہے کوئی مطلوب ہے معاذ کا بھی جہاں اور فکر چاہ بھی ہے دیکھا تو گل کے ساتھ چین میں بھی خار سے مثیل گل اس گلشن ہستی میں جو ہند اہوا حکام اس کا طالب ہے وہ فرید ہے زن کا دنیا کی سیر کر لیں چہر آئیں گے کیا کہاں کیوں نہ دل تنگ ہو زما۔ سے عالم اسباب کیا ہے اک عجائب خانہ ہے اتد اتیریں ہے اور انجستام تلخ مگر گل کے حویا ہیں انہیں کیا خار کا کھٹکا</p>
---	--	--

<p>دنیا</p> <p>چاہئے نرنغ فانی میں نفس کی تدبیریں</p> <p>بوز خانے میں تیرے دروغا کیسے</p> <p>علا سے کہو لگا کہاں بجوہ کیچیت</p> <p>میں اس نکلہ میں نہ دیکھتا ہوں</p> <p>اعتقاد ارباب دنیا میں نہ کیجیے</p> <p>مہ میں تیرے دود و دبا میں نہ کیجیے</p> <p>ہر کسی کا کام جاری ہے ہر صورت میں</p> <p>باقی چلتا ہے کسی کا پاؤں بے غور کا</p> <p>دنیا سے بے غور ہے کہ کسی کا</p> <p>منہ کیچیں کسی کا نہیں نام کسی کا</p> <p>یہ جگہ وہ ہے مرنے کے کوئے چلتے ہیں</p> <p>پاک آلا تیں دیا ہے سر جانی ہے</p> <p>فاقہ خاں راہ راہ ہے گویا چوگا</p> <p>گھر میں دیا کوئی نیکیا نہ دنیا سے</p> <p>کہو اپنے ساتھ کوئی گھر کسی کے پاس</p> <p>کسی کے پاس انانہ نہیں کیچیں</p> <p>حاصل ہوا گھر دنیا سے کیچیں</p> <p>جو خاک دھول خاک نہیں ہے ملک پاس</p> <p>یست انجام ہے ماز و دج دنیا</p> <p>بکڑوں پاؤں تلے بس گئے بیکار</p> <p>کچھ نہیں</p>	<p>باقی</p> <p>دیر کی مہر کیجے قصر و ایوان چھوڑے</p> <p>ما آتی جہاں کا دیکھتا مارا ریتلے چلے</p> <p>کوئی اٹھائے نہ لیجائے گا زمین سریر</p> <p>دور ساغر ہے سوہ گردش ایام کا</p> <p>اساں کیا ملک بھی جو آبا کشک گیا</p> <p>اس مرقع کا دکھائی دیا نقشہ الٹا</p> <p>قیام خمبہ گردوں کا بے طاب ہوا</p> <p>دار پر مصور کرتا ہے تماشا صھوٹ پیچ</p> <p>اس ضعیفہ کا لہو ہے صفت سب رسید</p> <p>گل بھی تر رہے پورے اپنا جیواں بھلا</p> <p>ایجاد اور عالم احباب و بکھے</p> <p>سوا گ ہے یہ بھی تماشا کیجئے</p> <p>ہم کو قرآن سے شام ہے کہ دوبا ہے ہی</p> <p>ابنا نشان نگینہ ہستی میں نام ہے</p> <p>دنبا تے سیرال بڑی شوخ و تنگ ہے</p> <p>گھر ہم کو پیش روں دلا رنگ ہے</p> <p>تبر مردان خدا میں یہ سگ ابنی ہے</p> <p>کوئی دن گھر میں فقیروں کے بھی مہاں رہا</p> <p>یہ عقیق البحر کا سمہ قطار مور ہے</p> <p>دما اک بیچ کی سرا ہے</p> <p>کہ چار روں تو ہم حمز دے پہل جاتے</p> <p>اشرفی اک دل عیس دکھائیگی زبور کی</p> <p>عز بر رکھتی ہے دیا سے دول کینوں کو</p> <p>نیشہ سے ہے فعل میں جو ہے وبادل میں</p> <p>شریت خالص نہیں نیش بھی ہے نوش میں</p> <p>بحر سب کچھ ہے وہاں اور یہاں کچھ نہیں</p> <p>غیر دوراں سری دور جہاں کچھ بھی نہیں</p> <p>اس دوراں میں ہیں راہ سفر تہی نہیں</p> <p>اسیے سر سارے رمانہ کی بلایتیں ہیں</p> <p>ڈھلے چلتے ہیں انہیں پر جو بھلا کرتے ہیں</p> <p>ہے یہاں نفع میں ضرر اسل</p> <p>طفل رونا بھول جاتے ہیں تماشا دیکھ کر</p> <p>ہاتھ آئی آفتاب کی تیغ و سبر کسے</p>	<p>استبار عالم فانی ہیں اصلا دلا</p> <p>اک تے پند خاطر ایسے تو یاں نہ آئی</p> <p>ہے گلا عالم اسماں کا ہیں اسماں</p> <p>ہے اگر گوں نگ اس نھل من من فام کا</p> <p>دما سے دوں بھی بھول بھلیاں سے کم نہیں</p> <p>زمنت رنگ لقا چاہتے ہیں نفس فنا</p> <p>بنائے خانہ دنیا ہوئی ہے بے بنیاد</p> <p>اہل دنیا کی کرامت کو سمجھ نہ سکا</p> <p>آدمی ہمارا یام کا شکوہ نہ کرے</p> <p>کون خاں رستان دنیا سے گیا ثابت قبا</p> <p>دنیا بنی تو خوب نہ پایا اگر ثبات</p> <p>ملوہ ارباب سا دیکھئے</p> <p>وہو اتقا تر سے نہ مالوف رہو</p> <p>کاہیں لے ہم کو حرف غلط سا مٹا دبا</p> <p>عوروں کا رنگ جھنے نہیں دیتی ستا سے</p> <p>وحشت سرا ہے دہر میں اپنا یہ رنگ ہے</p> <p>یہ نہ سب نہیں کیا مال ہے دیا سے دوزنگ</p> <p>کیا امیروں کا محل ناک لیا دنیا سے</p> <p>شعخ و سا کی ملاوت یہ ہے دست انداز تو</p> <p>میں اللہ میں آدمی ہے</p> <p>کبھی نہ ایسے تماشے دکھائے دنیا سے</p> <p>مال دنیا کی ملاوت میں سفر غافل ہو</p> <p>موافقت ہے نیشات کو جیتوں سے</p> <p>پاک رکھہ قلب کو آلودگی دنیا سے</p> <p>دیکھو دنیا کی ملاوت یہ نہ گردش گس</p> <p>فکر دنیا میں عیش مرنے ہو جنت کو چلو</p> <p>گند جرخ کو فانیوں میں خیا لی سمجھو</p> <p>دین و دنیا کے بکھیرے ہیں بھٹکتے بھرتیں</p> <p>جو طلبگار ہیں دیا کے ٹرے ان کے دماغ</p> <p>باع عالم میں نہیں بے تروں کو کھٹکا</p> <p>نہیلے گی تجارت دنیا</p> <p>بے خود جو ہیں وہ خوش ہوتے ہیں دنیا دیکھ کر</p> <p>یل و ہمار پر ہوئی تیغ و زعفر کسے</p>
---	--	---

<p>بکھر</p> <p>۱</p> <p>رفی</p> <p>۲</p> <p>۳</p> <p>۴</p> <p>۵</p> <p>۶</p> <p>۷</p> <p>۸</p> <p>۹</p> <p>۱۰</p> <p>۱۱</p> <p>۱۲</p> <p>۱۳</p> <p>۱۴</p> <p>۱۵</p> <p>۱۶</p> <p>۱۷</p> <p>۱۸</p> <p>۱۹</p> <p>۲۰</p> <p>۲۱</p> <p>۲۲</p> <p>۲۳</p> <p>۲۴</p> <p>۲۵</p> <p>۲۶</p> <p>۲۷</p> <p>۲۸</p> <p>۲۹</p> <p>۳۰</p> <p>۳۱</p> <p>۳۲</p> <p>۳۳</p> <p>۳۴</p> <p>۳۵</p> <p>۳۶</p> <p>۳۷</p> <p>۳۸</p> <p>۳۹</p> <p>۴۰</p> <p>۴۱</p> <p>۴۲</p> <p>۴۳</p> <p>۴۴</p> <p>۴۵</p> <p>۴۶</p> <p>۴۷</p> <p>۴۸</p> <p>۴۹</p> <p>۵۰</p> <p>۵۱</p> <p>۵۲</p> <p>۵۳</p> <p>۵۴</p> <p>۵۵</p> <p>۵۶</p> <p>۵۷</p> <p>۵۸</p> <p>۵۹</p> <p>۶۰</p> <p>۶۱</p> <p>۶۲</p> <p>۶۳</p> <p>۶۴</p> <p>۶۵</p> <p>۶۶</p> <p>۶۷</p> <p>۶۸</p> <p>۶۹</p> <p>۷۰</p> <p>۷۱</p> <p>۷۲</p> <p>۷۳</p> <p>۷۴</p> <p>۷۵</p> <p>۷۶</p> <p>۷۷</p> <p>۷۸</p> <p>۷۹</p> <p>۸۰</p> <p>۸۱</p> <p>۸۲</p> <p>۸۳</p> <p>۸۴</p> <p>۸۵</p> <p>۸۶</p> <p>۸۷</p> <p>۸۸</p> <p>۸۹</p> <p>۹۰</p> <p>۹۱</p> <p>۹۲</p> <p>۹۳</p> <p>۹۴</p> <p>۹۵</p> <p>۹۶</p> <p>۹۷</p> <p>۹۸</p> <p>۹۹</p> <p>۱۰۰</p>	<p>۱۔ اع کام آنے کبھی بھول جو درکار ہوئے</p> <p>۲۔ ری مان نہنت لے، یا مجھے نہ نہ بہنی</p> <p>۳۔ ہے ہوا آہ کی شکل آپ ہے آسوی طین</p> <p>۴۔ آتی ہیں جہ مسد رائے مکاں میں</p> <p>۵۔ یا بہتہ اٹلس۔ کجواب و متوحا ہٹے</p> <p>۶۔ اس کی محفل کا کبھی حالی خاں ہتاں میں</p> <p>۷۔ سارے عالمی۔ ہا یاں نہ دیا سارک</p> <p>۸۔ موقوف اسار رقی ہیں استخوان یر</p> <p>۹۔ سب حد اقطرہ ہوا دریا سے کٹتا ہو گیا</p> <p>۱۰۔ طامسوں کے واسطے دنیا میں دہاں چٹا</p> <p>۱۱۔ موت بھی ساتھ دے پانوں ملی آتی ہے</p> <p>۱۲۔ جہاں ہے گنج دہاں ایک مار ہے موجود</p> <p>۱۳۔ کحل ہاں نظر آتا ہے غار ہے موجود</p> <p>۱۴۔ آماہ ساتھ جان کے لے مان تن ہیدا</p> <p>۱۵۔ داس ہی گردن ہی ہے اسکو وہاں تو کیا</p> <p>۱۶۔ حالت دنیا براے اساکشوں باہنے</p> <p>۱۷۔ یہاں رنگینی قدرت کا مزہ کہا کیا ہے</p> <p>۱۸۔ غور سے دیکھئے دنیا میں کہ ہوا کیا ہے</p> <p>۱۹۔ عالم الغیب ہی جانے کہ یہ گھر کس کا ہے</p> <p>۲۰۔ اب دیندار ہی ہے قوی ہی</p> <p>۲۱۔ جہاں میں ہیں اہل جہاں کیسے کیسے</p> <p>۲۲۔ آخر اک زور جان کا دینا</p> <p>۲۳۔ کیا کسی سے ہو کوئی اسوقت میں امیدوار</p> <p>۲۴۔ طلبہ سیم دزد و خواہن زینت ہے جیش</p> <p>۲۵۔ کبیت جو ہے اس میں غور دیکھئے ہوتا ہے کیا</p> <p>۲۶۔ وہی دانہ جہاں آخر جو تو یا</p> <p>۲۷۔ نت کو جگ لگ رہا ہے ہر دم نہوانگی ہے</p> <p>۲۸۔ نجات کیلئے جیسے سگ و عمریر لڑتے ہیں</p> <p>۲۹۔ مسافر ہیں سبھی اس کا رواں میں</p> <p>۳۰۔ نام کے واسطے کرتا ہے جھگ کا لامند</p> <p>۳۱۔ دل توان کا پو گیا از حب سیم و زریا</p> <p>۳۲۔ اس جہاں کا عجیب عالم ہے</p> <p>۳۳۔ ظاہر میں ملے گئے جہاں سے</p>	<p>۱۔ کچھ نہیں فکر و است کی عالم میں ہاں</p> <p>۲۔ مزہ ملا۔ سٹھرا مجھے ہر بوالہ بہر ہوا</p> <p>۳۔ ہے علم آلو۔ سب آپ دہواد سا کی</p> <p>۴۔ دنیا سہا ہے صن سے کیا خاک نہننے</p> <p>۵۔ سارو مایہ میں ہے سامان عشرت بیچ ہے</p> <p>۶۔ اک مانا سے نواتا ہے عدم سے دوسرا</p> <p>۷۔ سارے عالم سے طبیعت رقی یہی اٹھگئی</p> <p>۸۔ درکار ہے ہا سگ و سار کے واسطے</p> <p>۹۔ ترک مار کو تھو لہ آرو درکار بنے</p> <p>۱۰۔ ترک نہ کی ولت ہے کہ امت گرد ہے</p> <p>۱۱۔ کس کی دنیا میں ہوا ہے کی عدم سے فرت</p> <p>۱۲۔ جہاں نہ مار بلارم میں کہ ہوا ہاں گنج</p> <p>۱۳۔ جس زمانہ کا آئینہ ہوں میں اس کشنا ہے</p> <p>۱۴۔ دنیا ہے جیوڑے کی نگہ سب رفیق کو</p> <p>۱۵۔ یہ دنیا و ناسوت ہے جو آخرت کا کبیت ہے</p> <p>۱۶۔ یہ نہیں کی جانیں ہنسایا ہاں بیکار ہے</p> <p>۱۷۔ لطف میر مین ہر کا کہا کس سہنے</p> <p>۱۸۔ ہاں کسی کا ہے تولد تو کسی کی ہے وفات</p> <p>۱۹۔ چھوڑ کر دامن شاہ و گدا بابتے میں</p> <p>۲۰۔ زمین کرنا خاطر سہ خواہ</p> <p>۲۱۔ جب موت میں ہیں عجیب سیرتیں ہیں</p> <p>۲۲۔ یہ ہے دنیا تو رفتہ رفتہ ہے</p> <p>۲۳۔ چوری یاروں و دیو پیروں کا فکر تیروں گ</p> <p>۲۴۔ یا رو دنیا کے لئے انہی مشقت ہے جیش</p> <p>۲۵۔ مزرع عقبت ہے دنیا اس میں کچھ نہیں</p> <p>۲۶۔ یہاں جو کچھ کیا نایا دہاں پر</p> <p>۲۷۔ ہے چند روزہ ہماں آیا ہے جو کوئی یاں</p> <p>۲۸۔ یہ دنیا کیلئے ایسے وزیر و میر لڑتے ہیں</p> <p>۲۹۔ یہ کہتا ہے جس اپنی زباں میں</p> <p>۳۰۔ ایسی دنیا کی نالیش پو تو یا رو تفت ہے</p> <p>۳۱۔ طالب دیل کے دل میں تو رہ چکے کس طرح</p> <p>۳۲۔ چشم جیش سے ہم نے دیکھا خوب</p> <p>۳۳۔ باطن میں الگ تھے سب سے وانا</p>	<p>۱۔ دنیا</p> <p>۲۔ دنیا</p> <p>۳۔ دنیا</p> <p>۴۔ دنیا</p> <p>۵۔ دنیا</p> <p>۶۔ دنیا</p> <p>۷۔ دنیا</p> <p>۸۔ دنیا</p> <p>۹۔ دنیا</p> <p>۱۰۔ دنیا</p> <p>۱۱۔ دنیا</p> <p>۱۲۔ دنیا</p> <p>۱۳۔ دنیا</p> <p>۱۴۔ دنیا</p> <p>۱۵۔ دنیا</p> <p>۱۶۔ دنیا</p> <p>۱۷۔ دنیا</p> <p>۱۸۔ دنیا</p> <p>۱۹۔ دنیا</p> <p>۲۰۔ دنیا</p> <p>۲۱۔ دنیا</p> <p>۲۲۔ دنیا</p> <p>۲۳۔ دنیا</p> <p>۲۴۔ دنیا</p> <p>۲۵۔ دنیا</p> <p>۲۶۔ دنیا</p> <p>۲۷۔ دنیا</p> <p>۲۸۔ دنیا</p> <p>۲۹۔ دنیا</p> <p>۳۰۔ دنیا</p> <p>۳۱۔ دنیا</p> <p>۳۲۔ دنیا</p> <p>۳۳۔ دنیا</p> <p>۳۴۔ دنیا</p> <p>۳۵۔ دنیا</p> <p>۳۶۔ دنیا</p> <p>۳۷۔ دنیا</p> <p>۳۸۔ دنیا</p> <p>۳۹۔ دنیا</p> <p>۴۰۔ دنیا</p> <p>۴۱۔ دنیا</p> <p>۴۲۔ دنیا</p> <p>۴۳۔ دنیا</p> <p>۴۴۔ دنیا</p> <p>۴۵۔ دنیا</p> <p>۴۶۔ دنیا</p> <p>۴۷۔ دنیا</p> <p>۴۸۔ دنیا</p> <p>۴۹۔ دنیا</p> <p>۵۰۔ دنیا</p> <p>۵۱۔ دنیا</p> <p>۵۲۔ دنیا</p> <p>۵۳۔ دنیا</p> <p>۵۴۔ دنیا</p> <p>۵۵۔ دنیا</p> <p>۵۶۔ دنیا</p> <p>۵۷۔ دنیا</p> <p>۵۸۔ دنیا</p> <p>۵۹۔ دنیا</p> <p>۶۰۔ دنیا</p> <p>۶۱۔ دنیا</p> <p>۶۲۔ دنیا</p> <p>۶۳۔ دنیا</p> <p>۶۴۔ دنیا</p> <p>۶۵۔ دنیا</p> <p>۶۶۔ دنیا</p> <p>۶۷۔ دنیا</p> <p>۶۸۔ دنیا</p> <p>۶۹۔ دنیا</p> <p>۷۰۔ دنیا</p> <p>۷۱۔ دنیا</p> <p>۷۲۔ دنیا</p> <p>۷۳۔ دنیا</p> <p>۷۴۔ دنیا</p> <p>۷۵۔ دنیا</p> <p>۷۶۔ دنیا</p> <p>۷۷۔ دنیا</p> <p>۷۸۔ دنیا</p> <p>۷۹۔ دنیا</p> <p>۸۰۔ دنیا</p> <p>۸۱۔ دنیا</p> <p>۸۲۔ دنیا</p> <p>۸۳۔ دنیا</p> <p>۸۴۔ دنیا</p> <p>۸۵۔ دنیا</p> <p>۸۶۔ دنیا</p> <p>۸۷۔ دنیا</p> <p>۸۸۔ دنیا</p> <p>۸۹۔ دنیا</p> <p>۹۰۔ دنیا</p> <p>۹۱۔ دنیا</p> <p>۹۲۔ دنیا</p> <p>۹۳۔ دنیا</p> <p>۹۴۔ دنیا</p> <p>۹۵۔ دنیا</p> <p>۹۶۔ دنیا</p> <p>۹۷۔ دنیا</p> <p>۹۸۔ دنیا</p> <p>۹۹۔ دنیا</p> <p>۱۰۰۔ دنیا</p>
--	---	--	---

مکساذوب کے رورچلا	تختہ اجنام کار دستا کا	ترت	دنیہ
خود ہاں سے آئے، نیا کے جس میں سیر کو	تسم و گل کی طرح یا ہنس گئے یا رو گئے	"	"
نہ ہونا مرص مردہ پر کھٹی غسل	اگر دنیا کی آلائشیں نہ ہوتی	"	"
امتی نہ وہ بڑا خود لست ہے دیں کو	دہائے نابکار و پلید و کیتف سے	"	"
مرد دسیا دار کو عاقل نہ کہہ لے بے تصور	طالب حق کو نہ کہہ دیا نہ ہے مجنوں ہے	"	"
مرے نزدیک بڑا صاحب اقبال ہے وہ	جس کی دنیا میں کئے عمر بھر آرام کے ساتھ	"	"
یا رویہ و تباہی ناباک اور ملعون ہے	اس کو کیا کہئے جو اس مردار پر مفتوں ہے	"	"
چند روزہ ہے یہ دنیا اس کی کتا بنیا ہے	جو غرور اس پر کرے و معون ہے شداہ ہے	"	"
دنیا کا نام منہ سے نہ لینا کسی تراب	ناباک ہے یہ طعمہ مردار و خوار ہے	"	"
واقعی یہ داریو نیا عاقبت کا کھیت ہے	جو یہاں آیا بدی۔ نیکی کا دانہ ہو گیا	"	"
اس جہاں کے رنج و راحت کا نہیں کچھ فتنہ	ایک دم میں جو یہاں وحش ہے وہی ماساڈ	"	"
کہا دیکھ کے لگائے جگ میں کسی سے دل	عالم تمام پیش مو و سرا ہے	"	"
اس سا فرحانہ دنیا میں ہو کو مکر قرار	آمد و آمد لگ رہی ہے ایک آیا و گئے	"	"
امسوس۔ کر کہ کل بے بر	یہو لے نہ پھٹے گئے جہاں سے	"	"
چندے یہاں کے عیش سے خوش ہو تراب کیا	دنیا میں سکھ کسی کو سدا ہو نہ جائے	"	"
جس طرح بہا نسرا میں ہوں متا فرج مجتمع	یہی ہے ہی ہم و اس سے یاں کریم اک جاہوے	"	"
دیا کا عیش کچھ دوچار دن کی ہے	کرنے میں بد محاسن عبت دلوے بہت	"	"
جو یہاں بولیکا تھم اس کا وہاں یا سنگا پھل	وہ جہاں دار لہجہ اس ہے یہ جہاں دار لعل	"	"
دو دیدار کو کب آئے خوش	دار یا مدار و دنیہ کا	"	"
اہل دین سے کیا ترستے	ہوتے ہیں وٹے کمال کے طالب	"	"
جیتہ دنیا کو کہا ہے جب پیمبر نے تراب	اس کو کیا کہئے جو ڈالے ہاتھ اسنایاں	"	"
یا روجہاں مجھے نظر آتا ہے خواب سب	اس خواب کو میں کیا کہوں تعبیر کیا کروں	"	"
بلے دنیا میں راحت جس کو بیش کم فنیست	رہے اس عکدہ میں کوئی بے غم فنیست	"	"
کچھ لائے نہ لے گئے جہاں سے	آئے وہ چلے گئے جہاں سے	"	"
یہ جہاں تو ہے خاص رخ کا گھر	کس طرح چیں یاں کوئی یاے	"	"
رہتی و دون ایک کے بھی پاس یہ دنیا نہیں	کون بھر ایسی زن شتیا کا شوہر بنے	"	"
یاں کی لیتی و بند کی مسکایت کہا کریں	ہے یہی نقشہ ازل سے اس خراب آباد کا	"	"
رور و جب جہاں کے دھوکے میں آؤں کیا	یہ دھوپ چھاؤں بیچ ہے میری نگاہیں	"	"
تھمل یہ کیا چند رورہ ہے دنیہ	کہ درمیتیں یاں سب کو اک دن سفر ہے	"	"
جز پیشانی نہیں غفلت سرائے و ہر میں	جو یہاں بیٹھا کب امسوس مگر رہ گیا	"	"
دل نہ دے نقش و نگار دہر کو	اعتسار کشن تصور بر کیا	"	"
کچھ عجیب دنیا یہ ہے مہا نسراے و فریب	جو چلا ملک عدم سے دم یہاں لینے لگا	"	"
بہار افسر اطلالی کا رحمتا نہ	عجب عالم ہے یہ دنیا مگر ہر سچ	"	"













[illegible]













<p>منہ</p> <p>دنیا ہے چاروں کا میلہ ملے ہمارے</p> <p>اور اس میں غصہ کیا ہے جھیلنا دیکھو</p> <p>دنیا کے لئے دین کو کھو یا تو لئے</p> <p>خامیل اچھی کماٹی دنیا تو لئے</p> <p>لارم چکر سب تراتا تانہا تو لئے</p> <p>گوئیجنگ کے دیو کیلئے تانہا تو لئے</p> <p>تجربہ کی جسم کے لئے تانہا تو لئے</p> <p>تو دنیا کی اعتبار سے ملے ہو</p> <p>دعا دے مٹا ہے سبھی کی دعا</p> <p>لے سچ داں نیر کی دعا تو لئے</p> <p>دیبا کی بوسہ سماں نارا تو لئے</p> <p>اس میں لے لے لے لے لے لے لے لے لے</p> <p>ربان عالم کو لے لے لے لے لے لے لے</p> <p>جنت میں لے لے لے لے لے لے لے لے</p> <p>نوروزی ہے فقط بوجہ عالم کا</p> <p>مرا حاتم کو بوجہ فتنہ سازوں کا</p> <p>واپس کیجیے لائی تھی دنیا میں بوس</p> <p>تاکہ آتی ہے بیاں کیغیر کردار کی یاد</p> <p>دنیا میں رہ</p>	<p>مصنوعی</p> <p>سچ</p> <p>منت</p> <p>موج</p> <p>مہر</p> <p>کس کو بیاں قیام ہے کس کو فرار ہے</p> <p>گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل</p> <p>گرسا حتم جاہ و تزک جائے تو اچھا</p> <p>ہم ٹھہرے آج اور ہر مکار سے الگ</p> <p>کرم و فتنہ ہو کر رہا ہے دشمن سے الگ</p> <p>عقل میری و گم ہے یہ گم امکان و بکھر</p> <p>سسل کی طرح تے میں یربتا سوں میں ہم</p> <p>تمام خود کا سہا ہے بیاں ریاں کھیلے</p> <p>باس اس میں کچھ بکھلتی بھی ہے کچھ بکھی نہیں</p> <p>لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے</p> <p>کوہ بہار کے نیرنگ میں حراں کھیلے</p> <p>ماں مرادوں مانسے معنی نہیں ہوا</p> <p>بہ سال میں ہر اک کی سنی کچھ</p> <p>سمٹے اے ہر خود و بستی بھی</p> <p>مادانی محض یری دانا تو ہے</p> <p>اور تو کیا ہے فتنہ تانہا تو ہے</p> <p>تو ہر سدا خراب اور خستہ ہے</p> <p>چھوڑ اس کو بہت خراب یہ رسنہ ہے</p> <p>اور رنج میں راحت کا ہے طالب انسان</p> <p>کوشش ہے عیش بول میں آم کہاں</p> <p>آلے جانے کا ہے بیاں تار لگا</p> <p>خواب میں دل کو نہ تو رہا ر لگا</p> <p>ناظر مری ہے ہے یہ کہنا باطل</p> <p>مطلوب عدم ہے مگر عدم ہے علت</p> <p>جس نے اس کی کہی عام سے خلقت</p> <p>رہ کر دنیا میں سیر دنیا دیکھو</p>	<p>نہ کہ تبت کی جگہ یاں سبیں ملی</p> <p>اسے دل تمام عمر بیاں کوں ہوش</p> <p>لاڈلہ مردہ دلانت دہستہ رگس سہار</p> <p>بہاؤں آئی ہے لاڈلہ ہستی تھکے کو</p> <p>ہو اس سے لگا ہو جو جیتے رہے منت</p> <p>خوڑے متوج سیر دنیا دیکھ</p> <p>چاروں طرف سے نالہ و شور و جگاہ ہے</p> <p>دنیا نہیں سرائے سیر رگزار ہے</p> <p>دنیا کا مقام ہے تعجب انگیز</p> <p>اک دم کے لئے چاہئے کیا دولت و بنا</p> <p>دنیا کے لوگ جا بیٹیں دنیا کے واسطے</p> <p>سید و یاس تے مہر ہا فی سدا</p> <p>ہاں کا ہے ہاں لکھی ہے بیاں</p> <p>اس گنس جہاں میں ہیں بے گنسگی</p> <p>سلطان نیک ہے میری پھوسو دنیا میں</p> <p>نہ دنیا میں مرد خدا اتنا شوق</p> <p>خواب دنیا کا تماشائے طبع</p> <p>عوتی کی جائے ہر طرح گستاخ کھیلے</p> <p>والی ہر کوٹ کے اس طرح ہے</p> <p>نہیں بکھتا ہے اور سنی کچھ</p> <p>دنیا ہے وہ حال جس پرستی کے بیانے</p> <p>گرا اس میں پھنس گیا ہے تو سودائی ہے</p> <p>دنیا ہے فقط ایک تانہا ہے مہر</p> <p>دنیا ہے دنی میں چو کھ دل بستہ ہے</p> <p>اس راہ میں آرام کے انتاب نہیں</p> <p>ستہ رنج و الم کا گھر ترس رہا ہے جہاں</p> <p>بورج کا گھر ہے اس میں راحت کیسی</p> <p>دنیا ہے مہر اک بازار لگا</p> <p>خواہش ہے کہ سب کو کھینچ کر لانی ہے</p> <p>مڑی ہے عین ذوات نا طرائے دل</p> <p>ہے علت و معلول میں یکسانیت</p> <p>دنیا ہی کو ثابت نہ کیا اس نے ہر</p> <p>آئے ہو تو کچھ بیاں کا تانہا دیکھو</p>
---	--	--



۱۰	میں نے کونئی نگہ آتی ہے	بچپنا کہ ماحوم نہیں جاتی ہے	مہتر
۱۱	ماں سے پہلے مہر کمارہ تی صلا	پھنک کر تلکے گا کس کی یہ پھیلتی ہے	"
۱۲	ماں میں کسے قہ کیا بسا ہے	اک زور وہ آئینا کہ چلے جا ہے	"
۱۳	درماں میں بھی شہزادہ ہے کوئی لے نہال	تھکے کو آس یا رماؤ کیسا ہے	"
۱۴	عالم دہان میں دل نہ رہا رہا	ورسہ سمجھ جان کو آزار لگا	"
۱۵	کس کس کا کرگیا بیچ کس کس کی خوئی	آئے حائلے کا ہے یہاں تار لگا	"
۱۶	آخر کچھ مٹی خیال غفلت کا ہے	کچھ بھی تھکے خوف حق تعالیٰ کا ہے	"
۱۷	ہاں ہے ہیں کہ یاں سے پلٹنا بھی ہے ہر	بدہ اس طرح تو جو دنیا کا ہے	"
۱۸	ہر ایک تباہ و کہ اس تباہ سے زوری کا طالب	جہاں کے دور کو سمجھا ہوں میں کس گدائی کا	مہتری
۱۹	اجام کو کھ دیکھتا ہوں دور جہاں کے	عالم نظر آتا ہے چراغ سہری کا	"
۲۰	امتدہ رہنا کبھی دن سے دعا کی	متناق نہ ہونا کبھی کھوٹے سے کھرے کا	"
۲۱	زور و شب مجھ کو طلسمات جہاں کے اندر	نظر آتا ہے نیا نقش و نگار ایک ایک	"
۲۲	اہل عسفی سے نگہ دنیا	تھکے ٹھکے ہیں اتنے گھٹتے میں	"
۲۳	کوں دن سے دلی کے نہیں رہتا بگنے	دام تزویر میں یاں کوں گرفتار نہیں	"
۲۴	بہ ستر ہے شعلہ جہاں جہاں ہر زم مساویں	یہ مکان دھوکے کا ہے مکان نہ مانہ قابل دور	"
۲۵	بہ سب نشان ہے رنگ زراہ عالم کا	نظر جو صورت نص و نگار آتی ہے	"
۲۶	عقل دل دیتا ہے بیئے دنیا	دو لب لار وال کھوتا ہے	"
۲۷	کو کچھ جو ہے لے دے سائے دوں حائل	ایک دلو انہ ہے وہ لکھ سنگ دیوار ہے	"
۲۸	یہ مریع جہاں کا اے دل	حسم دیا میں تیرا بطل ہے	"
۲۹	انہ سر لہنتی میں بہت کئے ہیں	ہاں مقامی ہے ہر اک یاں سہری ہے	"
۳۰	عالم ہستی کا بار بکھو تب ادا ہے	بہ بہن علوم پر آرا ہے یا نا ز ہے	"
۳۱	بیداری اس مہمان کی سامان شہواب کا	یاں مریع اب پر بھی گماں ہے سراب کا	نیکش
۳۲	حماں میں کام لسی کا کبھی بد کبھی	بوجہ زندگی مستعار ہو نہ سکا	"
۳۳	ملک ہستی میں کیا کہا جس کر	چار دن زہ کی مٹ بھرتے	"
۳۴	جو عقل رکھتا ہے تو توڑ دام دنیا کو	جو اس میں پھنسا ہے وہ لے نہور ہوتا	"
۳۵	نفس کی آمد و شد کو کج کا ہے تقارہ	قیام کرنا یہاں عاقلوں کا کام نہیں	"
۳۶	یہ دکانے بکو جھگڑے تھے کن خان کے	ظاہر ہے رہنے والے ہم لوگ تھے جہاں کے	"
۳۷	ہرے ہیں اک رنگ گل محو ظنا و دہرے	گمشد اسکا دھبی صرف خزاں ہو جا بگنا	"
۳۸	خوب ہی گزری عدم آباد میں لکیں بہاں	چار دلو ارغنا صرغید خا نہ ہو گیا	"
۳۹	زور جیتا ہے کسی کا کب یہاں	آ کے سہ سہرا و سہرے مل دے	"
۴۰	ہوئی گراں جہاں میں کچھ خوئی	کہتے پھر کوں صفت میں آئی ہراں	مخروج
۴۱	تبتطاس کا اس کو جال بچایا ہوا سمجھ	دل مٹ بھسا جہاں کے نقش و نگار میں	"
۴۲	یہ دنیا کی حقیقت ہے کہ گویا	مکان اک دل لگی کا راہ میں ہے	"



<p>و عاقبت دریہ دارت و بی</p>	<p>و دنیا دنیا میں جان و دولت دنیا کی ملکیت منے میں لوگ مہتی ناپا کار پر دنیا میں گزشتات ہوا بھی تو کیا ہوا دریا میں دم جاسے دم بھولٹا گیا پیرے ملک میں و دنیا کی دولتیں تار شمال دانہ جو گردش میں آتا ہے گرد جاعا عالم مکان اصل تو جہان کو گرد سے چار دوا ارجا حاصل ہیں ان کی آرائش بیان کو کسی جہاں ہے حاساں باغ میں رت۔ بلکہ دہے شع کو چھوٹے سے خواہ فرمال جان بداری لے دے دیریاں نظر حوسنے مرگھڑی مروت لے میں عالم ایجا دی بائے کاشے عالم عالم ایجا دی چنگ شنگ۔ دریا لے جہان فانی جلے گو کہیں قطرو نہ ملا پانی پیرا لبس جہاں میں ہوا کو سا خوب ہزارا جزو کو تھا ہے دھوا کا سراپا</p>	<p>نشاط نہال حسرت شداد ہے گلزارِ رضواں کا یہ چندے کے لئے کچھ کا تھا شہے خلائی کا ڈھیر پودوں کا تھا شمع سحر کے سامنے کیا یہ دنیا عاقبت بخشائے گی اس بجز بے کنارہ میں سر کیا اٹھائیے ڈر کر ہوا سوارِ طلاطم جہاں میں کو کہن یک فریب پیر زن ثابت ہوا ہے جام و اژگوں میں فلک کے شرب تلخ ہستی کا ایک جام بھی ہے لے جہاں تلخ کر دیگا زندگی دلِ حارہ خراب تلخ جب سے گئی ہے ہمت مردانہ جو ذکر کبھی زں پیر زں ہر کبھی بیت تلخ و تنگ ہو گر جہاں کا دریائے موجزن کی طرف سرا ہے یہ نہیں مسکن کسی کا یہ شریک غیر سے تھے ہو گا ملال دنیا تو ہے اک انا را اور سو تیار دونوں کا ہے اک جال تہمت ہو کہ تخت جیسا ہے کب آساں جو ہے مراد شہار رکھ یا اس عصا گر کے سنہلنے کے لئے اور تاک میں ہر دھبے جرخِ خدا را پیر گردن کہیں و دشمن جانی ہو جائے ہتیا ہے نہ دوسرے کی جنگ یاد را لکس ہے کسی کا سر کسی کی دستار جہاں سارا سارا ہے رہیں لے سرویائی نہ پہلی اس گلستاں میں طبیعت لاکہ بستانی بستی و رہزفوں کی بستی ہوئی ہی ہے کیا تماشا دیکھئے دنیا سے عبرتناک کا بھولیں گے۔ ہستی کے مزے یاد کرینگے رما نہیں تو دعویٰ دیں مکر و دوسے اعلائے شان قادم مطلق کہاں سے ہو میں اس کے منہ کو دیکھنے لگتا ہوں کیا کہا ایسا خیال کر نہیں سکتا کوئی عقیس نہ نیا کیا ہے کچھ آتا نہیں فہم اس میں</p>	<p>گلستان جہاں خار غم ہے من گھپسین نوا ہے کل سے جزا و در جز سے کل ہونا مفر سے حاکم دیہا کچھ شبستاں جہاں میں اوسیم جب نہ جیتے جی مرے کام آئیگی سلی موج حادثہ پڑتی ہے اب جہاں اس بھر پڑ خطر میں ہوں جس کے خوف سے سمتیاں بھیلے نہ کیوں انسان دنیا کیلئے سمجھا ہوں شیش طیش جہاں خراب تلخ دنیا کو آکھ بھر کے نہ تھا دیکھنا تھے کیوں آیا باغ و ہر میں کیا جاتا تھا میں اس پیر زں دل و ہر کی ہم ٹھو کروں میں ہیں بسکے دنیا تے میں ہا آئے ڈایا آئے بھابھا جہاں حادثہ آگیاں میں ہے بشر کا و ر و کسی کے قصہ پر کیوں رہتے تھے اب لذت دنیا پہ ٹپک پڑتی ہے زال پہلے ہی سے آئے ہے دل میں پھیلاں جیشنا بھی یہاں کا سخت نرنا بھی ہے سخت خالی نہیں غم سے زندگانی یک لخت تساں کر رکھ یہاں سے جلنے کے لئے مہ کو لاسے قرتے نکلے کے لئے زال ستیا کو میں دل دیتے ہو ڈرتا ہوا مکن ہی نہیں یہاں لگانا بستر سب کو ہے بیان خیال آراہیں سر عدم اک دائرہ ہے اور محیط جہاں مرکز یہاں کے لالہ و گل داغ دل زخم جگر بھلے منزل اسے سمجھ کے مکر کو لیتے ہیں ہسم سکس آنکھیں یہ کہہ ہم نے وقت واپس دل ملک عدم میں نہیں لگے کا ہما زرا دیں کے درست کرنے کو دنیا ضرور ہے دنیا نہیں تو دیں کی رکت کہاں سے ہو دنیا کو جب کسی نے عموماً برا کہا مکن نہیں ہے دیں میں دنیا۔ ہو دیں طوسی کا رخا نہ ہے کہ اک قدم خدا کی ہے</p>
---	--	--	---













۱۔ روحِ محنت جزوت و یا ماست  
 کہہ اس کی فکر نہیں کل سفر ہمارا ہے  
 ماسہ وار ہنہ و سائیں وہ دو باشلی پی  
 کو سا گھر ہے کہ جس سے نہیں مروتہ بھلا  
 ہم سا وہیں، سرادینا ہے چنڈے پتیا  
 تھوٹا بہ ہو گئی یہ بات جب ٹوٹا حباب  
 منرل یہ کھلا حال کہ باز ارجہاں میں  
 بھر کچھ اپنی زوانی کی خستہ کہ نہیں  
 ہر شے ہے بے ثبات ہے اس حال میں  
 اس سڑ میں ہی سلتے ہیں یہی دیکھتے ہیں  
 اثاثہ نہیں جس کے خالے کا غم ہو  
 سسے ادھر سے اس سفر نسا ہوا  
 دا کر گئی، نے مزارن سے روح  
 سی بری سی لوانی ہم سب لوگ سادہ ہیں  
 کیا کہنے کوں حلا شے ہم تہہ سے بھی نہ قیام کیا  
 بادشاہی یا گدا ئی حوں آئی کر چلے  
 جب سنا دنیا سے قالی ہاتھ اسکندر گیا  
 کس نے تفصیل دنیا میں ہوں مصروف ترقی  
 گوشہ گر کے طالب میں عمارت کیسی  
 مساد ملہ کے تیار میں رحمت سفر مالدے  
 سنا خد خیمہ بھی ہیں چاہئے ماند حباب  
 کسے خبر ہے کہ سرل قریب ہے کس کی  
 ہاتھ تھا بیٹھنے کو ہے یہ جہاں فانی  
 انسان مرگ و زیت کے جگرے سے پاک ہو  
 بھر آئی ہے ثباتی کوئی کیا دیکھے یہاں  
 ہزار حیف نہ ٹھہرا گل و سمن کا رنگ  
 دنیا میں کچھ بسا ط نہیں انبساط کی  
 باستند گاں دار فنا کو یہ چاہئے  
 آ سماں بھی اک حباب میں لہو فانی میں ہے  
 چمن میں موسیم گل کا نہ کچھ زمانہ ہوا  
 بتی بے ثبات کا وقفہ نہ ہو چھٹے  
 ملک تھا کو جا نہیں گئے ملک فنا سے ہم  
 اکدن سب چھوڑ کر جانا نہیں سے اسلئے

ماہ سا کر ایسا مسام ہو نہ سکا  
 سراسے دہریں بیٹھیں گھر مانے ہوئے  
 مقیم اہل فنا کوئی دم ہوئے نہ ہوئے  
 دار فانی میں سارک نہیں بغیر کوئی  
 چارون کے اسلئے کیا دولت و در پتیا  
 پانداری کچھ نہیں ہے سراسر اٹھالے کے لئے  
 جان سفری زاد سفر چپکر آئے  
 تیرا ہر تار نفس ہے کس سے بدن زورق  
 گردوں کو حانتا ہوں بگولا ملند ہے  
 کل مہام اس نے کیا آج سفر اس کا  
 گدا، اسے مٹی کا گھر ہے تو کیا ہے  
 لہ اما سرل اول میں باراب ہوا  
 بہ اہل سے سفر اس حباب میں دیکھا  
 صبح ہوئی تو کوچ کی ٹھہری نام ہوئی تو تمام  
 دنیا میں حسین نہ تا با مہر میں آرام کیا  
 ریح مسکوں چاروں ایتا بھی مسک ہو گیا  
 سلطنت بھی بیسے میں ہم کو مال ہو گیا  
 کیا دیا رز زندگی یہ یاں اجا را ہو گیا  
 کفنی چاہئے سادی خرد دیا کیا  
 ہمارے سنا خد جلد اس کو ہوا ٹکے کر پاندے  
 چھوڑ جانا ہے ہیرا پاسل سباب مجھے  
 حور نہ ہوں کوئی راہ تار کر اہیلے  
 پاؤں پھیلائے کو ہے گور کی سرل کی جگہ  
 یہ جان ہو ہوا کہیں یہ جسم حاک ہو  
 آنکھ ملے ہی میا بوں کی نظر ملنی نہیں  
 خزاں میں صورت طوطی آڑا چمن کا رنگ  
 آئیں نہ سوکھے گھاٹ کہیں شائے میں  
 بنائیں گھر نیا تو گر ہے کے سر کے پاس  
 سراسر اٹھا تا ہے کوئی اسے بھر کس بنیاد پر  
 ہوا کی شکل ادھر آیا دہر روانہ ہوا  
 معلوم کچھ نہ فرق وجود علم ہوا  
 دودن کو کوچ کرتے ہیں بھر اس سرگرم  
 خوش نہیں آتا ہے باقی عالم فانی مجھے

### دنیا سے فانی

کتنے دن بھی جو نور سے کو جلا دینے تھے  
 کوئی دنیا میں جس سے کوئی نہ آیا ہے  
 جہے ہو وہیں اس کو علم لازم ہے  
 آگے تھامیں زباں اسے کوئی یاں  
 ہے چند روز زمان با ہے کوئی نہ آئی  
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 مانیں کہ ہر شے کوئی نہ ہو کچھ کچھ  
 مادت سے سب کوئی نہ ہو کچھ کچھ  
 جہاں دنیا کی حباب تلک ہے کچھ کچھ  
 خود کو کو کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 برائے نام ہو وہ وہ وہ وہ وہ وہ وہ  
 جو کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 بآں جو کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 کوئی دن نہ کے کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 دنیا کی میریں کو کچھ کچھ کچھ کچھ  
 تا شایع کا دیکھ جہاں میں کچھ کچھ  
 سکون اپنا نہیں مستحق جہاں میں کچھ کچھ  
 شافرت میں یہاں ہم سے کچھ کچھ کچھ  
 کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ  
 بنیاد سے کریں کو کچھ کچھ کچھ کچھ

چچا

کچھ کچھ

کچھ کچھ





نیا چ

و دنیا ز فانی  
اس خاکدانِ دہریہ میں کیا جاگتے ہیں  
ساخا خاگتے اب ابارادہ دہریہ کا ہے  
نہ کا فکر کس حول میں ہے  
نہ وہ دہرہ دنیا دہریہ ہی  
تھے ہیں دارِ رحمتِ عالمِ فانی  
چیں کیا پانچنے آفاق میں رشتہ دار  
اکدم میں رہے تر گاہِ نہرِ کھار  
بلید کا سا ترا مل ہو اسماں سے  
ب بقا خضر کو مبارک  
کافی سے جامِ نہرِ کھار  
تنگ سے ہو دیوہ باغِ جہان  
لے شہیدِ اذیت دنیا اگر فانی ہو  
کو دنیا میں شہیدِ قتل کیا وقت نہا  
کہا تھی آپ دوسو اے ریتِ اوج  
آجین آرائی اہلِ فنا کو کیا ثبات  
لوٹ جاتی ہے ہوا سے تم میں کیا ثبات  
ہم خلاقی کسی دہریہ کو نہیں  
وہ میں سو یا ہے اور ہوئے ہو

١٢٠

لب گور سے آہی ہے سب ا  
 بایاں کی ہے بلغ خزاں سے خواہاں  
 گرا کے ہم نے تھک سلیماں لما و لکھا  
 ماہ رودشس ہں حباب کی طس  
 مار دوار ماصہ کی توتہ دلیاں  
 قلوں کے ہیسے۔ برجات گیسے فر  
 اہل عدم عدم میں یوتھک مال ہستی  
 یہ ہے سہ اے دوراں یٹے مد کا مااں  
 کھوڑن کہ یک مااں۔ سلسلہ  
 ماہ۔ ماہ۔ ہم ہں کہنے کو  
 بک معام رودہ اٹے، تیسا ہے  
 آن پہہ محاسنہ یہ وقت نروال  
 بہ وہ خرابہ نہ سب اپنی اپنی راہ میں  
 ماہے ٹھو نہیں دیکھ کہ مرفیع و مفسر  
 غاٹو بیچ ہے سب حاصل و نبا کیا ہے  
 یہ روتی بزم ہے کوئی دم  
 سب وقت یہ ایسے جل پسینے  
 سیح کہا کرتے تھے اس ریت کو اجاب غلط  
 ہستی سے عدم تک نفس جنت کی ہے راہ  
 گر ہے گوش فہم عالم ورنہ کہتی ہے بہار  
 ساحل بحر جہاں پر ہوں کہ جملہ نیزم خلک  
 رخصت ہے باغیاں کہ ٹھلک دیکھیں جن  
 ہے رنگ ناشائے جہاں صورت خورشید  
 مل گئے مٹی میں کیا کیا جامہ زرباں گھر کیج  
 گئے جہاں سے کہا کیا سبتزہ جو تہ خاک  
 اس بحر میں ہے موج کی حافظہ شگستگی  
 لے غنچہ کہا سبتزہ کہ آتے ہی جہاں میں  
 سیر کیوں کو پڑہ سنی کی ہضم  
 کر خانہ گردوں پہ نظر چشم فنا سے  
 کیا اس چین میں آن کر لیجا بیٹکا کوئی  
 جلتے ہیں لوگ قافلہ کے پیش و پس پے  
 سفر قریب ہے اکدن وہاں کو چلتا ہے  
 زینت دنیا نہ اصلا پیا ہے

کہ دو مائے ناز و محبت سے  
 دل کو تو اس کو اب اس مانی سے  
 اک و اس جہاں سے رما دھائی گئے  
 کھل کھل کر اب اس مسموم لوگ  
 نام بھی سے ہے۔ تو وہاں کی صورت  
 نے دھت سے اس کا کی صورت  
 ماہر و اب سحر و وہاں کے یہاں  
 ماہر ہیں سے جاں بوند و لہن حیات  
 اگر نہ دنیا کے پیچھے رہے  
 تھے ہاں چاروں کے رہنے کو  
 کرینگے کو کب اس ہمسفر ہیں حلوں  
 شام کے آفتاب میں ہم و کس  
 کسی کو حال کسی کا سحر نہیں معلوم  
 بیگانگی بھی جو نقش و نگار باقی ہے  
 اس گھر و ندے میں محض خاک کے رکھا گیا ہے  
 ہے سمنع یہ اجہن ہمیشہ  
 کس کا ہے یہاں وطن بہت  
 فی الجہت سے یہ سب عالم اسباب غلط  
 دنیا سے گزرنا سفر ایسا ہے کہاں کا  
 جو گل آیا اس چمن میں ایک دن گل ہو گیا  
 ڈوبا پانی میں نہ تو آگ سے جل جاؤنگا  
 جاتے وہاں جہاں سے پھرتا نہ جاؤنگا  
 جو صبح کو دیکھا وہ نظر ستام نہ آیا  
 اب تک نقش تو پڑتا ہے نقش ہو گیا  
 کہ گل جو آیا تو مجروح بے شمار آیا  
 مصل ہوا جاب کہ جس دم ابھر چلا  
 گل جھاڑ سے ہے دامن تو نے لہجہ کو سنبھالا  
 نے ہیں سے جوں نالہ گزر کر گھسیٹا  
 ہے شل جاب اس کی بھی تعمیر ہوا پر  
 دامن کو میرے سامنے گل جھاڑ کر چلا  
 دنیا عجب سرا ہے جہاں آگے بس چلے  
 تم اس سراے میں ہو راگیر کی صورت  
 چاروں کے واسطے کیا چاہئے

[illegible]





# دنیا نے فانی

میں نے دنیا میں نہ تو یہ دیکھا ہے نہ سنا ہے  
قیام خاکی کر گیا خراب دنیا ہے  
مست فانی میں جہان خواب دنیا ہے  
سب کو سر میں آئے ہو کر وہاں دنیا ہے  
بیک وقت شام کی کیا ہو گی دنیا ہے  
نہ شب نہ دن اور نہ چاند کی آغوش دنیا ہے  
نہ شہ نہ دیہات نہ جنگل نہ صحرا دنیا ہے  
موت نہ نصیب دنیا ہے نہ بچنے کا دنیا ہے  
شکس ماحول عالم کا پانچاں دنیا ہے  
پانچاں عالم میں نہیں دیکھا شب فانی دنیا ہے  
میں نے عالم میں نہ تو جنت نہ جہنم دنیا ہے  
نہ بھوس نہ شوق نہ کس کو تات دنیا ہے  
کس کو چاہا قیام کی کائنات دنیا ہے  
ماں نہ شوق نہ آبیہ کی کائنات دنیا ہے  
آگ نہ جہنم نہ بھگت نہ راستہ دنیا ہے  
فلک کا نار پیاں باجگ دنیا ہے دنیا ہے  
لے لے ناواں کی چل بھڑکیا دنیا ہے دنیا ہے  
نہ تو اتنا چل کر چل بھڑکیا دنیا ہے دنیا ہے  
نہ تو اتنا درد نہ تو دنیا نے فانی دنیا ہے  
نہ تو اتنا دل کیل بھڑکیا دنیا ہے دنیا ہے

چاکلن

رو ر معمورہ و سماں خرابی ہے بسی  
نہ بہت بہا میں واداء نہ شہر تلیل  
فکر کرواں کی ہمیشہ تجھے رمتا ہے جہاں  
ماں نہ جباب ایک نفس میں نہ فانی  
ہم جس نکاح مانہ جیتی کا نہ حوا پاں  
نہیں ہے گلشن عالم تنگنکی کی بسا  
قیام رنڈ کی جڑ نہ بھی کم ست و ناکو  
میں نے رکھا ماں و مہر نہ اتنی کو وہ گبا  
وکیل کیل میں نہ ہے یہ ہاں کاکیل  
موت نہ کہہ یہاں بحر جہاں میں نہ جباب  
کھول کر آتھکھ اینی مثل جباب  
خاک دنیا کی سیر کی ہسم نے  
یہ جہاں جہاں سرا ہے جو ہے جہاں ہے جہاں  
کہتے ہیں منزل دنیا ہے گھر اس نہ جان  
منہم اس قصور کی ہے بنا پانچاں  
حوش نفس قدم تلگے یاں خاک جس لاکھوں  
سلسلہ خاکی بہ بہت رو رہا ہے لیکن  
نہ تو فانی کی سورت بسا طہر پر  
بہت عرو میں اس سلسلہ غنچہ وار  
چلے جائیں گے جیسے آئے ہیں ہم سب  
سہرا سر پہ بقا و نمود کاغ ہستی ہے  
جہاں جس قدر جگہ ہے میں سب کھانی ہیں  
نہیں جائے قامت رگزار وادائی ہستی  
کاٹنا راہ بقا کا نام نہ دھوا رہے  
جو سمجھے نسبت ہے یہ جملہ عالم  
دنیا ہے ایک روز سفر تجھ کو ہے ضرور  
یہ مہنی نیستی سے ہے زیادہ  
گھبراہٹ ہے گل کو نہ بل کو ہے تبات  
نہیں قیام کسی کو سرائے فانی میں  
بے ثباتی سن کے دنیا کی ادھر آنا نہ چل  
ہوتے ہیں کیوں شہیم جہاں خراب میں  
قائنات تبار گلشن ایسا دیکھ لی  
سرخ پھوٹے تو نہیں لذت دنیا کو قیام

ایسی ہستی سے تو دیرا نہ منسا ہوتا  
دیکھے ہاں خورشید کم آمد و گہن دیکھتے ہیں  
ماں مکان کرتا ہے کس واسطے تو میرٹ  
اس نہ ل فانی میں نہ دنیا مکان میں  
چینیں یہ ماں ار یہ گوہر و ماں بیچ  
نہ ہے اس میں نہ اس میں نہ اس میں  
یہ اس کی اصل ہیں سے گمراہ کی  
کو نہ کہیں دیکھنے دنیا کے اس لہلہ شہم  
کیا فائدہ ہے یاں کے غفر کیل کو میں  
کیا ابھرتا ہے تو اتنا تیری ہستی سے ہی  
کچھ نہ ہم نے سجز فنا دیکھتا  
یہ تو اک یہ بھی خواب سا دیکھتا  
زندگی دو روز بہرمان کی مہانی سے ہے  
فکر کر خاکی عقیقہ کا کہ مسکن ہے  
بعد تہ سے کچھ یہاں تہہ مگی اور ہی  
دیکھا نہ فلک نے کو کسی کا بھی نہاں خاک  
عاقبت کہا ہی گئی رتم و سہاں کو خاک  
مرگتے کہتے ہی اس دہائی بزد و ماں میں  
باندہ نہ رخت سفر خافل سحر سے نہیں  
رہے گاہاں اور نہ کوئی رہا ہے  
فنا ہوئے کو عاقل کل زمین آسانی ہیں  
کہ گل بوٹے ریاض و ہر کے سب نفس فانی ہیں  
مسافر مہمان منزل تو نیائے فانی میں  
دو قدم ہے راستہ میں ہستی کو تہا کا  
دل اس کا ورہم و برہم نہ ہوگا  
سیدھی طرح سے چاہے تو چاہے چل کے چل  
مٹا کس کس کا یاں نام و نشان ہے  
یہاں چین میں کیا کوئی اپنا لگا سہل  
ہر اک مسافر پادری کا بٹنا ہے  
اس خراب میں بایا ہم نے گھر کیا دیکھ کر  
کہتا ہے اس مقام کو کیوں کاررواں پند  
نا پادری پتھر بہت اس چین کے میں  
جسے فرما دے موجود مگر شیریں

طہر

عاشق

لے لے کر



## دنیا سے فانی

دنیا سے فانی کیا اس دار فانی کا مقصد  
 ہے جو چھوٹے بڑے سب کو لے کر  
 لے کر جاتا ہے جو اسے چاہے  
 رہے جسے چاہے اسے چاہے  
 دنیا اور دنیا دار سب کو لے کر  
 جہنم میں لے کر جاتا ہے  
 سوائے جو خود کو اللہ کی راہ میں  
 قربان کر دے اور اللہ کی رضا  
 کے لیے اپنے آپ کو قربان کر دے  
 جسے اللہ جہنم میں لے کر جاتا ہے  
 اور اللہ کی رضا کے لیے اپنے آپ کو  
 قربان کر دے اور اللہ کی رضا کے  
 لیے اپنے آپ کو قربان کر دے  
 دنیا سے فانی کیا اس دار فانی کا مقصد  
 ہے جو چھوٹے بڑے سب کو لے کر  
 لے کر جاتا ہے جو اسے چاہے  
 رہے جسے چاہے اسے چاہے  
 دنیا اور دنیا دار سب کو لے کر  
 جہنم میں لے کر جاتا ہے  
 سوائے جو خود کو اللہ کی راہ میں  
 قربان کر دے اور اللہ کی رضا  
 کے لیے اپنے آپ کو قربان کر دے  
 جسے اللہ جہنم میں لے کر جاتا ہے  
 اور اللہ کی رضا کے لیے اپنے آپ کو  
 قربان کر دے اور اللہ کی رضا کے  
 لیے اپنے آپ کو قربان کر دے

خیر

بھر، لگ فٹ کے لاکھ اس گشت میں کیا کچھ  
 بھر جہاں میں آمد و شد جلد جلد ہو  
 ٹرے کے اکدم سے نہیں گشت کی رمار  
 مہم کو سمجھتے ہیں دم باز پسین ہسم  
 سیر جہاں سے ہم کو خبر ہے بھی اور نہیں  
 بہمین جائے اقامت ہنس نہ تو نسبت  
 جنگل میں جب سے قافلے آکر اتر رہتے  
 اہل لگائے ہوئے گہات ہر کسی پر ہے  
 بے اختیار ہی جن و ہر کہا کہوں  
 فصل ہستی میں جو آئے تھے پار  
 ہم تو چمکتے ہی ہوا ہو گئے  
 لگے خاک میں ایسے کہ نشان تک نہ تھا  
 میرے رکھنے کی جگہ یہ ہستی فانی نہیں  
 یوں لگے خواب جہاں خاک میں ملے  
 کبھی پیا کبھی سے خزاں نہانے میں  
 دنیا میں ہم ہے بھی تو کم فرستی کے ساتھ  
 بھر جہاں میں رہنے کی تادیر کیا خوشی  
 نظر آتا ہے کہ اک روز میں اس گشت سے  
 بانی نہ مصطفیٰ کا رہا خاک بھی نشان  
 کیا اعتماد یاں کی عمارت کا ہے کیاں  
 ہنسی کا حساب کچھ نہ نکلا  
 نہ گو رسد نہ رہے قبر دارا  
 عجب کیا چمٹا روح سے جامہ تن  
 لے مصطفیٰ آئے تھے احباب سنور کر جو  
 سینکڑوں جہتیں پوشیدہ ہوئی ہیں خاک  
 پوچھ کچھ منور ہستی پہ نہ انسان کا حال  
 راہ عدم میں خاک جوے یافتا ہوئے  
 ہوتا ہے باد صبح کا تیار قافلہ  
 سوائے فانی ہو کچ کی جا ہر ایک کو فکر و مہم  
 عیش و نشاط و عشرت یہ چند اناس ہیں جو کہ  
 کچھ نہ اس عالم فانی کا رہیگا باقی  
 ہے نقش بر آب شکل ہستی  
 یہ دنیا ہو سر کوئی زیادہ پانچ دن سے یاں

ساب جو کے مانند ایک دم حوتم ترک ہو لے  
 مانند طرہ حال تو رنگ حساب آ  
 اس سے تو سرگسسان عدم ہے بہتر  
 دنیا میں سافر میں نہیں کوئی کیس ہم  
 اک و اہم سائیں نظر ہے ہی اہم  
 عینے گنہری لے بیٹھے میں سدر کو لے کو  
 یوں ہی یہ رہواں عدم کا بجابے  
 ہوش باتش کہ عالم روادی رہے  
 اس بو سناں میں قد گل و مار ایک  
 یہ ہیں معلوم وہ کہا ہو گئے  
 مثل شہر دم میں فنا ہو گئے  
 میر کوئی خاک لرے گو غریباں پہ نگاہ  
 جو ذکر کچھ کو گئی یہ ہستی باطل کہاں  
 ہور میں گویا کبھی میدان ہوئی تھیں  
 ہمیشہ کوں رہا ہے جواں زمانے میں  
 جیسے سول میں رہتا ہے اس سکتی تب  
 صد سالہ زندگی بھی ہے وقفہ حساب کا  
 خاک اڑاتا ہوا مانند صبا جاؤں گا  
 نقل قدم کی طرح زمانہ سے اٹھ گیا  
 نور رشید زندگی سر دیوار ہی رہا  
 جس نہ عالم خواب کچھ نہ نکلا  
 مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے  
 لئے راہ میں کارواں کیسے کیسے  
 اس فصل ہستی میں افسوس کہ کم بیٹھے  
 کوئی کیا جانے کلاس پردہ میں کیا جستج  
 ہے عجب نقش کہ بس آپ شا جاتا ہے  
 یاران رفتہ آہ خدا جانے کہا ہوئے  
 ہم بھی تو چلنے والے ہیں کیوں غلط  
 نہا سکندریہاں نہ دارا نہ ہور و ہر  
 طالع رنج و غم محبت یہ چند اناس ہیں جو کہ  
 قسرت نختہ کا بتانا بھی بڑی خامی ہے  
 یہ نشو و نما حساب کیا ہے  
 پتھر جو نہ ٹھہرے نہ تم ہوں گے نہ ہم

لائی  
 مصطفیٰ

مہر

<p>دنیائے فانی</p> <p>جہان زمیں فانی دنیا گھر ہے سب کو ملائے دنیا کہیں کی ہوئی نہ ہوئی یہی دنیا ہے سب کو ملائے دنیا نیکو چلنے والی اسکی الفت کہیں ہوئی نہ ہوئی نہ بادشاہی نہ بھائی نہ کس کا دام نہ بچا نیاں کی قیام بھائی نہ کس کا دام نہ بچا باج آتا ہے یہ دنیا نہ کس کا دام نہ بچا کبھی کا ہوئی نہ کس کا دام نہ بچا حکیم و جاہل دونوں کی باتیں سب کو ملائے دنیا خواروں کی باتیں سب کو ملائے دنیا مگر کوئی نہ کہنے والا ہے سب کو ملائے دنیا امیر و فقیر سب کو ملائے دنیا نیکو چلنے والی اسکی الفت کہیں ہوئی نہ ہوئی نہ بادشاہی نہ بھائی نہ کس کا دام نہ بچا نیاں کی قیام بھائی نہ کس کا دام نہ بچا باج آتا ہے یہ دنیا نہ کس کا دام نہ بچا کبھی کا ہوئی نہ کس کا دام نہ بچا حکیم و جاہل دونوں کی باتیں سب کو ملائے دنیا خواروں کی باتیں سب کو ملائے دنیا مگر کوئی نہ کہنے والا ہے سب کو ملائے دنیا امیر و فقیر سب کو ملائے دنیا</p>	<p>میں کہتا ہوں مجھ سے یاں کوئی نہ رہا نہ رہا رہا ذیبا کی سدا گھر دنیا تو ہے غلط سمجھا تا یا سب جیتے جی کا نام ہی پیر کون یہاں تیرا یا سب بھور کے پاس جانا ہی کرتا ہی اکٹھا کیا یا سائیں کی جیسی پھر بھی میرا ہے تو اس کا یا ہے وہ قوت تجھے تو عرفاں کا بھوکو دینا گیا یا نہیں محض یہ برگی ہے سارے مارو سا ماں کا یا زمین کچھ شے ہوں تو حاضر ہے وہاں موجود کہو نہ کہو نہ ہو ترا گھر تو روزگار ہیچ موت بچا غور سے خواب تبینہ زندگانی ہے جب کھلی جہنم حقیقت انی تھا کچھ بھی نہیں کھے اس بات کی لیکس دراپروا نہیں ہوتی اُسے فرصت برائے خند ہے جا نہیں ہوتی عدم کے چائیوا لوگ ہے عملت کس قیامت کی کیا اس فکر نے لیکن نہ تیرے پس گھر کچھ بھی مگر ہوتا نہیں تیری طبیعت پرانے کچھ بھی سراسر بے خبر و زہ جا نہیں ہے استقامت کی یاں ناگوار ہیچ ہے اور خوش گوار ہیچ بقیعت اس تہر ہے انجام کار ہیچ ہے کس جہاں میں خزان و بہار ہیچ دربار و مہر و عسرو برو کو ہمار ہیچ اہل پاپ آئیں خوشیاں یاں ہیچ نہ ختم ہوئے قیام لے دوست یاں ہیچ نہ ختم ہوئے نہ ہم ہوئے چلے جب چھوڑ کر دنیا نہ تم ہوئے نہ ہم ہوئے کیا ہوا اگر بادہ کی اپنی ہو کچھ بھی نہیں تجھ سے سچ کہتا ہوں یہ مہانسا کچھ بھی نہیں جز تصور طلسم استم امکان کا کچھ بھی نہیں یہاں یلہ ہے جو اکدن اُسے دنیا سے جانا ہی یہاں ہے زوئے فتن سب اسکو بے آسا یہ خاکداں نہیں آرام جاوداں کے لئے ابھی ہی کچھ اور دم میں کچھ ہی ہمار کا عالم طلسم کا نہ عورتوں سے اسے طلق نہ اسکو روح و اسط رہنما نام خدا ہی باقی یاں ہر اک چیر کو فہم ہے</p>	<p>کیوں عمر جھٹلنے کوئی کچھ کر سب بھی خدا جی تیرے کرتے کرتا پیا پیا نہ وہ تو کر رخت سفر دنیا وہ ریکل بل کا آس ہے اور ساتھ تجھے لیا جاتا تھما مال و خزانہ ہے اور تو ہے ایسا ماں ہے وہ ماکو نہ کہہ نہ میری ہے غافل دنیا کب تیری کہوں نہ یہ عالم نیاں کا دینا ہے سودا نقصان میں جو رہا نا بیع کیا کرتا ہے لے غافل دیا ہیں ہے حواچہ نہیں نقش آں ہے سہے تو روزگار آپ ہی ناپا لدا رجب صد ہے تھری دنیا جسے کہتے ہیں فانی ہے بھرے پایاں ہستی میں ذرا مثل ساس جہاں گراں ہے اور جویر ہے اس میں گراں کہی سے بے باقی ہستی موم کی جسر جہاں بے خبر و زہ جا نہیں ہے استقامت کی جہاں گراں ہے اور جویر ہے اس میں گراں جہاں کی بے ثباتی تجھ میں تو ز آتی ہے گزارا حلح سے ہو سکے کرے بہاں داں کیوں نہیں ہے ریت و لغت کے دام میں وہاں ہے ہیچ اس کا ہے سگ رو بار ہیچ متطرد لے رہتے ہیں ہر لحظہ مثل جواب گراں جہاں یاں ہے ہر اک تھے گزشتی جہاں بے ثبات استباب یکب تک ہم ہونگے جہاں راں ہے گراں چیزیں دل بستی کسی جست میں حشر میں نیائے دون کی ایک دن آخر بھرتیا میں جا ب آسا کسی لے دم کے دم ہر و نیب بے خبر و زہ میں نہ کر دل بستی عالم تمناں میں رکھا ہے کیا کچھ بھی نہیں جہاں گراں ہے اور اسکا طلسم کا رختا ہے ہو اسے کس پہلے اور اب کس زمانہ ہے فنا کے گھر میں بقا کی امید ہے بے سود جہاں گذراں بچائے عبرت کبھی نہیں کی ایک ستا نیاں روٹیا ہوئی جو ان کی طبل و پیرنا تو ان کی جست و خیز و ریت شہر تہا کی ان میں ہیچ صورت</p>
---	---	--



میر	<p>دنیا سے فانی اس کا راز ان کی کیا متبرک رکھیں ماں کو حج آگ رہا ہے شام و صبح جواب سے تو زشت اقامت کو باندہ پینزل نہیں ہے بس راہ ہے کاروان جہاں میں نہیں رہتا کوئی جیکبیاں دیکھتے ہیں چپکے کی تیار شاخ واسلندہ باندہ دارا ہے بیکسر چہ تو قیاس پیش لال ملک بیوفا ہے داتا گھڑچ کس تو چوڑی کریم کیم کی طرح کہ منہ زب اور سادہ پیراں میں جو بیخ فاحش میں سے جو شہنشاہ جبابہ کوئی کس میں دیار کا کیوں اب کیلن بیوفا ہوگا دھو دھو گئے ہم اک روز وہ بھی جو گناہ اس جہاں میں اٹھنا باندہ دل انسا ہے اس جہاں میں شہنشاہ جس طرح تو بیکر خار پانی خجاک کیلن جو جہاں میں تو بیکر خار پانی موتے ہی چلے جائیں ہر روز وہی در حاصل ہے ہر جہاں میں تو بیکر خار پانی ظاہر ہے جو جہاں میں تو بیکر خار پانی</p>	میسر	<p>ایسے گورکھ دھند سے کتنگ تو نگر کھیلے موتی میں آب آب رواں میں جواب تھا پھر تو یہ رنگت وہ سپر خاک پانوں پھر کیوں جانتا ہدم اٹھا نہیں دارا ہے کہاں در سکندر ہے کدھر آج نہ گل کا ہے نشان باقی نہ بلبل کے نہیں کا کیا کرے کوئی حفاظت ان قدیم آثار کی چاہئے دو تین تنگے اشیاء کے لئے منجدھاریں جو ناؤ ہماری اٹھ گئی سب یہ آثار میں اس باغ کے مچھائے کے زمین کا۔ آب و ہوا کا۔ یہ اثر کس کل ہے سامنے اپنے سرب و بچے ک کمانہ ہے بلبلیں ہیں ہم بغل گل ہے بعداؤ دیکھا آباد کم رہا ہے یاں کوئی حالوادہ یاں خانوادوں کے رہیں آثار تک جب آئی موج حادثہ تنگے سے پہ گئے آبھرا رہے ہمیشہ نقش بر آب کیونکر باغ ہستی کیا عالم تھا غم دنیا و دیکھا نہ تھا آنکھیں کھول کے کان جو کھو لوں ہم جہاں فائدہ یعنی آنکھ نہ لگے پادشہ قافلہ صبح کو چلتا ہو مگر آئے تھے میہمان سے لوگ کیسا ہی پائدار تھا آرا کھڑ گیت نہ یاں زال ٹھہر نہ رستم رہا ہے بس دن جو اپنی عمر یاں ہم سوہاں لوگ بٹھیل مارے کید مہر گئے کہ جو فرشتگی ہو جو انی کے ساتھ آب رواں سے ہم ہوتے نابود ہر جگہ جس طرح ایک دم ہی ہے ہم جو یاں ہے ہر ہر وہاں ہستی عازم میں سب فر کے حوش رہوئے ساکنان باغ ہم تو اب چلے کیا ہے جو اس چین میں ایسی چلا چلی سب کے بیان ہی ہے تیار یعنی آگے چلیں گے دم سے کر</p>	<p>مار و پود ہستی موہوم تھا بے اعتبار دل میں صفا صفا میں فنا تھی تمام عمر لے لگو حسن چند روزہ ہے ہر قدم پر ہے فنا ہر کام پر ہستی یہی قبضہ میں جہاں بھی ہو تو رہتا نہیں دائم کہاں ہ باغ ہیں جن میں جو مہل و گل تھا ہر سکاں کے واسطے اک دن خرابی ہو ضرور باغ ہستی میں بسیرا کوئی دن بلبلو بحرفا میں ڈوبے ابھرا نہ ایک بھی باغیاں سست۔ ہوا گرم۔ میسر نہیں آب زمین سے اٹھ گئے ہی ہوتا ہے خشک ہر پودا سب سے نظر کا قریب اصل میں اس کچھ نہیں کوس رحلت بھرتا ہے ذرا رست ہو قریب جو شہر مورتھے بار بار کہاں گئے وہ دیوار و دروازے تھے جہاں اس نشان نہیں وئے۔ در و درواں نہیں کہئے پتا تھا اس بھر میں فنا شکل جواب ہر دم پائے ثبات نہ دم بھر ٹھہرا اس میدان میں تم کا فرصت گم یاں رہنے کی بات نہیں کچھ کہنے کی نہو جو شہر گیر کا قافلہ تیار کی کا کچھ ہے کیا چلے جائے ہیں جہاں سے لوگ یاں حادثہ سے باہر کے ہر اک شجر و جسد ضجیف و قوی دونوں رہتے ہیں نہ تنگ و نہ شہر ہوئی دیکھی نہ جی کی لاگ کچھ پائے مجلسوں کی مجلسیں برہم ہوئیں شتابی گئی اس روش فصل گل پھرتی ہے ساتھ اپنے لگی متصل فنا اس تنگنائے دہریں تنگی نفس سے کوا دنیا میں ہے بسیرا یا روستائے کاسا ہائے کس حشر ہے شہنشاہ نے سحر یہ کہ کوا کیا رنگت بود باد سحر بپرس کر مراء میسر چلنے سے کیوں ہو م غافل زیت ایک ماندگی کا وقفہ ہے</p>
-----	---	------	--	--

## دنیا زنی فانی

جسے بے سبب اور فاضل قرار دیا کرتے ہیں  
چوڑا جوتا لٹکا میں سارے عالم کی بیکو  
اس حرام میں ہیں بے کوفا و دون آباد  
آج مسووی میں ہو گئے وہ بیکو کی طرح  
لنگی عالم لٹکا کی یہ طالع چوڑی  
لٹکے دو چار جوتے جاتے ہیں اور  
بدست امٹ لٹکے جاتے ہیں  
دیکھو کیا بزم بدست میں جاتے ہیں  
کون کون کا نام ہے دنیا میں کون کون کا  
دیانہ میں گھر کی کینٹ دیا  
عسائی ہر جا بے کینٹ دیا  
جیلے چشم نیل میں ہر روز دیا  
اتحاد اصلا نہیں گھر کی کینٹ دیا  
اتحاد کیا دنیا سے خاتم کو کیا دیا  
زنگ غشت گشت گریا پرواز باغ دیا  
گھر کو جانی ہے گل کو تو جانی نہیں  
اس خواب میں بنا جیسا گھر دیا ہے  
دیکھو چور دارہ پیر ناخ نشان ہو گیا  
ہوں چسپ داغ

ہنح

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

قدم کیا خاک اٹھے راہ ہستی دو زورہ میں  
کیا ٹھہرتے اس روار و سہرا وہ میں  
سہ اسے وہ میں کیا چین پائیں  
روا روئے جہاں کے چین اکدم کو بہ حاصل  
نسب کی شب ٹھہرے غریباں عدم  
دار فانی کی روار و پوہ اگر خود کسا  
اٹھ چکے ہیں مسافر ان عدم  
مزدہ کبان کو حاصل ہوئے عرجا و دانی کا  
ہے وہ مار و جود دولت و با  
ہیں جو شمول عمارات رفیع و محکم  
فرد باطل سمجھ کے دنیا کو  
دار فانی میں نہ کر فکر قیام ملے ناواں  
جب کہ فانی جہاں ہے تو پھر  
دار فانی میں کیا ہو غلط مرجع  
جو کہ اس دنیا میں آئے سب تھیں لٹری  
نہ دولت کام آئے گی ناس نیا کسی حال  
ہم کہتے ہیں دنیا کو یہ ہے دار فانی  
عجب اس گلشن ہستی میں رنگ پنے ماتی ہے  
بے شباتی میں گر کچھ شک ہے دنیا کی تو کچھ  
نما ہو جاتے ہیں کہ ان میں سیل حوادث  
یہ جہاں ہے کشتی سحر ماس  
نشتا ہے دم میں صفحہ ہستی سوام بھی  
خانہ دنیا دلاں گویا کاں خانہ ہے  
بہار گلشن ایسا دکھ کو اک روز جانا ہے  
اس باغ میں تبات ہے گل کو نہ خار کو  
ارمعان داغ سودا لے چلے سوئے وطن  
بے شباتی جو ہوئی عالم کی تبات لے فلک  
کارواں باد بہاری کارواں ہو جاگا  
گردوں برنگ دود ہو اے تبات ہے  
سکر و سکھ ہے سورہ جائیگا لے ناسخ نہیں  
ایسی ہستی سے سود و جہ عدم ہی خوب تھا  
جو ہو ادنی میں پیدا فی الحقیقتہ مر گیا  
اس چین میں بزرگ گل بقائے آفتاب

میکس

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"







<p>نظیر</p> <p>ابھار دینا کی</p> <p>آج بھیاں وہ آواز است مسم کو بچا</p> <p>موت سے بچنا ہوں بچیاں آسمان کی</p> <p>بھجیاں میں ہوں جسے تباہی خاں</p> <p>کیا آج بھیکوں و بھیک میں بچا</p> <p>میں جو موت نہ خواہاں شہید کی</p> <p>کوئی شہید کی نہ بھیت بھیت میں</p> <p>ہم اس بھونڈی میں سے بچاں</p> <p>کیاں آج کوئی دم</p>	<p>دنیائے دنیا میں نہ کوئی سانس نہ کوئی عام رچو گنا</p> <p>باسکھہ منہ کو کہ میں نہ تھا جس گناہ کا بھیاں</p> <p>رکے ملا بہ قنادار میں نہ تھا ہوا</p> <p>میں نہ دھڑیاں بھیک ہونی جو درانی</p> <p>مزل و مایاں مشافرو تمام</p> <p>محرسی میں رہے شکل جاب</p> <p>آنا واری میں بس ویش ہے لگا</p> <p>خاصہ زیر تربت جا کے آپس جہا ہونگے</p> <p>م بھر کا ہے قیام یاں سورت بندہ</p> <p>ہو لہنی آنکھوں کی رکت سن بے ثباتی وہ لہنی</p> <p>بھو عالم میں نہ دیکھا کبھی عالم کو ثبات</p> <p>دار فانی میں کہاں مثل شمر ہم کو ثبات</p> <p>ٹھہرنا چاروں بھو عالم میں ہوا شکل</p> <p>محیط و ہر میں کیا رہو ملک قنا ٹھہرے</p> <p>دیدہ خور سے دیکھا تو یہاں کچھ بھی نہیں</p> <p>کہاں قیام ہے کسی مقام کی موت</p> <p>دنیا کو کچھ ثبات نہیں مثل نقش آب</p> <p>بھاتا ہے خاک تو کیا گھر نائے کے لئے</p> <p>حور گرد و دل ہی اگر خلق گریزاں ہر دم</p> <p>نقش بر آب زبیت نظر آئے جب کہ ہم</p> <p>بر سر کو ح ہے عالم ہوا اس سے معلوم</p> <p>قیمت دنیا سے گواہ ہے خوان فلک</p> <p>جو یہاں آیا ہے ہر دم آخر اس کو ہے فنا</p> <p>حیث دنیا کو جو میں رہنے کا مسکن سمجھا</p> <p>ہے رنگ بوسے گل تو فانی لگا نہ دل کو</p> <p>ہے بے ثبات جہاں میں کر نہ فکر مکاں</p> <p>جو کہ دنیا میں ہے آیا وہ عدم ہے ہر دم</p> <p>پائدار ہی نہیں اس بھر جہاں میں ہرگز</p> <p>کون آیا ہے سدا رہنے کو یاں لے ہر دم</p> <p>ہے ایسا ٹھن دنیا میں اپنا جلوہ ہستی</p> <p>ہیں جو شمر ہے ہمت یہاں ایک دم طہیت</p> <p>تو ڈھونڈ ہے یہاں ل غافل یہاں کہ شہید</p> <p>سرائے دہر فانی میں ہمیشہ کس کو رہنا ہے</p>	<p>لے صاحب مقدر نہ نا کام ہے گنا</p> <p>ابھار دین کی زندگی آخر کو مریا بھیا</p> <p>بمسہ یانی کا یہ جسٹ کہیں مابت ہوا</p> <p>میں نہ ہر خاک کے ذرہ میں بیا بان بھیا</p> <p>آک باسن سفر کر گھبرا</p> <p>ہر نفس تاج مرمت ہو گیا</p> <p>با بگا کوئی آج اگر کوئی کل گیا</p> <p>بہر و سا کی جہاں میں چاروں کی زندگانی کا</p> <p>بھر یہاں میں کوئی رہا بھی تو کیا رہا</p> <p>جو جاب آیا نظراں کو وہ جام جسم ہوا</p> <p>بلبلہ تھا جو یہ پانی کا اٹھا بیٹھ گیا</p> <p>آنکھ کھلتے ہی گزر جائیگے اس محل سے ہم</p> <p>برنگ بوسے گل ہم اب چین سے جانے لے ہیں</p> <p>جہاں سا کوئی ساعت جو ٹھہرے ہی تو کیا ٹھہرے</p> <p>نہیں ہے نیست ہے ہستی کا نشان کچھ بھی نہیں</p> <p>سرائے دہر میں دوون کے مہاں ہے</p> <p>جشم فنا سے دیکھ کہ دریا سا ہے</p> <p>فکر رہنے کی نہ کر آیا ہے جانے کے لئے</p> <p>جس کو دیکھوں ٹھہریں وہ سنے عدم بھاگے</p> <p>اس مجھ سے جاب منط چھوڑ دم لٹھے</p> <p>ہفت افلاک کی ہے یہ جو گری پال پ پال</p> <p>کیا ہوں لذت یاب کوئی دم کے ہیں ہمان ہم</p> <p>بھو عالم کے ہیں سب جاتے ہیں تلے گل کے گل</p> <p>یہ اترنے کی سدا تھی دم مردن سمجھا</p> <p>باغ جہاں پشمینا نہیں خوش آتا</p> <p>بے کی طرح گزرا راہی کاہ کے گھر میں</p> <p>دمبدم موت کا پیغام ہے ہم کو</p> <p>لے جاب اپنا عیش باندھے چھوڑاں میں</p> <p>چل ہے یار جو ہیں وہ بھی ہیں جانیو لے</p> <p>چوک دکھلا بیک چٹکنے دن ہو جوش رفا</p> <p>جو ٹک آنکھ کھول دیکھیں ہی جانیں ہم غنیت</p> <p>کہ بے ہوش کو یہ جہاں نہیں ہے گھر میرا</p> <p>لے نامان کہ حکم جو ہے ادراک گھوٹا ندے</p>
---	--	---

<p>دور از شیبی خطرناکی کا لگا یا چاہئے پشاک میں خاک کی غیبت ہے تانا بے کار کن خاک میں جنہیں دی ہے خدا سے عقل و دانش جان کو تو آج ہی سے فکر عمل کی منا فیل پڑا جو آخر شب تو منزل اس کی جو حاتی پہنچی نہ کہ غمنا میں اتنی ہی بڑی تھی بے غم عقل کی کہ پروی دل کا نانا اچھوڑنے سمجھتی تھی ہیں یہ نا بوجھ بچا تھا وقت وہی شیا ہے جو ہزار سال کی اداسی کیوں زمانہ کرتے جس نے وقت کا جوڑ مقصد ہے جس نے پانچویں عقل و حور آتی ہے کچھ دیر میں خام آتش کی باب دیکھتے ہیں وقت طوفان انقلاب سے بچنے ہیں وہ کسے ناکام سچ چھپتے ہیں جلد و اپنا ہوا کے ساتھ بچے وہی تیرا نصیب ہے اہل کامیابیاں جو سازشوں سے بیت آپ کو چلے چلے وہی تو مرغ جین میں ہے باجہاں پر فکری دیکھتے جو سوتے شاہان پر جا بے</p>	<p>آئے ہو وہ اس یہاں چاہئے کچھ اں کا لحاظ پیری کی آرزو ہے زمان شباب میں سنتے ہیں سوطح کے اس رہز میں کھلے قالب خالکی جو پایا قبر ہم نے یاد کی اگر دو چار دم ٹھہرے بھی ہوا تم تو کیا ٹھہرے کیا خزاں بھی گل کے ہمراہ رکا بے نیکو ہے جب دیکھتے ہیں اہلن ایام کی صورت جوڑا شادی کا جو پہنا تو کفن یا د آیا کہ حق نے زبان ایک دی کان دو ایسے اعمال راس وقت میں روتا ہوگا قطع لوشاک کرائی کو کفن یا د آیا لے سس اس کو پھر اندیشہ فردا کیسا سوچ لیا خوب ہے آقا میں انجام کا جب فنا سامنے خورید کے شبنم ہو جائے کبھی یا کشٹی مے یر نہ ہم نے ادباں دکھا دانا تو ہم کرتے ہیں تدبیر سے تدبیر بس یہی غم ہے نہیں ہے اور کوئی غم مجھے اہل دانش پاؤں بھیلاتے ہیں چادر پھکڑ وہ نہ کر کام ہو جس کام کا انجام قبیح مرد آخیز میں کو ہے قس سکر آئینہ نہیں کہنے کی جو بات اسکا کہنا کچھ نہیں تھا اپنے نزدیک جو بڑا جلانے رونے پر ہنسنا ہے جو وہ کہنا نہ دیدہ ہے بدلے مکاں کے چاہئے انسان بنائے گور بجبر دیکھئے اکپنا مال ہو کہ نہ ہو رنگ لاسے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن نہیں جو سوچتے سود و زیاں تک کیا باؤ لاہے مرد گلوڑا بیاہ کا کرتے ہیں وہ پند بکھیرا بیاہ کا لے فدا ان کی عاقبت معلوم چاہئے یوں جب ترا زو دیکھنا زو ناظر کوں ہے تو محو زرب تن ہو موت کساں میں جو کہ اپنے حال یر روتا نہیں</p>	<p>حاوگے یاں وہاں چاہئے کچھ باں کا پاس آغاز سے زیادہ ہے انجام کا خیال بڑھیل قدم اٹھا کر دشت جہاں سے ایدل نقل کو چاہتے ہیں اصل سے بنیاد میں سفر در بیت ہے اٹھنے کو باندھے حضرت روتی ہے بنم چن میں کس لئے باجیاں ہوتا ہے ارادہ سفر ملک عدم کا عیش و عشرت میں مجھے رنج و محن یاد آیا کہے اک جب سن لے انسان دو واں کوئی دوست نہ ہو دیکھنا ہمدام ایسا کھو دی بنیاد مکاں کی تو لحد یاد آئی جس کو نبیاں ہے کچھ فکر مال آمدیشی کام وہ کیے کہ آسہ کو سینہ مانی نہ ہو اینی بسی یہ نہ آئے مجھے روتا کیونکر غریق بحر ہشیاری کو ہر دم فکر ساں ہو ہرات میں جاہل کی طرح کب میں اُسکتے ہے مال کار کا اندیشہ اب ہر دم مجھے خرج زائد اور آمد کم یہ نادانی ہے شوق کہادہ و بیکہ نمر جس میں ہوتی کاشفیت خود نمائی غم دیندی کو ہے رہبہر آئینہ مثل یہ اسے ظفر ہے نکلی ہونٹوں و پٹری ٹٹوں کام کا ہے کہ وہ کرے انسان جو کوئی ہنسنے پر روتا ہے بہت فہیدہ ہے کھلمائے زندگی میں اگر لطیف خواب مرگ بشر کو عاقبت کار کا خیال رہے قرض کی پیتے تھے مے پر یہ سمجھتے تھے کہ ہاں الہی ان کا کیا انجام ہوگا اتک مال شادی سے آگاہ جو نہیں انجام پر نظر نہیں ہے جن کو لے فدا نہیں جو نوگ عاقبت اندیشی خوف گراعمال تلنے کا ہے لے گویا تجھے ملبوس تو ہو یا کہن پہنے تو کر با و کفن آساں روتا ہے اسکے حال پر</p>
---	--	---







<p>دوستی</p> <p>وہ خبیات احاطہ میں محبت کی راہیں نام اپنا تو لئے بہت مراد نہ کر دیا آرزو چشم چہرہ ہے نیاقت یکہ چہرہ ہے کہ رہو جس طرف دلہا ہو چہرہ سنا چہرہ عجب اسے پیاں فہم کا شکل ہے مقام دشمنی کا دوست کا عیب بھی ہے دوست کو کیونکر حق نہ کی اکتاہٹ دوست کو تو نقد جان شکار بانتے جو تجھے سے فیض الوصول کر بجز ملک کی سے فیض الوصول کر اجاب کا فراق غاصر کے نہیں دیر پردہ اختلاف سب اس اتفاق پر جو دوست ہو گا نہ چھوگا عین نہیں کہ گواہی دے اکتاہٹ کی نہیں محبت شریاں لئے کو کیا قی نہیں دیر کین نمایاں صادق آشنا نہیں دوستی کی</p>	<p>مہر</p> <p>کہ نادانی ہے عیار رنگ یہ امید باری کی تجھے امید و مبارزت ہے الفت شعاری کی " نہ جاتا توں یہ انکھی کیو مکہ یہ بانیں ہری کی " زمانہ پھر گیا پھر کس لئے چہرہ سنا زکاری کی " سمجھ لے نکتہ مار مک کی ناداں ماری کی " بس اپنی اتہا ہے دوستوں کی دوستاری کی " ذرا شعلہ لب بھر نہیں امید باری کی " تجھے بھی ایک ان پوچھی نوبت دم شماری کی " رفاقت کیا نہ آنگی صد اہی آہ وزاری کی " کراہنا لگو گراہا ہے کہ نہ شکار ی کی " یہ تیرے ساتھ ہو گئے تو میں جب ہوگی تائی کی " نہ کرنا کسی آستنا پر کھمنڈ منظر وہ مصیبت میں کبھی کام نہ آئے بکسر " ایک سادہ دست رہے تھکے پھوڑے دھڑ " اس کی رہتی ہے سدا تیری بھلائی یہ نظر " دوستی کا ہوڑ مالے میں بھر سا کس پر " وہ ترا دوست ہے بیشک و شبہ لے منظر " سب کچھ قبول حاطہ صاحب دیکھئے ماہ ہو گئی جس طرح مردہ کا بھڑنم نہیں ماہ ہو گئی وہاں سے راہ و رسم الفت رطوت نظر جو مرے عیب مسہ پہ کہتا ہے ناز کیبیا درویش سچا آشنا نسیم نا آشنا ہمارے ہن یا رکم ہوا لو اب نظر نہ ہم کو کوئی شکل آشنا آئی " کرے آشنا آشنا کا لحاظ " دوست بھی توقع کوئی ہم رکھتے نہیں " اس چن میں کوئی اپنا آشنا ہوتا نہیں " موص مہر کے ابستم رہ گئے " ہدم جہاں میں کوئی نہیں آشنا لاج " کچھ بھی اب چشم مروت نہ رہی یارو میں</p>	<p>نہ رکھ ہر گز توقع دوستوں سے دوستاری کی زمانہ ساز لے غافل ہے یہ ابوہ دساناں زبان برا کچھ بول میں سکون اور ہی کچھ ہے موافق دوست ہیں ہنگ زمانہ ہی موافق ہے گس کی طرح سہ میں ہمع دسترخوان پر سیر اٹا جب خواں نعمت یہ بھی اڑ جائیگے ہم میں فصول او مہدہ نعلین تیرے پار ہدم میں تھے وقتوں میں تھی کون لے نادان کسی کا ہے رفیق اسدن رفاقت کر سکیں تیری تو ہم جاں تجھے لینا ہے کیا اس دوستوں سے باز آنا بھی رفیق افعال میں تیرے رفیق افعال ہیں تجھے احساں گوسنسان تک اس ہوا جلیگے کہاں اس زمانہ میں جو آسا بہ کرست تیری دنا ۱۰۰ تراہ دست نہیں دوستی اس کی ہے سچی جو ہر اک حالت میں اور جو دوست ہو وہ دل میں سمجھتا ہے تجھے بھائی کا بھائی نہ دے ساتھ تو پھر تو ہی با جو ضرورت پہ محبت سے کرے تیری مدد ۱۰ ماہ داغ کہا ہے صد ماہ ہٹا لئے دوست دنیا میں نہیں کوئی کسی کا نہ غرض کشت و خون کا ہو گیا ہنگا مبر پاہر طرف دوستوں میں وہ دوست سچا ہے دہر میں کم یاب کیا نایاب ہیں دارفتا میں دیکھ لیا خوب کر کے غور تمام خلق کو بے گانہ دار ہی دیکھا مروت کا پاس اور وفا کا لحاظ وقت یہ جواب کہ دشمن کا تو کیا مذکور ہے لالہ گل سب برنگ سحرہ بیگانہ ہیں محبت ہا یاروں میں تھی اٹھ گئی بیگانہ جو دیکھا تو عالم نظر پڑا دیکھ سکتے ہی نہیں مردم چنم ایک کو ایک</p>
---	--	--

۱۰۰

دوسری  
 مات جہاں میں کون کی کاہن دوست کس  
 زکس کے واسطے رنفتہ دوا نہ  
 اتھا دوسری دنیا میں کس پچھے  
 کل چو تھا اپا لکا نہ ان لگا نہ بوا  
 پیاجم موت شہ مودی سے دوسری کینا  
 ابل جسے سانی سے کی بو کئی پائے پپ  
 دیسل پو کھی ہر دھنڑ ہو کے کسرم  
 نیچا وچا ہر اب نیچا رپا ر زبا  
 عجیب پتی جھک کر از بس ہراں قانو  
 سب کیا اب ہو کر کچھ شرم ہر پان کر  
 کچھ ستاں شرم دوسری کس  
 زریعہ دل میں بو نہیں کس  
 دوسری کے پندہ میں کرتے پیا اچھی دوسری  
 اتھا داس دوسری ہر گز نہیں جبا پو  
 دنیا میں شرم دوسری نہیں کوئی  
 فی الاں اگر چو چو تو دوسری کہاں  
 وہ پاک شوق انجام کسب میں کہاں  
 اب نیچا ر بط باتی ہے نہ اٹھا خطا  
 داسے دن دوسری کے جہاں ہاں تو کسے لوگ  
 اپن زمانہ میں تو ایسی دوسری ہوتی نہیں  
 دم جوت کا

1-11-1

پی

چے

ج

پن

五

五

— 26 —

22

دوستی کی دوست نے اسی کو شہن ہو گیا  
دوستی شہن بھی کرتے ہیں اگر چاہے خدا  
لات رماں کو محبت لوں سے کچھ نہیں  
کثرت اجا پے کیا فائدہ مرنے کے بعد  
ہے دوست کی نظر میں ہنہ چہ دست کا  
آج ساتی میں نہیں گو کہ مروت باقی  
دل بھی پہلو سے ہو اور محبت میں جدا  
دوستی وہ ہے کہ تلوار کے نیچے بھی نیچے  
ہو رہ کسی کا تانہ ہو ذہب میں تجھ کو رنج  
غربت میں حور جاؤں نو کوئی خبر ہو  
آشنا کوئی نہیں بھر جہاں میں ایدل  
حالم میں دوستی کے اور اس قدر تکلف  
و و چارہ جو اتو ہو ملے و لیکن انشا  
کیا کروں گریہ بھلا ہوں بہت میں لیکن  
دوستی بھتی نہیں ہرگز فروماہ کے ساتھ  
ہیں کو بھائی سے الفت جاہنے  
منہر چھوٹے ٹرے ہونے کیسا  
دشمن ہل و رد دوست میں پھر فرق کیا رہا  
تبدیل زمانہ کی ہو ایسی ہوئی ہے  
الہی حس سے کروں دوستی وہ دشمن ہے  
محبت کے لئے کسین کی نہیں قید  
ہر شخص بدل ہے جو خریدار محبت  
پوشیدہ دل زار میں ہی راز کسی کا  
ہر صبح چین میں ہے یہ تلبیل کا ترانہ  
متحد کرو یا یہ الفت نے  
ملے جو ہم سے ہم ملتے ہیں اس سے  
دوست ارباب غرض ہیں یہ غلط فہمی ہے  
دوستوں سے انحراف اچھا نہیں  
غربت میں نوح نے بھی آخر جسد کو چھوڑا  
آشناؤں میں ہے وفا عفتا  
اتحاد اجاب سے اور اجتناب اخیار سے  
منہر ملانے اندر زور نصحت والے  
دوست کب دوست کا ہوتا ہے محل راحت

ابرج شدت سے پرسا برق خرمین ہو گیا  
 آبِ نیا ایں برف کی مٹیل کو روغن ہو گیا  
 بھوکے جہاں میں ہم گد آشنا کے ہیں  
 ساتھ اہل فوج مرقد میں سکندر کے نہیں  
 اعدا کو کلیم کی ککنت یسند ہے  
 حیرت ناک ہے اگر یار تو صحبت اقی  
 با و فادہ دستِ رمانہ میں بہت کم دیکھا  
 ڈاب میں عاشق و مشوق کو باہم دیکھا  
 رہیں بھی لوٹتے ہیں تو تنہا کو راہ میں  
 اگلی سی محبت نہیں یا ران وطن میں  
 چاہ کی راہ نہ ہم چشموں سے جاری رکھنا  
 اٹھ جانے چاہیں سب باہم دگر تکلف  
 آپس میں کب نیمے گایوں مگر ہر تکلف  
 آہی رہتا ہے تراجم کو حیاں ایک نہ ایک  
 روحِ بنت کو گئی جسم گلی یاں رو گنا  
 چاہئے باہم محبت چاہئے  
 ہم کو ہر حالتیں الہ سا بنے  
 مکمل میں دوست کے۔ اگر کام آنے دوست  
 کانوں سے بھی اب سنتے نہیں نام محبت  
 یکساں و ہر محبت میں انفتاب ہوا  
 ضعیفی کیسی اور کیسی جوانی  
 ہے گرم اسی وجہ سے بازو محبت  
 سینہ ہے مرا عزوں اسرار محبت  
 ہے روضہ رضواں گل بے غار محبت  
 مجھ سے وہ اس سے میں تمہاری نہیں  
 نہیں ہم آشنا نا آشنا کے  
 کہ خوشامد کی ہے دلجوئی محبت کیسی ہو  
 دشمنوں سے بھی مدارا خوب ہے  
 سچ ہے کوئی رفاقت کرتا نہیں سفر میں  
 نام سنتے ہیں پریشان نہیں  
 دونوں عالم میں یہ دو چیزیں ہیں کار ہیں  
 غم ہمارا کسی غم غار سے کمایا نہ گیا  
 سو گئے پاؤں تو ہاتھوں سے جگایا نہ گیا



[illegible]



## دوستی

اگرچہ دوستی دنیا کی نیکو ترین اور سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے لیکن اس کی بنیاد پرستی اور محبت پر ہونی چاہیے۔ اگرچہ دوستی ایک عظیم اور بڑی بات ہے لیکن اس کی بنیاد پرستی اور محبت پر ہونی چاہیے۔ اگرچہ دوستی ایک عظیم اور بڑی بات ہے لیکن اس کی بنیاد پرستی اور محبت پر ہونی چاہیے۔ اگرچہ دوستی ایک عظیم اور بڑی بات ہے لیکن اس کی بنیاد پرستی اور محبت پر ہونی چاہیے۔

کوئی شکل میں رہنے کی شکل  
بس کو دیکھو آشنا، ادھر اس کا آشنا  
وہ دوست نہیں کہ جو شکل میں نہ کام آئے  
ہر مرتبہ دیکھا جنم بالی کا  
اک انسان کی صورت، قصہ نے بار  
کم ہر پلہاں — محبت کا نہیں داع  
ناکسان کا ہوں کیوں نہیں ملتا باقلم  
چھوڑ جائیگے جس نہایت سادگی کی طرح  
لاکھ جانت کو جھٹانے کوئی، چھپنی نہیں  
دوست چنا کب کوئی ہم کو ملا  
وہ رگ گردن سے جی نزدیک تھا  
دوست صادق بھی ملتا ہے کہیں  
سینکڑوں بندہ بے دام کل آتے ہیں  
ہوں جانے کہ جان سے گواہ خدا ہوا  
اپنا کرا ایک کو یا ایک کا ہورہ اسے دل  
اب زبا پر بھی نہیں آتا کبھی الفت کا نام  
ہوں گرفتار الفت مستیاد  
اپنے رب سے جو ٹھٹھکتے ہیں سب توڑتے  
جو ملا ہم کو ملا مطلب پرست  
اسباب محبت نظر آتے نہیں لیکن کو  
کیا کیا کنویں جسکے ہیں نیامیلا آشنا  
جو مہینوں بعد آتے تھے قدیمی ہو گئے  
کوئی ہے تو کوئی نا کوئی گل کوئی کانٹا  
چھوڑ آئے یا پرہیز منزل ہی میں یہ سچ ہے  
خدا کسی سے کسی دل کو آشنا نہ کرے  
وہ ظلم دوستوں نے کئے ہیں کہ میرا حال  
دیکھ لے دنیا میں کم بہت ہیں دوست دشمن ہیں بہت  
سب سے مل جل کر حادثہ سے بچے  
ناکوس دوستی سے گردن بندھی اپنی  
آگے تو رسم دوستی کی تھی زماں کے پیچ  
یاری جہانیوں کی کیا تیر مہتر ہے  
دشمن سے بھی کر دوستی اسے تہہ بہ تہہ  
دینا نہ کبھی بھول کے بھی نام محبت

محب ہے اگر شکاک شے  
دل سے اسے وہ مایہ گرمی اجا ہے  
ہر وقت کرے ہیں رہا رملقات  
نہا وصلہ بانہی ہے آشنائی کا  
سنہ مامدا اعمال مرا منہ و محبت  
ناتر حوالہ نے تو ناتر کاکیں داع  
دل سے کہتے ہیں دوستی پداں سے ملاں  
لہجہ نہ جانیگا ہم بھی سادہ یہ جانے لگا  
تیار کی آگاہی الفت کی نظر جیتی ہیں  
ماں ہر نے اگر جہ کی تلاش  
منی دل نہ طرغے جس کی ناتس  
ہے دل ماداں تجھ کی تلاش  
بہنی میں جی بہت کام کل آتے ہیں  
ما آشناوں کا جو کوئی آشنا ہوا  
ناز دل ار اٹھانت اجارہ کہین  
اگلے مکتوبوں میں کچھ زم کتابت ہو تو ہو  
ور نہ باقی ہے طاق رداز  
دوستی ہے بے ثبات و بے قیام عام و خاص  
آج کل کی آشنائی مسکھولی  
کجبت عداوت ہی کے سامان بہت ہیں  
کیا کوئی اعتبار کرے یا رفاکار  
روز جو آتا تھا بندہ وہ نیا کیونکر ہوا  
ذرا اسے قدر پہچانے رہو تم دوست دشمن کو  
سب دل دوستی کا کھلنا تاسے سفر میں  
ہر ابتلا ہے بڑی طرح کا خدا نہ کرے  
عبرت کے واقعات کی پوری مثال ہے  
ساکت زیر پا زمین تو آسمان بالائے سر  
کہیں ڈھونڈنا بھی تو نہ پائے گا  
جیتے ہیں جتنک ہم تب تک نباہتے ہیں  
اب کچھ لوگ آئے زمین سماں کے پیچ  
ما آشنا ہیں یکدم یکدم یہ آشنا ہیں  
خاطر تو کسی کی بھی خبر دار نہ لگے  
ادبچا ہے بہت ہوا ہو سو یا م محبت

سور

شیفتہ

شبید

-

-

-

ناتق

طمر

-

ماجند

-

عالم

عاشق

-

مہل

غالب

فیض

فوق

-

مدر

-

-

قلق

عالم

کوثر

گولہ

میر

-

مہر

-









دودن کی کیا بہار پہ پھولی ہے عندلیب  
گل و شبنم کا ہر دم صبر دم کرے تو نظارا  
دورنگی زمانہ ہے کہ مثل شبشبہ ساعت  
کہ ہو بہار ہے اس باغ میں کہ ہو جزاں  
جہاں میں سلسلہ توام ہے شادی عوسم کا  
نہیں ہے ایک طرح پر زمانہ کا نیرنگ  
کسی کے حق میں یہ سیم ہے کس کی آب حیات  
گدا کو بخشے ہے اک پل میں کرزن و اکلیل  
شگفتہ دل ہے کوئی اور کوئی پژمردہ  
جو ایک شاد ہے اس سے تو ایک ہو گئیں  
تو شفی حصول ہے گاہے گہے خفا ہے دل  
شاہیر ہے دورنگی لبس و نہ سار کی  
خندہ رن کوئی کوئی اتک مٹاں

کھٹکے ہزار باغیں جو رنزاں کے ہیں  
چمن میں کوئی دم کا میہاں خندہ و گریہ  
دل عالم کہ ورت سے کہ ہو پور ہے کبھی خالی  
نہ پوچھو رنگ زمانہ کا ہے یہ رنگ برنگ  
ہنسے ہے جو اسے تو نے میں کچھ نہیں ہے رنگ  
کہ دم میں کچھ ہے تو دم میں کچھ درجہ رنگ  
فلک کسی کو ہے نام کسی کو کام نہنگ  
شہوٹ چھینے ہے اک دم میں سند و اورنگ  
جہاں ہے مثل گل و غنچہ داشتہ و دلتنگ  
کہیں ہے فودہ و زاری کونج میں چنگ  
کبھی سرودہ ہے حاطر کبھی ہے دلپازنگ  
ما خوش و وچار دن ہیں و چار خوش  
بس یہی رنگ ہے زمانے کا یوسف

## دولت

تیرا یہ ہے بشر کے لئے مایہ ضرر  
جہاں میں وجہ شادی ہے تو دولت  
جلوہ بزم عیش و سب پر چمن  
نشہ دولت و مایہ ہے خمار عقبی  
افلاس دولت وہ دوسے ہوتا ہے دنیا میں ضرر  
عجیب ہے ناز تمول پہ ان امیروں کو  
کچھ غور تو دولت بھی یہی ہے امیر  
ہے مع مال آفت و یکہلے بخیل فانیل  
جمع دولت ہے امیروں کے تو کن کا سبب  
دولت ملی جو ہم کو نہ اس کو ہوا قیام  
سبب قبول حوادث کا ہے تو دولت دہر  
نشہ زرنے کیا صاحب دولت کو پست  
درہم و دنیا رنا حق جمع کرتے ہیں بخل  
کیا فسون گر ہیں یہ زردار کہ بھر کہتے ہیں  
سبھا نہیں دولت دنیا میں خاک نفع  
لعل و یاقوت کروں کیا کہ نہیں مجھ کو جنوں

کھٹکے مالا مالدار کو دنیا میں گھر کا  
نہ ہنسے گل اگر ہوتے نہ زردار  
ہیں شرار سے سمند دولت کے  
مست منعم میں عجب زرنے خیزہ بھر کر  
اس ناپ کے وہ ہیں ہن ایک سطر و ایک طرف  
اٹھ کے لائے ہیں کوڑا فقیر کے گھر کا  
کہ کریوں کو خدا سے یہ ملا دیتی ہے  
کیسے کا باندہ ہے ہیں کٹر گلار سن میں  
موجیں ٹھنکی نہیں خشک جو دریا ہو گا  
آیا جو گنج ہاتھ میں گنج رواں ہوا  
کہ سنگ کہلے جو ہو گل میں شری پیدا  
فاتحہ جاکے سرگور غریباں بھو لاء  
گور میں دیکھے یہ ایداساں پچھو کی طرح  
کر دم و مار سے عندوق دیشاے و وچار  
کہنہ لباس صاحب اکیر دیکھ کر  
منعم دم کو مبارک ہو یہ پتھر و وچار

دولت دنیا سے ہیں خود دم ارباب ہنر  
سیم و زر و دیباہ میں شے کیسے دارا ہیں  
اگر تھی بھی ہے دولت تو کام اتنی نہیں ہے  
گم ہوتے ہیں مثل تلک خاندان کے انہیں  
جمع سب ہوں گے قیامت میں غنی اور فقیر  
چھپیل میں روزے کی محبت خاطر  
ایسے بل تون کو کیا ہو شے کیسے اگر  
پیشاں لپاتا ہوں میں شے کیسے و ہونے  
دولت میں قوم سے گئی ہے وہ ہونے  
تیکہ جہاں بناؤں وہاں شاہزاد ہو  
روسیا جاکے بیاد دولت دنیا کیا ہے  
منعم زار ہے وہ جب کو چاہے ہو  
لے خدا دولت تو پھر نائل ہونا ان کے  
جسے صلہ ہے وہ بابا بے شے چاہے ہو  
کوئی بیک گیا تو رہا کوئی ہوش میں  
دولت کی کوئی شے کو شرا ہے  
لے خیل اتنی عجب شے مال کے پیمانہ ہو  
پہلے کس کا تھا اسے بعد یہ گریہ کیا  
جو عالم صاحب دولت ہو گیا جو گریہ کیا  
مذہب ہو گئے ہیں اکثر و قریب ان کے

# دولت

دولت کی تعریف کیا ہے؟  
 کبھی پانی کا نہ دیکھا ہے اس کو  
 کس طرح تار اس کی قلوہ دے  
 نہ ابل نہ دھو کس سے کبھی  
 جہاں کے طالب ہیں کوئی ان سے کبھی  
 آفت موفی قاری کی ہے کبھی  
 غاروں کا مخرج ابل تنہا کی  
 اب لگتی ہے شیش جاتم کی خشکیاں  
 دولت جاسے باغ و آبی  
 بجلی لگنے کے لئے کس سے کہاں لائی  
 صاف ظاہر ہے سنی تہ سے کہاں لائی  
 کن زور و شہید پر لکھا نہیں  
 گوئی کہ یہ ساقی جانے کبھی  
 دولت نہ دینے والی ہے کبھی  
 ایک مہر جاس کی کبھی کبھی  
 دولت دنیا بھی لگتی ہے کبھی  
 فروغ دولت دنیا کے لئے کبھی  
 چنانچہ غلے سے مہر میں کارواں شہیاں  
 جلی کی رنج قد سہا رام کبھی  
 گردش سے کج بات ہے چرخ بند کو  
 سلطان

جان منعم کی ساعدہ مایلتی ہے  
 ماداں ہمال زر جو رکھتے ہیں سہا  
 دیکھا ہاتھ مور و گیس کو غسل کئے گرو  
 دولت آئی جو کس آج کل میں رہی  
 نہ میں نہ منعم کو ملا  
 نہ لگہ چارواں کو محل میں ہے اہل دولت یہ  
 ماب بدست ہے، دل مہر یونہی لا زوال  
 نہ تنوع وان دہائے مکن نہ سب  
 میکمل مہر س دولت، کیا کا ہے قیام  
 شاہی، یا زبارک ہو کیوں کو اسیر  
 طلب گنج سے منصوبہ ہے سرمایہ رنج  
 تہل کو غنیمت جان منعم خیر جاری کر  
 کسی کو ہر میں اللہ ہے قوت نہ دولت  
 دولت کو اقتدار رہا مجھ سے عمر بھر  
 کم مایہ کیا مقابل سرمایہ دار ہو  
 خود نہیں تو مکی ہے دولت و طرقت ہے انہیں  
 دولت میں بھی کسی کو خوشی ہے کسی کو رنج  
 حیوان کو مست کرتی ہے دولت بشر تو کیا  
 لازم ہے صرف سے مجھے دولت اگر خدا  
 معاذ اللہ کتنا نشہ زر ہے امیروں کو  
 ہو اثبات مال صاحب دولت جہم ہے  
 دنیا میں اعتبار ہے کیا مال و جناہ کو  
 خوف غنا ہے جس کو گرفتار رنج ہے  
 اید مال دولت دنیا ہے اسے اسیر  
 زور و سفیدی چاہنا ہے تو اگر دولت ہو کھاگ  
 دولت تو کیا ہے بے شک باعث اید اسیر  
 لازم ہے عجز صاحب دولت کے واسطے  
 ماداں ہیں وہ جن کو ہے دولت پر اعتبار  
 بجائے مقبرہ تیار کرتا ہے مکان اپنا  
 مردار ہے یہ نعمت دنیا سے دلوں پرست  
 دولت کو اسفلوں سے محبت کمال ہے  
 زہد و ورع سے صاحب دولت کو کام کیا  
 مست غرور ہیں جو تو لگے مجھ سے نہیں

کہنہ ہوتی ہے حوزہ تار قباحتی ہے  
 دولت کسی کی ہے نہ کسی کا زمانہ ہے  
 دولت ہے جس کے پاس ہی کا زمانہ ہے  
 دہان ایک ہی دہائے محل میں نہ رہی  
 محل سے بداد دولت ہو گئی  
 دہان مہارانی کی زور اسٹیٹ ہو گئی  
 بیس کا دہے خادمانہ رنہور کا  
 ہر طرقت آتی ہے خواص کو گھر کی طرح  
 گھر رہ گئی کسی کے قوا یک رات رہ گئی  
 کب کبہ نظر رو دنیا سے دلوں و رکاب ہے  
 دایع کھائے کو مجھے اب ہے یہ بیٹھا پکا  
 زمانہ کو میں لیتا ہے پر ہر دم نہیں ملتا  
 اسیر حوال رہتا ہے پریشاں کیا کر کا  
 آیا جو گنج ہاتھ میں میرے رواں ہوا  
 دریا سے ہے فوٹس کہاں سے فوٹس فیض  
 صورت گل کبہ باغ دہر میں زردار حم  
 ہنستے ہیں پھول زونی ہے شبنم بہار میں  
 بھولے نہیں ساتھی ہے بلبل بہار میں  
 روشن چراغ روغن گل ہو بہار میں  
 زہا کرتے ہیں شل مست پہوشی کے عالم میں  
 جلا دیتے ہیں اکثر آگ میں طبعوں زریں کو  
 مٹی گد لکے ہاتھ سے ملتی ہے شاہ کو  
 گردش ہمیشہ رہتی ہے دولاب چاہ کو  
 حسرت ہے وقت نزع سوا بادشاہ کو  
 ارتبا جہ زر سے دنیا میں محک ہے زور سیاہ  
 چاک ہے بندہ صد کاگو ہر شہور اس سے  
 ہر شاخ سواد رحمن میں خمیدہ ہے  
 مطلق نہیں قیام رمانے کے واسطے  
 میسنی سے منعم نشہ زور میں بکھتا ہے  
 جس کو طلب ہے آس کی وہ مردار خواہ  
 قارون کے ساتھ خاک مینا روک مال  
 کرتا نہیں دھوکوئی موتی کی آہ  
 دنیا شراب خانہ ہے دولت شراب ہے

اسیر



[illegible]



<p>             اختر ہے گہر یز تو خوشید ہے زریز              گھر بھول کر گدا کا گئی بادشاہ کے پاس              یاندی کی تختوں پہ کھڑی دھائے عیش              سرا بہ حیات بشر ہے فداے عیش              دیکھہ اشرفی اگر ہو دیکھی نقاش              حوالی حل رہی ہے جہاں میں ہوا من              لوح سر ہے مدد زرد رعد آتیں              سگنے گونا درود یوار کے              لغز رہیں کھلا کسی کے ن کارنگ              لند مرتبہ ایسا بایسیم وزر کے میں              لودیکھہ لو کہ گنج شہیداں میں زریز              نشہ آپ زرد آمد نہیں              دانیہ تبسج کو آپ گھر ملتی نہیں              منزلت عزت یہاں بے سیم وزر ملتی نہیں              سیم وزر کی جستجو اعلیٰ نہیں              زرگر کے دے ہیں لحدوں کے گڑھے ہیں              خفہ سر کا نہیں دیا کے مال میں              کم ہوئے ہیں ساں وسوکت میں تلع مال میں              جلاؤ دل نہ دولت بدو ہواں ٹھیک گور نہیں              اہل دنیا سے کہو گنج ہے دیر اسے نہیں              آہنی موزے بشر پائے ہوس میں کھنچ نہیں              فقیر دیکھتا ہے دنیا میں کیمباگر کو              پاؤں توڑے سے ملگی سلطنت تیمور کی              ضرب گھس سے زیادہ زور کی              کیا بند حال ہے گرہ میں گوہر کی              یہ بھی کچھ مال ہے ہم جسکی تباہی              سلطان دگدا میں کسی صحبت نہیں ہوتی              نہ نکلے گی یہ پھلی آپ زر سے              رو کا جو دست خیر کو تقسیم مال ہے              باطل ہے اگر سجدہ کرتا تاج زور سے              پس نماز رہے جس طرح وضو بارتی              بے فائدہ ہوتی نہیں وام و دم کی روشنی              عزیز جان سے بھی بڑھ کے مال ہوتا ہے           </p>	<p>             دنیا میں تمول ہے تو گردوں کی بدولت              دولت بھی آکے خلق میں گمراہ ہو گئی              خوف ہلاکے رنج رویے والوں کی نہیں              دولت پہ جان دیتے ہیں راحت کے واسطے              جھٹکا رسن روپے کی سیجی دوائے عیش              زر کو بھی اختیار ہی ذرات کی طسج              دولت پرست گبر و مسلمان نظر بڑے              زردیا جس کو حد اسنے ان کے گھر روشن ہو              یگین من کے لئے مال ڈاک ہولے سحر              سوار بھرے ہیں پیل سپھر پر مد و مہر              اہل مساکو دولت دنیا سے کیا عرض              بھرت بھکے ہوئے ہیں اہل ذول              بہر دولت کیوں تگ دیو میں پڑا ہی بیغیب              چشم ہرت سے نظر چاند سورج کی طرف              نیاریوں کی خاک چھنوتا ہے مال              زردار لوگ چرخ میں آئیں گے ایک دن              پچا ہے انیہا کی شکایت کرے جو بھر              ڈھونڈتے پھرتے میں غفلت اہل رملنے ہیں              کہو ارباب دنیا سے درم داغ ندامت ہیں              کیوں نہیں ل سمجھتے ہو غرا باتیوں کو              نیش عقرب سے سوا ہیں غار راہ سیم وزر              ذلیل ہوتے ہیں دنیا کے حشوق میں انسان              دولت دنیا کے پیچھے دوڑتا ہے کیوں بشر              آدمی سراٹھا نہیں سکتا              بھر کیوں لوگ اس کے طالب ہیں              اہل دولت کو مبارک ہے دولت کی بھل              بہ زر کی بدولت ہے نفاق اہل جہاں میں              بشر کا دل رہے گا مال ہی میں              دونو جہاں میں زر کی طرح جگے زرد زو              کلبیل دول سے ہوئی مہم و پرستی              زوال زر میں ہے یوں اپنی آبر و باقی              زر ہو کیا تارون کو راہ عدم کی روشنی              ہلاک ہوتے ہیں زر کے لئے بلی آدم           </p>	<p>             دولت              منعم نہ کر اعتبار دولت              اقبال کا کلب لا بقا ہے              دولت کے کچھ نہ سببوں سے              شتا ہوں کو فقیر کی دعا ہے              ڈرین بل دولت فقیروں کو کیا ہے              ملک میرا چین اگر ہے تو کیا ہے              کوئی ایسی دولت کا غواں نہیں ہے              جسے تارون کیا مال وزر سے تو کیا ہے              پیچھے نہ رہا اگر میں نہ رہا ہے              بدولت وہ فراری جگہ شرم نہیں ہے              در صدق پند زوال دانا ہے              مال گھر میں نہ رکھو چو مال ہے              انسان جان دیتا ہے دولت کے واسطے              جنت کی نعمتوں کا نذر سیم وزر ہے              دنیا مقصد نیست غنی ہو تو جائے              جم جو خوش جام گما ہو تو جائے              خدا محفوظ رکھے اہل دولت کے نفاق ہے              خدا شے ہوتے دیکھا ہے بندہ کو تول ہے              جہاں کو سبک رہی سفر میں چاہئے              کیوں ترنیا ہے منعم جو نہ گاہا           </p>
--	---	---

[illegible]



رکھا ہے دست شفقت مادرانہ فرق راست  
 مانی کو جیسے دنیا میں حاصل اس سفر نہیں  
 بانی کے بڑے جانیسے جس طرح خیرانی آتی ہے  
 اہل زرداں میں اس کو غم عصی نہیں  
 وہ نوری دولت دنیا جو نہ خاک رہے  
 لو کر تا کس امتدیر عامل ہے جمع زر  
 ساتھ زر کے پستی بہمت بھی ہوتی ہے راد  
 قدر اس شخص کی دو چند ہوتی  
 اپنے ہمراہ نہ لیجا ئیں گے جز درہم داغ  
 دولت وہی ہے خوب جو ہو حق حلال کی  
 کرے گھنڈ نہ دولت پہ ہے جہاں نانی  
 مرد و جان ہے مایل وہ یہ جو ہے نال  
 جوئے جمع مال ہے اس کو بھی خیال ہے  
 جو صرف ہو کام کی دولت نہیں ہوتی  
 سنا ہے کل زر سے ہوتی ہے قوت بصارت کو  
 جادون کے لئے دناس تجھے جو منہم  
 دولت نے انقلاب ہزاروں دکھا دئے  
 مال سے یہ مالوں کا کرتا سب سے کام  
 دولت دنیا یہ اتادل مال حاصل ہے  
 کب کسی کی مات سنتے ہیں جو ہیں اہل دل  
 جاہ کو لوگ اگر نانی و باطل سمجھیں  
 انقباض غنچہ سے شامت ہوا ہم کو عزیز  
 ہے چند روزہ گلشن ایسا و کی بہار  
 تھا انقباض چتہ منط مع مال سے  
 اہل رفعت کو بہت حلد ملتا ہے ملک  
 بنا فلس ما ہی زراعت سنیا  
 وہ زمانہ ہے کہ گلزار میں کہیں نہ قدم  
 نحو کی بے سے سگدی دیکھ لی عسز بر  
 کیا منعم حصول ہے اس سے ہوائے سوز  
 اسنے ہمراہ لیجا ئیں گے جز درہم داغ  
 زردار کو آسائش دنیا کا مزہ کیا  
 حب زر کا ہے مال کا زمار کی قلب  
 زرد دنیا کسی کو بے جفا کاری نہیں ملتی

## دولت

دولت چاہتی ہے چلوں دولت کے لئے  
 اس کا نام بھی اس کا نام بھی  
 پشمال و دولت میں یہی ہے  
 نہ چھوڑتا چھوڑتا چھوڑتا  
 نہیں اس کا نام بھی اس کا نام بھی  
 درشا تر سب کا حال یہی ہے  
 زبیلہ حاجات ہے سب کے لئے  
 نیکیاں وہ ہیں کہ ہر ایک کے لئے  
 لے جائے زراعت کے ایک ماں باں  
 زراعت ہے زمین و زمین و زمین  
 یہ نیکو خدا ہے نہ دولت کے لئے  
 یوں مانتے ہیں اب نظر نہ رکھیں  
 دولت نہ رہا اور کسی کی رہیگی  
 خدا کو حق نہیں تھے رحمت نہ وہاں  
 خدا کا تھیں وہ تھے ہاتھ نہ وہاں  
 آتا تھا یہاں جب توڑے ہاتھ نہ وہاں  
 جب بیکار تھا تو میں مالی و ہجرت نہ  
 کیوں کرتا ہے منہ و منہ و منہ  
 ہمراہ نہ لیا جائے گا مال فراوان  
 جسک کہ نہ رہا پس توڑے ہاتھ نہ وہاں  
 کیوں نہ وہاں سودا تھا ہے تو نقصان  
 دولت

اہل دولت جیوئے دسا کو میں سرت کے ساتھ  
 سسرہ کی بھی لو خستہ سر  
 اتنا ہی مجھے روز جزا داغ ملے گا  
 لئے مسرہ ویسے ہیں حسرت کے لہجے ہیں  
 ہو گئے لاکھوں خداوند آج کل  
 لکھا ہوا ہے ہر ایک کی کسمپرسی  
 منہم یہ روپے کی زبردستی  
 آدمی کرتا ہے کہوں زبردستی انہی  
 غص میں گھر مھرے میسم دیکھتے ہوں گے کہ زبرد  
 کیلجست لگائے رکھتے ہیں لوگ  
 سکھا دینا ہے اقبال آدمی کو یک و مد آخر  
 منہم کر سکتی جب جاہ و حشم کی دولت  
 دنیا ہے شست و شو کے لئے آبرو گدا  
 زرداروں کو سمجھتے ہم دل میں آدمی  
 دولت سے بخود ہی ہے جوانی کے واسطے  
 دولت کے سبب ڈرتے ہیں سب سے متول  
 نادان سر جھکاتے ہیں دولت کے واسطے  
 ہر کسی کو نہ ہے نو دولت کا کس لئے  
 دولت وہی اچھی ہے کہ جو کام میں آئے  
 اچھا ہے وہ زراعت میں جو آئے کسی کے  
 دولت تری اسے شخص وہ ہے خدا کی  
 زراعت حاجات ہے سو ہے اگر اسان  
 دولت نہ ہوئی اور نہ ہوگی یہ کسی کی  
 جب تک کہ ہے زراعت ترے نفع کوئی لے  
 دولت و حشمت و سیم و زر و نعل و گوہر  
 حشاک میں دولت بٹائی کر کے دم  
 کہا تھا ہے جو میں تیرہ دروں دولت مند  
 افلاس میں ملن نہیں برم و سے و سمنوں  
 اسباب پریشانی خاطر نہ کہ ہے  
 سگ مالی کا خطر رہتا ہے خوشحال کے ساتھ  
 تم ہر مال جان نہ جو کھوں میں ڈالنا  
 تری نظروں میں نہ رہے قبلہ حاجات اقبال  
 بدن کی جاں کی صحت کی پروا کی نہیں تھسکو  
 دم بھٹکے کو نکلنا ہے کر دقت کے ساتھ  
 زمین نہیں رہتے دولت کے دان  
 صتا ہے یہاں و زمین و دنیا کا فلاں  
 کم کو نکلنا ہے مال نہ ہو تو آلہ  
 نام کو نہ گھسے نہ لائی نہ گئی  
 کہ یہ سناں ہے مال و دولت کا  
 رکبہ لے آئے سن گاہ لر کے  
 نص سے سکے کی جاہ نہ ہے دیا روغ  
 ہاتھ ملے ہیں سب مال و دنیا بھوڑ کر  
 عیب و بوجہ سستی دیا میں رہت  
 یہ دولت ہے و شئی تان ریاست آہی جاتی  
 جاتی ہے ساتھ اس کے سبب بر و عزت  
 مال اہل دل کی آنکھوں میں تھوڑا سیل ہے  
 دیکھا تو آدمی کا بھی گو سالہ بل ہے  
 سو ماہے نبذ نہ مالی کے واسطے  
 اکبر کے کہا ہے کہ کوئی مرہ ہوا ہے  
 گو مال سامری کا نظر میں نہ لگتا ہے  
 بارہ کہنہ سم برج کہیں میں کہوں نہیں  
 بیکار رہے دولت نہ کرے خرچ اگر اسان  
 بیکار رہے رہنے میں خطرہ نقصان  
 کرھیں نہ اس میں کہ بہت سمن ہر نقصان  
 بہتشی وہ ہے جس سے کہ ہو سبک ہر ایک ماں  
 خدا کو حق بھتے تھے رحمت نہ وہاں  
 کہوں یوں عوض سودا تھا ہے تو نقصان  
 ساتھ لیا بیٹکا او سمن ناداں کیسا  
 خاک جھانی کہوں عجب رر و رنے  
 ہو ہی جاتی ہے یہ لاکھ ہو نکال مفید  
 یہ رر کا نا شہ ہے یہ دولت کا مزا ہے  
 اسباب تیرے مکان کا اسے حائل  
 خوف چوری کا ہے دنیا میں زرو مال کے ساتھ  
 خطرے بھی مہر ہمرہ گنج خطیں نہ ہیں  
 اسی مطلب سے توڑے ہوئے ہیں غارت کی  
 سحرے شام تک بس تو ہے اوریل دولت کی

دولت	یہ دولت کئی زور بھجھ کر کھائے گا	ہر	یا ساتھ ایسے بادھ کے لیتا لنگا
کبوں یہ حالت دولت دنیا میں	کیا کرتا ہے صدقہ و فیصل میں مند	"	کر راہ خدا میں حرج بھل باہنگا
کثرت دولت دنیا میں	تفصیل کتا تو ہے حفظ کا خصال	"	محفوظ رہا تو صرف کا ہے جنجال
دولت گویا کہ جس دنیا کی ہے	آئینہ میں بھی رخ اور جانے میں بھی گ	"	لعنہ تھیر ہزار لعن اے مال
قوم کا مذاق اس کا رور دار ہو	عفت اہل دولستہ زور سے ہے بجا	"	کیجئے سکوس تو زرجوں میں زربکے
جس کا اشارت گر زور دار کی	جاہت دولت کی محض رسوائی ہے	"	نہنے کیں سے طبع امکاٹی ہے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	آغوش میں آج اس کے گل اس کے ہے	"	مادان یہ میدا تو ہر حباٹی ہے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	غیر دولت یہ محض نادانی ہے	"	ہیزوہ ہے کہ آئی اور جاتی ہے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	گل تنگ جوئے مہر کبہ پتی سا ہو کار	"	آج اُنہی کے گھرے سرو سامانی ہے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	ہر جاتی سے کی تھی آشنائی تو نے	"	وہ بھی بہنوں کی بیوفائی بونے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	ہوئی نہ ہوئی نہ ہے کسی کی دولت	"	انگایا ہے دل کو کس بھائی لے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	دیکھہ گل کو تنگ کہ ہر ایک سرخشاں ہویاں	"	اس سے بدل ہے کہ عزت اس من میں رہو
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	دنی کے ماس کہ رہتی ہے دولت	"	ہمارے ہاتھ آئی ہوئی بس
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	یہاں سکندر کے ستارہاں دبگر	"	نہ رونق گئی کس کی دولت ہوا تنگ
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	دولت بڑی و بال ہے انسان کے واسطے	مرب	نادار کا فخر کا کوئی عسد و نہیں
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	بس قدم اہل دول ہیں تن پستی میں خراب	حب	اس قدر مجلس نہیں ہے تنگدستی میں خراب
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	نہ بھی ایک دن چھوڑ کر سپیم زور مر جائیگا	"	کبا حفاظت ہوئی اگلوں اس اسار کی
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	آج کل پاس زور مال ہے جس احمق کے	"	وہی عاقل وہی لائق ہے وہی قابل ہے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	کثرت دولت بھی کرونی ہے قوموں کو تہا	"	مہدم کتنے چین باران بہہم سے ہوئے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	کرت سے رکی ہونے ہیں نکل و دل کے تنگ	"	پھیلی سہا جس گرہ کی پٹی سمٹ گئی
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	دولت بڑھی تو اور کشادہ دلی گئی	"	نظروں میں اہل نخل کی دنیا سمٹ گئی
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	سمجھتے ہیں بہت قیمت سے دولت ہاتھ آئی	"	مگر ہم تو اسے تعلیم و محنت کی جزا سمجھے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	فائدہ کیا جو کیا جمع زور سرخ و سفید	"	فائدہ قوم کو ہو جس سے وہ دول اچھی
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	مہکتے سہ کے مال کیا جمع عشر بھر	"	ہاتھ آیا ہسم کو مال سے کیا جرمال کے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	کہتا ہو نہیں مجھے یہ ذراکان و صر کے سس	"	سب دوست ہیں یہ سیکر مال و منال کے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	دنیا کی رہ کے مال کی کرنا نہ تو ہو س	"	پھنستے ہیں اس آدمی پھندوں میں جال کے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	عیش میں سرست ہیں پاکے یہ دولت امیر	"	نشہ جاہم شہراب و سیکھنے کچنگ رہے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	فائدہ کیا قوم کو ان اہل دولت سے محبت	"	ہاتھ آیا مال تو عیش و طرب میں ڈر گئے
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	جو دانا میں مال و جاہ سے پرہیز کرتے ہیں	"	مگر دیتے ہیں نادان جان ان ہر ملاہل پر
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	وہ کو بھی نہ ملتا ایک خدنگار ڈھونڈ سکتے	"	اگر ہر آدمی اس دار میں زور دار ہو جاتا
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	محتاج مفلسوں کے ہوتے ہیں اہل دولت	صحی	بندھنا ہے بے بظاہر کپڑے نہ صنوں کا چیزا
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	کیونکر نہ ہو محبت دنیا پہ اعتقاد	منہی	قارون کے ساتھ مال زمیں میں تر گیا
جس کا اشارت نہیں مال و زر کی	ہو ماسہ اہل زر کا ہر ایک سچے مٹتی	"	بہہ سے غریب کی کوئی ادا کیا کرے

نہی

"

"

"

یکیش

"

"

"

بوج

"

"

زور مال کا







## راستی

صدق راہ متیقرا اور کذب راہ کجاست  
صدق سے سوچو ہے اور کذب سے سوچو ہے  
بات سچی کہی اور انگلیاں اٹھی کسی  
سچ میں کسی کوئی رسوائی سے رسوائی ہے  
سچ بلبلے خوف سے جھجھو کر جھجھو کر  
جو حق کی گنجائش اس کو سچا کر دیکھو  
راست بازوں کو ضرور سچا کر دیکھو  
ڈونٹے دیکھنا نہیں صیاد کو شہر کے  
ڈونٹے دیکھنا نہیں غصہ کی منت اچھا ہے  
ہم راست راست روئیں غصہ کی منت اچھا ہے  
دو گنا نہیں سچا کر دیکھو  
آئندہ منہ پھلا اور ترانہ کہتا ہے  
سچ یہ ہے صاف جو ہوتا ہے منہ کا  
راستی پر سچی آنے کا نہیں ان کا مزاج  
اب بھلا کوئی طبیعت کی کبھی جاتی ہے  
نہ چھوڑو کسی عالم میں راستی کو چھوڑو  
عصا ہے پر کو اور سیف ہے جہاں کے لئے  
راست کشیوں کے تفت آمد سے ڈرا رہی ہیں  
نیز چتر تانیں جوت نشان پر آ یا

حصہ اول

چند

ماہی

راز

عیدیں

عام

داع

دو

دو

سودا

صاف کہد تیا ہونیں منہ پر غائے قلب سے  
ہو اگر قاتل بھی سر پر ترک حق گوئی کر  
رنگ آئندہ بر خیزد طینت پاک سے اپنی  
کہا عکس ہے من حق کو مو باطل سمجھیں  
نہ پھر د میں جہاں اگر پھر جانے  
آدمی کہا راستی ہے باور کو بھی پسند  
راستی ساتھ تواضع کے ہے اس میں خرد  
مثانے سے کہیں مٹتا ہے باطلوں کے حق  
ل نہیں چلتے ہیں کج بطول ہرگز راست باز  
عمر حق کو میں سمجھتا ہوں خیال باطل  
منصور و قیاب کر لگا خند اہمیں  
دنیا میں راستی ہی بس لک اسی چیز ہے  
منزل صدق و صفا ہے ہر طرح خطوط پاک  
جس کو سچ بولنے کی عادت ہے  
وہی دان ہے جو کہ ہے سچا  
سچ کہو گے تو دل رہے گا صاف  
سچ کہو گے تو تم رہو گے شاد  
سچ کہو گے تو تم رہو گے عسیر  
سچ کہو گے تو تم رہو گے وسیع  
سچ کہو سچ کہو ہمیشہ سچ  
سچ ہے سارے معاملوں کی جان  
سچ ہے دنیا میں نیکیوں کی جڑ  
سچ میں راحت ہے اور آسانی  
سچ سے رہتی ہے تقویت دل کو  
سچ کی پاؤ گے صدا ہر دم کڑی  
راستی میدھی رٹک ہے جس میں کچھ شکا نہیں  
مجھ کو میری راستی مقصود تک پہنچائیگی  
سرل مقصد کو پہنچائیگی اپنی راستی  
پر تو ہم ایسے قول کے سچے ہیں دیکھئے  
پھر جائے یک جہاں نہ پھروں اپنے قول سے  
اسی کا تو ہے مستبر قول فضل  
معنی الحق مگر کی ہی تفسیر ہے  
راستی کام آئی چنگل سے خزاں کسچ گیا

فرق مثل آئینہ کچھ دوست نہیں میں نہیں  
موت تیری بر غذا قبضہ میں سمجھ کے نہیں  
رائی صاف کہدینے ہاں تیا میں ہم میں  
اہل لطلاں کو گماں ہے کہ انا الحق ہے  
قول ہے قلب آسپا میدا  
ہم یہ کچھ سرور قمری کو مارل دیکھ کر  
ہے کہاں ہاتھ میں بیکار اگر نہ نہیں  
کچھ اختیار سے کیا برگزیدہ ہونا تھا  
چین پیشانی سے ہا ہر ہے الف آراد کا  
آتش اک دلیں نہیں ہوتی ہے دو چار کی  
حق بات بولے جائینگے گو ہو دین دار پر  
افتد کو جو سب سے زیادہ عزیز ہے  
نیک بختوں میں ملے یہ راہ جو چاہے کرے  
وہ بڑا نیک با سعادت ہے  
اس میں بوڑھا ہو یا کوئی بچا  
سچ کرا دیگا سب قصور معاف  
نکر سے پاک روح سے آزاد  
سچ تو یہ ہے کہ سچ ہے اچھی چیز  
جیسے ڈرتا نہیں دلاور شیر  
ہے بھلے مانسوں کا پیشہ سچ  
سچ سے رہتا ہے دل کو اطمینان  
سچ نہ ہو تو جہاں جائے آجڑ  
سچ سے ہوتی نہیں پشیمانی  
نرم کرتا ہے سخت مشکل کو  
آخر شش میں دل ہی جاتا جھوٹ  
کوئی راہرو آج تک اس راہ میں بٹکا نہیں  
تیر کو سنے ہدف کیا رہنمویں و رکا ہے  
کیا ہدف کی راہ میں ناوک کو رہ چاہئے  
جو کچھ کہا گیا ہے زباں سے کیا گیا  
ہر حال میں زباں کے لئے مستقل ہوں میں  
طبیعت سے جس کی تلون گیتا  
ہے اثر کڑوی دوا میں صاف سچی ہے  
روئے والا بھی ترا سر و من کوئی نہ تھا

امیر

ماہی

راز

عیدیں

عام

داع

دو

دو

سودا

بھد

پر تو

تراب

شباب

ہ



## راستی برضا

مال استبان مادی تپانست کیا کریں  
 بگو داد و نداد و بگو تاج و تاج و تاج  
 گنجی شے و تکیگ ہو جاست کشت اگر  
 لخت خوش و دل تنگ کہ راضی ہو صابو  
 جو دہ کہ اس کے سزا دار ہے  
 چون و چسپدہ کا نہیں پیدا رہے  
 اسے نہ پیدہ کی تری رفاقتوں  
 سب جھوٹ ہے کوئی کیا کرے گا  
 بگو گادی جو خند اگر ہے  
 دیو داری بھی عین دیداری ہے  
 کردہ ہو گر صائے حق عزوجل  
 جن کو صائیت ارسل سے چھوٹا  
 وہ مستعد و صائے نہ قابل و دوا کے ہیں  
 فنا کی کوئی لطیفہ بھی جو آشتکار  
 کیا کیوں نہیں کیا فیض خدا کے  
 کام اگر سب دے نہ ہوا  
 نیکو چاہا ہوا تیرا نہ ہوا

جنت حال

سرنگون حق گوئد است کبھی ہوتا نہیں  
 راستبازوں کو نہیں بیم حوادث کا خطر  
 راستی پیشہ ہے ان کا جو کہ یاں آزاویں  
 راستبازوں کو نہ ہو صدمہ بلائے دہشت  
 جو راست ہیں کیا ز سے بہتے ہیں بہت قدر  
 صاحب گفتار حق کیونکر نہ ہو مشہور سلیقی  
 راست گو کی جان کے دپے ہو کوتاہ چرخ  
 راست گو کی جان کے دپے ہو کوتاہ چرخ  
 کج روی کو چھوڑ ظالم راستی کراختیار  
 غیر حق آئی نہیں ہرگز زبان پر کوئی بات  
 حکمت حق ہے طبع کی کجی اور راستی  
 جو بھی بات ہلے نظم و ہوسلو نہیں کھتی  
 پہلے اپنی بات کا پیدا کو کرے اعتبار  
 کہیں ہزار میں حق ہم وہ تین عیاں ہیں  
 راستبازوں ہی کو پیا آسمان نے راہیں  
 گردن باطل منصور اسٹے دار پکب  
 ہو رہو ٹھوٹا تو کیا کرے سجتا  
 ہے مثل سانح کو نہیں ہے آرخ  
 بخدا اس کی ہے قسم جھوٹی  
 آگ جلتی ہوئی اگر ہو دشتا  
 وہ صادق ہیں بولیں بھول کوئی ہوش جو گنا

دار پر بھی گردن منصور پدل عمر ہیں  
 مورد بیم خزاں تیغ میں شمشاد نہیں  
 باغ و نساہیں : : بھجا سر دکنہا گنج  
 تیغ جو ہر دار میں شکل ہے آمارنگ کا  
 رہنا ہی ہیں ربط کہیں تر و کمان کا  
 صرف حق باعث ہوا ہے شہرہ منصور کا  
 صرف حق باعث ہوا ہے شہرہ منصور کا  
 صرف حق کہہ کر ہوا منصور تاماں دار کا  
 خوب دیکھا ہا رہے انجام الٹی راہ کا  
 ہے یہی اس دایرہ فانی میں نشان مصور کا  
 گر کہاں پیدا نہ ہو کس طرح پھینکے تیر کو  
 نظر آتا ہے گیساں ہلے سیدہ یا گہرا لٹا  
 پھر اگر جھوٹوں بھی کہہ گیا یقین ہو جا گیا  
 کسی کا منہ نہ کریں پاس آبرو نہ کریں  
 وائے قیمت حب میری : آسا الٹی میری  
 حق ہے یہ بات بڑے دل کا سر بیجا ہے  
 آگے جھوٹے کے رو مرے سچا  
 پاک اگر ہے تو کبوں ڈرے سچا  
 ہاتھ مصحف یہ گرد مرے سچا  
 ہو ورسے تو ابھی پر سے سچا  
 انہیں ہر وقت میں یاس اپنے ہو قول موکہ کا

## راستی برضا

پارختار ہے جو چاہے کرے ہم نے امیر  
 ہم نے آفر سنا ہے اہل رضا کو کہتے  
 کہو کرے گا حفاظت مری خدا میرا  
 خدا کے در سے اگر میں نہیں ہوں بیگانہ  
 جنت سے پاک و دوزخ کچھ غم نہیں کہ مولا  
 منزل مقصود کا جادہ ہے تسلیم و رضا  
 تم پھینک دو جہاں دہی باغ بہشت ہے  
 چاہے جنت میں بھرے جادیں کہ دوزخ میں جنت

گردن بھسرت تیغ نقص رکھی ہے  
 ابنی دہی ہے خواہش جو ہے خدا کی فدا  
 رہوں جو حق پہ مخالفت کر گیا کیا میل  
 تو ذرہ ذرہ عالم ہے آشنا میرا  
 راضی تری رضا میں خوش ہیں تری شمشیں  
 ڈانگیا پاؤں رستہ میں تو پھر منزل کہاں  
 خواہاں نہیں ہے بندہ تمہارے نصیم کا  
 ہم بہر حال ہیں دم آپ کا بھرینوا کے وا

امیر  
اکبر  
آثم  
انجم

خاموش	راضی برضا	اسمیل	جس احوال سے تو رضا مند ہے
خاموش	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	وہی خوب ہے جو ہے مجھ کو پسند
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	تقاضا مرا سخت معیوب ہے
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	چند در چند اپنا یہ افسانہ ہے لے دو تو
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	بحسب	بچ و الم میں عمر سیر کی قسمت کا شکوہ نہ کیا
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	بھڑانا پاپ سے افزون عنایت اس کی
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	جاہے راضی ہوں اس کی رضا پر طریح
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	راضی برضا ہے لے دل
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	انسان کا مزاج اگر ہے رضاسند
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	جس میں سکی ہے خوشی اس میں خوشی سکی نہیں
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	بھستہ شا کر رہو مقدر پر
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	جو ملا خوان کرم سے اسے بہتر سمجھا
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	لو کر جا ہے عطا و مہرا و در جو رسوخم جا ہے
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	دنیا کے بیکہ و بد سے کچھ تا باں ہیں مجھ کو غم
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	حاضر ہوں سب طرح سے جو کچھ ہو رخصتا و دست
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	تن بتقدیر ہوں راضی برضا ہوں خوش ہوں
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	وہ شکوہ کرے کس طرح خصلت کا
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	بال و پر سب نوح جائیں و قفس میں بند ہوں
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	توفیق ہو رہیگا جو ہو ما ہے کہا اگر
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	تو بخشنے نہ سکتے ہے مخنار و مالک
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	سرمو سے جہکاب و تہمت امین میں نہ آئی
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	مندے ہیں تیری رضا میں راضی
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	جس میں تیری رضا ہے وہی منظور مجھے
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	نہ خوشی اچھی ہے ایدل نہ ملال اچھا ہی
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	جو م بخشے یا منرا دے ہے بھی کو اختیار
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	انسان اس کی راہ میں ثابت قدم ہے
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	جہاں میں بروہا بان بیا ر زنی مقدر ہو
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	بعلی ہے خبر کے لطافت سے بھائے حبیب
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	پر حکم برہوں راضی ہر حال میں رہیں خوش
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	میں بچا تیر حو اد سے تہہ بن کر
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	لطف ہو تبسری طرف کے مانتاب
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	بخا و جو کیا با و نا ہوا سو ہوا
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	بھلا ہوا سو ہوا یا پرا ہوا سو ہوا
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	اگر زہر بھی ہو نو گلقد سے
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	ہو آسودگی غلٹا ہرا ناگزند
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	جو مرضی ہے تیری وہی خوب ہے
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	کچھ نہ پوچھو کیا ہوا جو کچھ ہوا اچھا ہوا
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	دل کا لے آشفہ سری میں کچھ نہ غم ایام کیا
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	خلد سمجھوں جو مجھے ہے مراد زداں و دوزخ
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	درد و غم کیا موت اگر وہ ہے کہوں کا ہے
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	اپنا تو نہ غیبر کا گلہ کر
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	پھر غم نہیں جہان میں اسکو سوا عیش
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	مرضی حق پر رضامندی شریک نہ ہو
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	کس و نا کس سے اتھانہ کرو
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	آگیا رہ بھی حصہ میں نو شکوہ سمجھا
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	کسے ہے دم زنی کی ناب ہویری رضا ہو کر
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	گریوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	دل بھی خدا سے دوست ہے جہاں بھی خدا دوست
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	وہ جو چاہے سو کرے اس پہ خدا خوشی میں
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	جو تقدیر پر حق کی خورسند ہے
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	تھلاؤ بنی قسمت میں بنی کیا گلہ میا دے
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	آما و ہستم فلک کیسے باز ہے
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	گناہوں کی میری ہے کثرت زیادہ
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	گر میدان تسلیم و رضا میں سخت مشکل ہے
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	کن سے کیا کام ہے مکن کیسا
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	بیم و امید نہیں نفع و ضرر سے جھکو
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	یا جس حال میں رکھے وہی حال چھا
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	تو مرا غنا و میں تیرے گنہگار نہیں ہوں
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	گردن وہی ہے امر رضا میں جو ہم ہے
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	رضامندی سے اس کی بولکے تیرے ہی تم ہیں
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	وہی رضا ہے ہماری جو ہے رضا حبیب
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	کچھ ہے اگر تو یہ ہے دنیا میں شادمانی
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	اڑے آئی مرے تسلیم بہر کی صورت
خوشدل	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	ہم کو ہے سب شہد و شکر سے لذت
"	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	ہوں میں تو راضی جو انکی رضا ہوا سو ہوا
درد	راضی میں دوسرے دوست ہے نہ دوست کی تھی	"	طرف سے بار کے جو کچھ ہوا ہوا سو ہوا

# راضی رضا

مطلب ہے کہ کوئی سے کیا کرے کیا کرے  
بڑی خوشی سے کام لے کرے کیا کرے  
مطلب ہے کہ کوئی سے کیا کرے کیا کرے  
کیا کام غلط سے کیا کرے کیا کرے  
پہلے ہیں کیا چاہے ہیں کیا کرے  
راضی میں ہم کیا کرے کیا کرے  
بے غمی مولیٰ از ہمدانی تیرا جا رہا ہے  
بہوش ہیں کیا کرے کیا کرے  
واقع نہیں ہم کیا کرے کیا کرے  
واقعہ تری رضا ہے کیا کرے  
خود کر تری رضا ہے کیا کرے  
نادی ہیں کیا کرے کیا کرے  
لے نول کہول کے چھو نکو خدا دیا ہے  
نیک فرق صاف و دودہ دیا ہے  
کچھ چھو نکو ساقی دے سوا دیا ہے  
نیم پر ہے پیش دشا دیا ہے  
بھی سادی ہے پالیا فیض دیا ہے  
دیا ہے دیا ہے دیا ہے دیا ہے  
پیار کو جو دوا ہے دیا ہے  
کس کے کہوں حال بد کہ وہ آپ  
کچھ چھو نکو بھی مانتا ہے دیا ہے  
سکھ

زیر

تربان

قدر

چشم

-

-

-

-

-

-

-

سنگان جام سلیم ہم ہیں ساقی  
جتنے ہیں کام تیرے سو پے خدا کو لے کر  
تم کو اس کے فخر ہم نہ کہنے کبھی  
بے فائدہ ہے فکر حصول مرام کی  
مد نظر ہے مجھ کو تو ہر دم سری تھی  
جو رضا پر نہ اوس کی راضی ہو  
رضا ہو حواس کی ہمیں سب برابر  
درد و غم میں رہے خالق کی رضا پر راضی  
ہیں خواہاں کہ سال بھوکو جاہ و مال دے دو  
سعید اند میں باقی ہو س ہے  
مجھے آباد کر پر باد و نوں طرح خوشیوں  
دورخ میں اسے ڈال یا جنت میں جگہ سے  
رہو غموش نہ تدبیر کچھ کر داسے سرور  
تسلیم سے وفاق رضا سے ہے اتفاق  
کب وہ ہوتا ہے جو بندہ کی رضا میں یا  
اقتدار اس کا ہو چاہے سو کرے وہ شہید  
کم و زیادہ فلک سے ہو نو میں کبیں  
رنگ سرگوری اس میں بکال بے  
ہواک درافور مرتضیت سے آشنا  
نیرنگیان کہا میں ملک نے بہت سے  
انسان کو لازم ہے کہ راضی برضا ہو  
وہ جو ریاستم کرے یا رحم یا کرم  
یا محنتا رہے جو چاہے کسے  
جو خوشی اس نے دکھائی دیکھ لی  
راضی ہیں عتاب کرم و دست پہ قاتق  
حتم عاشق رہنا بار رضا ہو  
جو ہو ترک رہ تسلیم و رضا سے محفوظ  
ہیں ہے کوئی دلا راز رضا سے واقف  
شکوہ بخت ہے عجب کر و تسلیم کی خو  
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے  
ناکامیوں کا تھک کو مناسب نہیں گلہ  
ہے رضا معبود کی منظور اگر  
لے بے نیاز بخت سے یادے منرا بھ

ما باور دیا ہلاہل جو ہو موداد واسپے  
تری تدبیر سے تقدیر بہت اچھی ہے  
بہر نفقت و لطف و کرم نہ کہنے کبھی  
کچھ ہو رہے گا گردش لیل و ہا میں  
مرچاؤں میں بلاتے ہے اس کام میں  
ہائے وہ بندہ خدا ہی ہمیں  
کہ دوزخ میں ہم جائیں یا ہوں بہتی  
خلق کو دیکھ کے خوش ہم کو نہ حسرت آئی  
جو ہو غم جو اٹم ہو رضا مندی عنایت ہو  
خدا خوش ہو پوری نعمت بڑی ہے  
میں سچے دل سے قائل ہوں اتنی خدائی کا  
تو حقائق عالم پہ گہنگا رہے تیرا  
طسریقہ ہے بھی تقدیر آزمائی کا  
نئے چرخ کا گلہ نہ گلہ ہے نصیب کا  
وہی ہوتا ہے جو مولا کی رضا نے جا ہا  
کما علا میں اور کیا مقدور مجبور کا  
ہلال دار تو کر شکر مجہ سانی کا  
نستادی ہکو تادی کی - عم ہارین عالم کا  
اے بیوقوف شکوہ بیگانہ کیا ضرور  
عاشق نے کب جواب رضینا دیا نہیں  
بندہ وہ ہے جو تابع مرئی خدا ہو  
راضی ہیں ہم اسی میں کہ جو چہ رضا دے  
رجح بیہودہ دلا کیا حاصل  
جو مصیبت پیش آئی و بکھ لی  
ہر حال میں لازم ہمیں شکرانہ ہے اس کا  
خوشی پر ناز عشم کا غم نہ کرا  
سویجی جائے تو رہے نغز شہ پامحفوظ  
تو ہوا اس واسطے تسلیم و رضا سے واقف  
جو کہ پشیمانی میں مسطور ہوا خوب ہوا  
بے نیازی تری عادت ہی ہے  
راضی رضا سے حق تعالیٰ پر رہ دلا  
چھوڑ مت واسن کبھی تسلیم کا  
مالک ہے تو ہی میرے پید و سیاہ کا

سودا

سور

سمن

-

-

سعد

سور

شعفت

تہد

-

عاشق

-

غالب

فدا

فیض

فوق

1. The first part of the document is a list of names, which are arranged in a triangular pattern. The names are:

1. The first part of the document is a list of names, which are arranged in a triangular pattern. The names are:

## رزق

رزق کیا گیا ہے روزی کو ملتی ہے  
خدا بھر دیکھو مردانہ رزق میں سے  
ہر رنگ میں پائے ہیں رزق کی طرح  
بچہ بچہ تو بچہ کی طرح رزق میں سے  
رزق مسووم ہے گاہے گاہے  
کوئی دنیا میں دور سے پائے  
رزق مل جائے سال و دولت پائی  
راحت ہو بے غم و شکر نہ پائی  
خود بخود رزق میں سے اور اگر گیا  
یہ وقت کا مسووم ہے دل نہ بوا  
کیا محنت اس کی ہے کہ بزرگوار  
اپنی جی پر رزق پائے زیادہ بے جا  
انسان رزق کی پائے میں سے  
کس کی جگہ پر رزق کی پائے میں سے  
خدا روزی کو دے بلاشبہ کہ ان کی  
قدیر میں رزق کی پائے میں سے  
کیا کیا فیہ رزق کی پائے میں سے  
رزق بالائے آسمان میں سے  
کیوں ہو چکر میں آقا کی پائے میں سے  
رزق کی

سب  
کرب  
نہیں  
انف  
جو

ہندن کھتی ہے یہ فکر معیشت کس گروتس میں  
بیزیاں بھی فکر روزی سے یہاں سے نہیں  
مثل طفلی کے جوانی میں بھی بھوکے رہے  
طلح بیخیزی سے کتا ہو تلاش جوئے شیر  
آسیا دار مجھے رزق بھی دیتا جو فلک  
عدم سے آگے دنیا میں کا فکر معیشت ہے  
بانی کا جانور ہو کہ کبڑا ہو سگ کا  
اندیشہ مجھ کو سمجھتی آٹام سے نہیں  
ہے خود م کیونکر نمب رزاق ہو انسان  
پرورش کرنا فقط رزاق عالم کا ہے کام  
رزق ہر روز نئے ہاتھ سے ہاتھ ہو غیب  
رزق گردش سے کہیں آتا ہے دنیا میں صول  
بند کر لے وہن حرص صدف کی صوت  
زبردستوں رزق افزوں یا ہوزیر بختوں کو  
تلاش رزق سے توام ہے عالم میں فاری  
نگاہ غور ہو دیکھو تو اس کی شان رزاقی  
وہ آسما کی طرح رزق بھی مجھے دیکھا  
آسیا کی طرح سے نالان ہو چکر گہار  
داع کسایا کبھی لہ سے کبھی پھول سے زخم  
گھر میں بیٹھے یا پھر سے وور استیر  
رزق تقدیر اڑکے پہنچے گا  
سوائے رزق مقدر نہ ہو گا کچھ حاصل  
ملتی ہے کیرے کو روزی سنگ میں  
تخط روزی کا زمانہ ہیں سا رونا  
اتیرا ندیشہ روزی جو رکھتے ہیں نادان ہیں  
خلاف وقت ملیگا نہ رزق تقدیری  
بائنات ہے رزق سب کو رات دن دست کریم  
زرع سبز فلک سے کیا توقع رزق کی  
کس سے مانگے کس کے ہاتھ پیدا ہے فقیر  
دام تہیر میں ہے دانہ رزق  
بے تردد کہاں ملی روزی  
فردہ فردہ ہے رزق کا بندہ  
شکر خیرے کو ملتی ہو شکر مشہور صادق ہے

کرنگہ آسیا کبھی سدا امتحان دانہ کا  
ہے برائے شیر رزاق کو ک ک پے سپر کا  
تہ یا در کی طسرح رزق مقدر اترا  
ور نہ ہر انگشت میں عالم ہے حوسہ خیر کا  
پہلے حسرت میں انگشت مدد اں ہوتا  
مسافر کو تلاس آٹ نامی تی ہے مہر لہ  
دیتا ہے رزق سب کو خدا نام نام روز  
رراق رزق دینا ہے کڑے کو ننگ میں  
ہمیشہ رزق چو نچا تا ہے وہ کیرے کو تپیر  
کیا گدا کو دیکھا عاتق حوصلہ پیدا کرے  
خانہ پروردہ آرام ملک منزل بہت  
ایک شے بھی حاصل خرم افلاک ہے  
آپ چو نچا یگا رزاق مجھے دانہ پانی  
کہ ملو نعمتوں سے خواہی سر پش خالی ہے  
کبھی اس زمیں میں نہ پیدا م ملتا ہے  
کہ سب کو رزق ہوڑا یا بہت تا نام ملتا ہے  
عطا کیا ہے وہن جس سے سوال مجھے  
یڑ رہے گا منیر گن صمب کا دانہ دور ہے  
لے گیا بخت جہاں رزق مقدر پایا  
ہر طسرح رزق مقدر مل گیا  
لے حویو ہے اضطراب عبت  
حریص جان نہ دیں مفت دانے پر  
ہے عبت رزق مقدر کی تلاش  
شیر و ایہ جو سینا طفل نے خاموش ہوا  
کہ خامن ہے خدا رزق عالی ادانی کا  
کر گیا لاکھ کوئی اضطراب کیا ہو گا  
دیکھ لو عالم میں گویا ہاتھ ہے کھل گیا  
ایک بھی دانہ نہیں خرم ہتا ب میں  
رزق بے منت کس لائق آسیا تھی میں تھا  
دست کوشش میں ہے خزانہ رزق  
بحث مقسوم ہے فسانہ رزق  
سہے یہ دنیا طلسم خانہ رزق  
طاہر ہے ہنس کو گوہر بھکتا پھرتا کو آہ ہے

اسیر  
شک  
آزاد  
اصغر



رزق ملتا ہے جن کی شکم مادر میں  
 آدمی پتھر کے کیڑے سے تو گل سیکھ لے  
 بجائے سہی۔ رزق ہمارا جو ہے سو ہے  
 فریب رزق میں انہی ہو تو منہ کی کہاں ہے  
 فکر روزی میں یہ ناتقدری ہے عالی ظرف کی  
 گردش میں میرا رزق بھی ہے میری طرح بھر  
 یہاں سیلہ روزی فقط ہے یا خدا  
 رزق دینا ہو تو گھر بیٹھے ہی دے لے رزاق  
 میں پس گیا نگاہ حقارت سے بہر رزق  
 عدم سے جان بخشی جو میں روانہ ہوا  
 کیا ہلاک مجھے میری فکر روزی نے  
 کوڑی کوڑی پر رہادت ملاش د میں  
 رزق چو بیانیگا رزاق کہیں اب بیٹھ رہیں  
 حوصلہ کوئی نہیں اس بزم میں روزی سنا  
 صاحب ہنر کو آج کوئی پوچھتا ہے سیس  
 جیلہ جہاں میں کچھ پئے روزی ضرور ہے  
 خدا ہی جانے بھرا حباب کی کیونکر گذرتی ہے  
 جو مہ کے ہائے آسیاد ہونڈھ وسیلہ رزق کا  
 گردش میں رزق کے لئے ہیں مثل آسیا  
 گردش میں کس طرح نہ رہوں تو ب کے لئے  
 اپنے رزاق کی جو رزاقی کا آیا مجھ کو دھان  
 بھرتا ہے خاک رزق سے رزاق دہان گور  
 رزق کی فکر عبث عالم ہستی میں جو برق  
 معین ہے ہمارا رزق ازل سے  
 منعم تو مالدار ہی تھہ سے کیا عنین  
 رزق بے کوشش نہیں ملتا کسی کو دہریں  
 کوشش سے بے صورت روزی محال ہے  
 عقابے رزق بیٹیوں تھل جو غم کہو  
 رزاق رزق وقت پہ پہنچا بیگا ضرور  
 ہوگئی توفیق اک آفت مصیبت رزق کی  
 تنگی رزق کا توفیق نہ یو چھو عالم  
 فکر روزی کی نہ کر ہرگز ترا تب  
 خدا رزاق ہے کیوں در بدر پھرے پئے دنیا

مطلبن روز کی قیمت سے بشر ہو کہ نہ ہو  
 کیوں کسی سے ملتی ہو جب خدا رزاق ہو  
 جو بھر گئے نہیں کبھی تل بھر بڑے نہیں  
 کہ باغ سبز ہے ہر آدمی کو کھیت گیہوں کا  
 سب کی نظروں میں جو عینی تھا سغالی ہو گیا  
 آیا یہاں وہاں سے جہاں وہاں گیتا  
 کہ پھچکا رہ کو کوئی ہنس نہ نہیں آتا  
 کہ گوارہ نہیں وریو نہ گری کا ٹکڑا  
 تلی کا خال دانہ مجھے آسیا ہوا  
 ٹگرگ وار مرے ساتھ آپ ودانہ ہوا  
 رنگ زالہ عدو میرا آپ ودانہ ہوا  
 ہڈیاں ہم سے جیا نہیں سبگ دنا ہو کر  
 مادہ کر صورت دست آس سکم یہ پتھر  
 سمجھے اپنے آنسوؤں کو اپنا آب دانہ شمع  
 بارب تلاش رزق کرے بے ہنر کہاں  
 عطا رکی دوکاں ہے خزانہ طبیب کا  
 کلید قفل گم ہے خانہ روزی مقفل ہے  
 شکوہ زباں پر نہ لا گردش روزگار کا  
 میٹھا ہے کون گھر میں زمانہ سفر کا ہے  
 دار مرے نصب کا ہے آسیا کے پاس  
 ذرہ ذرہ سامے آنکھوں کے دانہ ہو گیا  
 واقف ہے اس مزہ سولب بے زبان گور  
 دیگا صبا و ازل دام میں دانہ مجھ کو  
 ترے ممنون نہیں لے آسمان ہم  
 پروردگار پر پالنے والا ترا مرا  
 آسیا ہے سیر فاقہ کش دہن تصویر کا  
 تسلیم لاکھ طور سے تو لفظ نان پلٹ  
 بہر تلاش ٹھوکر میں کھاؤں کہاں کہاں  
 فکر فدانہ مسیح کو کر شام کے لئے  
 روئے ہم گردشوں میں سیا کو دیکھ کر  
 کہ غم رزق بھی کھانے کو برابر نہ ملا  
 رزق کا ضامن تو ہے رزاق مرا  
 وہ روزی ہم کو دیسا ہے جل منگایا بیٹھے

رزق  
 رزق کو رزاق سے مشت میں ہر سبکی کہا  
 پر دینا باخدا آچکا جہاں خواہ ہو  
 پائے وشت کس کا اس کی تان اخی ہے  
 پیدا حلقہ بان حلقہ بوجہ نہیں  
 روتی پانی گھر سبھی کچھ آئے کو ل گیا  
 بیٹھا خلوت میں جو زانو سے بجا بقدر اختیار  
 رزق گھر شے وہی دیگا بقدر اختیار  
 رزق کے آنکھ کے پردہ میں جس تل دیا  
 وہ دانا ہے رزاق روزی رساں  
 اشخا تا ہے جو کا رزق اڑ کے چلا آتا  
 یکڑوں کوں سے رزاق ہر ایک کے لئے  
 پر لگا دیتا ہے رزاق ہر ایک کے لئے  
 ہے غلط رزاق سمجھا آپ کو مغرور کا  
 ہو گیا جسم سلیم میں ہر اول اپنے نیکیا  
 رزق نعمت آپ میں ہر اول اپنے نیکیا  
 دی نہ پوچھتے کسی کو رزق کا  
 یہ رزاقی جو رزاق کی جو کوزن ملتا ہے  
 کوئی دھونڈھے تو عالم میں ہر سبکی ہو گیا  
 رزق مسیح وہ رزاق کر لیا تسلیم  
 شریک نہیں ہوئی نہاری موقوف  
 رزق دینا



## رزق

جو میں مغرور اور بیستہ دانش فانی میں  
انہیں دساتے۔ دینی حلقہ میں دوسرے پہلے  
رزاق کا شکر کوئی کہا تک ادا کرے  
وہ روزہ ایک بندہ بوجہ سرور کو  
برہانے رزق دینا جو وہ سرور کو  
جس پر رزق آدم و حیوان کو دے گا  
کے لئے جان اپنی ست پیاری چوکیں  
انسان کا جان کو بھی جان بافت  
کرتے ہیں خدا جان کو بھی جان بافت  
رزق دینا ہے جہاں کے جان نہیں  
وصف تیرا گر جہاں کے جان نہیں  
کے لئے رزق ہو گئے ہیں جب تقدیر میں  
آج کے رزق کو نہایتی مایا ربا نہایتی  
خوشا کیوں کر نہایتی مایا ربا نہایتی  
وہ رزق رزق دینے والا ہے نہایتی  
مقدس سے زیادہ رزق دینے والا ہے  
نہایتی مایا ربا نہایتی مایا ربا  
اہل زمین کے لئے ہے ہر ایک کا  
جسے رزق آسان پر اپنے نسب کا  
رزق دل سے ہر انسان کو دے گا  
جو نہایتی مایا ربا نہایتی مایا ربا

سنت

شادان

منیہ

نیایا

عاج

حق

رزق دینا ہے۔ طلب رازق  
فقرو ما کی۔ سختی سے ہو صطرا ساں  
رازق فلک سے بھیجتا ہے رزق حلن کا  
باعث کرتے عرت میں ہی۔ اندہ آب  
اس آب و دانہ نے مجھے روزہ بھیر لیا  
در غلطاں کی طرح مسالم میں  
جس طرح گردوں کو فرس ہو رہا تھا  
نخا واک تیر میں کیڑا تھی کسے اسکی نہر  
عبث فکر و زری میں غلطاں ہو جا  
رزق اپنا غیر کو لے آپ سرگرداں ہے  
آدمی کو رزق کی خواہش بہت تھی جو رنج  
کرتا ہے پرورش وہ سب کی  
خدا کو بھول گئے لوگ فکر و زری میں  
دینا ہے خدا خلیل سب کو  
رزق کے واسطے نہ دور خلیل  
شا کر قسمت کو ہے خوشدل غم روزی غن  
رزق لے کیا تھے بدجاہاں میں بعد  
رزق خود اڑکے بہتا ہے جو تعدد برکا ہو  
جنگل میں بھی پہنچا ہے حصہ نصیب کا  
کس کا سبب سبب لا سباب آدم ہے  
ہمارے حصہ کا ملتا ہے ہم کو گھر بیٹھے  
اس کے دینے کے ہیں ہزاروں ہاتھ  
جہاں گیا مرا حصہ مجھے وہاں پہنچا  
سجا ہے دینا ہے پتھر کے کپڑے کو بھی غذا  
خوان نعمت پہ ذرا دیکھو کہ کاکر تہ  
کئے تلاش میں ہم نہ اور نہ دنیا کی فکر  
رزق دیکھا آدمی کو کیا نہ وہ روزی رہا  
رزق کا ضامن خدا۔ شاہد کلام اللہ ہے  
عطائے رزق سے ازق جو تو غافل نہ رہتا  
نعمتیں پاس کے ترے خوان کرم سے رزاق  
خدا رزق جو کہا ہے جل ناس کی نعمت میں  
کہاں کہاں ہیں لایا ہے آدمی نہ شفق  
جو ہے رزاق عالم سب کو روزی بھیجے والا

ہر کسی سے سوال ماں۔۔۔ ہے  
رزق پتھر کے بھی کپڑے کو خدا دے گا  
ہر روز گرم چرخ کا ہوتا تو۔۔۔ ہے  
آب و دانہ کے سبب بیٹے کو ہر نکلا  
بانی کہیں ملا ہے نونان کہیں کہیں  
میرے ہمراہ آب و دانہ۔۔۔ رہا  
بھوتا ہے غم سے مبرا خدا شہر  
لے ری قدرت وہاں زری رسائی ہی تو  
وہ رازق ہے جس کے پیدا کیا ہے  
آدمی ہم نال آیا پیدا کرے  
طفل بے دایہ کی شب کتنی ہے چلا تے ہو  
لولا سنگد اگر پاڑا ہو  
نجال رزق ہے رزاق کا خیال نہیں  
ہے عرش پر رزق آدمی کا  
بیٹھ رہنے سے کیا نہیں ملتا  
رزق دنیا میں بشر سے پیشہ پیدا  
موجود پہلے رزق زرا بشر سے  
پردست میں مرے رزاق لے ہر آدمی  
شکر کو روز فکر و سد کیا ضرور ہے  
تقویش و فکر و کوشش و شوا کیا ضرور  
کسی کا رزق ہو مسم کے حوان پر وقوف  
وہی دیتا ہے کوئی کیا دے گا  
اٹھا کے خوان کرم سر پہ آساں پہنچا  
یہاں ملا جو ہیں اس کو بھی وہاں پہنچا  
ہوس رزق بھی ذلت کا سدھوتی ہے  
اس کی رزاقی ہے ملے ہے ہر کس کے کام کے  
س نے اپنے فضل سے بخشی ہے اس کو زندگی  
تیرا ہی صورتوں سے زور حاجت مند میں  
قلق مور و کس کو بھی نہیں بیدست دپانی کا  
اپنے گھر چوٹی بھی بیٹھی ہے سلمان کر  
اسی کو ڈھونڈنے والے بھی خزانہ نکلتے ہیں  
ہر سے وطن سے جدا روزگار کے باعث  
تو گھر گھر کے بھٹکنے سے تو بہتر ہو نکال پنا

شفق



<p>سرخ غنیمت</p> <p>روز و رات سے ساتھ ہے ہوا غنیمت      لالہ ساں راج اٹھائے کوئی نہ      آتش میں بیج سارے اس زندگی کے      زودہ کو کیا خبر گل دین کے بوجھ سے      حالت کو نہ بولا جانتے سب کچھ      نہ ہوا نہ پھلکا دانا نہیں دانتے وہاں      بیخ باب بکھوئے شیشی سے جانتے ہیں      لے کر شامال جو دنیا سے نکالے ہیں      روز ازل سے یہی کی طرح ہوا      بچا وادہ دلال اپنے پیڑاؤں میں      غلبہ آرم کی چلیجے چشتی ہے      کب بھلا ناز و زنجیر میں جھپٹے کوئی      نیر میں بھی پین کی صورت نہیں ہے      آسودگان خاک کی شجہ خراب ہے      نازی بے محل سے بھی بچاؤ کوئی      احمقوں کے ہوتے ہوئے تو ہیں      غنیمت راہ کھینچے منزل کے نشانے      آرام کی تلاش میں اندھا غنیمت      بیخ و مال نہ ہوں کس طرح غنیمت      دیکھ دو میں شریک اسیر کے ہیں      تباہ کر دیتا ہوں</p>	<p>فی السہار رر مکر آتا ہے آں میں      حوار رکھتی ہے غلامت رقی میں ہی تیر      جیتے سر سے جاں ہوتے ہیں ساں یدنا      رزق کا کما نہ کہ ہوتا ہے نول بعد میل      بلنگا رزق قدری کروں تدبیر کیا تاج      بہر روزی ہے عنت گردن حواں ویر کی      رزق کھا کر عرق آت کا زور میل      کس کی ساں سر تران      دس حور کو کھسک سکے کھلے مہان سج      سنگ رہا جہاں میں ہی رزق کی تلاش      جہد لے پروا چاہو تم کو سپنے رزق      پایا کبھی نہ رزق مقدر سے بھی سوا      جو رزق مقدر ہے پہنچتا ہے وہ سب کو      منجھ سے دیا وہ رزق دے گا      قسمت کا جو لکھا ہے وہ گھر بیٹھے آئیگا      بسر رہتے ہیں سرگرداں بے رزق      مثل انار رزق کی کڑا ہونا داں بھی تلاش      پہلے نہ کھلنے سے پہنچنا ہے رزق</p>	<p>کسوں کو محو فکر مسرت ہم کو اسے پروا نہ      ہر انگشت ہی بتاتا ہے طبع شہر کو      کھائے کے وقت سے پہلے ہو داناں      سے ہر تپا ہے خدا اپناں مادر سرت      وہ نہ نہ وہاں دو کر تے میل حاصل کا      کس نے اعلیٰ میں بھلا نہ کی ہی سر کی      تو نہ دیکھا ملن کا جاکر عدالتی پھری      آدمی ماصبور ہوتا ہے      تا وہاں شام پہنچتا ہے رزاق مان سج      گردش میں رات دن صفت آسیر ہا      طفل بھی شیر نہ بے رزق ہوئے پائیگا      ثابت ہوا یہ ہم کو کہ بیکار کی تلاش      مہنوں ہے جہاں صاحب عاں نہ ملے      گویا بہ دہان آسیا سے      جلی کی طرح دے تو کوئی مکر دھیر      ملے ہیں ان کو کیا عیب آساکے      طفل انگوٹھا مہلے شہر ادھک ہو      وہ مرا مولا بڑا رزاق ہے</p>	<p>مسطر      مسکین      تاسخ      نظم      یتیم      راتھی      دسار      دہشت      یکتا</p>
<p>سرخ غنیمت</p> <p>کثرت اندوہ میں سچ ہو کٹ حاتی ہے سر      تھوڑی بلا بہت ہو کم عرصہ کے حق میں      غم یہاں کا وہاں ہے مہیش اسیر      جو ہوا شاہ مصیبت میں گرفتار ہوا      اماں چاہے اگر غم سے حواس خیریاں کر      مدت سے زندگی کا مزہ غم نے کھو دیا      غم سے چالیس برس حضرت آدم سے      چار اخلاط ہیں نہ وہ غم و بچ و الم      خوشی ہوئی جو بھی سامنا ہوا غم کا      غم ہے اس بحر میں کیا بے سرو سامانی کا      کر دیا جوش الم نے مجھے نزدیک فنا</p>	<p>سرخ غنیمت</p> <p>پہنچ ہو جس میں وہ رشتہ محقر کیونکر نہ ہو      گر یہ ہے شیر تیر زہ کجشک کی نظر میں      غم کریں وہ جو غم نہیں رکھتے      سابر بال ہما آفت بالائی ہے      کہ دہشت برق کی ہے جہنمک غم فراہم ہے      یہ کچھ صبر رہ گیا تھا سوا ب ہم نے کھو دیا      سچ تو ہے چاک نہ ہو بیٹہ گندم کیونکر      خون بغم ہے مرے تن میں نہ صفر اسودا      شکست رنگ نے چہرہ مرا بحال کیا      نا خدا خود ہے خدا کشتی طوفانی کا      زندگی مثل جاب ایک نقب باقی ہے</p>	<p>سرخ غنیمت</p> <p>پہنچ ہو جس میں وہ رشتہ محقر کیونکر نہ ہو      گر یہ ہے شیر تیر زہ کجشک کی نظر میں      غم کریں وہ جو غم نہیں رکھتے      سابر بال ہما آفت بالائی ہے      کہ دہشت برق کی ہے جہنمک غم فراہم ہے      یہ کچھ صبر رہ گیا تھا سوا ب ہم نے کھو دیا      سچ تو ہے چاک نہ ہو بیٹہ گندم کیونکر      خون بغم ہے مرے تن میں نہ صفر اسودا      شکست رنگ نے چہرہ مرا بحال کیا      نا خدا خود ہے خدا کشتی طوفانی کا      زندگی مثل جاب ایک نقب باقی ہے</p>	<p>اسیر      غم      سابر      کہ      یہ      سچ      خون      شکست      نا خدا      زندگی</p>

تنبہ ریخت ہم موج و گرد و آلودہ جہاں  
دل آت زوہ اسانا۔ ایداسے ہوا حالی  
خدا سے دل جو بچے جاو لوں گے۔ سو لکے سے  
۱۰۔ بیٹا کہہ میں یہ بیت میں کٹی ساری عمر  
حاجت گر سے دل پر جو ہم آنھوں ہر دم کا  
بہت حصہ میں کہاں آگئی گرد و ملال  
بب سے س میں روح آئی مبتلائے غم ہے  
گرد و طلع سے ہوں نہ آلودہ  
سرخ وہ راحت ہوئی الوافع حونا طبع ہو  
اک نہ اک رنج مجھ کو رہنا ہے  
کیونکر نہ زرد چہر گل سر نہ باغ میں  
۱۱۔ ہم اس اسادوں کے۔ ہے میں  
۱۲۔ اس حوٹ سے کہ ہی غم گدرا  
۱۳۔ یہاں جو قسمت میں تو راحت سمجھے  
شکر کر لے بھر غم کھانے کا مطلق غم نہ کھا  
سا ماں غم کے آخر کو دور غم ہے  
ریح ہو ما ہے اگر دل کو بور و ما ہے بشر  
احام کا کہا ہے نہ ہی میں سوائے رنج  
دانش نہ ہو مل غم ہے جائے سع  
ہم ایسے ہا سوال۔ باز رہتا رہتا رہتا  
یہ چاہئے کہ کھیں قدم بھوک بھوکا کی  
۱۴۔ کہ نہ شرارت ہو پیدا غم نہیں  
۱۵۔ کہنا کے یہ خدا سے دعا مانگنا ہوں میں  
۱۶۔ دامن چھنا نہ چٹھہ غم۔ سے تمام غم  
۱۷۔ میر گئے یہاں میں بچنے کے واسطے  
۱۸۔ مثل الف یز و نہ ہلاکت میں مہریتس  
۱۹۔ و ارحام ہم کو کی سے گلہ نہیں  
۲۰۔ صورت شرکی خود کہے و تہی ہر حال دل  
۲۱۔ بیگاریوں کی شکل سر کی بہان میں  
۲۲۔ و رات کی طرح ہی غاصر کو انتشار  
۲۳۔ غم کی اٹھی وہ گھٹا ہو گئی دنیا اید صیر  
۲۴۔ عین میں غیجہ گل ہا تماؤں کیا پھیلاں  
۲۵۔ ایتو سوائے رنج نہ اس غم کہ وہ میں ہے





جو ہے سو با نال تو کس کی  
 مال سے دل سے زبا ن  
 اگر کہ سے دوسوں یاں عید چو آید  
 بخشش دین و شکر کی غنا خندہ  
 دین کے لئے جو ہے جاری ہے  
 تین دن گورب بھی جاری ہے  
 معنی اس کی نہیں تہ حاکم  
 دیکھا نام نہ خاندان حاکم  
 اگر کو پوچھا میں یوں کیا نام  
 ان کو پوچھا میں یوں کیا نام  
 دن آذر تا چہ نہ ہو  
 رات جاتی ہے نہ ہو  
 غم غم سے بندہ  
 خدا ہے کو کجا غم سے دل خار  
 منو فرقاں ہے مگر میں ہوں  
 وہاں ہے کہاں  
 اٹھانی میں ہوں نیکی کی  
 از خوشی کا ہو کیا اس کی  
 چمن دہریں میں نہیں ہے  
 گل بھی رکھتے ہیں نہاں تو کس کی

قیاساً۔ بدو اس میں دل ملک میں  
 ما اہی۔ رہنے کوئی نہ مسم میں  
 دس دن مسم آتاک۔ ان سماں میں بد  
 ہر وقت سرخ مری جان کو موجود  
 مزہ اس تلکامی میں ہے میرے نان ملک  
 ہرگز نہ اسے مدد میں کسی کام کا۔ ہا  
 آسیدہ سرکھیہ ایسا میں با جان میں  
 ہے خام ہذا جو تو ہے دلگسہ  
 ایام زبردگانی کا عہدہ مکہ ہے  
 جسدن سے جس ہوتی سمحلا ہے حق میں  
 گویا شادی دلا ہے ہمہ عالم حسالی  
 جو رخ نہا دل میں وہی سنج ہے ہنوز  
 گھیرے مجھے رہتے میں عم و رخ ہمیتہ  
 رخ گر ہونوت پر راسد ہو  
 مری راتیں ہیں۔ رخ و آلام کی  
 ہم کو ازل سے آج تک عم رہا سب  
 ہم سا کوئی جہاں میں ہے اللہ یہ  
 حار رخ و عم و ادہ گل سرت و اس  
 عم سو یسرم ازل میں ہوا سب مجھ کا ملا  
 پیدا ہوا ہوں کیا میں الہی بر اسے بیج  
 وہ حقہ تخت ہوں کہ نہ جاگے کبھی ابیب  
 وہ کوئی بہار ہے جس کو خنداں نہیں  
 رہتے ہیں سیکرول پر اکشر ہزار سودا  
 کہتے ہیں خوشدلی ہے جہاں میں پس غلط  
 مہرے و لمیں عوض عیش مہری سے سمرت  
 جب سے کھلی ہے آنکھ دکھا سوائے رخ  
 ریاض دہریں ہے بعد رخ راحت بھی  
 تانہ پہنچے رخ یاں راحت نہیں تھی نصیب  
 مورد رخ و بلا و نیست این بار مراد  
 دردہ غم۔ اندوہ کس کس گزرتا ہوتا نہیں  
 پاس اپنے کچھ نہیں ایدل معاش  
 گر انکے جہاں میں خوشی سے تمام رود  
 اندوہ و غم سے اکثر رہتا ہوں میں مکر

نہ تہ پہلہ آدمی عم سے تہا تہا تہا  
 ہو نصیب میں کسی کی نہ سیر و زکی نہ  
 کم ان جوئی گندہ بہنہ نچن کس میں  
 پایاں نہیں دنا میں دس۔ دناں کا  
 نہیں ہے سو غم محمد کوں سلوئی لہیر  
 دس میں ما مقدہ نہ دوا دوا کا  
 ملا۔ م میں سب مر آلام کا  
 اس میں نصیب کا راساوس  
 مال ہے سج حال یرتیاں میں  
 ہز رخ۔ سے میں نہ دیکھا اب بھی  
 علم سے پایا کسی انسان کو بہت کم خالی  
 ماتم کہہ مگر سوائے سہ قح ہے  
 ہ مجمع احباب کبھی کم نہیں ہوتا  
 لطف کہا عیش جسا و دانی کا  
 مرے دس ہر کرد و سرت کے دل  
 راحت کے نام نے بھی ہیں آلام  
 آنی کبھی حسی۔ دل نہ۔ میں  
 س۔ ہ۔ ہم۔ لیکہ ہومات پلے  
 اور کے واسطے عہد مرا کم کا کرتے  
 راحت کے نام سے نہیں واقف سوائے رخ  
 دکھا نہ خواہ میں بھی ہم نہ۔ اسے رخ  
 کس باع عیش میں نہیں جیتی ہوئے رخ  
 میں ہی ہو جی سنا تھا اک سر ہزار سودا  
 بیج و تعب ہی ہم سے تو رکھا حد صر گئے  
 سر سے ہلو میں بھر اسے عوض دل میں  
 سر نہ نامر سے لئے گرد ملال کا  
 کہ بھول کھلتے ہیں ہوتا ہے چنگا سب علم  
 کنگے شاع تاک ساں یدل عمر پیدا کروں  
 شگہائے کو دکاں بید کو کیا باگ ہے  
 با الہی دل ہے میرا یا مسافر خا۔ ہے  
 بیج و غم پر اب بسر و قاسم  
 کس کی کٹی زمانہ میں ہے غم تمام شت  
 کیا خاک میں ملی ہے میری صفا شے دل











زندگی

زندگی

کتنے بچوں کے دم بہاں مہ  
زندگی کا سب سے بڑا قضا  
جائے کہ کتنے بچے ہیں جس  
بائی تیرے سارے بچے ہیں  
انہیں دم کا بھروسہ ہے  
چلے لیکے کہاں سامنے بڑے  
وہ داکو جس کو کوئی نہیں  
وہ خوش نصیب جو خوشی میں گزارے  
میں جب تک رہا میں باغ میں شلا  
کلا جو دم نورج و جن سے  
دم قضا ہو گیا کسی کی نفس میں  
وہ پہلی سے قضا ہے کسی کی نفس میں  
چار دن زینت کے گزرتے تھے تاسف میں  
حال دل پر فتنوں میں مل جاؤنگا

زندگی

کوں نہ کھیں گے لوگ دل سے  
ماں کے نہ کھیں گے ابھی  
ماں انسان کا ماحول ہے  
حاکم مال پہلے دل میں کرے  
ماں جوڑی ہی پسند ہے اور مدعو ہے  
نظم ہو ماز باہر گوہیں اچھا ہو رکا  
زباں دراز نہ ہو نہ جو مع نگلیں  
ہر ایک سے تو کہہ کر کلام یہ ہو  
بے نہ مانی کی خاطر یہ میں اس کے پاس  
نیز آگ وہ ہے جس سے کھیل جائے آگ  
بات جو منہ سے نکل جائے وہی بات ہے  
بات وہ جس میں بات ہو پیدا  
دہن میں ہے وہ جو میٹھی زباں ہے  
کرو بات سب سے یہ نرمی دلینت  
ہے اظہار مطلب کا بہتر ذریعہ  
کڑی بات اٹھائی نہیں جاتی تری  
زباں اس سے ہوتا ہے تلخی جو جس میں  
غائب برانہ مان جو واسطہ ٹرا کہے  
گویا ہے فال نبک جہاں میں مقال نیک  
اس کو ٹرا کہے گا عالم اگر نرا ہے  
زباں بنی جو جہاں میں کیا ماندہ اس سے  
ہو باں کی تیغ میں لاکھوں ہی شہر و نکی کاٹ  
ماطوق کہا خدا سے ہے تقریر کے لئے  
منہ کا ہے کام سخننا سے غزوہ بین آگین  
سخن تلخ نہیں زیب دہاں شیریں  
تری باتیں ہوں میں اور نہایت بزم غز  
بہت تازہ نہ دھڑکے کسی کے لئے دست  
بات وہ کرو تا رعنا لم میں  
نہ ہو جو غم کا طلبگار وہ جگر کیا ہے  
بد زبانی کا نتیجہ ہے یہی  
نظم ہو یا نثر ہو یکیتا مگر

گوہمنا ہی ہے ماں اچھی  
شہ اس کے لوہو پہلی معلوم  
ماں سب گہروں کا گہر ہے  
سب یہ بات سمجھ لو لو  
وہ انارہ سے زماہ نہ ترمیم ہے  
سچ میں ہی یہ ہے نہ الی اسی میں ہے  
نکاح کے پٹلی سے کہل کی نہ مانڈ  
کہیں نہ تیرا ہمہ ام چہوہ  
مگر اس کام کی جودہ جوہ کوئی کرے  
رسوز وہ فن ہے وہ دل پر ار کرے  
ترک ہو اس میں محبت کے ملاقات سے  
یوں تو سارا جہان ہے گویا  
جو قابو سے نکلے وہ کیسی زباں ہے  
سنے جو کہے وہ کہ اچھی زباں ہے  
کر شوکر حق نے نہیں دی زباں ہے  
بتا تجھ میں کہوں اسی سخی راں ہے  
عونیس ہو عا جودہ اچھی ماں ہے  
ایسا بھی کوئی ہے کہ بے حیا کہیں ہے  
ناداں زبان پاک سے نکلے نہ بد کلام  
ہرگز نہیں ہے اچھا وہ سرسبز برا ہے  
نظر پڑتی ہے گہری ہر جگہ اعمال قابل ر  
جو نہ شکر سے ہو ادہ قوت میں ہے تقریر کی  
ورنہ زمان شمع ہے گلبرگ کے لئے  
جس کے سننے سے ہو سامع کو علو و فرحت  
دہن مار ہے وہ جہیں ہے سمیت  
لوح و پودہ سخن کی نہیں قدر قیمت  
ترک کر صحت و غمازی و عجب و سخوت  
جس کے باعث ترا و قار ہے  
نہ ہو جو حق کی طرفدار وہ زباں کیوں ہو  
دشمن جہاں اک زمانہ ہو گیا  
لفظ کم ہوں اور معنی ہوں بہت





جی - جو ہم نس حسن  
را با - اتی صافی ہی زندگی  
ایام - بسکے کپڑے سب کی  
کی - وہ ماسہ و باکی سن شہ  
وینا - وں کی - کانی  
حسن - رخ پہلے وں زات لویہ کر  
کسل - گراا حکر معارہ گی کا بک مرگ  
ہو - سکا تو - - - -  
انہ - سی کو جہاں - - - -  
انہ - ال اپنے غماہ کا جہاں مائے  
بھر - طول ال سے ماز آؤ  
اسا - اتفاق صا صریہ نار کر  
وم - بہ کوئی دم کھس سہ کہ رکود  
زی - کی ریزہ نکلہ سہ بڑا امتق -  
ند - کانی اینی سو دم سہ - - -  
آد - شمس بہت مو - - -  
کر - پ - - - -  
وکر - پورہ کرلہ آج - - -  
ند - گی کہے ہیں یہ سارے ماحرہ  
نب - ماس مین میں ہو چلے ہسم  
جان - ہے نوجوان ہر بار و  
نکر - ہنی میں کٹ گئی اوقات  
ہو - م ہر جنگ نہ ہی تلک عالم سونا ہے  
آدم - کی آمد سند سے بہ ثابت ہوا  
ند - گی بھر جہاں میں ہے تھل کوئی دم  
لے - عشق چاروں ہے زندگی  
آئے - نئے قسمن کو روئے نئے شیل ہسم رو چلے  
راحت - طفلی جوانی غفلت پیری و مرگ  
دیر - ہی ہے رات دن طعنہ جیات مستعار  
حرف - باطل کی طرح چند سے ہے تو کیا ہے  
نیا - خراب گور پر آشوب وائے بخت  
ند - گانی شرط ہے اظہار عشرت کے لڑ

مان ہند و ساں - - -  
انکات - شدہ ناستہ پناہی  
میر - ہی کاما - - -  
نہ - کوشن کے - - -  
آس - میں لہ لہاں مانی  
یار - وں کے لئے اسات جہاں  
وہ - معا حکر کہ بیکھا و سا اسما  
ہر - گہندہ ہسم با  
وہ - وینا سے اٹھا اٹھ سریش ہوا  
وہ - ہر میں و ہو کا ہے یہ یو بانی کا  
تا - موافق ہے یہ بخت چار سو ہو یا نکا  
زند - گی کا کچھ اعتبار نہیں  
بر - وقت دیکھنا یہ ہیں سب برخلاف صاف  
دست - و پا چلتے ہیں کچھ سامان کر  
ہم - کہ قلعہ نہ سمجھ کہ لب نہ فی بہ  
یہ - ناکہ ہوا - - -  
اب - وار داس ہوا - - -  
ہے - ہیں کہ ماں ہو ہے نو ہاں بہ  
اس - ری میں کچھ ہی کچھ کر کیا ہر وہ زندگی کا  
میر - گئے قصد گیا تھکرا گیا  
ششم - کے منال رو چلے ہسم  
جی - کے عشقیں کامرانی ہے  
زند - گی اب تو - گئی تھوڑی  
گیا - جب نم نکل تب کیا بنی آدم سونا تبت  
ہے - حضراک دم میں اکہ م میں سفر  
بلبلے - دیکھو او دھراٹھے او دھراٹھ گئے  
تشنہ - منوں سے بھی مجھ کیجے  
یہ - پیٹنے ہو کیا ہمارے نوجوانی کیا شاب  
جیتے - مرتے ہم سے ووا نکھوٹے یکھے پانچوا  
اس - قدر بھی جینے پر ایدل نہ مڑا یا ہے  
صفہ - ہستی سے لے تسلیم اٹھنا چاہئے  
آئے - تو کس جہاں میں چلے تو کہاں چلے  
قبضہ - کا لطف کیا جانے وہیں تصور کا

جی - جو ہم نس حسن  
را با - اتی صافی ہی زندگی  
ایام - بسکے کپڑے سب کی  
کی - وہ ماسہ و باکی سن شہ  
وینا - وں کی - کانی  
حسن - رخ پہلے وں زات لویہ کر  
کسل - گراا حکر معارہ گی کا بک مرگ  
ہو - سکا تو - - - -  
انہ - سی کو جہاں - - - -  
انہ - ال اپنے غماہ کا جہاں مائے  
بھر - طول ال سے ماز آؤ  
اسا - اتفاق صا صریہ نار کر  
وم - بہ کوئی دم کھس سہ کہ رکود  
زی - کی ریزہ نکلہ سہ بڑا امتق -  
ند - کانی اینی سو دم سہ - - -  
آد - شمس بہت مو - - -  
کر - پ - - - -  
وکر - پورہ کرلہ آج - - -  
ند - گی کہے ہیں یہ سارے ماحرہ  
نب - ماس مین میں ہو چلے ہسم  
جان - ہے نوجوان ہر بار و  
نکر - ہنی میں کٹ گئی اوقات  
ہو - م ہر جنگ نہ ہی تلک عالم سونا ہے  
آدم - کی آمد سند سے بہ ثابت ہوا  
ند - گی بھر جہاں میں ہے تھل کوئی دم  
لے - عشق چاروں ہے زندگی  
آئے - نئے قسمن کو روئے نئے شیل ہسم رو چلے  
راحت - طفلی جوانی غفلت پیری و مرگ  
دیر - ہی ہے رات دن طعنہ جیات مستعار  
حرف - باطل کی طرح چند سے ہے تو کیا ہے  
نیا - خراب گور پر آشوب وائے بخت  
ند - گانی شرط ہے اظہار عشرت کے لڑ































<p>سختی مردم کے سختی کی کسی بیاں آلودگی نہیں ہے۔ اس کے سر پر لکھا ہے کہ میں کتنی کرتا ہے کیوں ہے تیرا زور و مدد پانے پھر اس میں دلا کر ہے کسی غفلت کا</p>	<p>سختی زمین کی تین مطلب بزرگ ہو نیز دروازہ چھوٹا ہے۔ اس میں جب قدرت نے مانے ہیں بیکار و فاسد کالیا اور تیل میں ٹرانسڈن ہے بار بچھو کو شش کروٹھے ہوئے کس دھان میں چو پیش میں نے احرام سادی کو ہے تولا پیش میں نے طبقات میں کو ہے تولا پیش میں نے گوی دنیا کا ہے تولا پیش میں نے گوہر ہے نہ جگر سے تولا پیش میں نے کھڑکی ہے سدا دہر میں تولا پیش میں نے طوطی ہے سدا دہر میں تولا پیش میں نے طوطی ہے سدا دہر میں تولا پیش میں نے طوطی ہے سدا دہر میں تولا</p>	<p>مردم کے سختی کی کسی بیاں آلودگی نہیں ہے۔ اس کے سر پر لکھا ہے کہ میں کتنی کرتا ہے کیوں ہے تیرا زور و مدد پانے پھر اس میں دلا کر ہے کسی غفلت کا مردم کے سختی کی کسی بیاں آلودگی نہیں ہے۔ اس کے سر پر لکھا ہے کہ میں کتنی کرتا ہے کیوں ہے تیرا زور و مدد پانے پھر اس میں دلا کر ہے کسی غفلت کا مردم کے سختی کی کسی بیاں آلودگی نہیں ہے۔ اس کے سر پر لکھا ہے کہ میں کتنی کرتا ہے کیوں ہے تیرا زور و مدد پانے پھر اس میں دلا کر ہے کسی غفلت کا</p>	<p>مردم کے سختی کی کسی بیاں آلودگی نہیں ہے۔ اس کے سر پر لکھا ہے کہ میں کتنی کرتا ہے کیوں ہے تیرا زور و مدد پانے پھر اس میں دلا کر ہے کسی غفلت کا مردم کے سختی کی کسی بیاں آلودگی نہیں ہے۔ اس کے سر پر لکھا ہے کہ میں کتنی کرتا ہے کیوں ہے تیرا زور و مدد پانے پھر اس میں دلا کر ہے کسی غفلت کا مردم کے سختی کی کسی بیاں آلودگی نہیں ہے۔ اس کے سر پر لکھا ہے کہ میں کتنی کرتا ہے کیوں ہے تیرا زور و مدد پانے پھر اس میں دلا کر ہے کسی غفلت کا</p>
---	---	--	--



<p>سوال</p> <p>اسے گدھا ہے سکوہ اہل دولت سے</p> <p>۱۔ یورپارت میں گجھواکسی</p> <p>۲۔ کسی گدھا کا نہ بیع سوال کر</p> <p>۳۔ یونین نوزاں ای سکر</p> <p>۴۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۵۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۶۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۷۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۸۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۹۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۱۰۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۱۱۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۱۲۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۱۳۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۱۴۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۱۵۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۱۶۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۱۷۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۱۸۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۱۹۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۲۰۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۲۱۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۲۲۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۲۳۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۲۴۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۲۵۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۲۶۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۲۷۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۲۸۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۲۹۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۳۰۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۳۱۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۳۲۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۳۳۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۳۴۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۳۵۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۳۶۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۳۷۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۳۸۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۳۹۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۴۰۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۴۱۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۴۲۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۴۳۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۴۴۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۴۵۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۴۶۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۴۷۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۴۸۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۴۹۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۵۰۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۵۱۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۵۲۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۵۳۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۵۴۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۵۵۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۵۶۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۵۷۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۵۸۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۵۹۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۶۰۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۶۱۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۶۲۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۶۳۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۶۴۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۶۵۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۶۶۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۶۷۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۶۸۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۶۹۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۷۰۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۷۱۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۷۲۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۷۳۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۷۴۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۷۵۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۷۶۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۷۷۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۷۸۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۷۹۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۸۰۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۸۱۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۸۲۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۸۳۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۸۴۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۸۵۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۸۶۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۸۷۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۸۸۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۸۹۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۹۰۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۹۱۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۹۲۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۹۳۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۹۴۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۹۵۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۹۶۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۹۷۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۹۸۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۹۹۔ یونین گدھا سوال سے</p> <p>۱۰۰۔ یونین گدھا سوال سے</p>	<p>بھلا کھی دست طلب عمر کے آگے</p> <p>پتہ اندی میں لوکساں گدا ہو سوال</p> <p>۔ ماؤں دیکھنی کے ۔ ہا ہ بھلاؤں</p> <p>سہم ہے ساتے ندوں کے صحر میں ہاتھ پھیلاؤں</p> <p>ہا ہ ہیں رکتے ہیں کسی کوں کدائے شک معر</p> <p>کاکا نہ صاحب سے ہا ہ آیا مورج کو</p> <p>دنا کے مگ جسموں سے کا جسم فص ہے</p> <p>ٹھاکر دست صاحب آرو ای گھٹا ہے</p> <p>جواب ہے گھٹاتے ہیں آرو ای</p> <p>اے فلک آنکھ سے میں کرا دلب دسا مانگوں</p> <p>دنا وہیں کے واسطے کہا انجا کروں</p> <p>آہی راز دن حرب کو ہٹکے نمٹا ہے</p> <p>جدا سے بھی کھی مانگا نہ ہا ہ پھیلا کر</p> <p>بھلا ہر حق کے نہ اک کے رو رو</p> <p>نہ اکو چھوڑے مندوں ست ہونا ہے سائل</p> <p>کس ۔ بے اس رازق روزی رساں کو بھو کر</p> <p>حائے روزہ ہر طقت کے خدا کو چھوڑے</p> <p>مجھ گدا سے بھی کسی ساہ سے ڈالا سوال</p> <p>مانگا ۔ کچھ کسی سے بھی ہم لے رہے خرچ</p> <p>ان شعرا میں ہم نہیں وہ جو طلب میں پھرے ہیں</p> <p>بھلاؤں ہا ہ اہل دول کے نہ رو رو</p> <p>انہی صاحب خدا سے مانگ لے سرم</p> <p>ہم نے درخواست جو کی حق سے ہوئی وہ منظور</p> <p>نے مشکوہ بھل ۔ شکر کرم بہاں</p> <p>دولت دین کا حطال ہے خدا سے طاہر</p> <p>دنیا میں ہم کسی سے کھی ملنی ۔ ہوں</p> <p>اس کے در سے کوئی محروم نہیں ہے جانا</p> <p>ہر اکہما کے رو رو لام ہے کباغرض</p> <p>عوض میں ہا ہ کے لازم ہے پاؤں پھیلا</p> <p>ہر دم عمار خاطر اہل دول بڑھا</p> <p>جاں اپنی تو خدا کی راہ میں بابا جھڑک</p> <p>ہے گداؤں سے فروغ غفل اہل کرم ہا</p> <p>بے طلب دیں تو فرہ اس میں سوالنا ہے</p>	<p>حس حرکی حاجت ہو بچھے مانگ حد سے</p> <p>وفی اس ہے کہ اس پر ہا اس بر جا حرف</p> <p>خدا لے اس لے لے دست واکا جھکو</p> <p>مقدربس ہو ہے دتا ہے مانگے خدا جھکو</p> <p>آج تک ملی ہی دیکھی ہے کہیں خشکی میں ناؤ</p> <p>بھلا کسی کے آگے ۔ رو ۔ ہا ۔ ہا</p> <p>اے غہری در اندر دست سوال کر</p> <p>اگر ہو دست رس مرا تو کاٹوں ہا ہ سائل کا</p> <p>درار لوگ خود دست سوال کرتے ہیں</p> <p>دست دواں کہیں ارا س ہنر دیکھنے ہیں</p> <p>چاہیں نو ہم خدا ہی کو چاہیں خدا سے اب</p> <p>دے جائے کسی در پر جو شش التجا جھکو</p> <p>ما بسند ہا سب وہ سوال مجھے</p> <p>دست سوال سرور مادر مار</p> <p>کسا سطل سے مالی ۔ ہے لے ۔ دیکھ</p> <p>رقق کی خاطر ہر اکہما ہے درادی</p> <p>کس مناسب ہے جلاہ سے نوا کے واسطے</p> <p>گو مجھے بختا نے اسکندر و دارا نہ کبا</p> <p>اللہ سے سوال ہے جو کچھ کہ سہم ۔ دست</p> <p>نیل کے ٹہی کے لون کے جو کے گھوٹک و جان کے</p> <p>مدہ کا مندہ ہوتا ہے مدہ کی جو نہیں</p> <p>جاتا ہے وہ دمبدم کا حال</p> <p>ہمتی ہے صدق سے نایز دعا کے نزدیک</p> <p>کیا کیا مرے اٹھائے ہیں ترک سوال میں</p> <p>یہ طلب ایھی ہے اسکی ہ سوال اچھا ہے</p> <p>طاہر ہم اتھا ہے خدا کی خاب میں</p> <p>جو نہیں مانگا ہے اسے خدا سے مانگو</p> <p>کرو جو کچھ کہ ہو پیش خدا عرض</p> <p>ان سے مانگ حور و سوال کرتے ہیں</p> <p>مٹی کیا فیض کا رتبہ سوال نے</p> <p>آئے گر سائل ترے در پر تو سکومت جھڑک</p> <p>بھیک کا کا سہمے گوا دست سائل میں چراغ</p> <p>وہ گدا احس کو نہ ہو جوئے سوال اچھا ہے</p>
---	---	---





شجاعت			
اسر	جسے کہتے ہیں عساکر مروت اس نلنے میں	بکھنے ہیں جسے اسر سب وہ ہے جو انوری	نجلہ اس کو میں کہتا ہوں بڑا ہی وہ سما ہی ہو
تراب	کس کی جنگ کو شیطان لٹے ماؤں ہو بھاگا	مزا بھی ہے کہ سروں سے نہر لڑے ہیں	دستاں کیوں کر سیکیں کرو ورت
مکس	وہ مرد کب ہیں جو بھاکریں شغالوں کا	بے کلبہ اب فسح مدعا	راہِ عزت میں کہ مشکل ہے غم
ولی	جصل زنگ و عا سحر ہے	صاحب ہمت کوں ہے نت دسیگر	
"	ماح شکل کنا سحر ہے		
"	ناوانی کا عصا تیسر ہے		
"	مرتد صاحب رو شمس ہے		
شرم			
بحر	حاکو فضل رہاں سوال ہو ما بھسا	اگر نہ گھر سے نکالا بھاکہ کہ راستے	اگر نہ گھر سے نکالا بھاکہ کہ راستے
"	اے اے دیر نے کو بیٹے آب غلبہ مانگنا	میں ہوا ہے بھاکہ کہ نہ زبر کس	میں ہوا ہے بھاکہ کہ نہ زبر کس
بہلم	حاک سے کہنا ہے کرا حاک کا میلا تھا	مسموم نہاں کس میں نہ رہاں کس	مسموم نہاں کس میں نہ رہاں کس
"	موسک آئے ہی کما کا ٹگنا اس آقا	اساں ہیں وہ جس کو نہوٹھکے حادہ	اساں ہیں وہ جس کو نہوٹھکے حادہ
مرم	بھانا ہے ہی سے سرم کہ عالم حاک کا	اس درہ شرمسار ہوں مارہ مانا ہ سے	اس درہ شرمسار ہوں مارہ مانا ہ سے
ظاہر	ہوسے نہیں عدا سرو زاروں کسی طسوج	ماں جا بھناں ہو وہاں درماں کی نہا حاک	ماں جا بھناں ہو وہاں درماں کی نہا حاک
حائض	نگاہوں کا چہاں مردہ ہوں کما کام جلس کا	اک وہ میں سرخرو و ہاں سے تلے	اک وہ میں سرخرو و ہاں سے تلے
فدا	تم اے عدا دست و سرندگی میں ہیں	حداکو کہا نہ دکھائے گا دوزخا و اے حاک	حداکو کہا نہ دکھائے گا دوزخا و اے حاک
گوبا	گماہ کراہی رملانو کسی سے کرنا نہیں جیسا	کبھی جو آتا ہے اعمال کا خیال مجھے	کبھی جو آتا ہے اعمال کا خیال مجھے
محب	کمال ہو ما ہے اس وقت افعال مجھے		
شراب			
اکبر	انسان کو خراب کر بوالی شے ہو	یا کیزگی نفس و سمن سے ہے	یا کیزگی نفس و سمن سے ہے
اسر	دکھا رہی ہے زمانہ کا انقلاب شراب	جوان بے گدا بادشاہ ہوتا ہو	جوان بے گدا بادشاہ ہوتا ہو
امجد	ہوتا نہیں وہ بیت عتبہ رماں	اشد نے جس کو دی ہو عہل کا بل	اشد نے جس کو دی ہو عہل کا بل
"	مفلوب اضافہ ہے شراب لے غافل	سیدانہ ہوں کوں سرور بخواری سے	سیدانہ ہوں کوں سرور بخواری سے
روں	کم ہیں دوراں سر بھی حلقہ دگر داسے	بحر غم میں غرق کرنا ہے حمار شراب سے	بحر غم میں غرق کرنا ہے حمار شراب سے
"	سانی دماغ کس کو ہے رنج حسد بکا	گزار شراب بننے سے لے کون درد سر	گزار شراب بننے سے لے کون درد سر
مدل	بکھے ہیں پہلے بسا کو خرماد	دخف رر کو منہ لگائے اس جو رند	دخف رر کو منہ لگائے اس جو رند
نراب	کراہے وہ مجرم از کوثر ہے	جوڑے سے فی رہاں ماں شراب	جوڑے سے فی رہاں ماں شراب



<p>شکر</p> <p>کر دیں شکر ہے عبادتِ خدا کی لوگوں میں اگر شکر نہ رہتا نعمتِ الہی کا جس شکر واجب مردوں پر جب احسانِ مہم کر دیا شکر کا راجہ کو راجہ شکر جانی کا اور ان کا شکر خونِ مقدس ہوتے ہیں اولاد کے اور آل کے غیر میں مہرِ وفاغت میں کو چل جو نواب رشتے ہیں شکر کو ہی اثر کے احسان سے بہزادوں نے شکر ان نعمت کے جس منہ سے ہم شکر ان نعمت نصف جانیے منعم کے اپنے دشمن کا کیا ہیں سامانِ نعمت اداسے شکر نعمت ہے خدا کی سدا علاقہ مرغی عین شکر کرے کون نہ ہو دم شکر کرے نعمت شکر پروردگار ہے جو کر دیکھ وعدہ دولت کا منت کر رہی ہے شکر کو دیکھ شکر کر دیا میں رہے آپسے شکر کو دیکھ دولت دنیا</p>	<p>سبب</p> <p>منہ سے لگتی ہے دھڑھکی ہوئی خز علاج موب ہو سکی نہیں اس کی دوا منہ سے لواتی ہے نفرت کرنی جو حلف عام سدرسی دس و اماں آرو اور جان و مال تھیں ابھی احلاس کی باغی کہ حوی حل گئی میکسوں کے حال مر ہے اک ماتہ فخرن ماہیت ہیں خودی میں کس مے سے مادہ کس دختر سے حدار کے مھوٹ اگرچہ مجھ میں ہیں قہار زمانہ مھر کے عدس حاجتے سے کے ہر اک بشر ذہر کا ماس ہے حام جم نہیں نئے خنے ہیں نرے دشمن ہیں نہز فائل ان میں ہے مہر شراب لگا و لطف جو بندے ہے ناز کرے ہنے کے ساتھ مفت میں درد سر نصیب نہضائے کیجے گا مایہ جاں شراب خانہ خواب ہوتے ہیں شراب دین و دنیا جس سے کس قدر مہلک اثر ہے اور اقبال شراب محل و خرد کے ساتھ گئی عزت آرو مے ہے سم حال اسے نہ ہار نہ مہا رہی ہے نہ آرو نہ عزت نہ مال و زر خدا محفوظ رکھے سہلے سے ہر مسلمان کو</p>	<p>اور جسے کے لئے اصرار کرنی ہے شراب حب کسی مھوار کو بہار کرنی ہے شراب مکسوں کو راندن مکار کرنی ہے شراب جھوڑی کچھ بھی ہیں سب واد کرنی ہے شراب دم کے دم میں یار کو اعشار کرنی ہے شراب ہائے کمار سوا سوار کرنی ہے شراب لے حائلے سرمہ اطوار کرنی ہے شراب کما مھرے گھر کے ہیں انے شراب ہر اسکر کہ زند شراب حوا رہیں آس دوزن ہے ہر جگر موس کے فاصد سے ہر گزم نہیں رگ جاں کو چہ خار گلشن ہیں حار اور خس مشور میں ہر شراب شراب اور ترائی سے اعتراف کرے یہ سر بسر قصور ہے کس کا شراب کا کہ ہو گا مغز و گلر کا قصاں ہر خانہ خواب وہ نہ ہر بلبل اور نسطاں ہے شراب وگی منہ سے ادھر مھوڑے گل میں بڑے کوں مہکتا ہے دیکھا تیرے شراب کا اسے تہر جہر دار خبردار نہ مہا اسے ترس ہی ہے کرامت شراب میں ہی وہ ڈبڑہ جلو ہے کہ ایماں کو ڈونو ماہے</p> <p>شکر</p> <p>شکر رب ایک زماں سے نہیں ہونکا ادا ہے شکر لاکھ لاکھ خدا کی جناب میں کسے جس حد سر کرم وہ کم ہے جواں یہ آدمی کو شرفِ لطف سے ہوا شاکر نہیں ہے آدمی جو ہی اسے دما ہوا ہوں میں ہم نہ نیرے لطف کا شاکر بچ ہوا جو کوئی میرے برابر ہوتا احسن میں کہاں اور یہ الطافِ الہی</p> <p>ایر</p> <p>دس سے دس سے نو سے اچھے گزرتے نرے لوطی ہے زماں کیسے کیسے شکر خدا کرے جو زبان بشر کھلے اندوہ حرد و فخر دہے سو ہے کہ روگوں کے عوین میں زباں نکلتی ہو نسر کرنا ہوں کہ ہر ایک کتر ہوں میں ندہ سے کبھی شکر خدا ہو نہیں سکتا</p>
---	---	---

شکر	تسليم	۱۔ وہ نعمت ہے جسے کرنے بچے بغیر بند	شکر کر نسیلیم بخند آئے اگر مان جوں
شکر	تائب	اے کریم آنو ترا بھج کر کم بہ بھی نو ہے	دولت دنیا رہ دی گئی ماعت شکر ہے
شکر	تجتن	گھلا اس کے منہ برتنی کا پاس	کہا شکر جس نے ہوا محتیا سب
شکر	تائب	فزون شکر سے مال ہو آن میں	خدا اے کہا ہے یہ قرآن میں
شکر	تائب	ہم گناہ کرتے ہیں اور اس کو حیا آتی ہے	رجب حق کا ادا شکر ہو کیو کر ہم سے
شکر	تائب	رسم خط میں شکر و شکر ایک ہیں	سکر سے میٹھی کوئی نعمت نہیں
شکر	تائب	شکر نعمت بعد پر نعمت ہوا ادا	ہے فرض ادا اے شکر لکن کو کر
شکر	تائب	وہ اس کے ہیں جو بھولے ہوئے ٹھو ہیں لہر	ہر ماں افلاس میں بھی شکر سے دم بھر نہیں خال
شکر	تائب	ہے خبروں کو لقب نبرے کرم سے شاہ کا	کس زبان سے شکر لطف عام ہو بار ادا
شکر	تائب	لمبی ہیں نعمتیں ہیں اے آسمان لذہ	کیونکر نہ شکر خالق ردانی کیجیے
شکر	تائب	وہ اس لاتے بجا شکر خدا کے لائز ال	شکر مندوں کا خدا کے حق نہیں کرتے ادا
شکر	تائب	لارم ہے سکر نمب بروردگار پر	خاطر جہاں میں سرکے بے ہیں صوبہ نہیں
شکر	تائب	لاکھ احساں کئے جو عصودن مھکو دبا	شکر کس سے ادا ہو سرائے رب کریم
شکر	تائب	انساں ہے باہر ہو مو مری رے سے	نر شکر کے شکوہ نہ کبھی ملے زبان پر
شکر	تائب	شکر کس طرح ادا مجھ سے ہو بار سب ہمد	میں مھلا کون ہوں اور میری حقیقت کیا ہے
شکر	تائب	مقدور کسے ہے رے احساں کے ہماں کا	ہر مودن خلقت حاکمی جو زبان ہو
شکر	تائب	کس خوش سر میٹھا جاوہر خس خاہ میں	شکر نعمت جاسیے انسان کو ہنگام عیش
شکر	تائب	بہت روزوں جو سوئی کی نودں دو چاندی کی	اگلی وفا کا شکر ہوں جفا کا ابکی شکوہ کیا
شکر	تائب	شکر گزراہ ہیں ترے دلساں ذوا بھٹک	ترے کرم کا ہے مھر محرم ہرے بال مال
شکر	تائب	کروں میں کس رماں سے شکر ارب ترے احساں کا	داناو نے مجھے ایسے کرم سے نور اہماں کا
شکر	تائب	اس مدہ مالک نبرے احسان بہت ہیں	کس کس کا ادا شکر ہونا چیز زبان سے
شکر	تائب	تیسر شکر کرو فیض یا ب ہسم بھی ہیں	خدا کے خوان غناست سے رزق ملتا ہے
شکر	تائب	کہ ہو شکر نعمت سے افزوں زما وہ	جو کچھ دے خدا اس کا احسان مانو
شکر	تائب	ہے بندہ ناکر بہت اچھا بہت اچھا	ہر حال میں ہے شکر خدا کا بہت اچھا
شکر	تائب	دکھا ہا لطف مجھے خوب زندگانی کا	کہاں ہو شکر یہ خالق کی ہر بانی کا
شکر	تائب	شکر کس سے ہو سکے بار ترے احسان کا	رزق پہ منت دیا مورو گس کو دہر میں
شکر	تائب	لب سے پاس نعمت یزدان نکالیے	جشک رہے دین میں زبان اور زبان میں نطق
شکر	تائب	اسی کے لطف سے بہرہ دیکھتے بہا رہیں ہم	زماں نہیں جو کرں شکر اس کی نعمت کا
شکر	تائب	میں کس زماں سے کروں شکر اس غناست کا	کہا نہ دست مگر غیر کا سوا اپنے
شکر	تائب	نمائے الہی کا کچھ شکر ماں ہو	ہر مال اگر جسم بندہ کے زماں ہو
شکر	تائب	حال یرا میںے خدا کی بہ علامت دیکھ کر	کیوں نہ ہوں میں شکر سے رطب لسان مدام
شکر	تائب	شکر کر تو کہ دبا ہے مجھے لسان نا	کر نہ شکوہ کہ مجھے بندہ دیا وہ نہ دیا
شکر	تائب	رازق کا شکر بہ ہے مجھے مارا مرسن	کھاتا ہے جس کا رزق دہا روز و شب مدام

شکر کیا کرم سے اچھے عطا کی ہیں نعمتیں  
 شکر ہر بار شکر خدا سے کرم کا  
 شکر کو چاہیے کر رہے اللہ کے اور  
 شکر کو چاہیے عطا کیے بہت بڑی  
 کہیں مطلب سکھائے شکاں بہت بڑی  
 فتنہ کی کرنی بھی ہے شکر کا روم سے  
 ہر حال میں ہو سکے ہو شکر سے  
 زبان مردم آتی نہ کیوں ہو شکر سے  
 زبان مردم آتی نہ کیوں ہو شکر سے  
 کر زدن دیتا ہے وہ بے سوال یا بی میں  
 قسم بڑی بھی طلعت نہیں جھے  
 قسم بڑی بھی طلعت نہیں جھے  
 ہے شکر کی حد کہ تنکایت نہیں جھے  
 ادا ہو میرے احسان و کرم سے غیر جھے  
 کرے شکر ایک دن کی فتوں کا گزراں بولوں  
 جاری ماحول کی کسی غناست کا  
 ادا اے شکر خدا سے قلب بھائیہ  
 ہوا فضل خدا سے زماں سے  
 ادا کر شکر عی دل سے زماں سے  
 شکر چاہیے گلو عود میں غناست کا  
 شکر چاہیے گلو عود میں غناست کا  
 رخ بولون رخ راحت ہو نوراحت دیکھا  
 سچ کہا ہوں جا ہے وہی شکر کرم میں  
 دل اور زماں اور عل منوں ہو یکساں  
 احساں ہیں



[illegible]

راپ	ہمارے کام سر کوئی نہ آتا	بہت لوگوں کے نکلے کام ہم سے	شکایت مانہ
"	اہل دولت ہیں بہت اہل غنا و کم ہیں	جس کو وسعت ہے وہ سگی سے بسر کرے ہیں	جہاں میں اشتیاق نہ کیا
سلم	جو دکھائے گردس امام دکھا جائے	اسے دل راح طلب سکون نہ کرنا چاہئے	جسے دکھائے سبک نہ کیا
"	مالم مجھے خانوس حالی نظر آتا	آرام نہیں گردس محاسن سے کسی کو	جب اس میں چھوڑے تم آسناں چلے
"	نوشق	لائے نہ کبھی شکوہ بداد و زماں ر	میں نے پوچھا کہاں چلے
نائب	ہو سس سکون عذروں رہی	دوست نے وہ سس کہے کہ مجھے	اک جھنجھیرنے میں نہ پوچھا کہ
"	کام سے رہ رہ کے گڑنا ہو نہ کس	اک دن امل امام کرے گا پامال	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	طول شام ہم صبح دیا مسکا کافا ہو	زمانہ کے گلے شکووں کا قصہ محض ناب	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	لوں سے اندہ دبارزق کے ہائے کو	ٹھوکرں جب کھلائیں مجھے درد و اوج	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	کام ہے خاک میں ملانے کا	سخت کا جرح کارمانے کا	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
جوش	ہوا ہے انقلاب آج جوش ایسا زمانے میں	بظاہر جس کو سمجھو دوست وہ مطن میں دشمن ہو	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	ہو تعب و تھک میں آج کل	دوسروں کے بن گئے دشمن آج کل	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	خاک نے اپنے آتش سے مولے ہم کو	چار دن میں سے رہنے نہ دیا میں	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
جلیل	آتے نہ سوئے سیکرہ ہم خانقاہ سے	ہم پر زمانہ رگ نہ ہذا اگر جلیست	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	ہائے نیکی کا زمانہ ہی نہیں	جس کو چاہوں وہ روائی جا ہے	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
حوا	گلستاں جہاں سے آگئی تو محسوس	جلی سے کچھ ہوا اسی کہ سترہ مک نہیں	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
حالی	بھی ہو مارو کوئی رنجوں میں رنج	طی دوراں کے ہیں سب سکون سخ	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
حرث	ہیں رکھتے ہیں مراد سے مراد حلاص	اب نو دنیا میں نظر آتا ہے کمر خلاص	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	اس زمانہ میں عفا کے برابر خلاص	مام سے ہیں جہاں میں نظر آتا ہے	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
درد	پر اب جو کچھ ہے یہ نو کسی نے سنا تھا	اہل زمانہ آگے بھی بھڑا اور زمانہ تھا	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
دغ	مگر افسوس ہم اب تک نہ ہو جو جفا سمجھے	کے در در وہ لاکھوں ظلم کو ہم پر زمانے نے	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	عم بھی اگر ملے تو ڈہری ارغماں ہو اب	اس دور میں نصب کہاں مشاوداں	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
ذکر	مروت نہیں کچھ محبت نہیں	زمانہ کو تو اگر یہ کہیا ہو گیا	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
سودا	نکل ہل کر تو اس بلغ سے کچھ حس ہستہ	دخانے گل میں نے ہم مروت اغیاں میں ہو	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	سب شکوہ نہ کہی میری زبان پر آیا	صد ہر چند ترے جہ سے جاں پر آیا	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	مکن نہیں کھار کا مانی ٹگڈ کرے	شاک کی ہنس خد سے بنی گر شکل زشت	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
سودا	بارب تو اس عین سے مرا آشاں اٹھا	لوئے دھارنگ محنت نہیں ہو باں	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	ایسا کوئی آشنا نہ دیکھا	مگانہ ہوا نہ ہووے آخر	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	کیا زمانہ کا انقلاب ہوا	بار اختیار ہو گئے	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	ابھی اس جہاں میں آکر جز رنج کب دیکھا	نہ اینوں نے کہی پوچھا نہ بیگانوں نے آدیکھا	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	جسے غموار سمجھا تھا وہی اہل دنیا نکلا	یہ میری آنکھ کی تعبیر ہے میں دوسوں کو	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	محنت اٹھ گئی یا رو ہو گیا دو ستراری کو	جہاں میں پوچھا پھر تاہوں میں ہر اک باری کو	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر
"	یہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے	بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہانے بھائی	نہیں کہ تو اس کا اہل جبر

















<p>صحبت</p> <p>وہ جن سے جاننا اسے صحبت نیک          سیر کو بھی پہچانے سیر کو غیب          کچھ دے رہا تھا سب کو غیب          اب عطر نائے غیرت شک          نوبے نوبوں کو بھی نہیں کر دے          اسے صحبت نیک بھگوانا ہے وہ          قرب نیکیاں میں اعلیٰ کے          ان کی عادات امدان کی ہی          نسج کو رکھ برادہ صندل جی تو          اور دیکھ کہ دانوں میں جو صندل کی بو          قرب نیکیاں میں ہے اگر تیرا گزر          بوجھانے گا ان سے فرشتہ کمر          جس طرح کہ پارس کو ذرا اس کے          آہن اسے لہڑی میں بوجھاتا ہے زر          غدا کا محفل بنے ہر حال کی صحبت ہے          دنیا میں بڑا سچا گوت کا ریل سچو          صحت سے لگا کر تے ہیں یہ لوگ سچو          ہے جسے احباب غیبت اسے ملے          تو اس ندرت کو کا سچو کی سچو          نہ ہوگی</p>	<p>صحبت</p> <p>نہج رنداں سے واجب ہے حد          آساں ہیں پوہ حب در مار اسے حد          گلشن میں لطیف بلبل دگل ہے ہزار تک          ہزار صحبت ہوا اسے سب سے کو کو کا سچو          سالہ خیک لے قلی - ٹرے          فنی لو عاتلوں کی صحبت سے          کہنا نہ ماننے میں کوئی مزہ نہیں ہے          صحبت اٹھاؤ اچھی تم بیٹھ ماطلوں میں          جہاں میں صحبت سے قدر رکھے محفوظ          دانا بچائے صحبت مسعم میں آ رہ          صحبت کا انہر گز جواں کو نہیں ہوا          ذلیل سے نہیں بھنی نرفت کی صحبت          سر حب بر سے صحبت کی ہے مایہ ریع          صحبت نیک ادک ہے تا تیر          نقرع عجب قلب کو ہونی ہے صحبت          صحبت مد کے ار سے نہیں بچتا کوئی          مار رکھتی ہے خدا کے قرب سے          ہو کے ہی رہنا ہے صحبت کا اثر          ہوا ہن دل از صحبت انہں کرنی نہیں          کرے کجا صحبت نیک ان - مابسر          باغ میں کیسے کھلے جائے ہیں مہول          آرو چل رکس وں ہوا دی محسوس کا          کہتا ہے ہستہ زمانہ اکیر          یہ دیکھ کمال کر دیا بد کو تک          بھولوں کا حوسف کا ہوا قرب اسے پار          نکوں میں مٹھ مہر نکوں میں مٹھ          داناں ملو نہ مایہں چاک ہوا          آنا - ننگا ہے نواسے حب پاک          جس طرح ہے و نفاقتاے گلزار          تیرا وہی فیض ہے لے صحبت نیک          کھٹی بھی تھی میں در حست میں نارنگی          اے صحبت نیک آفریں ہے تجھ کو          مازا رہا ہے اگر دوکان عطار</p>	<p>عالم</p> <p>مانے سے انے کو کھنچا جاسکتے          دسوار رہے کام حضور ملوک کا          سچو رہے کہ صحبت ماراں جو مسدور          کہ لمبی رہے میں سے کامرہ دلسا ہے انگس کا          حال آساں کا موکا معلوم          تھا گو تم حالوں کی صحبت سے          یہ صحبتوں سے تھا گو ان میں کھلا ہیں ہے          سدا کمال کر کے سال ہو کا طوں میں          مد احم شمس حد سے جدا رکھے محفوظ          درامس اپنے اہل - آپ گھر رہے          انسان کے رنگ آفرانسان یہ بڑے ہیں          نصیب در کسوں کو زوال ہوا ہے          اس انر سے نہیں ممکن ہے کانا دل کا          خلف نیک رہا کھلا ہے دل          چار آدمی مل بیٹھتے ہیں حب اک حا          زدا و باسنس کے مایہ سے بھی نفرت اچھی          صحبت حامل کی حست ہے          حالوں سے مل جول اچھا نہیں          آگئی کس دل گداری سمیع کی گلگشتیں          ارل سے جن کی طنت میں مدی ہے          سب کو آئی محسوس احباب خوش          کہیں ناسم ہی کمال ہونے ہیں صحبت سے کمال کی          در اہل پر قرب را سناں کی مایہ          طاقت ہے اسی میں کہ بدلو ڈاٹیسر          ہے آج بزرگوں کے گلے کا وہ مار          آنکھوں میں چٹائش اگر بھگوانا          آساں لو سدن و مہاک ہوا          عورت، ملا آں کے وہ پاک ہوا          آتا ہے وہاں دل میں سکون اور قرار          جو بکھ سے ملا آں کے وہ پاک ہوا          ہو بد لگانے سے ہوئی وہ بیٹھی          عادت نہیں تدل طبیعت کر دی          خوشبو سے ہے عطر پز سارا مازار</p>
--	--	---

ہوگی گرم صحبت مرکبوں کی خاکساروں کے	سلام رہیں سکنی ہو دم صراگ بانی ہیں	مہر
راستنازوں نرج طبعوں سے ہو کون کر گرز	باطل دم بھر نہیں رہتا کماں سے نسب کو	ماح
ماواروں کی صحبت میں سبک ہیں بے وفار	ہو سکے کوہ گراں کا نہ کھی ظن بھاری	"
نہ ترک صحبت احباب کچھ نہ آج	گراو رنگ نجب دامن مال رہا ہر	"
وس منم سے ہو خاک منفس کو چھو ل	آب دربار سے ہوا ہر ریل سال کہاں	ساح
صاف دل کو صحبت کم ظرف ماسد	دم بھر ہوا ٹھہری نہیں ہر جاب میں	"
صحبت اسل سے اعلیٰ کو ماسپ ہے گرز	کاسپ ہے رنو خور سند روش آب میں	"
قبول صحبت اہل صفاء صافی قلب	صدف کو صاف دلی ہے صفا گر کیلے	نشاط
اثر لطفہ پر جو غالب تھا صحبت کا ار	زاع سزنگ عشت مرغ سلمان بہ ہوا	"
معاملہ سے ہوں تہا میں ٹھہرای غافل	کہ گزری کے رستے صحبت جاہل و غافل	نفس
واسطے صحبت اجاب ہے اسی نوجبات	کس طرح خسر کرے ہیں نہائی میں	واسطی
جو ملے صحبت جاہل ہیں کہا ہو نفع جاہل کو	نکٹے خواب عطلت سے کبھی غافل نہ غافل ہو	"
دور نکوں کی صحبت سے مدھی ہو رہیں نیک	کسی کو کاٹے نہ رہا ریا سمن کا سانپ	دور
اسے عزراں سیر کش ہے گل ذراغ الم	صحبت احباب ہے معی بلع زندگی	ولی
صافی دلاں کے پاس ٹھہرا ہے کس غریب کا	در بار سے ہو کر نہ نہیں پہنچا ہے موتی آب کو	"
ہینمت ہے ہم جتنک ہے صحبت	بھروسہ ہے صنم کیا زندگی کا	دوار
جھوڑوں دھڑکی محبت کو	نیک سمجھوں نہ دیکھی صحبت کو	"
ہینمت ہے غافل بہ دنیا بھلا	لے گا نہ بھر کوئی ساخی بھر کر	وحا
نہ دیکھے کوئی بار بار دوست کو دشمن صحبت میں	راہی سیر ہے جس کا ماسا ہو نہیں سکتا	وحشت
کیما سے ہے دماہ صحت رسد لال	خاک بھی رہہ نہیں جس کے حضور اکبر کا	اہم
رکھیں اہل صفاء پیرہ دروہوں سے نہ آ سرش	حوالی کو ملاؤ نو کہاں ملتا ہے روض ہے	"
رہتے ہیں پیرہ دروہوں سے دور روشد لال	بہا سال سے رہے کبوں نرفوں سے خود شہید	"
لے کب فائدہ ترقاق کا نہ ہر لالہ ل سے	دروہوں سے ہو کھی سکی نہ حاصل ہم بھی سنے ہیں	"
زہد زاہد کم صحبت رہا امن سے	فریت بحر سے تڑا میں ساحل بہ ہوا	ہوش
نیک صحبت سے لشکر فائدہ ہے ہوں ہشمار	نیک صحبت سے ہو حاصل غرت فخر و ستار	ہنر
نیک صحبت سے تیرہ ہو درست انسان کا	نیک صحبت سے طرفہ ہو در سب ایمان کا	"
صحبت عالم سے انسان کو ملے علم و ہند	صحبت صانع سے صنعت بیکھ دنیا میں شر	"
ہندوہ دال کی صحبت سے ہتر ہو ہرور	ہند سے کے علم سے واقف ہو حوص و غل	"
صحبت ساعر سے خم شعر ہو انسان کو	صحبت ساح سے ظاہر جہاں کا حال ہو	"
راہ ایمان بر چلے محبت میں ہوا سال کا گھر	صحبت دروس سے امدول ملے ستر	"
نیک صحبت سے ہنر کے دل کو راحت ہو ضرور	نظمی مٹ چلے دل کی نیک عادت ہو ضرور	"
صحبت ہنسا سے انجم ہیں روسن حرج ر	نیک صحبت کا جہاں ہیں سا ہو میک اثر	"
چور کی صحبت سے جوری ہیں اگر بھیس جائگا	فد ہو رقبہ حانہ میں بس نہ پچائے گا	"

صحبت عیاش میں شام کا آسان اگر  
 نام نہ ہو جائے گا مراد ہوگا مال و زر  
 نہ بازوں کی اگر صحبت کے گے کا اختیار  
 صبر و یوں دایہ طاقت کھو کے ہوگا پیار  
 صحبت مکار آئے گی انسان کے بستہ  
 محبت با عبت تو ہے گا ضرور اس کو گزند  
 محبت کا ہو جس انسان کے دل میں تمام  
 عاقلوں کی وہ نظر میں خوار رہا ہے تمام  
 صحبت بد سے ہو جائے گی خواتین کی  
 محبت بد سے غائب ہو جائے گا راہ ایمان کی  
 محبت بد میں ٹھہرے گا ہوگی مٹی خراب  
 محبت بد سے ٹھہرایا لاکھوں کا غر و وقار  
 صحبت بد سے زاروں ہو گئے دنیا میں غار  
 صحبت بد سے زاروں ہو گئے دنیا میں غار  
 اس سے لازم ہے نہ ہر کوئی صحبت بد چھوڑے  
 وقت ایمان میں رہے نہ ہر کوئی صحبت بد کرے  
 اسے ہنر سے دعا کر صحبت بد چھوڑے  
 نیک صحبت میں ملے گا کائنات کا جہاں  
 صحبت نیکوں کو نفع دے دینی ہے کائنات  
 صحبت نیکوں کے ہمراہ آج انسان ہیں  
 بدو اپنے

کسا	موتے ہیں رُسکے آگ میں میلے طوطے جس طرح نظر ہوا سے ٹھکاناں کو مہرے	مکو اسے رُسکا لاسے ہیں اُکسا: صحت طہل سے جو انا کو لوں لارم گر گر	<p>صفائے باطن</p> <p>ہیں ہم دوسری ایک صفت</p> <p>اغیار کو خبیث باطنی ہے</p> <p>جو ہیں اہل صفائے کام ہے ان کو نیکوں سے</p> <p>کبھی نہیں دیکھیں ہم نے جو ہیں اہل صفت</p> <p>غیر کا احسان اور خاتمے ہیں کہیں اہل صفت</p> <p>دل و دُائمنہ ہے جس کو صفت باطن چاہیے</p> <p>کام ظاہر سے اہل صفت سچو گردانی صفت</p> <p>میں فرمائی ہے اہل صفت سے خدرا لادم ہے</p> <p>اہل صفت کو کدورت سے پوچھنا تو صفت غلب</p> <p>زنگ لگ جائے صفت طہنت ایک صفت دل</p> <p>میں جگہ اہل صفت طہنت ایک صفت دل</p> <p>آجما بانی چاہا صفت ایک صفت دل</p> <p>مسی صفت ہے کیا اہل صفت کو دل</p> <p>دیکھو تو آئینہ صفت صفت صفت</p> <p>وہ کیا دل صفت صفت صفت</p> <p>کبھی حاندی صفت صفت صفت</p> <p>اوستندوں کا صفت صفت صفت</p> <p>کو کہہ دیکھو صفت صفت صفت</p> <p>لاہے جس کو دل صفت صفت صفت</p> <p>چھوٹے صفت صفت صفت</p>
صفا	صفا	صفا	
ایسر	<p>سر اداں سے کھی وادہ گو ہر نہ ہوا</p> <p>لاکھ کھینچے حلقہ رہا ہے روح آب پر</p> <p>دیکھ لہے ستہرے ماہر دکان مہفوق</p> <p>درد ماہر ہے جس گھر میں ہو حساب چلخ</p> <p>کس لئے نالوس کا ہے ہے پراہن حراع</p> <p>سر ہولی ہے اپنی صحت گرد مسلمان ہیں</p> <p>کس کام کا وہ آئینہ جس میں کہ دل نہیں</p> <p>پراہن سیاہ سے عیب حرم نہیں</p> <p>رداں ہے سکا خورشید و شہت کشور میں</p> <p>کما سب حساب سے بہت سب دیکھو کو</p> <p>دیکھا ہے کس نے آب گھر میں ساں موج</p> <p>دیکھا ہے کوئی گستاخ سب میں</p> <p>ہے برابر موعرب میں یا جسم میں آئہ</p> <p>کیا ہوا محاسب سجدہ اگر تالکج</p> <p>دل سیہ ہے کیا اگر ہو پھر ہندو سفید</p> <p>کرے ہیں ہر مکان میں شمس و مرگدر</p> <p>بڑتی نہیں گرہ کبھی مینی کے بال میں</p> <p>وہ آئینہ ہے دل جس میں میں رنگت نہ نہیں</p> <p>جسی کا خمیر اٹھتا ہے حالیس میں ہیں</p> <p>ٹھہ جائے نور کدہ جو پوشش ساہو</p> <p>دوست دشمن پر کشادہ ہے در آئہ</p> <p>ظاہر ہے کہ آب گرے حساب ہے</p> <p>آٹھک کس جسم آئہ میں جو فرکاں جو ہرے</p> <p>کسی کو کام نہیں کچھ صفا گزینی سے</p> <p>دوست دشمن دونوں یکساں ہیں اگر دل صاف</p> <p>مائی ز میں پر حساب لسنی روانہ ہے</p> <p>آب گوہر مہا ہے آئینہ سگ اور آہ میں ہے</p> <p>رحیمی نہ ہوا موج کی طوار سے کوئی</p>	<p>ایک صفت میں ہے کسی کا احسان</p> <p>کہ ہیں اہل صفا ہو کر کسی کے دیر دوست</p> <p>صاف باطن صحت مردم سے رکھتے ہیں گر گر</p> <p>دل روشن جو بری و سوسہ سیٹاں سے</p> <p>صاف باطن کو لباس ظاہری درکار کجا</p> <p>بہنگ آئہ ہر اکا سے دل صاف رکھے ہیں</p> <p>اہل صفا کو وضع سبک صحت عیب ہے</p> <p>کلفت بدن کی گرد سکے دل کو بے صفا</p> <p>جو دشتہ دل میں ان کا اک چہاں جو نال فرماں</p> <p>بہر باطن صاف باطن کو پہنیں گے کبھی</p> <p>چمن جہن سے اہل صفا آستنا نہیں</p> <p>دہنہ اہل صفا کیا کھینچے ہیرہ بخت</p> <p>ہو صفا سے قلب رکھا ہے وہ ہے ہر لغز</p> <p>عیب ظاہر سے ضرر کچھ اہل باطن کو نہیں</p> <p>رہن ظاہر نہیں ہے نور باطن پر دلیل</p> <p>رو سداوں کو روک نہیں ہے کہیں ایسر</p> <p>بے رنج ہیں جو صحبت اہل صفا ہیں ہیں</p> <p>ہے ایک شکل بدو نہک دوست دشمن سے</p> <p>دشوار ہے کچھ دل کی صفائی ہنس آسان</p> <p>باطن کو کما حسد اہل ظاہر کرے حساب</p> <p>نیک و بد دونوں ہیں ارباب صفا کو یکساں</p> <p>اہل صفا کو کس سے ہے سر ہر کسی اسر</p> <p>محافظ رنج دیکھے ہیں صفا طہنت کو</p> <p>بہنگ آئہ یکساں نظریں ہیں بدو نہک</p> <p>آئہ کو دیکھنا مانتا ہوئی ہم یہ پہ با ستا</p> <p>دل جس کے صاف ہیں وہ نواصی بسند ہیں</p> <p>صحت دل کو کس سے حاصل رہنہ اہل صفا</p> <p>ہونے ہیں کہیں اہل صفا ما عشت ادا</p>	<p>ہیں ہم دوسری ایک صفت</p> <p>اغیار کو خبیث باطنی ہے</p> <p>جو ہیں اہل صفائے کام ہے ان کو نیکوں سے</p> <p>کبھی نہیں دیکھیں ہم نے جو ہیں اہل صفت</p> <p>غیر کا احسان اور خاتمے ہیں کہیں اہل صفت</p> <p>دل و دُائمنہ ہے جس کو صفت باطن چاہیے</p> <p>کام ظاہر سے اہل صفت سچو گردانی صفت</p> <p>میں فرمائی ہے اہل صفت سے خدرا لادم ہے</p> <p>اہل صفت کو کدورت سے پوچھنا تو صفت غلب</p> <p>زنگ لگ جائے صفت طہنت ایک صفت دل</p> <p>میں جگہ اہل صفت طہنت ایک صفت دل</p> <p>آجما بانی چاہا صفت ایک صفت دل</p> <p>مسی صفت ہے کیا اہل صفت کو دل</p> <p>دیکھو تو آئینہ صفت صفت صفت</p> <p>وہ کیا دل صفت صفت صفت</p> <p>کبھی حاندی صفت صفت صفت</p> <p>اوستندوں کا صفت صفت صفت</p> <p>کو کہہ دیکھو صفت صفت صفت</p> <p>لاہے جس کو دل صفت صفت صفت</p> <p>چھوٹے صفت صفت صفت</p>

کلمت سے اس صاف کردل	یہ آئینہ ہے جلا کے قابل	امر
فی الحسب آئینہ ساں شفاف جس کا دل ہو	دیکھے والوں کو لکھیں اس سے کچھ حاصل نہیں	استا
سب پر روشن ہو جیسا کہ ہر صورت ہے	مجلس آئینہ سے اہل صفا کا سامہ	"
نغمہ شش نہیں کرنا دم ارما سب صفا کا	اندازہ پسند بدہ ہے مردان خدا کا	احمدی
اک طنہ رکی پسند آئی تھی کتنی بہ با ست	حارہ مر و کی صفا سے دل صفا ہوتا نہیں	آسن
سفلے طلب سے ریر لکھیں ہیں بحر بردونوں	ملازمہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے	"
سیاہی دور کردل کی نوبت انور عرفاں ہو	سرچی کو کچلا جس نے مال اُس کا خزانہ ہے	"
زبا دہ چشم سے لارم ہے روشنی دل میں	خیال یار ہے اس گھر میں یہاں ہوتا	"
اہل صفا کی قدر نہیں کرے پیرہ رور	روستن ہے حال آئینہ سے رنگبار کا	"
دیں نہ ارما سب صفا ہرگز کسی کے دل کو دریغ	گوستہ دامن سے اسکا حال کلب بلور کا	"
صاف ہو ہر چند ہر ماطن عزیز دل ہو	کچ ما آئینہ ہرگز دل کے قابل نہیں	"
روستہ دلوں کو مار حواد سے کہا گزند	صرصر سے گل ہوا نہ جہلغ آفتاب کا	امانت
ہیں حرانی سے سری اہل صفا بہر فلک	سدت باران سے کیا آئینہ کا گھر گر طرا	"
صاف ظاہر ہو گیا سرماہ بہر صفا	کس باجم ہے جو ماطن با صفا ملتا ہے	"
صورت آئینہ اسے اگر ہو ہر کس صفا	دامن دل پر کچھ گرد ملال عسم ہے	افکر
صلے دل ہو تو رار یہاں عیاں کیجیں	اک آئینہ میں طلسمات دو جہاں دکھیں	انور
کہ ورت سے جس کا کہ سیتہ صفا ہے	وہی ماصفا ہے وہی ہے رہا ہے	اصول
منہ کہنا ہے جھلا اور ہر آئینہ	ہے یہاں صاف دلی بات صفا آئی ہو	آزاد
حوص دہنا کو کلب جگہ ہو کہ دل	نفت تو حید کا حیرانہ ہوا	آمن
آدمی جب آئینہ ہے آدمی کے واسطے	ناخوش خوش ہو ہو ہو کوں مر و دم کما کیجئے	بخود
مس دل کو کہا ہے صاف جس نے	رر نور سبد میں مل جا سا ہے	بحر
ہے سزاوار زبارت جو صفا پیدا کرے	خلقت آئینہ کچھ کویہ کے مھر سے نہیں	"
حاصل صفا ہے قلب ہوئی کس نفس سے	میں خاک ہو کے عرش حد کی صبا ہوا	"
صفا ہے قلب حاصل ہو ہم کو سلطنت ہم کی	کہ مگر بٹھے ہے آئینہ جھٹ سارے عالم کی	بسر
بیش روشن طبع سائل کوں نہ والا مال ہو	ہتر باں نہ کر تاسے قسیر کی اصباح	برقی
صاف باطن ظاہر پر پیر کرے نہیں	سنگ بھی ہے دیدہ اہل نظر میں آئینہ	"
مرگ سے غافل نہیں جو شخص صیر	جیج کے ڈر سے یہاں نہ بکرت نہیں ہوئی تو شمع	جان
اساں کو صفا سینہ بے کیمہ چاہیئے	منہ دیکھنے کے واسطے آئینہ چاہیئے	پر تو
ہنست آلودگی سے پاک طینت پاک ہیں	جاد تاب رواں کو شست و سو کو کبا عرض	تکلم
عرض سے اسے سچ کھدہ ہرول صاف رکھ	چاہے حد رنگ چاہے حامہ احوام رنگ	"
حسن باطن کو نہیں پروا ہے زیب ظاہری	ہنست گل کو نہ اکیدن فکر عرفانی ہوئی	"
صورت تصویر ہر لوٹ ہوس سے پاک ہیں	جو حد جس میں رہے ہم وہ جس گھر کے نہیں	"
خاندوں کے قلب کی کہا بات ہے عرش مجد	اولاد کا ہر سخن ہے زخم مشکوہ کا	تراب

صفا کے باطن  
گر آرتی ہو صفا تو جیسے نہ نظر آئے  
جی چکے ہے اس دل میں ہر شے میں کدورت  
صوفیوں کو نصفہ دل کا معدم ہے راب  
قلب ہے جی کا لوب وہ دن دعوت ہے جی  
دن کو ایسے سچی اک وصف رکھ  
کیا آئینہ اس کا نصف رکھ  
رے دل میں سما اس کے نہیں  
پہاں ارل دی وارد و دی ہے  
کرے نصف باطن طری صوفی کے  
رما آئینہ دل پر کوئی لے طاحا ہے  
آزاد اس کے رہے مجھ کو ست انگلی  
راہ اگر آرتی ہے وہ کدورت ہرگز  
ہیں کہے ہیں کسی سے وہ کدورت ہرگز  
صوفیوں کے دل صافی کوں یا کیا صفا  
صفا آرتی صوفی کے دل کے لاج سادہ جی  
کہاں پوچھ محفوظ اور کہاں کسی طرح  
تا جب اس کی جز ہوگی کسی طرح  
جب کا خدا کے اور سے روکش غیر  
نور کا جس کے دل میں ہرگز ہے  
حقب کو پرک





صاف ہو جاتا ہے آئینہ کہ درت سے گر  
صاف باطن ہیں جو کہ دیتے ہیں تے ہیں وہی  
سایا ہے جو خاطر میں حسیال ایند و برحق  
دشمنوں سے صاف باطن اور پاستے ہیں غرض  
ہے عمارت کا بنانا دہر فانی میں حبش  
ہیں کہ ہے دشمن سے بھی اس کو  
اٹھار دہریں سے تہا بر سش  
کر صفا حاصل کہ دل میں جلوہ گر ہو جائے یار  
زنگ و دنی کو دل کی صفائے بنا دیا۔  
دل کی صفا ضرور ہوئی خود بخائی کو  
پھر مگر ظاہری کوئی نہ باطن کا فروغ  
روشن دلوں کو ہو سب باطنوں سے رخ  
لوح دل سے کہ و کینہ دھوے جب  
دل کا آئینہ اگر زنگ گناہ سے پاک ہو  
شفاق دل اہل صفا کا نہیں کوئی  
نمود اپنی اگر چاہے صفائے قلب پیدا کر  
آر و پائی نمی کیا میں نے صفائے قلب  
دل فیکری سے صفا کر اس سے کیا حاصل اگر  
منہ پر جو کچھ ہے وہی دل میں ہے  
خوف کیا روشن دلوں کو خانہ ناریک سے  
جن کی طینت پاک ہے وہیا ہیں لگتا نہیں  
کہ درت سے صفا سے فرق ہو جاتا ہے وہیں  
جو روشن دل ہیں وہ کب رکھتے ہیں پوگمال  
اللہ سے صاف دل کی ہمارے صفائیاں  
ماشوق ہیں کہ درت دنیا سے کیا غرض  
صفا نہ دل جو نہیں شکل ہے یا نا تیرا  
حوس و دنیا سے دنی سے پاک رکھنا تھا  
طبیب کی بھی صفا کو ہے حبش میں کیا اثر  
غیر تو کوئی نہیں پھر کہا ہے یہ ما و منی  
دل کا آئینہ کہ درت سے اگر ہو تار  
صاف باطن کے نہیں کھلتے ہنر  
رو سب دلوں کو بخت سیہ سے صر نہیں  
سے پیش ہے صفائی دل کا یہی طریق

جب کہیں دل میں عباد آیا صفا ہوتا نہیں  
ہم تو ہو جاتے ہیں ہوا بھی میل کے نزدیک  
گر زہر کیو کہ ہو دل میں سے دوسرا شیطاں کا  
دشمنی کچھ شمع سے چلتی نہیں گنگر کی  
چاہیے اسیان کو ہر حال میں قیصر دل  
یہ رکھتا ہے مرا صدق و صفا دل  
دیدہ دل جب کہ میں لے واکب  
آپ میں موجود ہے گو اس سے وہ آفتاب  
وہ آئینہ ہوں عکس بھی جس کو گراں آہ  
بے آئینہ نظر نہیں آتا ہے یار رخ  
لش کا مدیر سفید اشتباہ ہے پنے ہم کا  
سایہ ملے یہ ہنس کل جبار سے  
وصل ہے تنہم بخت یوے ص  
سارے آئینہ سے ہو طائر یہ بہتر آئینہ  
اس آئینہ کا دیکھنے والا نہیں کوئی  
جہاں میں آئینہ سے نام روشن ہے عکس  
سینہ بے کتبہ تھا یا آئینہ کا خانہ تھا  
تو نے داہمی کو ٹھایا یا صفا چٹ کر دیا  
میشل آئینہ با صفا ہیں ہسم  
فبر میں جا کر حراع عقل کب گم ہو گیا  
خاک میں سوتے ہیں یہ میل اکمن ہوتا نہیں  
انہیں بالوں سے بتے ہیں یہ کجی وہ خوشامی  
دیکھو اپنے گھر میں کچھ رکھتا نہیں زر آئینہ  
جس جا نگاہ کی وہیں جلوہ ہے نور کا  
رکھتی ہے کام ہم سے صفا اور صفا گم  
یعنی نگرا نہ پائے گا شکنا میرا  
یوں تو دل کو سب کہا کرے ہیں ال اللہ  
جو اپنا آئینہ ہے وہ روشن ضمیر ہے  
ترک کر ماشوق اسے دل کی صفا کیو اسطے  
اپنے دشمن کو بھی ہم اپنا برادر جاتے  
آئینہ میں جس طرح جو ہر ہے  
محل ہو حراع من کا نہ مار سیاہ سے  
مرغوب دل ہو جو کوئی نہ تو اسی کو چھوڑ

صفا کے باطن  
جو صفت ہو نہیں عارف صفا طینت  
کہ صفا آئینہ زبا صفا حیرانی ہے  
ہو نہیں چینی عداوت ہو کر اکث  
جب آئینہ دل میں صفا ہے  
جب آئینہ دل میں صفا ہے  
اہل صفا ہمیشہ ہیں تکلیف سے بری  
اسنے نگاہ کو نہیں لٹکا ہے شکل  
سات رکھا دل کو آئینہ کی شکل  
کہ آئینہ میں صفا ہو گا  
جب تک آئینہ دل میں صفا ہو گا  
جلوہ عکس کی نہیں جسکی روغن پا  
صاف دل جو ہیں کبھی روغن پا  
سرتے آہ کو دیکھا کا دامن ہے  
سینہ مرا روغن پا ہوئی عکس کا  
بادا وی میں ہے یہ ہوئی عکس کا  
اہل صفا سے اہل کہ درت وہیں بیکوں  
مجاہد دروت میں صفا شراب کا  
مغنی میں نہ چاہیے صورت میں ہو ہو  
میں تو سیاہ غنا کہیں چوہ بلال کا  
نور مغنی میں ہو صورت نہیں کام آتی ہے  
تھا بال غنیتی درت سیاہ عام بخت  
جہنم لایا ہے



<p>فرازک کے صاف طبیعت نکلتا ہے اور کچھ میری صفائی باطن کا ہے جو اب نہیں دوست کا چاہیے ہے باطن صاف طالب دیدار سنتے ہے اگر تو زاپا سب مذاہب کی یہی ہے قات سمجھو جو دل کو صاف کیا شل آئینہ ہو نصیب اس کو نہ کیوں جلوہ حق لے جو اسی کا جلوہ نظر آئے جس گڑی بیکو کس طرح سامنے وہ ترے مدعا ہے میٹ کر رنگ دونی دل کو نہ کیوں مارا پاک کر غیریت سے دل پہلے روشن وہ آئینہ دل اہل صفا ہے ماہ روشنوں کو تیرو درویش عرص ہیں صاف مائل سے نہیں فسادوں کو بھی جو نیم ہیں جو روش دل گوارا کب کریں احسان غیر پائیں روشندل سے بہرہ مسکن رو کیوں دو جو ہیں خوشوار ہو نہ صفا حاصل جو صاف دل ہیں وہ نہ رہے پچ و تاشیا حاصل صفائے دل نہ کسی بد گھر کو ہو بہرہ و روشندلوں سے ہوتے ہیں کل یکے بد ضرر کب ہو مدد کی دہشی سے پاکدماں کو صاف دلی کے آگے چہرہ سرینہ دل کا ہے شال آئینہ جو چہرہ لا تو پسیدہ اگر عیب بھی اہل صفا کا کچھ نہ رہتا کہ نہیں انہی شست و شو کی پاک طبیعت کہاں کہیں پاک طبیعت جو کہ ہیں ان سے تعلق دو ہے روشندلوں سے رکھتے ہیں نفرت سیاہ کا پاکباروں کے سوا کوئی ہو کیونکر کامیاب آئینہ کو دوست رکھتے ہیں جاسکے خوب زنت بھجا جب بہر خود ہی دل صاف آئینہ سیر خجی و تری گھر میں میتر ہو جائے لگانہ خاک سے دامن نہ خاک دامن سے</p>	<p>پانی کھرا جو ہو تو پھر گھر بنا ہے جرمے ہو جو ٹوٹے دل جاب کہیں کیا ہے ظاہر میں اگر ہوا اخلاص صاف کو آئینہ دل سے ریا کے رنگ کو دل انسان غماہ سے ہو پاک دو جہاں کی سیر ہمارے مکاں میں ہے جس کو معلوم ہے آئینہ باماد ل کا رکھو جو دل صفت آئینہ صفا کر کے جب تک نہ آئینہ رے دل کا صفا ہے بنے آئینہ نہ کیوں آپ میں پاؤں تھکو کیوں عیش تو مصفا سے تن میں ہے جس کو کھسی نہ ہو گی سکندر کی احتیاج تھاج آفتاب نہیں ماہتاب کا جس کو کچھ خطرہ ہیں ہے شعلہ آواز کا ہر کا آئینہ کب محتاج ہو سیما ب کا فیض پہنچا تا ہے سب کو گو کہ ہے دور افتا ہیں دیکھا کبھی رنگ رخ بہرام سعید ہوتی ہے موج بھی کہیں موتی کے آئین پیدا نہ ہو گھر بھی جگر کے آئین فیض عالم میں ہے جاری ہر عالم کا ملوث کب گناہوں سے ہوا دامن مریم کا آب میں آتا نظر ہے چرخ احضریر پا کہ سب کے رکھے ہیں دنیا میں با صفا اخلاص کیا ہوا دریا میں موجوں کی جو ہے رفتار کج مصفا ہر کدورت سے ہے خرقہ آشنائی کا جیسی کو ضرر کچھ نہ ہوا بے پردی کا غار سے کیا آئینے گھر چادر ہستیا کا کرہہ آئینے وصال کی طلب ہے جو ہے یہ درجہ گت ہے دروازہ ترے گھر کا نہیں دل ہو جب صاف برعالم سے بیکر پاک ہے تھا ہناں ایسی نظر سے میں سو پیدا ہو گیا دل اگر آئینہ ہو جائے سکدر ہو جائے صبا کی طرح جہاں سے مرور میں نے کیا</p>	<p>صفحہ باطن جو اہل دل ہیں ایک ہیں وہ اہل ظاہر میں آئینہ ہوں صاف دوست دشمن سے کسی سے بھی نہیں رکھتا غبار دل میں اپنے دشمن سے بھی آئینہ خاطر میرا کس قدر صاف ہے جو رکھتے ہیں دل کو صاف آئینہ کی طرح ہے دیکھو کوئی آن کا مدد نہیں ہیں دوست نیک و بد کوئی آن کا مدد نہیں حادثات دہر سے بچو تن میں اہل صفا جنگ راہ میں صراحتی منزل نہیں جنگ راہ میں طبیعت کو کہ ہر دل ہو عزیز بزم ہستی میں بس آئینہ ماند کرے جو صفا باطن ہو کیوں دل پاکدورت کی سینہ بے کینہ میرا آئینہ سا ہے سفید جلا دینے کا باعث آئینہ کی وقت کدورت میں خاک میں لگا کر صفا باطن میں عداوت خاک میں نہیں ہوتا ہے اسباب و فل کا دل صاف دشمن نظر سے یکساں دوست دشمن نظر سے یکساں جو دل جو ہو جائے صاف کینہ سے بکال خاطر</p>	<p>نصر وہی دیار چہی</p>
---	---	---	-------------------------------------



[illegible]

مرد	یعنی ہے ہر ایک کا فرد ویدا سے امداد	ہے سہ سے الفت مجھے زمار سے افلاص
نظم	تجھے کیا تو نہ ہو کس کی کا	کوئی ہو کینہ حوا یت لے بہت
دعا	دوست کے مانند یاس خاطر دشمن کیا	دشمن ایسے پرانے کا نہ دنیا میں ہوا
ولی	جو رے ہیں میں ابیں کہنا ہوں اعلیٰ وقت	جو کہ کہتے ہیں تراجم کو وہ ایسے ہیں وقار
ہم	ہم سب ماطاں میں انکوں مائل نہیں	جو کوئی ہر رنگ میں آئیں کون شاکل نہیں
	دل سے سدا ہو الکیہ بہت عارت	سب سے ہنر صاف دل یہ کام کم شکل ہیں
	ایسے سے جو برا ہو اس کا عدا کرے	ر آئے سب کی آرزوئے دل خدا کرے
	راہ شاں دروغ راہ مد اوروع	اسے شیخ و رہن حق باطل کی کیا ہے سمت
پیش	اماں بیول جو حوت رو ہیں تو بدو کا نہ	بنک و بد ہوئے ہی آئے ہیں راکس کو ہیں
بخت	سب کے سر پر فلک کا سایہ ہے	ہو کوئی مادتاہ خواہ گدا
یم	ان کی نظر میں فوقی غریب امیر کب	دولت سے اس جہاں کی مثال ہیں راک

### صنط و تحمل

اس	رنک حس بہا سکتا ہے سیلاب پتہ کو	حوادث ہیں کوئی ہوتے ہیں منظر مناسک
	لازم ہے اختیار نشہ میں راساں ہے	عقلم کے وقت بھی نیکی کو برا کہے
	پڑتے ہیں شک ہر شجر یہ وہ دار یہ	ساکل کے جو سمت تھل کر اسے غنی
	جو وضع ناگوار ہو ی اختیار کی	جنگ رہا چہاں میں اٹھایا کیا میں رنج
پیش	رہی کر مرہ تیرہ شکر لیتا ہے	ناگوار کو جو کرتا ہے گوارا انسان
آپ	جو کچھ صدمہ گذرتا ہے گزرتا ہے میرے ملک	خدا کا تکر کرتا ہوں کسی سے کچھ نہیں کہتا
توفیق	مر جائیں گے زخم سار تمنا نہ کریں گے	دم گھٹ کے نکل جائے تو چاہئے نکل جائے
	ہوں وہ مطلب جو نہ آبا کسی تقریر میں بھی	شکر ہے کھل نہ سکا حال کسی پر میرا
داکر	ہم سادہ بچا ہے جہاں میں کہیں بکتا کوئی	رج پر رج ہے اُن بھی نہ کی لے ڈاکر
ذوق	یہ میرا حکم دیکھ کہ میں امن نہیں کرتا	وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہیں کرتا
	اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بے طاقت نہیں	ایک دل اور اس پر اتنے بار غم اللہ سے مل
سعید	پسند آیا ہے جس دن مجھے سیوہ تحمل کا	نہیں اُف کرتا ہرگز اُمیتیں برداشت کرتا ہوں
صابر	کہتے ہیں قہر ہوتا ہے حصہ حلیم کا	صابر کو بردبار سمجھ کر نہ چھوڑے
ماقل	تا نہ عیائے تیرگی آئینہ تدبیر پر	ان نہیں کرتے ہم اس محدودی تقدیر پر
مالم	حلاز جاسے اُسے دل ہی پہ ہونا بہتر	لاکھ صدمہ ہوں مگر منہ سے نہ کہا بہتر
ماحق	رنجیدہ ہوں کسی سے دنیا دگریدہ ہوں	گو میں ستم کشیدہ افیت رسیدہ ہوں
	ہمیشہ ابلق ایام زیر ران کیا	گر اسکی نہ دور تھی جہاں کی ہم کو
قد	منا ہے زندان مومنان میں دیکھ گداز کے جہاں کا	نہ بھاگے عسرت سے استخوان میں تیرے جہاں کا
مفسر	ہم کو محبت اور عداوت سے کیا غرض	ہے اپنا شیوہ خلق سے آئینہ کی مثال

صنط و تحمل  
 بیجانی سید میرا غم نہ وہ ہے جس  
 بوں تک آنے دیا اسکے کہ میری ہیں  
 جو ہر شہر ہیں وہ مدد باری کرتے ہیں  
 جو علم رکھتے ہیں وہ مدد باری کرتے ہیں  
 شوق ہی ہے کہ بدوشت ہو ہر یک شوق  
 جہاں میں چاہئے انسان کو بدوشت  
 تم اختیار کرو صنط و تحمل بات کی ہو  
 سباز تا کہ طبیعت کو سخت نہ ہو  
 کوئی بجا کہ تم کو تو تم اسے نہ ہو  
 چکا لیاں بھی ملے گی شوق سے شوق  
 بہادر ہی ہے اور وہ کیلے سکھایا  
 بہادر ہی ہے اور وہ کیلے سکھایا  
 دشت خاموش بل رہی ہیں  
 گویا شمع مزار ہیں ہم  
 جسے گویا شمع مزار ہیں ہم  
 کہ کسی نہ ہو نہ ہو نہ ہو نہ ہو  
 آہ اس آہ کو کہنے کو کہنے کو کہنے کو  
 داغ اب داغ کو کہنے کو کہنے کو کہنے کو  
 صنط و تحمل اسے دل پہ داغ نہیں  
 جگ پہاں رہے غم میں حواں صنط و تحمل  
 صبار





۵۰

[illegible]

میر و شیر خدا کیا سک دیا ہوگا  
 طبع دیا کی وہ ہے جس سے۔ ٹوٹ جائے  
 صبیحہ و گل شان سے مٹتی ہیں یزیر خرا  
 کبیرا کی آرزو اہمی ہیں  
 ان رر سر۔ یا اٹھانے کو ہی مزدور شمع  
 تقدیر ہی کا اس کی یہ چکر اگر ہیں  
 دیا کا سب اتنا تہ گویا ٹکڑوں میں  
 مان و طوع کی طبع بہر عداوت ہے مٹ  
 مال و اسباب بہت حشمت و شوکت و جہت  
 کہ ہر صاحب دول کو مبتلائے کیا پایا  
 ہے جہاں کی ناخوشی و شادمانی چندو  
 ہو جیسے طہرہ مردار پر غراب کا مال  
 مرد محتاج کو ہے روز کی فردا کی تلاش  
 رہتی ہے پیش خوں رگ دل ہیں ہم طبع  
 انجام کو دکھائی ہے۔ ع و الم طبع  
 گو مر گیا مگر۔ گئی ایک دم طمع  
 قبر میں جب ہاتھ عالی سائے کا  
 طبع کسی کی سوائے خدا ہیں ریتے  
 جب امتداد سے طبع تو پھر کیا ہے  
 دیندار اگر ہی ہیں تو اسلام ہو چکا۔  
 ہوس تانہ جھوٹے آگ میں میں رہ نہیں سکتا  
 پوری۔ ہو جہاں میں زوار کی طمع  
 جان اپنی گناہی سے کس پیش کی لائی  
 کسی پیش ظالم کا بھرتا نہیں ہے  
 حوان پر گر کر اپی جاں دیتی ہے لمس  
 ان سے حاصل ہو کیا بحر حیرت  
 ہم آپ ر مدگی مستعار رکھتے ہیں  
 ہوئے ذلیل یہے لدت زباں کیا کیا  
 زردگوں ہوتا ہے چہرہ ایسے دولتواہ کا  
 دانہ کو تصور گرہ دام کریں گے  
 یہ گڑھا وہ ہے جو پلٹے سے ہیں پٹا ہٹ  
 گٹھا دیتا ہے عزت کو بڑھا دست حاجت کا  
 دل اہل ہوس میں بند ہے دامان دولت کا

میر  
تک  
پر تو  
راب  
تجمل  
جنوں  
داع  
رند  
سودا  
شعق  
شاواں  
صبا  
طالب  
میر  
ماشتی  
عزیز  
علق

<p>ظاہر و باطن</p> <p>ہست اہل کو مہینہ ہے کہ</p> <p>رہیل بابا رباعی کے تجربے</p> <p>ظاہر میں اک وصف دیکھو جس طرح</p> <p>باطن کی نگہ گئی تو کسی طرح</p> <p>باطن رکھتے ہیں دوری سے فز و باطن</p> <p>وہ طاعت بابت خبر دے رہے ہیں</p> <p>کہ اصوات بابت خبر دے رہے ہیں</p> <p>خوشی ان کی کیلئے کیا باہر سعید لہر</p> <p>جہرہ اطمینان میرے معنی یہاں میں رہا</p> <p>زنگ ایک آئینہ داروں ہے گویا</p> <p>بہرہ میاں ایک صورت سے عیان ہو چکا</p> <p>دل کو جو حال سے معنی کی حقیقت</p> <p>کھلی صورت سے سب رباں سے</p> <p>جو کچھ دل میں ہے سب دل میں قلیل</p> <p>ماں میں سمجھو کہ خدا اچھا ہیں</p> <p>اب طرح مادہ امر و خدا کا دیتا ہے پیش</p> <p>جام نے تہیتہ کا لہر بھی آگے بھی تر جوتی ہے</p> <p>دل بھرنا ہے صحتی آگے اٹھیں</p> <p>کیسی مرے دل کی ہے مہربانیاں بھر جوتی</p> <p>دل میں جو کچھ ہے تو ہے مہربانیاں بھر جوتی</p>	<p>وہ سب طبع کو نوٹ کے مقصد کو حاصل</p> <p>آتی ہیں بہادروں کو نفس پروری</p> <p>ایسی نظر میں حو طالب دیا ہے رزمید</p> <p>کما حقہ میں کہ رجو حسیم طبع سے بعیر</p> <p>آگے آئی کے کیا کہیں دہیت طبع درار</p> <p>سب دنیا الفت ردول سے دم مھر کم ہیں</p> <p>ہو کئی رر کی بجھ دل میں حواء ہو گیا</p> <p>رر کے پیچھے طالب دروہور ہے ہیں کیا ہلاک</p> <p>حطرے کو جب جاہ کے دل سے لکائیے</p> <p>جو طامع ہیں فراحت ان کو دیا میں ہو مل</p> <p>منموں کا دل طبع سے بھی کسی خالی ہوا</p> <p>جو طامع ہو وہ جھانے خاک ادل ردر</p> <p>مذہبے پرواہوں ہے مجھ کو فیری کامرہ</p> <p>حال دیکھو صاحب اکیر کا</p> <p>حال قاروں میں کے یہ ثابت ہوا</p> <p>طبع مال کی سر بر عیب ہے</p> <p>حذب کو قتی ہے ریں قطرہ ماراں کو دام</p> <p>زر کی طبع نے سب کا لہو کر دیا سفید</p>	<p>وہ سب طبع کو نوٹ کے مقصد کو حاصل</p> <p>آتی ہیں بہادروں کو نفس پروری</p> <p>ایسی نظر میں حو طالب دیا ہے رزمید</p> <p>کما حقہ میں کہ رجو حسیم طبع سے بعیر</p> <p>آگے آئی کے کیا کہیں دہیت طبع درار</p> <p>سب دنیا الفت ردول سے دم مھر کم ہیں</p> <p>ہو کئی رر کی بجھ دل میں حواء ہو گیا</p> <p>رر کے پیچھے طالب دروہور ہے ہیں کیا ہلاک</p> <p>حطرے کو جب جاہ کے دل سے لکائیے</p> <p>جو طامع ہیں فراحت ان کو دیا میں ہو مل</p> <p>منموں کا دل طبع سے بھی کسی خالی ہوا</p> <p>جو طامع ہو وہ جھانے خاک ادل ردر</p> <p>مذہبے پرواہوں ہے مجھ کو فیری کامرہ</p> <p>حال دیکھو صاحب اکیر کا</p> <p>حال قاروں میں کے یہ ثابت ہوا</p> <p>طبع مال کی سر بر عیب ہے</p> <p>حذب کو قتی ہے ریں قطرہ ماراں کو دام</p> <p>زر کی طبع نے سب کا لہو کر دیا سفید</p>
<p>ظاہر و باطن</p> <p>ہست اہل کو مہینہ ہے کہ</p> <p>رہیل بابا رباعی کے تجربے</p> <p>ظاہر میں اک وصف دیکھو جس طرح</p> <p>باطن کی نگہ گئی تو کسی طرح</p> <p>باطن رکھتے ہیں دوری سے فز و باطن</p> <p>وہ طاعت بابت خبر دے رہے ہیں</p> <p>کہ اصوات بابت خبر دے رہے ہیں</p> <p>خوشی ان کی کیلئے کیا باہر سعید لہر</p> <p>جہرہ اطمینان میرے معنی یہاں میں رہا</p> <p>زنگ ایک آئینہ داروں ہے گویا</p> <p>بہرہ میاں ایک صورت سے عیان ہو چکا</p> <p>دل کو جو حال سے معنی کی حقیقت</p> <p>کھلی صورت سے سب رباں سے</p> <p>جو کچھ دل میں ہے سب دل میں قلیل</p> <p>ماں میں سمجھو کہ خدا اچھا ہیں</p> <p>اب طرح مادہ امر و خدا کا دیتا ہے پیش</p> <p>جام نے تہیتہ کا لہر بھی آگے بھی تر جوتی ہے</p> <p>دل بھرنا ہے صحتی آگے اٹھیں</p> <p>کیسی مرے دل کی ہے مہربانیاں بھر جوتی</p> <p>دل میں جو کچھ ہے تو ہے مہربانیاں بھر جوتی</p>	<p>سچ آتا ہے نظر تہیتہ نے کلف نام کا</p> <p>مسجو دلق کعبہ ہے رمت سیاہ میں</p> <p>جو دل میں ہمارے وہی مطلب ہے وہ میں</p> <p>دلیں ہنسم نعل میں کلام مجہد ہے</p> <p>جوان مادہ اے آتش نہ ہو محتاج روض کا</p> <p>ظاہر ظاہر ہیں اور باطن گدے</p> <p>دل کی یو جیو تو خواہتوں کے مدے</p> <p>انکور میں شراب سکر میتھر میں ہے</p> <p>صعائی ظاہر و باطن رہے گہر کی طرح</p> <p>دروارے یہ لٹکے سے ماناں کا پردہ</p> <p>قابل نستود ماکب ہے جس تصویر کھل</p> <p>صاف ہیں ظاہر میں اثری ہے دل مدطن میں</p>	<p>ظاہر و باطن</p> <p>ہست اہل کو مہینہ ہے کہ</p> <p>رہیل بابا رباعی کے تجربے</p> <p>ظاہر میں اک وصف دیکھو جس طرح</p> <p>باطن کی نگہ گئی تو کسی طرح</p> <p>باطن رکھتے ہیں دوری سے فز و باطن</p> <p>وہ طاعت بابت خبر دے رہے ہیں</p> <p>کہ اصوات بابت خبر دے رہے ہیں</p> <p>خوشی ان کی کیلئے کیا باہر سعید لہر</p> <p>جہرہ اطمینان میرے معنی یہاں میں رہا</p> <p>زنگ ایک آئینہ داروں ہے گویا</p> <p>بہرہ میاں ایک صورت سے عیان ہو چکا</p> <p>دل کو جو حال سے معنی کی حقیقت</p> <p>کھلی صورت سے سب رباں سے</p> <p>جو کچھ دل میں ہے سب دل میں قلیل</p> <p>ماں میں سمجھو کہ خدا اچھا ہیں</p> <p>اب طرح مادہ امر و خدا کا دیتا ہے پیش</p> <p>جام نے تہیتہ کا لہر بھی آگے بھی تر جوتی ہے</p> <p>دل بھرنا ہے صحتی آگے اٹھیں</p> <p>کیسی مرے دل کی ہے مہربانیاں بھر جوتی</p> <p>دل میں جو کچھ ہے تو ہے مہربانیاں بھر جوتی</p>



<p>ظلم</p> <p>یہ جو بدوار کو مارا کوئی ٹپتا ہے ملکات</p> <p>روسیا ای ای دور دراز سے جہد ہے سرکار</p> <p>ظالم کو دل آزاری سے جہد ہے سرکار</p> <p>بے جسم کبھی رحم نہیں کرتے نوری</p> <p>جو عداوت ظالموں کا ہے اسے راحت نہیں</p> <p>جو ہوتی ہے جھڑی جنگ ویاں دشمنی</p> <p>اور اسے اپنے یثیمان رہتے ہیں سدا دگر</p> <p>سرخوں یا باجیہ سر سے ملے زبانی</p> <p>سنگ کو دیکھا چوتے ملے زبانی</p> <p>بیشمار بے تر شاخ کماں بے زبانی</p> <p>نگہ داشتہ دل سے سدا محروم رہتے ہیں</p> <p>چولا مات ظالم میں کسی کی بچیوں</p> <p>ظالم دیکھے دہر میں ہم کے بچیوں</p> <p>بائے جی رہتے ہیں لب و لہجہ زار کی</p> <p>دیتی ہے تکلیف ظالم کو ہی تو آزار کی</p> <p>ایک نون روئی ہیں آئیں ملکہ کوئی</p> <p>مونیوں سے ہو اگر انیوں کو بھی راحت ہے</p> <p>کہ غرض نہ ملے رحم مادر عیاں</p> <p>قیبتے ظالم کجا کجا آزاد ہے</p> <p>دام دگر صبر عہ صبا دے</p> <p>ظلم دارا</p>	<p>رہنما بیکان سے کیا جو ریر عالم تیر کو</p> <p>سوڑا ہوا آیا ہے میرے کے رار تیر کو</p> <p>نکار تیر کسی دن کمان کا راع ہو</p> <p>کوڑی کنار کی ہیں بلقی فیکو</p> <p>مردوں کی جھاتیوں یہ ہے تیر دھڑے ہو</p> <p>اڑتا ہے یہ سیر اور مریدوں کے یوں</p> <p>بدوق جو ہاں میں کجا صاحب حواہ ہے</p> <p>فلک بھڑے ہے سدا مایا ریں رات</p> <p>کیا حملہ نہ تھا ہیں ترار وے کو ترار</p> <p>کہ حار جھٹا ہے حب یا کمال ہوتا ہے</p> <p>جو ہوں صحت سے اعصاب روح کو آرام</p> <p>نگوہ بھولے یا تا ہیں دیوار آہں</p> <p>نکس ہیں کسا ب جھیلی کا تست کھائے</p> <p>تا دعاتھ کو کریں سب بھول میل یاں باغ</p> <p>کہا ظلم ہے کہ اس کے ہی اٹھار توڑیے</p> <p>ارے دل دکھا مارا ہے کسی کا</p> <p>مقاہے ضرور یک وید کا بدلا</p> <p>گردن پہ ہے اس کی حوں یرواں کی</p> <p>انساں کے لئے نرم دلی رہا ہے</p> <p>دروہ نے سے قطرہ کا گڑھ ہے</p> <p>اہل جہا کو ہیں کہاں بے حاکمے</p> <p>ہیں کام آتی دلیل اور جھٹ</p> <p>آئیر عام گرم کر لیں تیر کا حوڑا حلا کر</p> <p>ایسے سر کو مٹی تہ حسد قاتل سمجھیں</p> <p>حشام بادام آتا ہوتی ہیں ہے جواب ہے</p> <p>سنگم گر سینہ پر باز سکے پتھر نیٹھے</p> <p>انگوں سے ہم بھسائیں گے کسی کا جو گھر طے</p> <p>میں نہیں کہتا خدا اپنے مری وباد کو</p> <p>حان عالم ز رستانی کے عمن میں کنجیں</p> <p>گلکس دہاں داغ ہے شعلہ زماں داغ</p> <p>تیر کے س گئے یہ توں کا جسم ہوا</p> <p>حرم ماہ سے ک جرح نے داہ یا یا</p> <p>بیکار زیر حیدر عدا آساکہ ہے</p>	<p>ظلم کی قوت بنا دی ہے اسان کو تیر</p> <p>جئے اہل ظلم ہیں سب ایک ہیں رور رگ</p> <p>تریک صحت ظالم کو خوف ظلم ہیں</p> <p>بجابت اہل ظلم سے امید میں کی</p> <p>ریر میں ہی ظلم ملک سے ہیں نجات</p> <p>اوں ملک سعلہ ہے بیداد گروں سے</p> <p>ایتا ہے ظالموں کو فلک دولت جہاں</p> <p>رور ظلم ہیں قاتل کی ہے کوتاہی</p> <p>جو سفیدہ ہیں اوں کو کام کیا ایدار ساقی</p> <p>جو ریح وے اسے حاصل ملال ہوتا ہے</p> <p>رعیت کو ستانا مانتا ہوں کو نہیں لارم</p> <p>نہ دیکھا صحت طہیت کو کسی سر سر دسایں</p> <p>ظالم کو سوسے نہیں سحر جہاں میں نفع</p> <p>نمل کسی ڈس کا نہ لوزا آتا کسی کو دکھ</p> <p>سایہ میں جس درخت کے آرام یاسے</p> <p>کہا ماں ایجا ہیں ظلم بے جا</p> <p>ظالم کسی سر سر جہاں میں نہ ہوا</p> <p>کیونکہ سرستیع کو کانے ٹکلیسر</p> <p>ظالم ظلم وستم بہت بے جا ہے</p> <p>لبتا ہے حد صحت دلوں سے دلا</p> <p>انساں کی رام ہے صحت کے ہاتھ میں</p> <p>بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیت</p> <p>بہ ظلم سارے ہیں چدرورہ ہی ایک دن ظالم</p> <p>کہو قاتل سے کہ سر کاٹ کے معرودہ ہوں</p> <p>سخت طہیت کے لئے راحت رہا میں ہیں</p> <p>آدھی سنگدلوں یاس نہ حاجت لے جائے</p> <p>بدر دہیں وہ لوگ جلا تے ہیں جو کہ دل</p> <p>جسم لے رجموں یہ آتا ہے مقام صبر ہے</p> <p>ظلم کا حق کو علاقہ ہے عجب اس سے نہیں</p> <p>ظالم جگر حلوں کے ظلم سے خوف کر</p> <p>دنیا ہی میں تیمہ ظلم وستم ہوا</p> <p>گشت امید سے ظالم کو ہیں کچھ حال</p> <p>نہرتا ہیں ہے مال سنگر کو اور کا</p>
--	---	---



<p>عاجزی</p> <p>کی عاجزی ہم نے کئی کئی بار کی ہے</p> <p>مرد و عورتیں صاحب کمال ہوتا تھا</p> <p>وڑھ کے بدتر و بگڑا ہوا تھا</p> <p>عبودیت دیاں کا بچا کمال</p> <p>کرتی مدنی کا ہے عود ب</p> <p>زبان آئی صفت عر سے</p> <p>بکرا کسی کمریائی کی بات</p> <p>سکا چھٹا ماد اجل طاعت ہے سزا</p> <p>بچہ رکھ کر کہ حکم کی مشیت</p> <p>قدرتی آید و تسلیم کی سب کوئی نہیں</p> <p>یہ ایسا ہے حقیقت کے سر کوئی نہیں</p> <p>یہ ایسا ہے دولت دیا تو کچھ اس نہیں</p> <p>یہ ایسا ہے جاسے باس وہ سے خدا کے پاس نہیں</p> <p>کمال شکر کی جا بے کربے کمال نہیں</p> <p>کمال مائید بار و عر در تہا ہے</p> <p>کمال کھوت سے یہ ولی عاجزی</p> <p>مدعی تیرا ہے دعویٰ جبر و جبر</p> <p>دعویٰ ہے ال تو اصرع جوتے سب ہی چلے</p> <p>وگر بوں تو بے م کل بدواں کی تاج</p> <p>ہر حال میں</p>	<p>اس ظالم کے بھی لوہو کا سر ہتا مدی مالا ہے</p> <p>اجارہ جیونیوں کو مل گیا کور بہتس کا</p> <p>بھٹہ فلا د سے سچہ کہاں بیدا ہوا</p> <p>موسم گل میں تنگنہ عینہ مکان نہیں</p> <p>معلوم آب تیغ سے ہوتا ہے تر کہاں</p> <p>آب دھقاں سے صلا کیا کتبت دھقاں بڑو</p> <p>فائدہ حجاج کو کنا کسہ کی قسم سے</p> <p>یہ دل کسی بستہ کا رہا ہوا توڑیے</p> <p>حونوار باں ہیں صورت تمشیر دم کیا ہے</p> <p>قدر لو ہے کی بھلا ہو خاک رر کے سامنے</p> <p>کوئی حرام کس سال اثر دیا ہو ما نہیں</p> <p>نہ ہونے نہ نہ لکیرا ہر گر آب آہستہ</p> <p>کارسیم دز بھکا ہے کہاں فلا د سے</p> <p>کردن تنگی کا کب اثر ہے آب آہستہ میں</p> <p>سمجھو کہ ایک روپے زینہا رہے</p> <p>چھول کتے ہیں سیریں اکسیر تلوار میں</p> <p>ہیں ہے جتنہ یہ قور آفتاب میں ساٹ</p> <p>لے گیا ہوں کوستا یا یہ کرو</p> <p>کوں وہ لوک ہیں حودل کو دکھا دیتے ہیں</p> <p>ایک دن دیکھا آغوش ملک میں تیر کو</p> <p>ملک کی طبع نہ کیو نہ وہ ترسار رہے</p> <p>حم نہ یاے شمع پر کیو نہ سر گلید ہو</p> <p>ہم جدا تے ہیں عالم میں حروف دار کو</p> <p>پدی ہی کرتے ہیں مذکور ظالموں کے بعد</p> <p>عہد میں اس کے ہو کوئی شاد کیا</p>	<p>لے حرم و زنا حس ظالم نے ظالم و سچ کر ڈالا</p> <p>حواراں مردم آزاری یہ ہو اس کو یہ دودھ</p> <p>سمت دل جو ہیں اہیں مردم رکھتا ہر ملک</p> <p>حار حونوار ہیں باع جہاں میں ہم نصیب</p> <p>ہو خاک کوئی معسم ظالم سے شمع</p> <p>فقس ظالم سے ہیں یا کسی نے غیر ظلم</p> <p>ہے کوناری عمت اے باقی عیاد ظلم</p> <p>اے سچ دگیر سچہ وز مار توڑیے</p> <p>اہل ستم ستم سے نہ باز آئیں گے کسی</p> <p>مردم حونوار ہیں کیا مال بستیں اعلیا</p> <p>ہیں جوانی میں جن ظالم ہوں گے ظلم سیری میں</p> <p>جہاں میں سنگدل سے ہوتی ہر راحت کے حاصل</p> <p>مکمل سے رخ ہوئے کیا کسی کی احتیاج</p> <p>جہاں میں سنگدل سے ہوتی ہر راحت کے حاصل</p> <p>رہنا رجور متہ نہ ہوا اے سنگد</p> <p>دیکھ لے گلزار عالم میں ہے کم ظالم کو عیش</p> <p>جہاں مردع ہے وہاں موزیوں کو دخل نہیں</p> <p>حق پرستی کا اگر ہے دعویٰ</p> <p>ہم تو جیوتی کو بھی تکلیف نہ دیں تا ممتدور</p> <p>ظلم پرستیدہ ہے اس کا حس کو حاصل ہے فزع</p> <p>اتھا کے سر جو چلے دہر میں ستم بیتہ</p> <p>ظلم جو کرتا رہے عالم میں ہوتا ہے دلیل</p> <p>تھنے ظالم ہیں شعار ان کا ہے عالم میں نفاق</p> <p>سمہ لے جائے ظالم حراب ہے آجو</p> <p>ظلم پر مادھی حس اسان لے گمہ</p>
<p>عاجزی</p>	<p>اے لے نیار لے تسلیم غم ہوا</p> <p>مقدر سے سوا ہے مارا دل</p> <p>کرے شمس گر کوئی یا کوں پڑا کر</p> <p>کہ یہی تو خدا کے گھر میں نہیں</p> <p>تو سرکار میں دما میں یہ مذر جلتا ہے</p>	<p>توبہ بیا رمد سے ک عذر ہو گے</p> <p>تو کہند حقیقت کو یہ ہیا</p> <p>یسے گا دشمن سے دشمن کا دل بھی</p> <p>عجز مدوں کا کیوں پسند ہو</p> <p>خدا ہی عا مروں کی عاجزی سہا ہر عتر میں</p>



# عبادت

ان	نہ کہ ہر لحظہ مدائے گل و ستار در ہو	دید اس کی ہی کہ جس لے سایا سب کچھ
امسال	اوسے حرا کی مست بھی جھوڑ دے	سوداگری نہیں یہ عباد خدا کی ہو
اکبر	کر عباد اسرار سر کو رکھ بالائے خاک	رنن مایحاج حب دے تھے اللہ پاک
"	سجدہ کائنات مانٹے ۔ جھومر ہے ہمارا	حائق کی عبادت سے رست ہوئی حلال
"	صرف عبادت میں کی رنگ گانی	حق ہر جا ہے اس رکھ جس نے
اس	اہل ہمت تختہ دیے ۔ محل مزدور کو	مرو طاعت میں خدا جب جو کھتے کیا عجب
"	میں لے تے ۔ نے سجدہ داور توڑے	بد کی خاک ہو جب حیر کو ایذا پہونے
"	صاف کر دیتا ہے صعل رنگ سے ہوا کو	چاہئے متں ریاضت مرد حو ہر دار کو
"	کہئے اسی کو گوسش کہ جو حق میں ہے	آنکھیں ہلا میں ہیں وہی جو ہیں حداساس
اور	لے ریاضت مدائیں ملتا	چاہئے سچی اس کے لئے میں
آفس	بھولے وہ آنکھ حوکہ ۔ وفس سحر کھلے	کٹ جائے وہ زمان ۔ ہو جس سے دھائے حر
"	سانر کو ہے اس مہاں مرا کے درمیان کھلا	رہے اسان سب سیدار ۔ سا کے خزانے میں
المصل	تا تیر نا لب واہ حسہ میں ہے	بے رعلی سے تپ کو سحر بھی کیا نولیا
آم	عصے کا کام کچھ ہمیں بار گراں ۔ تھا	دیبا میں رہ کے اس کی عبادت ۔ بھولے
ببدل	اب دیکھیں کبایسد ہو اس کی جاب میں	ہیں مفصل خطاؤں بہ زائد کو رعم رہد
محر	صوم و صلوٰۃ داخل رسم و روح ہے	دنیا میں تھر کون مدت گرا ہے
تراب	ییدا کیا ہے جس نے اسے فکر قوس ہے	لے مدح تھ کو چاہئے مولا کی سدگی
"	مدح اس مندر نہھا ۔ اس ہے	سدگی میں خدا سے یاؤ گے
"	حادث ہے وہ سند کی ہے کام ہمالا	سلیم و رضا اس کی ہمیں چاہئے ہر حال
"	اک حسہ یاں کرے کوئی نوہاں ملتے ہیں جس	بدگی میں اور اس سے زیادہ کیا ہونفع ہو
"	نس حسنت ہے کسی سے ہو اگر فرض ادا	اس زمانہ میں نرات اور عبادت معلوم
"	بھرو کوئی نعت ہمیں جسے کے ررار	پھر عمر تراب اس کی اطاعت میں جو گزرے
"	کوئی کمتر عبادت خالصاً شکر اس ہے	بہت امید جست بر بہر و روح کی دہشتی
"	حق ندگی کا کچھ بھی ادا ہو تو جانئے	ندے تو سب خدا کو خداوند کہتے ہیں
"	جس سے مولا کی ۔ ہو حد متکذاری ہاؤ ہاؤ	وہ عمت مدح نوازی کی رکھے اس سے امد
"	ہزاروں جس سے مطلب ہیں ہمارے	تراب اس کی طلب ہے جس ہرسم بر
"	آتش و دوزخ سے کھاؤ بے گناہی چاہئے	جو یہاں طاعت کرے حسہ ہاں ماؤئے تراب
"	مولا کی ندگی میں جس اس نے خطا کی	معتوق تب ایاز ہوا ماد سہ کا
"	کہوں سٹ بھر کے کھائے دن رات ہوئے	ییدا کسا خدا لے عبادت کے واسطے
"	مفسود جس کو جنت و جود مصور ہے	عابد نہ کیو اس خدا کے لئے کوئی
"	وہی مردان خدا اہل کرامات ہوئے	بدگی خوب ہوئی جن سے خدا کی واللہ

عبادت

عجب ہر جا ہے جس لے سایا سب کچھ

سوداگری نہیں یہ عباد خدا کی ہو

رنن مایحاج حب دے تھے اللہ پاک

حائق کی عبادت سے رست ہوئی حلال

حق ہر جا ہے اس رکھ جس نے

مرو طاعت میں خدا جب جو کھتے کیا عجب

بد کی خاک ہو جب حیر کو ایذا پہونے

چاہئے متں ریاضت مرد حو ہر دار کو

آنکھیں ہلا میں ہیں وہی جو ہیں حداساس

چاہئے سچی اس کے لئے میں

کٹ جائے وہ زمان ۔ ہو جس سے دھائے حر

رہے اسان سب سیدار ۔ سا کے خزانے میں

بے رعلی سے تپ کو سحر بھی کیا نولیا

دیبا میں رہ کے اس کی عبادت ۔ بھولے

ہیں مفصل خطاؤں بہ زائد کو رعم رہد

دنیا میں تھر کون مدت گرا ہے

لے مدح تھ کو چاہئے مولا کی سدگی

سدگی میں خدا سے یاؤ گے

سلیم و رضا اس کی ہمیں چاہئے ہر حال

بدگی میں اور اس سے زیادہ کیا ہونفع ہو

اس زمانہ میں نرات اور عبادت معلوم

پھر عمر تراب اس کی اطاعت میں جو گزرے

بہت امید جست بر بہر و روح کی دہشتی

ندے تو سب خدا کو خداوند کہتے ہیں

وہ عمت مدح نوازی کی رکھے اس سے امد

تراب اس کی طلب ہے جس ہرسم بر

جو یہاں طاعت کرے حسہ ہاں ماؤئے تراب

معتوق تب ایاز ہوا ماد سہ کا

ییدا کسا خدا لے عبادت کے واسطے

عابد نہ کیو اس خدا کے لئے کوئی

بدگی خوب ہوئی جن سے خدا کی واللہ







## عجبت

خانہ کا بھی سے معلوم نہ کرنا  
اب اندر صرف و صبر و صبر و صبر  
تیسرے و چاروں سب کی حکومت چوتھی  
باداں نہ محال گورخیاں سے اس قدر  
آخوند ایک روز سے تباہیاں تھے  
نہ کو فکر عمارت میں عبت مصروف ہو  
کیا اٹھائے حادثے میں پیکار بالاسے  
ساحر وہ ہو گئے سب ناک کے بد سے نہا  
دیکھتے دیکھتے کیا دستہ بستی کے فنا  
ایک دم آٹھ سو برس - قادیان  
اس قدر نام جس سے اس کو جہاں  
عمل جو بنایا ہوا ہے اس کو گوارہ ہے  
کل وہی چکا ہوا آج جو گوارہ علم  
نہ تو وہ تخت و قیاس کا ہے  
نام باقی حفظ اسکندر و دارا کا ہے  
مشیار ہو مغرور جاں ہے نہ والا  
سیجی کی عمارت یہ جاکھوں کی کھڑکی  
روتا نہیں ہے وقت ولادت کے کوئل  
رحمت حیات یہ بین شرب خوردہ ہے  
وہی ہم ہیں

لو جو حوتے خاک کے سولے میں اوسا  
ساہ دگدا جہاں میں مالک پس ما  
سامان میں من کو بہا تھا کل ملک  
مالک حورندگی میں رسپے تاج و تخت کے  
مسہری پھولوں کی اس کی محدیہ نہیں  
ضرر دہنا میں عمارت سے محل جبر کا  
انقلاب چین دہرے عبرت کا مفہام  
منزل دل کی حالی کا الم کیا کیجے  
دم فنا کیجے ایسا نص سرد کے ساتھ  
اہل دیار کی حجابی ہوئی طب ہر محلہ کو  
ٹاٹ بھی مرند میں طیکہا ہیں کل سرخوس  
جنس کج کلاہی کا تھا اس نے عہ  
عمرت سے لے شاقی جس جہاں کو دیکھو  
یستی لحد کی باد سے ہر دم اسے ار  
پھر پوی عمر کے دما آرب کا کھبت ہے  
حال و ماعیں عرت کے اگر ہو مستم دہم  
دسا کا حال دبدہ عرت سے دیکھئے  
ہو ملعاج و حک کا کا ٹھوڑو وال کیے کسے  
دو بھول بھی چڑھ سکے - کل اس کی مرید  
کہاں دولت کہاں حشم کہاں تروت کہاں تو کنت  
جشم عرت ہو تو مرد سے ہیں کم و اعتد  
عمرت نے کہا نئی حور تروت  
عبرت کی جاسے گنبد گردوں کا انقلاب  
تکیہ میں جاسے دیکھ تو بست بلند دہر  
اکدن زمین حاک کے کرینگے نہ خواب خوش  
شاہوں کو کہا ہے خامشی قبر سے خبر  
لے گئی گور غرساں میں اہل دونوں کو  
دہنا کا حال گور غرساں میں دیکھئے  
چرخ نے ایسے مٹائے لحد صاحب تاج  
کہاں وہ دولت حشم کہاں شوکت ثروت  
نعم لحد میں طول عمارت سے ہے نخل  
آج جو پیدا ہوا کل سے ضرور اس کی وفا  
رضعت لے اہل جہاں سولے عدم جاتے ہیں

اس کی وہ اونچی اونچی عمارت کہاں گئی  
دو گز بہن قمر کے دو گز کفن لے میں  
محتاج آج ہائے وہ دو کفن کے ہیں  
محتاج لحد مرگ وہ دمن و کفن کے ہیں  
نہ سونے والا تھا لے آسمان پھر کھٹ کا  
حسن کا حسن آج سے کل اس کا یہاں نام ہو  
مے جہاں گل نظر آئے ہیں وہاں ریت  
کسے کیسے حادثہ آیا وہاں ہو گئے  
ٹھنڈے ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور عمارت حلو  
نظر آئے کہ ہیں گسد - من ٹوٹے  
حق - ہو گواہ بندہ صاحب قائلین ہا  
- حاک وہ بھی نہاں ہو سکے  
دو عار دن سے خندہ یاد رکھا صبح  
- کب ہے مجھے لمدی ایواں کی استیاج  
- اڑ گیا ہر گز سرکتے بھاد پچھ کر  
سرم جریانی سے آسمانی یابی ہو آیا  
مٹ مٹ گئی ہیں نامور - وں کے نشان گور  
کہاں ہو وہ متب کہہ نشان کھو نہیں جو جم کا  
- جن کے گلوں کو پیٹے ہیں پھولوں کے ہانچ  
- کہے کو کو نہ کیونکہ فاختہ طارخ فریدوں پر  
- مرگ اک دن ہو یہ رندوں کو جبر کرتے ہیں  
- سرحد سے بہ ملک آرزو کی  
- میں گرد باد ترب صاحب کلاہر  
- در ویش کا ہے باول سر مادستہ  
- لے فائدہ بناتے ہیں منعم مکا ابلند  
- نوب کا رور شور ہو بالائے ہام روز  
- طاق کسری - سے فریدوں کو رہا دور محل  
- کستے یہ سب عریب اسی بیواسکے ہیں  
- اب نہ گنبد ہے نہ گنبد کا کلس باقی ہے  
- بحاسے ورد کو کو قری طافی فریدوں کو  
- رکھ کر نہ لے گیا در ویدوار وکشیہ  
- تعریب بھی چاہئے عیچے مبارک باد کے  
- پھر کے آنے کے نہیں اب کی بہت دور چلے

[illegible]



[illegible]

عجرت

چلے جائیں گے خالی باور سے  
کوئی غلغلہ نہ ابل زر سے  
لکھنا چاہتا جلدی جن کا ہنست آج کیسے نہیں  
بلٹا نا چکھا آن کا ناں کیسے نہیں  
راندیں کیا کیسے نہیں انقلاب  
مگر شہر ہمت میں ہم کو نہیں  
جہنم سے لکھا ہے غریب کی موت کا  
دوست ہیں راہ پر بار سے بڑا  
عادت سے باختیار جن کے نشان ہیں  
کچھ مقبول ہیں باقی آن کی شایاں ہیں  
حق زبیرت کی گدہ میں ہر دم کی صورت  
رہیں کچھ کوئی اب گدہ میں ہر دم کی صورت  
کہاں کہیں وہ سام دیا وہ نہ نہیں  
جو جسے سب کے سب خاک نہ نہیں  
جو جسے شاہ وہ بنی نہ نہیں  
گدا بن گئے آج منڈ نہیں  
چشم عورت کے پیکر ادم  
نقش لوح مزار ہیں ہم  
منہم اپنے فخر لکھوں گے نہیں خاک میں  
جو قرار ہے بجا کیا فائدہ تعمیر سے  
کچھ تو

جوا

جوا

میں

میں

عاج

عجرت

عجرت

عجرت

عجرت

عجرت

عجرت

عجرت

میں مکالموں میں درش منھ تھا  
خاک میں وہ آج سوتے ہیں کفن پہننے ہوئے  
کوئی اتنا نور بھوں کو سنا دے جا کر  
عل جہیں فرش یہ بیوں کے نہ نیند آتی تھی  
گور اسکندر بہ دیکھا ہم نے یہ مصرع غم  
کل جہاں کرتے تھے طاؤس عین طنائیں  
قصود تیسر و فغفور جائے جہنم ہے  
وہی قصور کیا اب ہے بازی گاہ غولوں کا  
مسرنا سبیا نہ ہے نہ ان کی گور کو چار  
نظر عبرت کرنی چاہئے اہل بصیرت کو  
سحر ہوتے ہی باقی شمع روشن ہے نہ پرہیز  
جائوں مرقد پہ سکند کے تو اتنا پوچھوں  
نہ بے انسانے جن کو فرش گل پر نیند آتی تھی  
ہزاروں زندگی میں باغ جو تقسیم کرتے تھے  
مرگئے لینگے سیسہ پہ ارماں کیا کیا  
خاک میں حیف ملی حشمت شاہان کیا کیا  
اے خزاں تو نے یہ کیوں کھولی ہمار گلشن  
ہائے کہا کھوئی خزاں نے صحن گلش کی بہار  
ہوئے نشان اہل نام و نشان  
دفن یاں ہو چکیں ہر ایک جگہ لاش پہ لاش  
رہتے تھے جن کی سواری میں علم پرچم نشان  
ہو کر گدا کے حال گئے شاہ و سہریار  
ہم اوج چرخ جہاں میں بیٹے تھے جگہ مکان  
رکھو عبرت سے نہیں پر پاؤں ہر ہر گام پر  
نہ وہ فاروں سے نہ دارا سے نہ سکندر سے  
کیا یاد فنا نے سب کو برباد  
مال و دولت حشمت و باغ و مکان رہ جائیگا  
بٹھاتے بھی نہ تھے اپنے برابر جو غریبوں کو  
یو نہی رکھتا ہے گاسب بکھیرا  
جیسے کل خلق کرتی تھی سلام آج اس کا بیتی ہے  
دیکھ آج کدھر گیا فاطون  
خسرو کو فنا نے کدیا خاک  
نواب تھی کوٹ یہاں کی بد مرے کے کہو

اب وہاں نقش لور یا دیکھا  
کل معطہ جن کے ہمیں خلعت تامل نہ تھا  
باقی حائل سے بامسہ سکندر اپنا  
حاک پر سوتے ہیں وہ زیر مزار آج کی رت  
کام کچھ آتی تھیں ہے شوکت شاہانہ آج  
قانعہ کرتی ہے کو کو سے وہاں دیر لاند آج  
کہ حرم غول سے بہ طاق بر سائے حیر غ  
یہ میرزا دلوں کے مجمع دور رہے تھے جاں پر  
کیا تھا جمع جن لوگوں نے سب جہاں پر  
کہ ہیں بقس فدا نقش و نگار نصرت بانہ  
نگاہ پاس کرتا ہے مکان پر صاحب خانہ  
کیا ہوئی شان تری کیا ہوئی شوکت تری  
ابھیں کے حال کی اب سب پہ یاد دیکھ کہانی جو  
تہ خاک آج وہ خندج ہیں بیوں کو چاہے  
حسرتوں سے ہماری گور نہریاں کیا کیا  
اہل سماں ہوں یاں نہ سروں ہاں کیا  
جیسے کرتے تھے سرخان خوش امان کیا کیا  
آسمان زار و زمین کے ہیں حملے عسکریہ  
مٹے نام ان کے شان کی طسح  
ہیں پڑے میرز میں غافل خواہ ایک پاک  
پے نشان ایسے ہوئے نام و نشان کچھ بھی ہیں  
کچھ فوج کام آئی نہ کچھ عذر و جاہ آہ  
اب ان کا کچھ نہ نشان مزار باقی ہے  
قبر تیسر و فغفور ہم مرقد فغفور ہے  
نہ وہ دولت سے نہ عظمت سے نہ قدرت باقی  
نہیں ہے نامیوں کا ابن نشان تک  
ساتھ جانے کا نہیں سب کچھ یادہ جائیگا  
برابر جا کے سوتے ہیں وہ گور غریباں ہیں  
نقطہ حسرت ہی لبائیں گے یہاں  
اگر سمجھو تو یہ بنیاد ہے دنیا کی ثروت کی  
تریاق بنایا جس نے سم کو  
بر باد کیا قضا نے جسم کو  
لے گیا کچھ بھی نہ دنیا سے سکندر ہاتھیں

جوش

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

جوا

بکرتہ صرت ہو کی انانے جہاں کو بکھر	آمنہ لیکر سر قمر کمر رکھ دیا	رنگ
نیتہ صرت سے تاتاہ بکھتے ہیں روہم	حالم ایجاد و فنا کس جیالی ہو گیا	"
کیوں نہ جو نام و گدا کا بعد مرن ایک حال	جز کفن کیا خاک دیا سے نوگر لے چلا	"
آج جو تہر سائیا گیا وہ کل اجڑا	روز مٹا ہے بکھوتا ہے گھر و مد کیا	"
کس کا نیامیں دلاتا بعد م ساتھ رہا	گو تک منعموں کا باہ و جسم ساتھ رہا	"
نصہ تباہ تو ہے اسے ایک صرت کا مقام	خاک اب اڑتی ہے رہنا جہاں رو رہا	"
خاک میں مل گیا شاہوں کا محل میں مرگ	ٹھو کریں رہرو لوگی کھاتے ہیں سر جہاں طرف	"
میں آتی تھی جن کو قرض گل پر بھی نہ اکریجے	رین آج کسے ماؤں بکھوئے وہ کچھ سوتے ہیں	"
ہیں اندھیرے میں ہزاروں مادشاہوں کے خزار	مقروں میں منتقمہ دو چار جلتے ہیں کہیں	"
دیکھ کر حالی مکان کہا کیا ہنس صرت ہوئی	گر کبھی اجاب سوئے طاں کسرے لیکھے	"
نہ گی بھر تو بڑے عیش سے گزری لے رنگ	اغیا کا پس مرد کوئی مدفن دیکھے	"
خاک میں مل گیا سب جاہ و جسم شاہوں کا	کہیں مرقہ کا شاں تک ہیں لو بہت کسی	"
رکھ، ماتھ نہ با سے گائیں مرگ غافل	ہاتھ دالی گئے دیندے خزانے والے	"
رنگ کی ہا سہ یہ فرق اعتباری چند روز	مرکے کساں ربتہ شاہ و گدا ہو جائے گا	رند
نشان تک تاداردوں کے ہیں ملتے یہ نوبت ہے	جو چشم غور سے دیکھو تو دنیا جائے صرت ہے	"
وہا دیکھو صرت سے سوتے ہیں عسافل	مزاروں میں پہننے کھن یک کیسے	"
یہ کچ صاحب ظل و علم ہے کل وہ ہے	ہے اپنے نام کی بہت ہر اک جیا جاتا	"
صرت کی ہے جگہ جنیں کل تک غور تھا	محتاج کچ جیفہ وہ گور کفن کے ہیں	ریاض
صنم کس کوچ میں خیمہ کی حاجت کچ نہیں	نزع میں ہے کیوں تردد و تاملانے کے لئے	سحر
مرد چاہئے تہہ حانہ قصہ منعم میں	کہ سامنے رہے ہر دم مزار کی صورت	"
خاک پر تہہ سنگے سر غافل	ہنس سوداے تخت و تاج اچھا	"
رہنا نہ تھا تاقی گھر کیوں پہاں بسا یا	خامی عقل کی ہے پختہ مکان بنایا	"
گور میں خاک نشیں تخت نشیں یکساں ہیں	قصر و منظر ہی تاک ہے یہ امارت تہری	"
مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ان اکھوں سے روز	یہ براہیہ پدییہ خویشیہ نہر زند ہیں	سوز
تہہ ٹھوکر مار کے چلتے ہیں رعنائی سے یار	سو بھٹاتا نہیں ہم خاک کے پیوند ہیں	"
کیا جائے کس کی خاک ہے رکھ ہوش نقش پا	یوں و حرقدم کو تانہ دے دوش نقش پا	سودا
ہماری خاک یہ بجز نقش یا	کوئی نہ آ خاک بسر کر گیا	"
کوئی تار یکہ مرقد میں ہیں اب جو مکت	بوتا تھا جن کا طوطی وہ لب سحر آفریں	مرد
زانہ سے دلدار پر راحت جہیں ملتی نہ تھی	ٹھو کریں کھاتے ہیں غافل دیکھ ان کے سر پہ	سخن
نکایت کر رہی ہے آسیا بھی اس رمان کی	جودا نہیں سمجھتے ہیں وہی نقشہ بر بھر کی	"
خاک میں مل گئے اندنگ نشیمان جہاں	صرف اب نام کو ہے خاک کا تو داباتی	سجید
پل بے جیندہ دارا تخت و اندر رہ گیا	ہر گدا کی ٹھو کروں میں کاٹھ سر رہ گیا	"
جز کفن نے نہ گیا گور میں سمجھ کچھ بھی	جب قصد جمع کیا تھا سر و سامان جیوٹا	"

بکرتہ  
بکرتہ صرت ہو کی انانے جہاں کو بکھر  
نیتہ صرت سے تاتاہ بکھتے ہیں روہم  
کیوں نہ جو نام و گدا کا بعد مرن ایک حال  
آج جو تہر سائیا گیا وہ کل اجڑا  
کس کا نیامیں دلاتا بعد م ساتھ رہا  
نصہ تباہ تو ہے اسے ایک صرت کا مقام  
خاک میں مل گیا شاہوں کا محل میں مرگ  
میں آتی تھی جن کو قرض گل پر بھی نہ اکریجے  
ہیں اندھیرے میں ہزاروں مادشاہوں کے خزار  
دیکھ کر حالی مکان کہا کیا ہنس صرت ہوئی  
نہ گی بھر تو بڑے عیش سے گزری لے رنگ  
خاک میں مل گیا سب جاہ و جسم شاہوں کا  
رکھ، ماتھ نہ با سے گائیں مرگ غافل  
رنگ کی ہا سہ یہ فرق اعتباری چند روز  
نشان تک تاداردوں کے ہیں ملتے یہ نوبت ہے  
وہا دیکھو صرت سے سوتے ہیں عسافل  
یہ کچ صاحب ظل و علم ہے کل وہ ہے  
صرت کی ہے جگہ جنیں کل تک غور تھا  
صنم کس کوچ میں خیمہ کی حاجت کچ نہیں  
مرد چاہئے تہہ حانہ قصہ منعم میں  
خاک پر تہہ سنگے سر غافل  
رہنا نہ تھا تاقی گھر کیوں پہاں بسا یا  
گور میں خاک نشیں تخت نشیں یکساں ہیں  
مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ان اکھوں سے روز  
تہہ ٹھوکر مار کے چلتے ہیں رعنائی سے یار  
کیا جائے کس کی خاک ہے رکھ ہوش نقش پا  
ہماری خاک یہ بجز نقش یا  
کوئی تار یکہ مرقد میں ہیں اب جو مکت  
زانہ سے دلدار پر راحت جہیں ملتی نہ تھی  
نکایت کر رہی ہے آسیا بھی اس رمان کی  
خاک میں مل گئے اندنگ نشیمان جہاں  
پل بے جیندہ دارا تخت و اندر رہ گیا  
جز کفن نے نہ گیا گور میں سمجھ کچھ بھی





اے مکی کہاں میں دوسرا نہ غم دور جب چلے دبائے حشالی باغ سے جہاں پر چمکتے تھے مرغیاں باغ اور تھے جن کے چاہر کے تاج دو پہ تہ تہا ہی پسند تیں جور آج ریب وہ تاج ہے جاں کل چاہر کے اتار تھے واں کیا ہوا خاک ہے تنگ ہیں گلشن کو حیں ہزاروں غم بھول	ملتا ہیں رستاں اب ان کے نور کا لوں تو ہم نے ٹھہر سید اکسا وہ ہے سکن گرس و بوم راع جو تھے تھے شاہان کرتی سے باج وہ ہیں خواب مار تے ریوڑ میں وہ کل اک ٹنگہ کا محتاج ہے کروروں درم اور دینار تھے عجب کچھ زمانہ کے نیرنگ ہیں وہاں دیکھئے آجے ہیں بھول	ہر قدم کس کس کا آجاتا ہے مدد زبیر یا حس کہ آگے کل زتاں ولایت وقارہ ہا ہے اسان کو لازم کرے بر - - - میدا کے پائنتی مدفن ہے شاہوں کا سرطانو نعت و نالوبہ ایک ہے شاہ دگدا کیواسے جسم ہی گزرا جہاں سے گئے بھی رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے عمر کیا کا لطف موج کم اسبلی اساد ہیں رہا اگر نہیں ہوس مائے دنوش ہے میری سوچ گوش نصیب نبوش ہے خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ یہاں ہوئیں احسن گریک باقی ہیں حضور و بقبر ہے حرف علا کو صیہ سنائیں کتاب کے خاک میں بوجھائے گا اور یہ تمسیر جی میں کو نو جانتا ہے آج اپنا قام کی جانتیہیں انہیں بورا نہیں کشتا بھی کج ان کی کوئی گور پر ہیں اب زیر خاک خاک بھی کچھ شور و شر نہیں ریوڑ میں ہیں ہے کھجوتا جی ٹاسے کا کل جسے ہم نے ہاں تارہ و خدا کیا اب رہیں پر نام کا ان کے رستاں ملتا ہیں کہاں ہیں وہ خدا کی کاھیں دعوی تھا نوحی کہاں بہر اب ہے دم ہے دارا سکندر ہے ہیں مذہب موٹ کے سب مذہب جو ربیہ پکاتے تھے	کہاں ہیں وہ کہ جتنا کہ پاس لانداد و دست کہاں ہیں وہ بیادہ ہاں سے جس میں طاقت تھی میں کیا جوں جو بے و خفاں کے لاکھوں جہاں کے کیا امیوں کی خاک اڑا آں دبا نے کیا نورنا ہرام نہیں ہے وہ مذہب و مذہب تہاں میں ہاں میں کچھ جہاں میں ہاں ہاں اسے میں نکال دے کہ اسے غم ہے کشتی چھوڑ دے کہ عالم آخری دنیا کا چھ تھلے گل کا عالم آخری دنیا کا کشتی کوئی باغ و گلستاں ہاں میں ایک ایک ہاں آئے گا بجا ہاں زیرک نہ دیکھ دیکھ کی گور پر چھ آفتاب ہاں ہاں ہاں نہاں ہاں ہاں ہاں ہاں شاہوں ہاں ہاں ہاں ہاں مرد کے کیا کہ ایک کے باہر دم تھے
--	---	--	--

## عبرت

نوجو بن جاہلو گدا مسکرتا کیا خود  
لنگھے خاک میں یا صاحبِ افشک  
مقامِ قناد منزل کا این  
از عجب غارِ منزل کا این  
خوشی غم نہ اگلے جو کہیت دین  
ان کو دکھلائے بننے پہ چھب کر  
ان خرابے میں علم و نام و چھب  
جو صاحبِ علم ان کا کجی بنم نشان  
باقی نہیں کے واسطے جرنی کا چھب  
عاجیلوں کے کیا بڑا ہے  
دیکھو نہ آنکھ کھول کے اعتبار  
عشرت کی جاتی استغنیٰ بے اعتبار  
کس کو بیان قیاس و شب و ناز  
پرسد آئی لب تو دہشت و کجیا  
اور نفس اب وقار دہشت و کجیا  
نرنا کا لباس قیاس کے گلے میں اسل  
سوئے ہیں زینِ خاک وہ پچھن میں آج  
حن کے

یہ کیا حشر میں نے ادا سماں چلے  
جس زمانہ کا عامل محلِ مسیت ہے  
گھساں جہاں کا دیہ کیو جس عبت سے  
جو نقش قدم ہے اس میں  
دارا نہیں سکد رونو ستیرواں نہیں  
کہاں وہ ظلم کہاں وہ باتیں کہاں وہ جلو کہاں  
آج احسانے شاکر تاسہ ہر خواب مان  
زیر خاک بھلا تو رہتا ہے آپ کو تیر  
سب ہے یکساں جب نہا کیارنگی طار ہوئی  
ہمارے دکھے زیر گیس خاک سب جن کے  
آتا نہ تھا قمرِ سرخ کا کل آسماں سے  
کس آنکھوں دکھیں رنگ خراں کے کربان سے  
کیا کیا جہاں اند غاسواب داں میاں نہیں  
مسم ال کا طول یہ کس جینے کے لئے  
خاک جن کے گیس نہاد مٹ گئے  
اک محو غاشہ ہیں اک گرم ہیں فصہ کے  
رم عسرت یہ جہاں کی گوش واکر جائے حتم  
کارواں درکارواں یاں سے چلے مانہ ہر گ  
کیا کہا ہوئے ہیں اہل رباں ڈھیر خاک کے  
تیر جگہ پر ہے آج جہاں  
کیا خاک میں ملایا ہم کو سپر گردوں نے  
منم کا گھر تلوئی ایام میں نا  
ام آج کو گایاں نہیں مینا ہے ان کا  
ملا ہے خاک میں کس کس طرح کا عالم یاں  
دراگو رنویاں کی کر سیر کہ ستیاں  
دلی میں آج جھیک بھی ملتی نہیں اچیں  
کل جس میں گل و سمن و بکھا  
ہیں جہ کو چشمِ عبرت یہ مودِ مسیری رز  
خاک آدم ہی ہے تمام زمین  
تھے گر چشمِ عبرت ہے تو آدمی اور بگوئے سے  
ہر مت خاک میں کی چاہتی ہے کچھ تال  
یاں سرکشاں جو صاحبِ تاج دوا ہوئے  
اے جب جاہ دلو جو آج تاجور ہے

رہی۔ کچھ ملکاں ہر آئے کہاں چلے  
جو آئیلے ہو یاں تو مت کر نکسات  
نہ ہر اک سرو قد ہے اس میں کل ماقہ کا  
آندا سال بہرواں ہے  
عقائی طے ہے ام سے باقی نشان نہیں  
بہب کا سب خواب کا ہاساں پچھا یاں نہ کھا دنگا  
دیکھ یہاں ہے فکر کل تو بھی اک افسانہ ہے  
کس کس طرح عالم یاں خاک ہو گیا ہے  
ٹھیکر اس مرتبے میں کیا سرِ فقور کا  
کلی اب نام بھی لیتا ہیں ان ملک گردوں کا  
ہیں ٹھوکروں میں انکے آج اسماں زمین پر  
گل سب چلے ہیں رخت سفر امینا باندہ کر  
حن کے اتناں جیلوں ان کا مشاں نہیں  
صحن کئی اب اسی تو دست ہیں رہی  
تم اس جہاں میں مود نام و نشان رہے  
یاں نہ کچھ دیکھا سہل وہ دنا۔ قسا  
آج یاں دیکھا ابا بوبکل۔ قسا۔ ہوا  
ہر طر۔ اس خاک ار میں دیکھے ہیں گرد گرد  
یہ کیا مکان دیکھتے تاکاہ ڈھے گئے  
لوگ کیا کیا ہیں تھے کل بستے  
ڈھونڈھے نشان تربت پاتے نہیں جہاں  
سو آپ ایک راہی داں پہاں یا  
جن لوگوں کے ملاک بہ سب زیر گیس تھا  
نکل کے شہر سے ذرا سیر کر مزدوں کا  
ان ظلم رسدوں پر کیا کیا نہ ہوا ہر گ  
تھاکل ملک دماغِ حفس تاج و عنت کا  
آن دکھا نو باغ بن دیکھا  
دیکھے یہ خاک میں گئے تھے تاج و عنت  
پاؤں کو ہم سبغال رکھتے ہیں  
غنا کر غنار استائی خاک عریناں کو  
بے سوچے راہ۔ جل اک کام پر کھراہ  
پامال ہو گئے تو نہ جانا کہ کیا ہوئے  
کل اس کو دیکھو تم نہ تاج ہے نہ سر پہ

<p>عبرت</p> <p>میرا نام ہے رفیع حسن مہمان</p> <p>ناتجربوں کفن رکھ کر کھنڈ کی طرح</p> <p>قدوں کا رادم مردوں میں گھٹن</p> <p>کچھ مال کام آتا نہ رہیے میں غنیمت</p> <p>چاروں میں سب ہوا وہ مال کا لے غنیمت</p> <p>چوتھی سچ دکھا گیا گشت اجبا و کو</p> <p>صد آتی تھی ہر جا بن تھر جوتناں</p> <p>فناست لڑا جس کے جوئے میں غارت خانے</p> <p>بچیں انوس کی اگر جانیں توں سودہ من</p> <p>برگیاے لادیں دست بیہوش رہا</p> <p>آئینہ باؤں رکھ گلی آدم چسب رہا</p> <p>ایک دم تیرے سے کسی کا فرار ہو</p> <p>آیت رکھ صدم کہ ہر جاں لوگ ہیں</p> <p>جھپٹے پاؤں کو تے ہی چپکے دکام</p> <p>اں کے کہو رہیں آیت جوڑ کے طے والے</p> <p>سچ جیڑتے ہیں بیت دوز کے تماشے</p> <p>کتابوں اگر دیدہ مرست سے تماشے</p> <p>سلاطین جے تھے افسر خاکیں</p> <p>اسے</p>	<p>دہ ہیں خبروں میں ٹرے رایت و پرچم و الگ</p> <p>زبان حال سے کیا کہہ سہمیں سن ٹوکاؤں سے</p> <p>بھرے ہتے تھے جو ہر وقت نہا ہی مہمانوں سے</p> <p>علاؤ تھے جس فرسا کبھی جس آستانوں سے</p> <p>مکمل تھے ماں بھری رہتی تھی دیوڑھی پاسبانوں سے</p> <p>تتاو ہی توقع کیا رکھے کوئی مکاؤں سے</p> <p>تھے لینا ہے یاں کیا لو اہوس آرام خانوں سے</p> <p>کہو یاں سے چلے اور یہ رکھ کر لے چلے گھر کو</p> <p>ہ کالے ہاتھ کر بے سود دلالی میں دولت کی</p> <p>جہلے سر ملندی میں ہی تقدیر سری ہے</p> <p>بھری رکھی رہے گی یونہی سب صندوق الماری</p> <p>حاضر میں حد کو بھی نہیں لاتے تھے</p> <p>یا تو میں ٹری تھے ٹھوکر کھاتے تھے</p> <p>اتو بھی ہیں یو تافوس وہاں</p> <p>لیکن آتا رہا اب کیوں کے کہاں</p> <p>ہو آج متخل و بوم کی جائے پناہ</p> <p>آتا رہا نہ بد بر عسرت نے نگاہ</p> <p>لیکن مسار و مہدم اور ویراں ہے</p> <p>دہا میں عیش ہے مگر تعمیر مکاں</p> <p>میرے دل و فرزند مری عفت متاں</p> <p>غافل تری اکے مدگل جا بگی جاں</p> <p>تہا جیٹا ہے ٹھوکر سوئے سرل</p> <p>یہ ٹھاٹھ ہیں بڑا رہے گا غافل</p> <p>چھوڑو نم اس کو ہوس دانی ہے</p> <p>جب جاؤ گے تو قبر میں عریانی ہے</p> <p>رہتا ہیں حال اکساں ستام و پگاہ</p> <p>اب بھیگ بھی مانگے ہیں ملتی و افرا</p> <p>ہر ایک نے کو دیدہ عبرت سے دیکھے</p> <p>ہے اڑتی خاک اکی کو کو آج</p> <p>بے مساں ہیں آج وہ ام و متاں جھوٹے</p> <p>ڈھونڈو ہو نام کو بھی نہ باقی نساں رہے</p> <p>مٹی مہا اڑاتی ہے اس سر کے جام کی</p> <p>ہے تھے خف جم پر ہائے جو سندس رسوں</p>	<p>ص کے ہر ایک جلا کرتی جس فوجیں لے تہر</p> <p>صا دیع عجم نے ہر جگہ آتا رہا بکتہ</p> <p>ہیں وہ محل راع و زع و اور بوم کے کس</p> <p>کہا رہے گھوں پر جا کے مٹی واپس لاتے ہیں</p> <p>عینکنا جی نہیں جاکر لوئی آپا ہ کھنڈروں میں</p> <p>کس ڈاکس کا جو کر کھائیں جب خود سر مکسوں کے</p> <p>کان غامت کی فکر کر رہا ہے واں جل کر</p> <p>مکمل کا متوق تیرا صاحب مری نظروں میں یو را ہو</p> <p>چلا جائے گا خالی ہاتھ خالی ہاتھ آبا تھسا</p> <p>ریں پر ٹھوکر کھاتی پھر گئی کھوڑی اکھوں</p> <p>لفظ دو گر کھس ملتا ہے بہر آخری منزل</p> <p>جو تھر ہاں یا ہا کھلائے</p> <p>دیکھے ان کے ہی کا نہ سرم سے</p> <p>تھیں اور وہ درو رہے تھے جہاں</p> <p>آما مکمل کے تو کچھ باقی ہیں</p> <p>رہے ہیں جہاں صاحب عالم اور شاہ</p> <p>یہ رنگ زمانے دیکھے ہیں اگر</p> <p>آتا رہا نہ بد ہیں کیا عالی شان</p> <p>گو ما کر ماں حال سے کہتے ہیں</p> <p>میرا ہے مال اور میرا ہے مکاں</p> <p>میرا میرا اسی طرح سے کرتے</p> <p>لے راہرو ملک بھانے کال</p> <p>ساند و ساماں کی گھٹریاں مانہ نہو</p> <p>جامہ زنی کا تھوں مادانی ہے</p> <p>جب آئے تھے تو آئے تھے عریاں اسے تہر</p> <p>لے تہر عیش ہے ہوس عزت و جاہ</p> <p>دیکھے بہت صاحب عالم ہم لے</p> <p>کچھ سوچے صاحب ہیرت سے دیکھے</p> <p>جو کل تھے مندرجید کے پر</p> <p>کل جو کہلاتے تھے ستاہ ہمت کشور وطن من</p> <p>جن کے نساں بلند تھے کل کس رس پہ آج</p> <p>جو سر کے جام جم کا تھا بانی مہمانی ج</p> <p>بگولے خاک اڑاتی بھرتی ہے آج انکے صحرائیں</p>
---	--	---



<p>عجبت</p> <p>فرس خاکستر پہ وہ پہاڑت سوئے ہیں تیسے</p> <p>روز و شب ریت تھے جن کے زندہ نہ تھے</p> <p>حائے حیات پہ دنیا خاکسار ڈرتے رہے</p> <p>تاج قاجار جس سر پہ وہ تخت دار ہے</p> <p>کیا جام کدائی تھوڑی۔ وہ تخت دار ہے</p> <p>گدا کچھ گئے کیا یاں سے۔ مالگیر جاتی ہے</p> <p>میں تھیں یہ آقا صاحبیں جواب سوار</p> <p>بستر خاک پہ تیرے وہ خیر و دار</p> <p>سے جا بیدار دانہ۔ انجام تیرا خاک</p> <p>جیشہ نہی لے کے کیا جام تیرا خاک</p> <p>کچھ کیجے دور فلک سے کہے کشتی</p> <p>مخمسب ملک نہیں جس کشتی باقی</p> <p>نئے اب تیرا دھسا اور فوج تھی باقی</p> <p>جب جہاں سے تیرا کس کا ریا و راجا</p> <p>دنیا کے انچوڑا میدان کس کا جیاد راجا</p> <p>بیاد تیرے لشکر کی تیرے کھنڈر کی</p> <p>یاد تیرے مکان تیرے کھنڈر کی</p> <p>تو ادب کشتی اٹھا کر ہے وہاں کو رہنے نہ پڑا</p> <p>فرا عجبت</p>	<p>اس کا لحد میں آج کوئی استخاں نہیں</p> <p>دیر نہ ہوئے دیکھو گلست سدا کو</p> <p>سدا آتی ہے ہر دم بر سر تیمور سے</p> <p>کس بادشاہ کا یہ سر پر سرور ہے</p> <p>جسے ہم روندتے پھرتے ہیں یہ سب کا لسان ہے</p> <p>خاک میں کیا کیا ہی گل رخسار یہاں ہو گئے</p> <p>نری عورت کو منعم ایک باقی قصر گردوں ہے</p> <p>تہہ جو آیا دیکھے تہہ فرخوستان ہو گئے</p> <p>اتک خوین روئے ہیں آنکھیں غریب ار کی</p> <p>قطع حہ ہونے لگے کپڑے کفن یاد آ گیا</p> <p>کیا کروں گا لیکھ سونے کا</p> <p>گور یاد آئی کیا جس دم نظارہ شام کا</p> <p>اس لئے ہونے ہیں مونسے بدن پیر سب</p> <p>یاد آتا ہے وطن گور عسریاں دیکھ کر</p> <p>یاں تک کہ لاش کو بھی میسر کفن نہیں</p> <p>لے گا ہوتا نہ آئینہ سکندر ہاتھ میں</p> <p>انھیں کی خاک ہی گرد باد صحرا میں</p> <p>یہ محیروں کی صدا با ملک در اسے کم نہیں</p> <p>ہر کن کہتے ہیں جس کو گور کن سے کم نہیں</p> <p>یہ عامل آج کون بے فائدہ زبرد کہتے ہیں</p> <p>گور بھی ملتی نہیں دنیا میں کیا دوس کی</p> <p>کچھ خبر ہے راہ چلنے میں کسی یا مال کی</p> <p>اک منت استخاں پوینا ہے</p> <p>حائے ہیں ہم برا بھلا کو اور مزدور کو</p> <p>جانتے ہیں تک سدا چرخ کی خوکاہ کو</p> <p>قبر پر جا بیٹھتے ہیں چھوڑ کر ہمیں کو</p> <p>ہو ایک قصر فن حکم مل کی یا تیرا ہی</p> <p>کر ب مہر کر کیا کیا فقر و ایوان ہو گئے خالی</p> <p>قوم کو ملی قسمت مگر مسار کی</p> <p>جز لحد دنیا میں کچھ تعمیر کی حاجت نہیں</p> <p>اک گور میں ہیں کچھ سکندر بھرے ہوئے</p> <p>آج وہاں کوئی بگلوں کے سوار صاں نہیں</p> <p>غیر تیرا ترک آج اس جا کوئی دہاں نہیں</p>	<p>جن کے سروں پر آس گس را ہے ہما</p> <p>دیدہ ظاہر سے ہے اسے عاقلو نہیں نوکرا</p> <p>یا شکستہ جو ہے کر ما ہے جہاں میں سلطنت</p> <p>تھوکر لٹکا کے چلتے ہیں جس کھویرن یہ لوگ</p> <p>چلتی ہے جو ریت اکثر نشاں ہے مر حنیو کا</p> <p>باغ میں گلبن ہیں گلہ سستے خزاں کے تمام</p> <p>ہوئے یل فلے قصر عالی بے نشاں لاکھوں</p> <p>میں بگ تھے قصر و مطرب گئے گوریں تمام</p> <p>آبوں کو دکھ کر عبرت کرو اسے عاقلو</p> <p>جب نہا بام تو آیا منسبت کا حسیاں</p> <p>ہے مکاں گور تیک سونے کا</p> <p>میں بگ دیکھی کفن کا دہیان مجھ کو آگیا</p> <p>مہر کو یا کرے ناکرے آئیں نظر</p> <p>ہر رخ میں آتا ہے اس مرگ انسان دیکھ کر</p> <p>دہا سے جیسے آئے تھے وہی ہے ہی ہم چلے</p> <p>اسے خد آرا اٹھ گیا دیا سے خالی ہاتھیں</p> <p>جو جیتے جی نہیں بیٹھے ہیں کچھ غریب میں</p> <p>بزم عشرت میں ہیں طبلے غاقلو طبل ریل</p> <p>نامور ہوتے ہیں ہو حائے ہیں اکثر بے نشاں</p> <p>اسی صندوق میں کل ان کی لاشیں بد ہوتی ہیں</p> <p>سویچ اسے منعم عمارت کا ہے مذکور کسا</p> <p>نقش ہتی جو ہونے ہیں بزرگ نقس</p> <p>گور رتھ کو جو دیکھا کھول کر</p> <p>عمر اسے منعم بنا ہے ہوا وروں کے لئے</p> <p>خمیر بنوانے میں ہیں مصروف جوہ اعیناء</p> <p>جمع کیا کرتے ہو مہماروں کو غم اسے عاقلو</p> <p>اند آتا ہے گرجھ کو عروج اکدم کالے معمر</p> <p>عجب ان عاقلوں کو راستہ دن فکر عمارت</p> <p>کرنے ہر قہر اوروں کے لئے فقر و اں</p> <p>مستریک زیریں دور و زبالا لئے زمین</p> <p>لاکھوں ہی نامور ہوئے دہا میں بے نشاں</p> <p>کل ملک آراستہ دیکھی ہے جس جانم قص</p> <p>کل جہاں چاؤش کرتے تھے صدائے دو بانش</p>
--	--	--



عَدَم		عَدَم
<p>سخت ہے راہ عدم اسان کو بے اعمال سک واہ کیا سیدھی عدم کی راہ ہے کرد و مور عدم کو وہ ایک اسی ہے رفتہ رفتہ ہمیں پہنچے ہمس وہ شہر مقرر ہے کچھ اس شہر سے بہتر ہموار راہ ہے کوئی رہزن کا ڈر نہیں عدم کی راہ سے ہموار کوئی راہ نہیں ولا ملک عدم کے خوف سے کیوں دم نکلتا ہے دم واپس ظلمت قبر محشر کڑی ہے اس قدر منزل عدم کی حالتا ہے جو ہتی سے عدم کو ہیں پھر تہا ملک عدم کی آمد و شد کا ہے کیا شمار کیسی ہموار ہے راہ عدم آباد امیر کارواں عدم آباد رواں ہے خاموش عدم کو چلے جاتے ہیں آگے پیچھے ہستی سے رواں قافلے رہتے ہیں شب و روز نہستی و غمندی ہے۔ ایسے ہنر کے رہنے جہاں ہو گا تو اجانا کیوں کیا حال بن ادا عدم میں جا کے کہوں گا سر لے نہنی سے یاد و جو شہر عدم سے آئے ہیں اس ملک میں کون ادھر کی یہاں خبر لائے تراپ اس طرف جبر کوں لائے ہم نہیں واقف عدم میں کیا تھی دلچسپی مگر پوچھئے کس سے کہے کون عدم کا احوال باتا ہے عدم کو اک زمانہ ملک عدم میں بیٹھ رہے جا کے سب غریز اکدم کی مسافت ہے بھیج حائیں گے جلد ہی کس طرح طے کریں گے الٹی راہ عدم کھلتا نہیں عدم سے خرابات دہر میں شام کو آئے ہیں وقت سحر سوئے عدم کڑی تھی اس قدر منزل عدم کی</p>	<p>مرد بے توشہ کو تکلیف سفر کو مگر نہ ہو اک سر مو بھی نہیں رہنا رکج نہاں ہوا جو ادھر ہو گیا ادھر سیدرا راہ غربت کٹی وطن آما دنبلے عدم جا کے پھر آنا نہیں کوئی بہتر کوئی عدم کے سفر سے سفر نہیں نہ کچھ مسافت منزل نہ راہ کی گودنس مسافر سیکڑوں حاتے ہیں تہ جو حینا ہو عدم کہ میں رہتے تھیں کیسے کیسے کہ مر کر بیٹھے ہیں وہاں تک بے تہہ تہر ہے کوئی دلچسپ ادھر بھی ستر جہاں میں آئے بہتر چلے گئے جس سے سوتے چلے جاتے ہیں جانوالے خاک اڑتی ہے نہ آوار ذرا آتی ہے ہر اک شخص کا بس یہی راستہ ہے مدد و عدم کا کبھی رسد نہیں ہوتا عدم کی راہ سب اپوں سے دلے بغیر سیدی وہاں یس کوئی اپنا نہ سگانہ سرا ہو گا بیاں عا ہجی بر میں تھا اتار آما کوں بھرے جانے ہیں وہ اٹھے ادھر کریں کے جو یہاں سے گئے نہ پھر آئے نہ آبا ادھر پھر ادھر جو گیا ہے روز دنیا سے ادھر اک قافلہ جا مارا ایک بھی ملک سے نہیں حا کر پھر تا ہر چنا کہ راستہ نہیں ہے الجے گئے پھر نہ ادھر سے ادھر پھرے کچھ دور یہاں سے عدم آباد نہیں ہے کوئی نہ راہیر ہے کسی کا نہ ساتھ ہے کیوں ہوسیا آئے تھے کیوں بے خبر چلے رات بھر کے لئے ہمیر مکان کیا کرتے کہ پہنچے خاک میں مل کو یہاں تک</p>	<p>اسی طرح اچھے سے ہی راہ عدم رک جائے کہیں غم رواں ہو نہیں سکتا دو عالم ایک کو رخصت کیجئے غیر ان اب ہم کچھ علم آباد جج جانفر کس وجہ سے دیکر جہاں رہیں جا رہا ہے حال دے دیکر جہاں رہیں عدم آباد کی بجائے نکٹے کی بجائے بلندی کے بلندی کے برابران متوجہ عدم کا چہ سوا آخر سب کچھ ہی ہے وہں کو آگے اچھا رہ جاتے ہیں۔۔۔ سوئے عدم تاروں قافلے حاتے ہیں۔۔۔ سوئے عدم وہاں کے حال سے کوئی خبر نہیں پہنچتی پھر کے لایا کوئی راہ عدم سے کچھ سیکڑوں قافلے اس راہ گزرتے ہیں دنگان عدم کی کیا گوری بس اتنی تیسر نہیں آتی اسوں میں ہے ساتھ توشہ طے کیا کہ کر یہ راہ عدم کی پھر پھر</p>





<p>یہ سنتاں عدم ہی ہے تاتے کی حسرت مقد طاعت سے تہید ستیلے سونے عدم نہد سے اٹھ نہیں سکا بے حشر تک مردہ ملک عدم کا حال کسی نے نہ کچھ کہا حالتا ہے کوئی واں تو بھڑا اما اہل نہیں کیا حائے جس مقام کی مطلق جبر ہیں وہ راہ عدم ہے جو مادتاہ طے مسافران عدم کی حب ہو خاک ہیں عدم کے جانیو اے قبریں رہے ہیں بتک قبر انساں ہے درتھر عدم الہی کسی مشکل ہے عدم کی راہ آساں کر ساگماں عدم آبا کی یرکشتہ مجھ سے سار کی طرح آکے ہاں اور دھل گئے دیکھتے ہیں گئے کب تک مادر ملک عدم کیا پوچھتے احوال ہو تم ملک عدم کا عدم کے جانیو الوجود تک بھر کر ہیں آئے وہاں کیا تا شا کوئی ہو رہا ہے عدم کا قافلہ چپ اس طرح ہے رواں عجب منزل توفیق ملک عدم ہے ملک عدم بھی ہے کوئی دیوار قہقہہ ہیں جو دار عدم قریب قریب ہے ملک عدم بھی کیا ہی دیکھیں عدم کے حائے والوں سے نہ پوچھو ملک عدم کو جانتے ہیں سیکن کوئی بشر راہ عدم کو سینگڑوں جلتے ہیں رخسوس کیا در ہے عدم کو جو جایا نہ جائے گا ملک عدم سے جا کے پھر آنا ہر ایک شخص اس ہو گا غم و آزار سے شاد اسی میں لوگ جاتے ہیں اہر سے تو طے سونے عدم وادی ملک عدم میں نہیں خطرہ مکین یا اپنی کیا عدم کوئی تماشا گاہ ہے چھبھراں عدم آباد سے پوچھے کوئی حاک خوش آئیں گے ساٹے عدم آباد کے</p>	<p>ملک ہوتا ہے جو جلتے ہیں وہاں آئے ہیں ہم کو اس راہ میں چوں سے خط کچھ بھی ہیں عدم کی راہ تھکانی ہے پہلی منزل میں آیا نہ بھڑوہاں سے جو بہر جبر گسا ہرگز بھڑاس کے حال کی آئی حشر ہیں بھڑتا کوئی نو پوچھتے ہم ما جبرائے گور برہنہ پا و تہید ست و بے کلاہ چلے وہاں گور سے کس کو جواب ملتا ہے بہت دیکھیں ہے شاید تا شا پہلی منزل کا جو سوار آیا ہاں سیدل گیا کہ اکثر راہرو تھک تھک کے اس منزل میں پہنچے نہت ہی میں اگر ایسی مثالوں تو کہوں ملک عدم اول سے ہمارا وطن ہوا قافلے تھکے گئے سب پہلی منزل میں رہے اک ہو کا سا عالم ہے نہ دیوار نہ در ہے کہاں سے پوچھتے احوال کچھ نہر خونساں کا ہزاروں عدم کو طے جاتے ہیں کسی کے کاں میں باگ دراہیں آتی طے جاتے ہیں کارواں کیسے کیسے آبانہ بھڑا ہر جو مسافر اہر گنا ان میں کچھ حاصل بید ہیں کوئی نہ بھڑا وہاں سے حاکر میں جلتے ہیں آئے تھے جہاں سے واپس سرائے دہر میں آیا نہیں ہنوز ہے کارواں مگر جس کارواں ہسب اکرم کے ہم میں نہیں گئے فریاں دہر میں ہم ہوتا نہ واں مکان جو آرام گاہ کا جو ترقی یہ سدا ملک عدم ہے تہ خاک بھڑتے دکھاہ کوئی ہم نے ادھر سے ہرگز قافلہ ہے کہیں ویشیں چلا جاتا ہے حائے میں عالم حیرد واں چھوڑے گئے آیتاں کن ثناخوں پر ہیں کس چین میں گھر ہے بھڑتے ہل نکھوں میں جیسے عالم ایجاد کے</p>	<p>عدم نہد سے اٹھ نہیں سکا بے حشر تک مردہ ملک عدم کا حال کسی نے نہ کچھ کہا حالتا ہے کوئی واں تو بھڑا اما اہل نہیں کیا حائے جس مقام کی مطلق جبر ہیں وہ راہ عدم ہے جو مادتاہ طے مسافران عدم کی حب ہو خاک ہیں عدم کے جانیو اے قبریں رہے ہیں بتک قبر انساں ہے درتھر عدم الہی کسی مشکل ہے عدم کی راہ آساں کر ساگماں عدم آبا کی یرکشتہ مجھ سے سار کی طرح آکے ہاں اور دھل گئے دیکھتے ہیں گئے کب تک مادر ملک عدم کیا پوچھتے احوال ہو تم ملک عدم کا عدم کے جانیو الوجود تک بھر کر ہیں آئے وہاں کیا تا شا کوئی ہو رہا ہے عدم کا قافلہ چپ اس طرح ہے رواں عجب منزل توفیق ملک عدم ہے ملک عدم بھی ہے کوئی دیوار قہقہہ ہیں جو دار عدم قریب قریب ہے ملک عدم بھی کیا ہی دیکھیں عدم کے حائے والوں سے نہ پوچھو ملک عدم کو جانتے ہیں سیکن کوئی بشر راہ عدم کو سینگڑوں جالتے ہیں رخسوس کیا در ہے عدم کو جو جایا نہ جائے گا ملک عدم سے جا کے پھر آنا ہر ایک شخص اس ہو گا غم و آزار سے شاد اسی میں لوگ جاتے ہیں اہر سے تو طے سونے عدم وادی ملک عدم میں نہیں خطرہ مکین یا اپنی کیا عدم کوئی تماشا گاہ ہے چھبھراں عدم آباد سے پوچھے کوئی حاک خوش آئیں گے ساٹے عدم آباد کے</p>
---	--	--

<p>عدم میں جہاں آدھی نہ لکھی نفا در اس میں ایک ہی بیک اسے خدا کیسے عدم کی راہ ہے اک مسافر کا فیر ملحق نہیں</p> <p>آسودہ میں وہ علم و ہر کہ حوت تظہر میں پس جاوے اور سال کے حوالاں تظہر میں معلوم کرے ایک جہاں مہمل معلوم کرے ایک جہاں اطلاق در سکرے ایک جہاں گر علم میں تو رور و رہے نہیں مدب و نہیں تو دست بھی نہیں نوحانے مرے بھی اہل ہر کا سب کچھ نہ جانتے ہو کہ کسی ہے قانع من فولاد کرکتے ہو کہ کسی ہے قانع من فولاد کب کمال و علم وہ ہے قانع من فولاد اساں و در کرم نہیں جگر دواں ہے دوست سے رونق اور ہے دنیا میں علم کی سوئے کی لوح کتنی ہے زیبا کتاب پی قد جانی</p>	<p>عدم کے رہے داوتم کو اس تو بتا ہوا سفر ہوگا دشوار ملک عدم کا کیا ہی بیک تھے مضطر دنیا میں ہم جب آئے عدم بھی ہے قاشا گاہ شاید کہاں قافلہ بہر دان ملک عدم اک یا رہی آیاتہ اور ملک عدم سے کیا عاشا نظر آتا ہے وہاں جہاں ہوں یاران عدم سنتے نہیں مات کسی کی مسافران عدم کی جبرہ پوچھو کچھ عدم کی مٹی بھی رہتی ہے حصار کچھ عدم سے آئے ہیں حائیں گے پھر عدم اکوں راہ یعنی ہیں وہی راہ و ملک عدم راہی ملک عدم رہو وہی دھڑکا دل میں ہے نکس نہیں کہ زلزلہ میں اہل عدم ملیں لوگ کیونکر عدم کو جانتے ہیں راہ عدم میں تھوٹ گیا جسم و جاں کا ساہ کس طرح راہ عدم محمد سے دلاطم ہوگی ہلا عدم کی حرکتی اب ملک عدم کی بہت سخت تھی راہ لیکن جو گیا عالم فانی سے نہ آیا پھر کر عدم کا قافلہ کیا جانے کس طرف کو گیا عدم کا خواب بھی ترس کو خواب نوشیں تھا میں تو سمجھا تھا عدم سابق بھی ہے لاحق بھی ہے سراغ اہل عدم کے قافلوں کا ہر ملک ہے عدم میں کون سا آرام دینا سے زیادہ ہے وہ عدم کا کیا چلے کسی کو قرار مرل ملک عدم دیکھئے کیونکر ملے ہو آخر اکدن عدم کو جانا ہے ہمتی سے ہے عدم تک اک دن فرود جانا یہاں ملک عدم کا سفر ہے کیا درمیشیں بس وہ ہوا وہیں کا گزر احواس جہاں سے عدم کی راہ ہے دشوار تو اور خطر شاید نہیں معلوم ہے ملک عدم کو بد دعا کس کی</p>	<p>گر رتی کہا ہے تم یہ حال حوت پر میرا نشان کہا ہوں سے کر دہی بردامی ہے اب حائیں گے عدم کو دوس و بالی باد ہے جو پیہم قافلہ ہمتی رواں ہے کوئی تو بات کر داکن راٹھکانے کی کہا قافلہ رستہ میں کہیں بچھو رہا ہے لوگ کون سوئے عدم یاں سے چلے جاتے ہیں کس طرح ہم ان قافلہ والوں کو نکاریں کہ گم ہوئے ہیں بہت کاڈان میں کھٹے کہواں سے کوئی ہے اما تو کوئی حاما ہے اس ابد کو ہم ایچام کار سمجھے ہیں حارل کر اھیں جس راہ لگا دیتے ہیں قافلہ خاموش عاناہہ حطر مرل میں ہے میں خود ہوں بے نشان بولے کچھ نشان تھے کہ عدم کا کہیں نشان نہیں اک بھیر ہے مسافروں کی ریل سیل ہے اب تو عصیاں کا مرے دوش پہ ایسا ہوا یہاں سے گئے کارواں کیسے کسے دوانہ ہوئے ناواں کیسے کیسے خوب بچھو گئے شہر خوتاں ہوگا فرابھی گرو نہیں راہ میں فضا نہیں کہ آنکھ کھول کے دیکھی ہمارا کی صورت ہائے پھر ہمتی کی تہمت کیوں لگا کر بے جلا سدا سے بے صدا اس کا رواں میں ہی دراپوتا وہیں سے لوگ آئے ہیں وہیں پھر جانیو لہے میں کہ خاک بھی کسی جاننے والا آیا راہ دشوار ہے اور ادھر سفر کچھ بھی نہیں پس یا یوں سفر ہوا تو کیا آئے دور سے ہم بھیر اب ہے دور جانا حو لوگ ایسے لگے کو سج اور مقام میں ہیں آیا حویاں بھیر اس نے پانی خیر نہواں کی حویاں اباب چھوڑے جاتا ہے ہر گھر اپنا ہزاروں بشتیاں بستی ہیں پرورانہ رہتا ہے</p>
---	---	---

[illegible]

علم	علم	کتاب میں کہ جسے راکر لاد دو	تہ ۱۰ وقت سے اصلاح ہو	ماں
جانک ہیں سب اگر علم وہی دوست	سب دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	تا خدا نے کسی عالم ر لہوں ہوں اہل علم	علم کہتے ہیں شہ مولیٰ ۱۰ مراتب	تاری
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دولت دما تو س ما ہی میں رہ سانس کی	علم کی دولت کر جتنے میں بھی کام آئے کی	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	اس نے سارے سے جو سما کا وہ حدانہ تھا کا	علم کہتے ہیں حیدر اس رحمت ہے وہی	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	ماداں اہل علم کا اطلاق ہے عا	رہتے ہیں اس کے دل میں عزائے تہا ہوسے	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	جو جاہل ہے دیانت ملک ہو عالم ہو ہیں سکتا	کہ سرفاں عدا ہے علم حاصل ہو ہیں سکتا	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	عالم نے عمل نہیں شاخ حراں رسیدہ ہے	سایہ سے جس کے راہرو مل صرا رسدہ ہے	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	جو عالم نے عمل ہے اس کی بانوں پر تر کیا	وہ حتمہ ہے لو کھاری ہے وہ گوہر ہے لو حتمہ	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	نے عمل عالم سے جاہل ہے پھلا	بھول وہ کما حسن رنگ و رہیں	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	علم و حکم عمل ہی ہیں یہ کیا حاصل	یوں بوسطوں سے ٹھکر ہیں علم کوئی	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	ایسے عالم سچ ہے اسے وقف کے لوچل ہیں	علم دن بڑھے ہیں جو عالم دسی نے	حالم
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	حیات حاو دانی کا وسلہ علم سے خاطر	قیامت تک رہا کرتا ہے ر رہ مام عالم کا	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	ہرگز مہاط علم سے مائل - کچھ کے چل	اس راہ سے رسول ملے اور حدائے	رہ
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	رر کا بھی کچھ لطف حاصل ہو ہیں	ہتے بڑی دولت جو اسمہ داد ہو	خود
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	جانبے متصل ررت سے نہ کھصل علم	آرو اسان کوئے وصل و مہ ملی ہیں	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	کرور مالہ موروں ہر ار کی صورت	لہ علم ہیں اسرار کی صورت	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	ہے لطف عجب خرچ میں بندہ دل زادہ	رائل لکھی یہ علم کی دولت ہیں ہوتی	سعید
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	اسان گھر ہے علم و حق اس ہے آب و ماب	نے آرو بند آدمی کو علم گر ہیں	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	اس کوئے سرب کپہ گا اک رمار ماد رکہ	دوڑ میں علم و ہنر نہ تیچھ جو رہ جانے گا	صدر
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	علم کے یابی سے ہے سر سر دیا کا جمن	پانی پیچھے گا کہ جس پودے کو وہ مرجھا چکا	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	فصل بعلم کو ہے تہ ط گزاریں اپنی	کہ مس سر و بہ کرتی اثر اکسہ ہیں	صار
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	سخت و ضحوں کو نہ تعلیم سے برمی بھیب	لاکھ آتش سے نہ بے آب ہو سے رر کھلے	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	شراف ہے اسان کی علم سے	لیاف ہے اسان کی علم سے	صہیہ
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	ہو فقر کی خواہش کہ امیہ کی طلب ہو	لے علم جہاں میں کوئی دولت نہیں ملی	ٹھہر
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	اطلوا العلم کے معنی سے ہوا - آسکا	ہے تلاش علم حادہ مرل معصود کا	-
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	عالم وہ کما مل - ہو مس کا کما	سے فائدہ ورق لو ہے جاہل الٹا گیا	طہ
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	صلاحت کر تعلیم بددا ہو نہیں سکتی	کسی علم ہیں ہوا کسی کو عمل میا نہت	عاصی
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	جو کچھ علم میں خواص ہو تو اسے حاصل	صہ در ہا کھ رہے دُر آرو آسنے	فصاحت
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	کہتے ہیں جسے علم وہ ہے ایک ہی نقطہ	اس علم سے آگاہ اگر ہیں فقرا ہیں	فیض
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	سرت سے اگر ملتا ہے تو علم بڑ ہو تم	یاں تک کہ مرو بھی تو اسی ہی میں مروتہم	وق
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	بے علم کے ہنر کی ترقی بھی ہے محال	رہبر کی ہے تلاش ہر اک راہ و کو قرض	قاسم
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	مرکز نہ جائیں صاحب جو ہر کی فہمیں	صہ و قوی ہے کسنتہ فولاد کا مزاج	قدر
دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	دوستوں میں اس کو ملانے سے فضیلت	آسان نہیں غبی کی طبیعت ذکی سی ہو	منشکل حصول علم ہے کو دن کے واسطے	قلب

حس کو ہے قوت سیر وہ قوت علم کا ہے	کمال	رسم ہے جو گلے کی وہ طوق علم کا ہے	علم
کچھ اس میں ملک ہیں ہے نہ حال چھا	"	مادامہ چل تھے سے بہت ہے علم تھے کا	تہذیب جو علم سے چلے کی قوتوں میں
س حاشے راز اہل علم مطالعہ سے	"	بڑھی ہے دیکھا کیا قوت مطالعہ سے	تھا جس نے تہذیب آدمی یہ سال میں
حس کو حاصل ہو قوت سر	"	کیوں اس کی ہو عورت و لوفیر	جہاں علم کی نعمت کہاں یہ حد دلیل
عالم حاصل کرو نعم اسے کچھ	"	جی ہٹاؤ نہ ٹپے سے کچھ	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
دولت مسلم کا بڑا ہے ار	"	ناک ہے اس کے آگے دولت زر	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
دولت و زر کو کچھ کمال ہنس	"	دولت علم کو رواں ہنس	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
علم سے کوئی تھے نہیں بہر	"	باعث آرو ہے علم و ہنس	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
بعید علم و ہنس آدمی کی کیا وصفت	"	عورت حس نہ ایسے جو رو نہ کرس	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
علم کا اس نہ رس یر قدر داں ملتا ہنس	"	عالموں کا تو بہاں نام و ساں ملتا ہنس	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
ملک پر قوت تعلیم سے عالم کو یحیا یا	"	رٹے عاربدل میں سر عامل کے کرٹے ہنس	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
ہے نکاہیں نہ رماہ کا سم اٹھتا ہنس	"	حاصل علم و حل اکن قدم اٹھتا ہنس	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
سرت ترست تعلیم کا ہے	"	ہاں ہے نہ بہت کوئی را دل	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
دولت علم گر ہنس ہے یا کس	"	معلیٰ ہے بے لگا گدا ہے دل	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
حدائے دی جسے دنیا میں علم کی دولت	"	وہ اپنے سامنے فاروں کو بھی گدا سمجھا	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
سے علم و فصل سحر کے جب سے فائدہ	"	ہے ماریب زر و حمام کی جھول کا	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
ساکہ منسل حققت ہوں	"	مدرقہ علم رہا ہے دل	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
زر و جاگر سے کما دل کو حاصل	"	بعید علم تو ہے سے نوا دل	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
انساں علم ہی سے پہنچتا ہے ماہ سوش	"	اس راہ میں نساں کئی نقص یا کے ہنس	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
س ملک میں تعلیم کا آما ہے دم	"	حالتا ہے وہاں سے صہاگ چل اطم	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
انساں ہے سے علم و ہنس کے بیکار	"	ہر کار میں تعلیم ہنس ہے درکار	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
نکس ہنس بے علم برقی کا وجود	"	تعلیم سے کھل جاتی ہے راہ وود	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
یہ ہے وہ دل جس میں صدق و صفا	"	سے علم و ہنس ہنس ہے اسان کا وجود	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
بے محبت علم کس نے عورت یا فی	"	سے جوہر علم کس نے وعت یا فی	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
اب جھوڑے تھے نہ ہالت ابی	"	بے علم و ہنس کے ہنس عت اپی	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
گو عمل بترگو ہر تا بسدہ ہے	"	سے علم کہاں آدمی مسدہ ہے	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
ہونی ہیں دولت سے سر کی عت	"	بے جوہر ذاتی ہنس محکس وفت	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
گر ہنس علم کو کچھ سے ہنس طاؤس حسین	"	اومرے نار سے بن ٹپس کے سوز نیوالے	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
غلامی کا دروہ علم کو سمجھے تو کیا سمجھے	"	ہم اس کو رو مارو سے خدا مل ہما	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
جو سمجھے دولت حاوید ان علی جواں کو	"	مال ادس ہنس وہ قوم کی سچی نقا سمجھے	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
ہے یہی علم لو اک حضرت آدم کی ترف	"	ورہ اسان کو جواں یہ ترف کیسی	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
بے ربا صت ہنس آما ہے کوئی علم و ہنس	"	ایسی عقل کا گلہ کیجئے صبت کسی	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے
ہمد طعلی ہی میں یڑ ہنس ہے تو پڑ آما دل	"	ورہ امام حواں میں نو فرصت کسی	سب سے رحمت اری سے کیا کہاں ہے









<p>عمر ناما پانچواں</p> <p>گرانی عمر چوں دیو ہوا تو</p> <p>کہ چھپے جانے کوئی شے غافل نہ</p> <p>عمر رواں کا تیس چالاک اس لئے</p> <p>بچھو نہ کہ جلد کہے بال سے اڑے</p> <p>راج و شجاعت کے حکم کے وہ دہوں کوٹھ گئے</p> <p>حکومت کے حکم کے</p> <p>مستور سے پھر کر دے کہ میں</p> <p>کتاب کا لکھ سے سامنے دار و دیوار</p> <p>جہان پر چھوڑے ہوا کسری سے ہم ہستی میں</p> <p>ہر حال میں شمع شمع عمر کا چراغ ہے تھوڑا</p> <p>ہر لمحہ ہر لمحہ سے پابندہ جاں میں</p> <p>ہر لمحہ ہر لمحہ سے پابندہ جاں میں</p> <p>اس میں نیک کیا چاہے ہو کہ</p> <p>کلیجہ زخاں و جگر سوزی ہو</p> <p>بات دن اس عمر سے پابندہ جاں میں</p> <p>تھی بڑی شہرہ اس عمر سے</p> <p>عمر کی پانچویں</p>	<p>حلیل</p> <p>ہم ناوان ہیں تیز نہ عمر رواں چلے</p> <p>سے تماشہ کہ سفر میں ہوں سفر سے پہلے</p> <p>گھر بیٹھے گزرتی ہے سفر میں</p> <p>منہ زور کیا یہ عمر رواں کا سند ہے</p> <p>تیز رواں کیسے کسی نے نہیں تو سن دیکھے</p> <p>جس طرح برق صی ادھرائی اڑھری</p> <p>بھل ریگ روان صحرا یہ عمر ہر دم کھک رہی</p> <p>اور بیاں زبیت کی دم بھر نہیں مدت ماتی</p> <p>قدم رننا نہیں دم بھر بھی اس منہ زور توں کا</p> <p>ایک افسوس کیا ہر افسوس</p> <p>اس ناوان کہ چھوڑ گیا کارواں کہاں</p> <p>یہ ہم کو کس مصیبت میں بھسا کر</p> <p>چلی تو خاک میں ہم کو ملا کر</p> <p>اے عمر رفتہ لائیں تجھے ہم کہاں اب</p> <p>صبح ہوتے ہی پھر کہاں ہیں ہم</p> <p>سیر کو کہاں کی ہم بھی آئے تھے</p> <p>تو کی حس سے بیوفائی کی</p> <p>کیا جانیے یہ عمر گریزاں کہاں کی</p> <p>ساتھ دیتی ہے عطا عمر گریزاں کس کا</p> <p>بلا کی ترماں ہیں تو سن عمر گر برداں میں</p> <p>بجھبھ بھی نہ عمر گر بزاں کو راہ میں</p> <p>ایسی جو چال تو سن عمر رواں کی ہے</p> <p>تو کہے گی ہیں اے عمر گریزاں مساج</p> <p>عمر ناما پانچواں ارکے باعث</p> <p>لیتے ہیں عالم ہستی سے کس را دریا</p> <p>نوب ہم نے تھے اے عمر گریزاں دیکھا</p> <p>بھیسے نا پانچواں ہر ہر ہر</p> <p>کس بات پر چین ہوں رنگ و بو کر</p> <p>زندگانی کا کیا بھروسہ ہے</p> <p>اے درو کہاں کی زندگانی</p> <p>ہر کان عمر کے طے کر رہے ہیں نہوں کو</p> <p>ہر گزراں او سے رو کر گزار دے</p> <p>فکر اورد نہ ہے نہ عمر رواں کو</p>	<p>حلیل</p> <p>ہم ناوان ہیں تیز نہ عمر رواں چلے</p> <p>سے تماشہ کہ سفر میں ہوں سفر سے پہلے</p> <p>گھر بیٹھے گزرتی ہے سفر میں</p> <p>منہ زور کیا یہ عمر رواں کا سند ہے</p> <p>تیز رواں کیسے کسی نے نہیں تو سن دیکھے</p> <p>جس طرح برق صی ادھرائی اڑھری</p> <p>بھل ریگ روان صحرا یہ عمر ہر دم کھک رہی</p> <p>اور بیاں زبیت کی دم بھر نہیں مدت ماتی</p> <p>قدم رننا نہیں دم بھر بھی اس منہ زور توں کا</p> <p>ایک افسوس کیا ہر افسوس</p> <p>اس ناوان کہ چھوڑ گیا کارواں کہاں</p> <p>یہ ہم کو کس مصیبت میں بھسا کر</p> <p>چلی تو خاک میں ہم کو ملا کر</p> <p>اے عمر رفتہ لائیں تجھے ہم کہاں اب</p> <p>صبح ہوتے ہی پھر کہاں ہیں ہم</p> <p>سیر کو کہاں کی ہم بھی آئے تھے</p> <p>تو کی حس سے بیوفائی کی</p> <p>کیا جانیے یہ عمر گریزاں کہاں کی</p> <p>ساتھ دیتی ہے عطا عمر گریزاں کس کا</p> <p>بلا کی ترماں ہیں تو سن عمر گر برداں میں</p> <p>بجھبھ بھی نہ عمر گر بزاں کو راہ میں</p> <p>ایسی جو چال تو سن عمر رواں کی ہے</p> <p>تو کہے گی ہیں اے عمر گریزاں مساج</p> <p>عمر ناما پانچواں ارکے باعث</p> <p>لیتے ہیں عالم ہستی سے کس را دریا</p> <p>نوب ہم نے تھے اے عمر گریزاں دیکھا</p> <p>بھیسے نا پانچواں ہر ہر ہر</p> <p>کس بات پر چین ہوں رنگ و بو کر</p> <p>زندگانی کا کیا بھروسہ ہے</p> <p>اے درو کہاں کی زندگانی</p> <p>ہر کان عمر کے طے کر رہے ہیں نہوں کو</p> <p>ہر گزراں او سے رو کر گزار دے</p> <p>فکر اورد نہ ہے نہ عمر رواں کو</p>	<p>کو بولسا ساخہ کا منزل میں باسے</p> <p>چینے تا ای کہیں عمر رواں رکھی ہے</p> <p>ہے عمر رواں میں شمع کا رنگ</p> <p>مدل تو کیا کہیں نہیں سننا سواہ کی</p> <p>ہے عمر رواں میں ہے نہایت چالاک</p> <p>مالل بپوست بائیں کہ یہ حال ہو ہے</p> <p>کسی رکبیں کھی جوانی کھی خمینی ہے او پیری</p> <p>سکڑوں حسرت دارماں و تمنائیں ہیں</p> <p>سند عمر کی میں تیز رفتاری کا فائل ہوں</p> <p>عمر رفتہ پہ مار بار افسوس</p> <p>عمر رواں نے مجھ کو کہاں لاکے دی دغا</p> <p>علی حاتی ہے نوائے عمر رفتہ</p> <p>ہر افسوس نوائے زندگانی</p> <p>دل نہ دماغ نہ وہ آرزو رہی</p> <p>شمع ساں ساشب کے کہاں ہیں ہم</p> <p>ایکے رخصت حسن کوئی دم کی</p> <p>نہجہ پہ بھولے جھٹ کوئی اے عمر</p> <p>کرتی نہیں ذرا بھی رونف صبا میں</p> <p>شکوہ ہر دو ما اے دل ناواں کس کا</p> <p>کوئی ہے تسوا۔ ابرا جو دہا میں اے روکے</p> <p>کیا جا میں پیچھے جانی ہے لیو کر یہ ہے وفا</p> <p>یہ جاں لو کہ سندل مقصد کو لے لیا</p> <p>تری اس چال سے ہو گا تن چھاں محتاج</p> <p>چھوڑ دینے ہم ایک دن دنیا</p> <p>جاتی ہے عمر رواں موج رواں سے لگے</p> <p>ابتدا سے ہے رواں مرکز اصلی کی طرف</p> <p>مانی یہ نقش کیا ہے ایسا</p> <p>گل کو نہ ہے ثبات ہم کو بے اعتبار</p> <p>جان کیو سمجھ یہ اہمیت و نہیں</p> <p>سیری جلی اور گنی جوانی</p> <p>نفس کی نادمہ شدت سے عیاں۔ ہے گو باہم</p> <p>اسے شمع تیری عمر طبعی۔ ہے ایک رات</p> <p>ایک دم عمر طبعی سے یہاں شل جہا</p>
--	--	--	--







<p>عمر بیاچار کری ہے کوئی سو ہوئی ہے عمر میں چہ بات ہے چلتی گزرتی حیات نامہ کتاب کے نامہ عمر وید شباب کے اعتبار اک دم ہی اچھے دم۔ کچھ حاصل اعتبار کیا اعتبار ہے زندگی میں یہاں آخر مار عمر ہے چنگیز زندگی میں یہاں آخر شر کو دید جان کا ہے اک نظر میراث یاد داری کب ہے پیری عمر کی دیو کو دل میں نصوص نہ غم سدا کند سے باز تو سن زندگی و عہد شباب طرد و بقیہ داریں دووں اس محسوساں میں شریک کی طرح غم مانب ہوئے طر سے طر آن کر در ویدیم نام و عمر کہتے ہیں اور سال یہ سال ماہ پر ماہ چلے جاتے ہیں جہاں ہیں اس پر خالد و عمر و روزہ سے جہاں ہیں اس پر بہ چاہا کیا جو جس خام ہے ہم کو تم کام میں آتا نہیں کچھ کیا چلے جاتے ہیں وہی جنگلے وہ عمر کے حیات کب آتے ہیں دن روا ہوئی</p>	<p>نظم ترب کے کاٹ دیا وقت مکر کے چلے سب کے آگے مجھے اے عمر گر براں دیکھا حس نے ایک ساس لی وہ سکڑوں نزل آیا وہ تیز کام ہے تو ستہ ہوا بھی تو نہیں اس میں تقدیم ذرا بھی نہیں تاخیر نہیں دلی دھڑکنے ہے تو آوارہ آتی ہے سچ کہا ہے کہیں مٹی میں ہو آتی ہے کوئی دولت بھی اپنی کھو ماسے ایک مہینہ عمر کا ہوتا ہے کم بہراہیں ساتھ اپنے توں عمر رواں پیدا ہوا عمر اپنی زندگی کا گراں خواہا میرے دامن سے نہ بادھے کبھی صوفی کہ اس توں سے نگاہ ہے نہ کی کو تازی رگ جاں توں عمر رواں کو تازیانہ ہے بدن میں جو دم آیا ہے مقرر اسکو جانا رواں شستی عمر رواں ہے ہے مہیات اپنی یہ حیات نہیں زیت کا کیا ہے اعتبار نفوس ایسے چلو یہاں سے کسی کو خبر نہ ہو آنکھ کھلے نک آشنائیں ہم رہوار بہت تیز ہے ٹھیرا نہیں سکتا انسان کو ہر نفس جو فنا کا سفر نہیں کرتا نہیں قیام کہیں راہوار عمر کیا جلد بچھ گیا ہے چمک کر شہر و عمر رکے گا روکنے سے توں عمر رواں کیونکر نہیں ممکن کہیں عمر رواں کا قافلہ ٹھیرے اک سال زندگی کا میرے اور کم ہوا قابو میں میرے توں عمر رواں نہیں سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہیں عمر حاتی ہے چلی ہر دم جوانی کی طرح کب اس کی کاٹ کا رکھتا ہے اہل آرامہ یہ آرزو تو ہستی کا شجر کا شے دورا دم کے رہنے یہ موت ہستی ہے</p>	<p>مراں وہ جس ہم مثل برق آکے چلے جانوا رواں میں او مہر کے نو سہی تھے سبک برق سے تیرے کہیں سے روس عمر رواں کری گراے میں گراؤ نہ جھکو تو سن عمر مہار میں گزرتی ہے اماں فی عمر اباں قافلہ عمر ہے سرگرم سفر تھی عمر رواں لاکھ ہزار ہا دل استبے بہا ہے عمر عزیز خوش بحث ہوتے نادان ماہ نو کو دیکھ کر واد ہی ہستی میں آتے ہی عدم کی راہ لی ہو گئی باطل ہمارے عمر غفلت میں سر یہی کہتی ہوئی جاتی ہے صلی عمر رواں سایاں کما ہو سکے عمر رواں کی مجھ سے چلا غبار راہ ہم ہمیں نہ کیونکر جسم حاکمی کو اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہر دم ہمارا ہر نفس اک بادباں ہے عقلان بیرون نقطہ فتونہ قافلہ عمر کا ہے یاہ رکاب کرتی ہے روح یہ نفس گرم سے صلاح طر آئے کی پھر نہ رکھیو چشم ہے رخصت جاں حال میں بتلا نہیں سکتا مانند موج حاتی ہے کیوں عملے وقار کیوں رات دن رواں نہ رہے شہوار عمر جاگرم کرنے پائے نہ ہستی میں واسطی بہت مند زور ہے تھمتا نہیں تپتہ ہوا رواں سے لے آرام کیونکر ساکنان ملک ہستی کو یہ تم کو حشون سا لگہ سے الم ہوا روکوں میں کس طرح کر یہ مند زور ہے بہت نہ دیکھا نقش قدم کا صداے یا نہ سنی نوجوانان چیں کو دیکھ چک اے مندیب ہمارے اڑا دم سے کٹے ہے کل حیا ہم نہایت سمجھتے تھے اس آمد و شد دم کو اپنی مثل حساب ہستی ہے</p>
--	---	--



تبت عید کی لکھتا ہوں تو رشک آتا ہے عید وصال ہو مبارک دوستو عید آئی شاد ہیں بر ماویہ عید کی بکو کرہ ہو سا کو خوشی ۱۰۔ ہمدان دلکش ہے عید کا عید آئی عید آئی کہے ہیں عید کی سب کو خوشی ہوتی۔ کیوں اپ مناتے ہیں خوشی کو عید کی دید کس کو دید یا راں مہ صا گیا گلے ملنے کی ہونی ہے خوشی عید آئی ہے کہ آتی سے خوشی عید آئی شکر ساقی کھئے خوش ہو ہو رہاں رخسار عید کا دن ہے خوشی کے واسطے عید کی بچوں و تم خوشی خوش رکھو انباپ کو بچو سدا خدمت استاد تم پر فرص ہے تم کو کرنا ہے نصیحت یہ ہمار خوش ہوں سب کو نہ تک ہاں آئی عید ار حوے ہو گھٹا گھٹا ہو مطلق ہو تم خفا تو من خفا اور دوست ہیں نا آسنا یہ جوڑ دو غم و دل کے جھگڑے خاک ڈالوان کے سر یہ گلے ملنا ترالے مہ جیس احسا ز ہے ہو گئے ہو بد تم کا جس سے کیوں تل ہلال ہلہا تا بلخ میں ہے ہر شجر آئی ہے عید ہو گئے خیر و ملی جب سے خبر آئی ہے عید صل کا وعدہ وہ سچے دل سے لکھ دینگے تجھے عید کی خوشیاں کریں جو گھر میں ہوں گھر بار ہو ہم تو کچھ ایسے گئے گرے کسی کے جور سے یا داتا ہے کسی کا ہنکے یہ کہا کہ آج ہجر کے مارے جوں کا خوب دریاں کج ہے سرتیلی پر لئے پھرتے ہیں شوق قتل میں بھوک لکھی شس سے مس کرتا نہ اے مرغ مھر	میں نہ ہو بچوں پہ در دوست پیچھے یہ کارڈ گل مبارک تم کو ہو اے ملیلو عید آئی خوش ہیں نادار و امیر ہوتی ہے باعث خوشی کا عید ہی واہ کیا دن حاصر ہے عید کا شاد اس دل طفل و زمانہ تہہ ہیں عید وہ ہے لانی سب بہت فزول کیوں نہ ہو ہم کو مسرت دید کی دوستان ہنگاراں مرحبا پوچھنا کیا عید رمضان کی خوشی جب صبا آتی ہے لاتی ہے خوشی اس رکوا مال صاحب دیکھے تم کو بھی ہوگی مسرت بالضرور عید ہے بس خرمی کے واسطے دو کسی کو تم نہ رخ و غم کبھی دل میں رکھو مرتبہ استاد کا کوئی اس خدمت سے کہا بہتر ہے کرتے رہنا طاعت پروردگار کر ہی ہیں سیم تن اٹھکھیلیاں آئی ہے عید بھر درود و ار سے سن لو کہ ہاں آئی ہے عید کچھ انوکھی رنگ کی ہم کو یہاں آئی ہے عید دو گھڑی مل بیٹھو لے جان یہاں آئی ہے عید خود بخود دل کہہ رہا ہے بیگیاں آئی ہے عید لوگ خوش ہو جو کے کہتے ہیں یہاں آئی ہے عید کر ہی ہے شوخیاں باد سحر آئی ہے عید سچ ہے یہ اپنے لئے اک در سحر آئی ہے عید کہو تو آتنا زباں سے نامہ بر آئی ہے عید ہم سے بیوطنوں کو کیا صاحب خبر آئی ہے عید ہر کسی سے پوچھتے ہیں کیوں کہ صرا آئی ہے عید بدر تم مل لو گھٹا دل کھو لکھ آئی ہے عید یار ہے خیر کاف اور عید قریاں آج ہے حب سے سن کھائے ہم نے عید قریاں آج ہے ورد ہے سب کی زباں پر عید قریاں آج ہے	عید کاٹ ڈالے لیکڑوں سراسر لے پیچھے آنا نہ ذرا کر صاحب عید قریاں آج ہے تم ہیں لے تو چھو لاو خلق سے ہر گ حال مان جائے عید قریاں آج ہے اس مور نے دل سے پوچھے ذرا سن کوئی کون خوش نہ ہو سب کی عید قریاں آج ہے ہو نہ بولے بدلیہ تک آج ہی ہے عید قریاں آج ہے صاف صورت کہہ رہی ہے عید قریاں آج ہے کب دیکھے میکہ وین ہو عید سب ساقی نہ نق کی ہو عید عید کی صبح کیا سہاں ہے خارجین مست شادمانی ہے انگلے دنتوں میں سب ہو عید اس تو اک سب سے بڑی ہے بار سب سے بڑی ہے عید نا سب سے بڑی ہے عین اک دھوم ہے عید بیسوں کی بات جانی ہے ہم نے عید گاہ میں جا کر آج تقدیر آرزو جانی ہے ہیں ہیں
---	---	--





[illegible]



















عنبر دور	عنبر دور	عنبر دور	عنبر دور
<p>ملکہ اردو کے دل سے دل سے          خوش جاوے دل سے دل سے          زلفوں کا راز اپنے راز          دوس کو عاشق کی نسبت پرست          اس کی خانے کی مستل شاد دم          بواصر کی دن کوست کی شاد میں          ہیں اوچی دیوان کی مشورہ سے          صاحب جو کا سر میں اسی گلہ میں          ارج دور جادہ پیجا ہے عنبر دور          دیکھی زمینیاں سے تھے آسمان فراج          مثال بارو آتش ہو کر          جس میں آتش ہو کر          جنگ گل وہ دیکھیں جو بدبو جالے          گردن میں غفلت اس کے کچھ جو بدبو جالے          عود اسے منور کیا نہیں ہے دولت و دنیا          عود سے جا ہے انسان کو اسے مفرد          قاجال کو نہیں عمر کو دولت و دنیا          عبت عود سے نہیں کیا گل          دور جس پر پوئے ہیں کیا گل          ترے کسوت میں اتار ہے ہیں          تاج</p>	<p>عنبر دور</p>	<p>عزیز خوب ہیں بخت ماہر سیلیک          کبر کہتے ہیں جسے صلب شیطانی          سر کسی اسی نہیں ہر دست عیت کی طرح          مراتب آدمی کی صفت عجز ہے          جس کو کچھ اسنے علم و ہنر کا غم دور ہے          دھڑ کو ہے بکھر امیر سے واحد          امین ہیں کب وہ صعد کور و عدا          گھمٹوہ نہ کرے یا لکی اور ہاتھی یہ          محض ہے قوج یہ معور اسی سادہ راں          آدمی غرہ مست کرتا ہے ای دست یہ          یہ مٹی ایک دن چوہاٹے گی محو تلام میں          امام عمر معور ہو کس میں آیا          کہا ہے مدہر کے سر آسمان ہلال          جل کبھی سے آگے ترے پیچھے معور          نحد کو دیکھ لے منہ بھول اس میں سوکت یہ          کھتے کہا ہیں حوالی گنا کے جو ماداں          مرغی نقرہ گر حاصل ہیں کس کام کی          ایک دن کی رنگی پر کون۔ ارشے صاحب          جہاں میں اہل بخت ہم لے دیکھے حص لے معنی          اپنی خود بینی ہے ہم کو کھووا مثل صاحب          ہوا آبت صاحب بھوکے بے حائبر سے          لب کا تفا حد نہ کر زمین ہار          کل فلک سے ہمسری کرتے تھے جواہل غور          سرنگوں ہو گنا فوارہ بکل کر باہر          یہ حال لے چکے گنا سر رک حاکم یہ          ہو کر بلند ہو ماہ فوارہ سرنگوں          گردن شہر بھکی اور کہا حب قلعہ          جاتی رہے گی طاہر واطل کی رکسی          جو چو کیں سرکشی سے اہل نخت لہر وں بھی          کبر سے نارل ہوا دنیا میں دوزخ کا عذاب          نہ ہوا اتنا بھی اسے دو دولتوں معور دنیا پر          زیر گردن کب رہی مفرد کی گردن بلند          نہ ہو اسے منور مال و دولت و زر یہ</p>	<p>کہ ہر کمال کو آخر سر وال ہوتا ہے          محو سے جانے کو ماہر لہر ہاگ ہوا          سامنے محتاج کے جھک جائے گردن یا ہے          نہ کرنا کبھی کسراں کی ماہ          حامل ای کو کبھی وہی بے محور ہے          کہ ماہری میں ہاں فہ کی عدا ہے          کبر و دور سے جو کھائے ہیں ویدہ          نگاہ مس کی ہود ماکی سے نیستی پر          عود و لہا کو ہوتا ہاں میں راتی یہ          اصل جس کی قطہ متیاب ہے ماحول سے          جواب آسا اٹھا ہے محض سرور سارا          ہمیشہ مست زمانہ میں ہے تراب را          نخت نہ چاہیے کبھی اسنے کمال          موت کھینچے ہوئے سمیر فنا آتی ہے          یہاں ہی جسم اگر آنا نوے طبل جسم آیا          اکڑ کے چلتے ہیں سری میں دواں کی طرح          شمع کوں کرتی ہے اس آتش راہی رہمٹ          سرور کھتا ہے مگر سر میں ہیں رکھا دماغ          حباب اتنا اٹھتا ہے نہ کر حکمت سے خالی ہے          کھول کر جب کچھ دیکھا کچھ نہ پایا آپ کو          کہ ہیں معنی سے دم کے ہر سولے بیشتر خالی          بشریہ ہنر ہے سال عمار          آج وہ زبر زمین ہیں سدا اٹھا سکتے نہیں          آسمان گردن سرکش کو اٹھا دینا ہے          گردن کسی و صورت مینا کرے کوئی          بھکتا ہے وہ صرد گردن فرار ہے          بیج لو کہتے ہیں ٹے دل کا سر بیجا ہے          حامل طرہاء آنکھ پر ستیت غرور کا          لحد میں کیوں کھڑا ہی دس ہومردہ فرنگی کا          پردہ سنوں کے چلے جس سے یہ ایسی آنچ ہے          نہیں معلوم کیا انجام تم کو کبر و فحست کا          جگہ جام گدائی کا سنہ سر شاہ کا          کہ دیکھو بایں کا عالم ہے کیا کسے سکڑ پر</p>

سودا	عبدلہ	حلیل	دولت و جاہ و نکل پھمٹ	تا کھا اسے اہل دسا کا کھا
"	"	جبریت	ہو کا روکس جہاں میں میرا نام	صاف رکھ ل کو کس سے نام
"	"	"	پاک رہا اس سے اسے عالی بہاد	ہے کمر ماہ سترو صا د
"	"	"	اں کے دربار میں موناہیں مسطور گھمٹ	مدنی ماہنے قرب کردہ ہے سدہ نوار
"	"	"	مرحومہ سے رہا ہے سدا دور گھمٹ	صیت اداں ہیں اہیں کا تو ہے دسور گھمٹ
"	"	"	سب ملک کرنے ہیں فیصد و فعدہ گھمٹ	دہر میں مسم وادت سے یکے رہے ہیں
"	"	"	رہا ہے مادہ نحت سے جو محمود گھمٹ	اہل ایماں کیا کرتے ہیں اس سے لعرب
"	"	"	اں کے ہمراہ ہوا حاکم میں مسور گھمٹ	جو تھے رر میں دل میں گھمٹ کو لینے
"	"	"	ہیں رہا سدا حوں کسی کا	غور حوسن بچا ہے سبچہ لو
"	"	"	ہی اعمال دما سے ستر کے ساتھ جاتے ہیں	عند و جاہ لے جا ہے مال کا رسو جو تو
"	"	حالی	ٹرائی دیکھ ہیں سکے غیر کی رہا	جنہوں نے آپ کو کس سے سمجھ لیا ہے ٹرا
"	"	حلیل	مثل حاب دم ہیں وہ سر ماد ہو کسا	کچھ بھی ہوا غور کی جس میں پھر گئی
"	"	درد	کر یک ستر پر اس میں گوہر سحر اع بن	دیکھیہ جس کو یہاں اُسے اور ہی دماغ ہے
"	"	رد	تو ثامت ہو کہ مست حاکم کے نیا وہ ہے	کس ہر اس ہم اہرتے ہیں غمٹ ل حاب
"	"	"	حول تمھما ہوں جس کو عسور ہوتا ہے	جو اس جس میں اس کے متور ہو ما ہے
"	"	"	بھر جائے گا یہ کاسہ سر مار و مورے	عافل غور و کمر کو اس میں گھمٹ دے
"	"	دھک	جو عفا وہ ایسے وک کا اداسیا تھا	مثل حاب چہد نفس کی مودیر
"	"	"	جھکے پیری میں اندموروں کماں ہو جائیگا	راہ میں اتنا شق کر حلوے غافل
"	"	"	جاں کی خیر ہے چکے کہ ہوا رہتی ہے	اہل نحت کی مائیں ہی ہے نامہ حاب
"	"	رعا	تھیم عور دیکھا تو اکیسائے حالی ہے	دماغ یہ کر دوں میں بھرا ہے مادہ نحت
"	"	راسخ	ہوں ہوتے دولت کو حوڑی حوڑے	میں عودی سے ہے دیبا میں ہر تہہ ہوں
"	"	رکور	اسی میں تو رہنا ہے اکروں گڑا کر	ز میں یر جلیس آج کیوں ہسم اکرا کر
"	"	رعب	اٹھا اسے تو صا صورت حابٹا	عور و کمر ہا کس کا جسد فانی ہیں
"	"	"	چلا کر نہ رحمت ریں راکڑا کر	جھکا نیکو تیرے جھکا آسمان ہے
"	"	سور	سو مھتا اتنا نہیں ہم حاکم کے پیوند ہیں	تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر جلیے ہیں بار
"	"	"	ولے دیکھا سے سدہ ہو اپنی خود مائی کا	خدا کی بندگی کا سوز ہے دعویٰ لوہراک کو
"	"	سخن	دو دن کی زندگی کا بھلا امتسا دیکھا	مغور ہو بہ ہستی نا پائیدار پر
"	"	"	گیا جس دم جہاں سے کچھ نہ محاد میں سکد میں	عبت لے منعمو معور ہو دیائے فانی ہر
"	"	"	ز میں پر فاش ہو رکھو قدم آہستہ آہستہ	اکرا کر کیوں سکتے ہو غور و کمر و کھوڑے
"	"	سودا	چلا نہ لبتہ سے کچھ میں تری خدائی کا	دماغ مھڑ گیا آخر ترانہ لے غمور و
"	"	"	فلک بال ہا کو لی میں دیتا ہے گس رانی	عجب ناداں ہیں جس کو ہے محتاج سلطان
"	"	"	گوہر کالے کا کسب و کمال آیا	ناراں نہ ہونو اس یر گر کچھ کو سنگت میں سے
"	"	"	کسا کروں ہائے زمیں نحت فلک سے دور	لے میاں دیکھ نہ بجایگا خدا کو غیسور

دماغ خلق تیار کر کے ہے جہاں میں جہاں میں  
 نیست حاکم میں اتنا عور و کس کا ہے  
 دہشت ہے کہ اہل جہاں سے ججے راہ  
 افتادگی نہ ہوتے فراہوش نقیض یا  
 رر غور و کمر و کس راہ سے تادان  
 عور و کس نے بچا عور و کس راہ  
 معلم الملکوت آج تک عور و کس راہ  
 مچھ کر کسی پادشاں کو ہر اس لارم خور  
 پاؤں لٹکائے ہوتے شجاءے حاکم کے لائق  
 نہیں ہے آدم حاکم خور کے لائق  
 عور و کس ہے عور و کس سے شتم  
 منت نہا ہے عور و کس کا  
 رعد کو عور و کس کا بندگی  
 بجایا ہے کس بجایا ہے کس کے شرمندہ  
 بیایا ہے اور بجایا ہے عور و کس  
 فزون عور و کس کا عور و کس  
 کرتا ہیں پسند کسی کا عور و کس  
 دسا میں قی نے دی ہے عور و کس  
 کسا ناست بہ عور و کس کا عور و کس  
 باع جہاں

<p>عشور</p> <p>اک دن جارجس کو یوگی مسراتی دور      باقی ہے کم کو محل سے رخصت کیجئے      مریخاوی سومر لا منت سے اکٹھے ہی      اس پر کب پہاں ہوا ہے عسکر اور کا      روہا دم ہے نہ وہ شکتی نہ وہ شہی      شاد کو ملائے پنجاب غور کا      ہیں جو غور و اعلیٰ کو خیر دل سے      آزدی سے سلام ہوتی ہے      جو خاکساری سے گزرا ہوا وہ خاکسار      اسے فلک کے شایا ہے غور آکا      بوقت جوت - لاکھ کو انہی سے      حق سے شیطاں جو متوہب ہوا خوب ہوا      جو مجز و خاکساری پسندہ خدا      انسان کا غور ہے باعث روال کا      مقلوں کی حق جابت کچھ نہ شیطاں ہوا      رائدہ درگاہ فرما دیجئے نہ شاکہ کو      وہ چاہے بل میں گدا کر دے شاہ کو      گمنڈ کیجئے ہرگز نہ باجدار کی کا      روزگار نہ چانی نہ زور نہ ملک کا      فرض کیجئے نہیں اچھا کسی طرح کا      غور و دیلی</p>	<p>ماغ جہاں میں کل جوتہ گمت ہیں ہر را      اسے گل میں بہا ہواں سبے لپی ہوئی      کرو خوب ۵۵ ملا ہے جس کے دستہ سے      ستہ سے دعا ہر سے سرور کا دماغ      ہے سد کی ہر دم یہی آرزو      جہل اور غلب و بکھر تو ہیں میں بچلے      لے دو انے نہ تھر کر دعا کے واسطے      نہ بکب سے ہیں غلبہ انساں میں کچھ      دلا ہے جس نے نول بڑا سرنگوں ہوا      جو درماں ہو بشر اس سے کیا کلام کریں      تم کو نار چاہیے ہر شخص سے شفق      سرکش رس نہ رکھتے ہیں پاؤں کر سے      سرکش کو ماغ دہر میں نیکی کا پھل کہاں      کرا تو ہیں کسی شخص کی اذراہ غم سرور      حب کوئی دا ما ہوا محسور یہاں      باد رکھ لاسٹھے مرغا کے بھی نو مضمون کو      حودی کو کسر کو جس نے کچھوڑا      دما کے احتتام ریش کو عور ہے      نہ کر جو نسب کل آدمی یکساں ہیں صفت میں      تکمل ہو رہی ہیں میں غور سے      ڈوبوے عافیت بدعتوں کو لا کھیتا فی      بل بہار گل پہ نہ غور ہجے مول      نہیں دیتی کسی کا ساتھ دنیا محسور ہر گر      مامد حسد اذیل وہ شطان بنا      جواں سے ذباں موج کبد سے سوزستی میں      جلاوے سوز نحت اس کو مثل شمع لے ظاہر      سرو ماں ہے کیا کر مال اکٹ دل      اتنا داپے جامد سے باہر نکل کے چل      خٹے دعوے خدائی جنہیں لکے لکھتے ہیں      دل میں کبھی نہ کبر سر میں غور و غنا      غور ہا کسی کا نہ دنیا میں لے پری      ہو نہ محسور ماہ کو دیکھو      اس قدر کھتا ہے خوش سے سفر روزگار</p>	<p>رنگس مراکب دوڑنے کو ایک کا گھمڈ      بھولا ہے کس ہوا بہ براڑا مائے کا گھمڈ      مثلا قہر خدا میں جو عذر خاک سا      چڑلوں کا سکا بڑا ہوا جسم فیصل کا      خودی سے بچا حشر انا مجھے      بن نہ حیاں دراصلت اسماں میں آ      خیمہ گر پیچے فلک مک آسماں ہوا ہس      شکر اللہ کہ ہیں نام کو پندار مجھے      حق کو نہیں پندار عورت کی گھمٹو      جو پڑ غور ہو سر اس کو کھاسلام کریں      رہا ہے گز کرے کوئی اہل ہر گھمڈ      مرنے کے بعد ہوگی عمار میں جس      دکھو کہ سرور میں کبھی ہوتا اثر ہیں      ہے معیوب نہایت شرفا کے ردیک      آسمانے جرح میں میاگسا      باؤں رکھا کر دراواہل کو سب بچہ کر      حشر رکھتا ہے وہ راہ ہساکی      کچھ رک ہیں کہ عقل میں اسکی عورت ہے      دکھا کچھ جو ہر سر زانی کہ اسیں ہر شرف تیرا      اک سر ملا تمام جہد میں جباب کو      ہوا فرعون کی داڑھی یہ قلعہ دستہ کو      آخر خزاں ہی ہو گئے داسب میں کے مول      ہو مغور لے منعم حصول گنج دولت پر      جو اپنے کئے یہ کسی مغرور ہوا      ہوا میں حوا ہر ماہ ہے سر مغرور ہوتا ہے      جہاں میں ہو سرکش گردن مغرور کی صورت      جسم سے ہے سر جدا سکر ہے توار جدا      دیا ہے مل جلاؤ کا رتبہ سفیل کے چسل      پال پلایاں ہیں سر پر غور کی      افتادگی کی راہ سے میں بے تصور تھا      کیا میکسی ہے آج سلماں کی گرد پر      حد سے بڑھ کر روال آتا ہے      سو چلان کر باہاں پستی لے دکھلائی ہے</p>
---	---	--

۱۰	دور و ما عسرتی ہوں	ہر اکسہ کو کر یا حاسا ہے	عیش
۱۱	خود سہی سوہ سیٹاں ہے	کدب گوئی عارب اماں سے	ماہر
۱۲	جاتے ہیں مالی ہاتھ جہاں سے کد اوستاہ	ادماں کو گھمڈ نہ دوسرے چاہیے	عالم
۱۳	حالت مرتبہ ہے کمرہ کرس دولت	خوشی ہوئے ہیں اک دن وہ گدا ہوتے ہیں	"
۱۴	اس قاء کو کمرہ نے مٹا نام کس	فی الحقیقہ اس جہاں میں کو یہاں دماغ	"
۱۵	اک ایک کو باقی لے فیصلت دی ہے	بیچ وہ ہے جو سمجھتا ہے کہ سمجھا ہوں میں	"
۱۶	موت اس ظلم امکان میں ہے نہ کوپ ماس	کیوں نہ رروم سیلی سر معرور ہے	عمر
۱۷	ساد کے آکے منٹ گئی مائے کی کرتی	بیچ ہے ہنس جھتی کھٹی کھو کس معرور کی	"
۱۸	وہ کوں پس کو ہمیں ہاں عرہ لے جا	خالی ہیں یا ہوں میں بیدار سے کوئی	حاصل
۱۹	وائے مادی کہ ہیں احکام سے کنا بے جبر	دوہی دن کی رنگی پر ہو گئے معرور ہم	مص
۲۰	یچا ہے رعم دولت دسا پہ لے حسن	ہے معرض حایں براہ اور حتم	ہدا
۲۱	حسن کو کہ قدا دوسر دیا کا ہے غور	تحقیق اس کی ستاں امانت مرا ہے	"
۲۲	ہرگز حوی کی کی حد کو ہمیں سد	کوئی نہ سمجھ سے مات نکالو عسرت کی	"
۲۳	جوہر دانی نہ مگر ہو غم تو رہا بھی ہے	اب داد کی مصلحت پر مانتے گھمڈ	فرج
۲۴	اسے دل مفرد سوچ انجم کو	ٹھوکر کس کھانا سر معرور ہے	وق
۲۵	مہ کامل کو در غور سے دیکھے انسان	حکمران چلے ہیں سے وہی گھٹا ہے میں	دور
۲۶	سری زمستے وہی دور نظر آتے ہیں	اپنی طاقت یہ جو معرور نظر آئے ہیں	"
۲۷	مکرور دوسم کہ اک گردش میں	حقیر کا سا پالہ ہے مانج سا بی کا	عام
۲۸	کربانی کا خود دیکھا میں لے حسن جا پر ظہور	ایسی اسی حد میں جلیت تھا اک مرد بھا	ہدرب
۲۹	گھٹ کر بلال ہو مسہ کامل عرور سے	کامل وہ ہے جو سرہ اٹھائے کمال پر	حد
۳۰	نہ ماؤمی جیوڑیہ سدا ہمیں اچھا	کہوں ہا ہے نو مورد الزام خدا کا	"
۳۱	فرعون اور تجھ سے ہو دوائے ہمیری	ناید کر گنا ہے کہیں یا نیکسل کا	"
۳۲	تاہری پر گھمڈاے قدرت نہ سیکھتے	اب بھی دیا میں ٹپے ہیں لاکھوں بہر آئیے	"
۳۳	محط عالم فانی میں قائمہ منعم	سر غرور ہا گر جناب دار بلند	علی
۳۴	قدرت خدا کی دیکھئے انسان اور غرور	اک مثبت خاک کا جو دماغ آسمان پر	"
۳۵	سر معرور اٹھاؤ نہ سر کنتو اتنا	لے گا خاک میں سیانچیں زمیں کے تپے	قول
۳۶	اے منور غرور سخاوت نہ چاہیے	دو ہاتھ ہیں تھلے خدا کے ہنزار ہا	کمال
۳۷	بیجا غرور اس کے معنی قسم میں کیا ہے	دم بھر میں کیا ہوا تھا دم بھر میں چلنے کھا کھا	کبت
۳۸	دنیا کے مال و جاہ یہ عنافل نہ کرد ماع	کہوں چڑھ کے اسپ فیل یہ بیتا ہے خرد ماع	گوریا
۳۹	ٹھوکر کس کھائیگا اکدن سکرشی اتنی نہ کر	او سر ہمیر کوں ہیولا ہے اس دستا پر	مکتس
۴۰	قاروں کا رہ گیا دم مردن ہیں گھمڈ	بکھ مال کام کیا نہ ریر میں گھمڈ	"
۴۱	لشر ہے وہی جس میں خوش نہیں ہے	وہی دل ہے جس میں کدورت نہیں ہے	"
۴۲	ساتھ ہے پھر جہاں میں چارون مثل جناب	تن کو ہے کس روح کی پیر آسانی پر گھمڈ	"

عشر  
 جس میں مگر عرور ہے یہی اصل ہے غرور ہے  
 سر اس سر سے عرور ہے کہ قائم عرور اس نہیں  
 گھمڈ علم کا ایسی کو حق ہے چوکا لیوں  
 راست ایسی کھتی ہے حد سے کہے قابل کو  
 جو عرور است کر کو تو دیر باری ہے  
 وگر خاک کا تپا ظہور باری ہے  
 منہ جو سے حادو بجے آدمی ہے  
 جو لے گا دیکھو یہ اسے وہ بیل ہے  
 دور دور کے شباب یہ آگے اس قدر  
 سے چکی ہوئی عرور ہے تو کمر ہے  
 ویا کی سلطنت نیچے کچھ مال حاصل  
 ایسی کا فتنہ ہے با عرور کا  
 حوالہ ہوا ہے کس کے عرور سے ر آدمی  
 اس شب جاک کو ہے ایسی عرور کا  
 دانش پوچھنے ایسا جو کتا ہے شدت  
 دانش کہ وہ شخص ہے جن میں سے آگے  
 وانش کہ وہ عرور ہے سوچا ہے آگے  
 ہو عرور اتنا زندگی پوچھا ہے آگے  
 قصا کا وہ جس قدر کہ قیوں سے پر غرور  
 ان میں کی شمشاد و جاہ اس قدر ہیں  
 سب سے پہ



<p>ماح</p> <p>نہار رور کرے ہل دیاں عست</p> <p>ہم نے دیکھا ٹھوکر کھانے سر صفور کو</p> <p>میں مثل ماہ گردوں ہوں تو مثل ماہ قلع ہے</p> <p>ساح</p> <p>ساح عود کرتے ہیں دہر حواس میں</p> <p>دروں کو ڈوڈو ماموئی لے آتے ہیں</p> <p>اک کھن مرے ملا ہے گداو ساہ کو</p> <p>ادھر بے معرکوں بھولا ہے اس رمار ر</p> <p>وقار</p> <p>حاب آسا ہے وہ دم بھرا بھرتا</p> <p>فظ آک حام سے یر کیا حاب آسا بھرا ہے</p> <p>واسطی</p> <p>مکان کیسے کی کا مزا تک رہا</p> <p>ہدم</p> <p>ستہ مادہ سے پوتا ہے احسام ہی</p> <p>ہمس</p> <p>نگلہ دیکھ لے کہ ہے دکھا لگس کے یاس</p>	<p>کمال انساں نے سد کا کھو کا ڈوڈوری سے</p> <p>آجودا لے مور بے ہر جہت قوی</p> <p>کا جسم ہی لے سم کر اساعنہ رور</p> <p>غور اوس دور و زہمت ہر جہت کو اسے اسل</p> <p>جو منس کی حاک منس منس کی ڈیاں</p> <p>و مداسے سموا جیسا ہمس عود</p> <p>فام و حاب یہ اہل دول کو کہوں ہے تار</p> <p>ٹھوکر کھائے کھا اک دل سرکتی اسی نہ کر</p> <p>ہری ہے ماحوب جس کے سر میں</p> <p>ہیں دم کا عروسہ عکدہ میں بھر ہستی کے</p> <p>اہل کبرئے ماگدار کس نہ رہا</p> <p>اہل کوب کی رکھے دور فلک اک کوب</p> <p>اے مع نرم دہر میں اماہ س اٹھا</p>
<h2 style="text-align: center;">غزبت</h2>	
<p>ابر</p> <p>اک عمر ہو گئی ہیں آیا ہے گھسے خط</p> <p>یر ایک سی ہے خسراں و بہار نور میں</p> <p>پہی رہیں ہں دو میں یاد غزبتہ میں</p> <p>کب افسوس مل کر رہ گئی رقی ایسے رمس یر</p> <p>ہولے دوسارے راتے کو ادھر ہونے دو</p> <p>جو ہر کھلے حور مرد وطن سے نکل گیا</p> <p>ابر</p> <p>طاہرین ہی مسوں ہے صحاح و فہم میں</p> <p>جو کل بے تر ہے وہ ہو سگار کیا</p> <p>اسر</p> <p>رہ جائے مدعے رشت کا مردہ نفاہ میں</p> <p>وہ استناحس کا کوئی آشنا نہیں</p> <p>اہل زر جو ہیں کریں وہ اہل زر کی آورد</p> <p>جو سغف ایک ہی جھٹے میں چار سو ٹیکے</p> <p>مغلی بھی کیا کسی زردار کی دول ہوئی</p> <p>گر جابگی تھا جوں کی بھی ایک ایک چادر میں</p> <p>گداو ساہ میں کچھ فسق ریر حاک نہیں</p> <p>کسی سرکت سے بھکتی نہیں گردن مجھ کو</p> <p>گج سے حالی نہ سمجھو اس کو جو دربان ہے</p>	<p>عرب میں کس طرح پر ساں ہو عرب میں</p> <p>نگلگی کے ہوں ساں ہزار غزبتہ میں</p> <p>اسد و سیم و سیم کیسی دور و سلق</p> <p>ہتید ستوں کو کسا حوت کسا آسانی ہے</p> <p>میں عرب اور عربیوں کا عدا دلی ہے</p> <p>حجر کچا حویان سے جھکا میاں صفا</p> <p>ماٹاں ہے وہ قمت نہ یہ ہے شاکی قمت</p> <p>ساں اگر ہیں نوواد سے کس خطہ</p> <p>دو پوش ہم سے دولت دنیا ہے اس لیے</p> <p>یاد و غریب کا کوئی اس کے سوا ہیں</p> <p>ہم میں مغلس مغلس کی ہے ہیں معلوم قدر</p> <p>مکان کہہ میں کیو کور غریب کی پولبر</p> <p>چمین لیکا کس طرح کوئی ذبردستی اسے</p> <p>امیروں سے کہو بھولیں نہ کو اب و متجر پر</p> <p>ہے ایک دیدہ ماہ میں طعل خرد و زرگ</p> <p>مغلی مویسیروں کو کرے کون سلام</p> <p>مغلسوں کو دیدہ کم سے نہ دیکھو منمو</p>

غزبت

مسکوں کو ہر صبا کے لئے صبح کا فوری آس

چہ بارسے جاؤں ایک ہی بدست چراغ

دل گر جانائے رزقِ سام کی تدبیر میں

نہی کام آئی نیکی نے لطف دکھلایا

مے خاق نے سب سے پہلے بوجھا چھوچھو

ابو دل سے غیروں میں ریا سوار فطرت میں

دشمن سے دشمنی ہے سلطان اک طرف سے

دعوت دہا بیا چلی اپنے منس میں ہیں

تک کبیا بیا چلی رہی ہے پلٹے پلٹے

عزت کب کس صاحب ایک کر نہیں

تھا اختیار صاحب ادا درکار کجا

ہم تو بول کا ند ہے ادا درکار کجا

طالب علاج یہ کس کے مال میں ہیں

موسے اعلان سے مال تحفے مان بیا کو

وہ بیا سچوں کہ جہاں نے آجرتی ہے دریا کو

مرد بے زور سے کافی ہے جب

مغلی میں یاد رہ گا فی جہاں کے سبب

مغلی سے رہنے والی کی مغلی کا سبب

خراں نے رنگ ادا ایچ گلستاں سے

حال مرستیں









غصہ		غفلت
<p>سہ سحائل تہوں اہل نہ کے ہونا  علم و بہ عزت کز ناب خوار غصہ  نہ نی حاسنہ جونی ہے شرافت میں  کہو دہاے پھل و سب کو غصہ  تبطان جو کرتا ہے رگ دینیں حلوں  تکسیر نفس مہرے ذلیلہ کا نام۔ سے  خیر کے مثل جامہ سے باہر ہوا تو کیا  پدی کا بد آمل کار ہے نیکی کا نیک آخر  کیا بشر اس کو کہیں غصہ سے جو جائے جن</p>	<p>سایہ بن میں یہ انسان رہا کرتے ہیں  ہے علم مثل گل کے گویا ہے خار غصہ  ریخ کھا ماسہ پلے غیر جو ہوا ہے نجیب  کرتا ہے سوا فادو ستہ کو غصہ  دیوانہ مٹا ہے ستہ کو غصہ  نویں خویشی ہے لقب استعال کا  وہ ادی ہے کہے حروف مضب لھا  امت غیظ سے ہوتی ہے خوشنوی مثل سے  روح کستہ ہو گیا اطلاق زرحساتار ہا</p>	<p>مردوں کو دل دہر سے غفلت نہ جائے  راہ چلے سارے تیروں کی گھاس میں  دل وانی کے گئے ہوئے سب بات آؤ ہے  جو یک فاعل کہ مگر بیعت دم سا  کس طرح اپنے نظر کو بیعت دم سا  بڑھ غفلت ہے اکھول زرقاب رنگی  بتو اسے فاعل مصلیٰ ہو مصروف ہر  آگلا وقت زوال آفتاب زندگی  معمول ہے دور کی عالم سے ہے ہم  لے بیچ ہے عالم دنیا میں نام ہے  جسم حامل نہیں مقصد سے آر فاعل ہے  راہ جھولا ہوا کیا جانے کہ ہر منزل ہے  جاوون کے رستہ نام قیامت مافی  کام وہ کہ دل دنیا ہے اس قدر  فائل ہول دل کا ہے خطا اعتدال ہے  اس دو ہوس چھاؤں کا ہے خطا اعتدال ہے  نواں رنگہ نشے زدہ لہار جنگ یاد آید  جوانی جاگی پیری میں اس مجھے تو کیا ہے  غفلت سے اہل کس بھی جو بختے ہر سب  ان کا بھی جواب کم ہیں مرد کے خواجہ  غفلت دنیا</p>
غفلت		
<p>کیوں نہ پائے وہ سنا جو ہو خدا کو فاعل  جو کو شباب خواب تغافل سے غافل  آتی ہے کال میں یہ لب گور سے صدا  اہل غفلت سے یہ کہو کہ حوت بال سفید  بیچ تو ہے یہ اہل عالم کیا تعامل مستہ ہیں  غفلت مجھے دکھائے گی دنیا کی عشیریں  اس بحرے ثبات میں غفلت ہے زندگی  خواب غفلت سے ذرا اکھول مسافر شخص  خافو کچھ تو ڈرو آب سے آتش نہ بتو  اہل ہستی ہیں کس قدر غافل  نہ کر فکر قیام اس میں کہ آفتگاہ ہے دنیا  منزل ہے دور سوتے ہو کیا غفلو اٹھو  وائے غفلت ہیں اتنا بھی نہ معلوم ہوا  اسیر اس نرم میں غفلت سے بھی ہو منفعت کا کیا  مر گئے تیب میں غفلت میں کٹا ہر شباب  ہیں پیام مرگ بہ موئے سفید  کیا طیں ہم کہ ہا نہ خالی ہے  غافل اس دنیا سے فانی ہیں نہ کر فکر قیام  غفلت اچھی نہیں غافل کہ ہوئے بال سفید</p>	<p>مار کھلے جو سق طفل دلتاں بھولا  دیتا ہے ہر جہی ہی پیغام آفتاب  ہست بار خافلو کہ ہست ہے اصل قریب  کوچ کی مسیح نماں ہوتی سوتا ہے عشت  کور و کر بجاتے ہیں کیسے سینکڑہ کچھ کر  دول کسی کو ہاتھ لگے جیسے خواب میں  کھلنے ہی آکھ کچھ نہیں رہنا حاس میں  شب کٹی صبح ہوئی کوچ میں تاخیر نہیں  خاک ہو جاؤ گے اک روز ہوا جانے دو  کچھ خیال مدد نہیں رکھتے  رہ سیلاب میں غافل بتا رہے مکاں کوئی  دن چڑھ گیا ہے دھوپ بھی بالیں پہ آگئی  کہ کہاں سے ادھر آئے تھے کہاں آئے چلے  مسافر کھولتا ہے خواب میں تکلف منزل کی  شب کو سویا کئے ہم صبح کے ہنگام چلے  جاگ غافل صبح سید اہو گئی  زاد راہ عدم نہیں رکھتے  یہ سرا ہے شب کے شب میں رہ گیا تو رہ گیا  کوچ کا وقت ہے یہ خواب سحر خوب نہیں</p>	







<p>غفلت</p> <p>جوانی اندیشہ کی کھوکھلی ہے اسے غافل جموں</p> <p>جہاں کیش و سرست ہمارا کیا ہو کیا آیا</p> <p>غفلت غلیظ ہے دل قیاس کہاں تک</p> <p>انوس غافل جو مرا خواب کہاں تک</p> <p>غفلت جدا مشرت ریشہ ہے غافل</p> <p>بعد فنا بھی خواب اہل ہے غافل</p> <p>جاس غفلت کا تھا اک اس کو قیاس کہاں تک</p> <p>آٹھ چوہہ کھلا پیسوں کہاں کی نہیں غفلت</p> <p>غفلت اساتذہ کہاں دیدہ تصویر میں خواب</p> <p>راحت افرا ہے کہاں دیدہ تصویر میں خواب</p> <p>کھلا حس وقت اند غفلت نے کر کے منہ ڈھکا</p> <p>کھلی چشم غفلت نے غافل کی آغوش</p> <p>یاد دم میں ہے غافل کی آغوش</p> <p>خبردار اسے ساقی نہیں آرام ہے</p> <p>جیل اس راہ میں پہنچتا ہے غافل</p> <p>غفلت انجی شائیا پہنچتا ہے غافل</p> <p>آدمی وقت کا دنیا ہے</p> <p>بیان میں غافل کی آغوش</p> <p>اس آگ کی غفلت میں غافل کی آغوش</p> <p>کیا کچھ دنیا سے کیا آپ کو غافل</p> <p>آگ سے</p>	<p>تجمل</p> <p>آغاز میں سب کر چکے انجام کی ٹہری</p> <p>وقت طاعت اب غفلت میں بہا جایا ہے</p> <p>خدا کی یاد دم بھر بھی نہیں بھولے سے آئی ہے</p> <p>دیکھ آواز سحر بیدار ہو ستر اٹھا</p> <p>خبر نہیں کہ وہاں کام زہ نہیں آتا</p> <p>اینا کہیں غبار کے ماند گھر نہ تھا</p> <p>خبر نہیں کہ کچھ دیکھتے تھے خواب میں کیا</p> <p>دیدہ تصویر کا منہ نہیں غفلت خواب</p> <p>غیر کو دیتے ہیں خبریں خود ضرر رکھتے ہیں</p> <p>اس قدر اے خبر خواب گراں اچھا نہیں</p> <p>دفعہ آخر ہے مگر غفلت عدم رکھتے ہیں</p> <p>مسلت بھری ہوئی ہے دل ہو سیار</p> <p>خدا کے واسطے اماں نہ اٹھائے ط</p> <p>کچھ خبر اس کو نہیں موت کھڑی ہے سر پر</p> <p>آدمی ان کو نہ کہنے وہ نو کا ویش ہیں</p> <p>جلے جاتے ہیں عمر غافل کے دن</p> <p>الاماں غفلت میں جس کی عمر سب مادی</p> <p>رات آئی اب نو کا گو کار بیداری کو</p> <p>نیچہ اُسے کس ملا زندگی کا</p> <p>عمر آخر ہو چکی ہشیا رہو سوتا ہے کب</p> <p>زندگی نعمت ہے غفلت میں اسے کھوتا ہے</p> <p>کمانی کچھ نہ کی سب اس نے کھو با</p> <p>وہی دنیا سے چلے وقت روم</p> <p>اس قدر طول اہل موت سے غفلت ہے جوت</p> <p>جو کوئی سویا روئے گا نہ گادہ جو ہے جاگا</p> <p>ہو جیسے طہر مرادیر غراب کا حال</p> <p>وقت آیا پس کس کچ کی تیاری کا</p> <p>جو یا د حق سے غافل چھوڑا سو گئے</p> <p>اس سے پوچھو تم لے کیا یا یہاں کیا کھو گئے</p> <p>موت سایہ کی طرح چھوٹتی آتی ہے</p> <p>آئے دن چلے کے ٹھوڑی زندہ گا فی رہ گئی</p> <p>کٹ گئی غفلت میں جس کی عمر ساری ہائے</p> <p>صبح آئے گھر میں بد سے شام کے</p>	<p>دسا کے کھنڈروں میں بٹھے کیوں تھیں</p> <p>ساری سبب میں گزری ماطو ہمار ہو</p> <p>ناری عمر غفلت کے سب برآمد جاتی ہے</p> <p>نما کی ہوا سر اے وہ میں تیکم خواب</p> <p>لحد کو نشہ دولت میں بھولے ہیں منعم</p> <p>آوارگی میں عمر دور روزہ گزر گئی</p> <p>تائیں کیا کہ ہو غفلت شباب میں کیا</p> <p>اہل غفلت لذت راحت سے دیکھتے ہیں</p> <p>غافل و ہستیا رہیں عالم میں تل حوت خط</p> <p>ہو چکی شام جوانی صبح غفلت کا کجا</p> <p>کس قدر تیکم اس جتنی ہے میں بھولے ہو</p> <p>عالم کی سب خبر گراہی حس نہیں</p> <p>ہاں مرید دست و پا کٹر ہے</p> <p>کٹھنری دولت کی رکھی جس نے بڑی ہے سرو</p> <p>رات دن جو خواب نہیں کہتے ہیں اوقات صرف</p> <p>عجب غفلت دکا ہلی میں ترابا</p> <p>مرد غافل اس کو کہتے ہیں ہے طول ال</p> <p>صبح سے شام دن بھر خواب غفلت میں کٹا</p> <p>جو دیبا میں رہ کے ہو حق سے غافل</p> <p>اے دل غفلت زدہ بیدار ہو سوتا ہے کما</p> <p>دم غنیمت ہے نہ ہو غافل خدا سے ایک دم</p> <p>جو غفلت ہی میں جاگا اور سویا</p> <p>ہنسی میں جس کی گزری عمر ساری</p> <p>زندگی ٹھوڑی ہے کیا جانے کب آئے موت</p> <p>کر دوں رات بیداری کہ غفلت ہو یہ کاری</p> <p>بٹھے ہیں لذت دنیا میں اہل دیبا یوں</p> <p>کوں ٹرا لے میں نہیں واں کی تجھے فکر نہ</p> <p>کو نہ خفتہ سخت ہم ان کو کہیں ترابا</p> <p>غفلت و عصیاں میں جکی ہو گئی اوقات صرف</p> <p>عمر بھری و غفلت میں چلی جاتی ہے</p> <p>مقرر ساعت کا رہ غافل نہ رہ حق سے ترابا</p> <p>بے طرح ہو گئی اُسے داں شرمساری ہائے</p> <p>ہم نو غافل تھے ہو اب بھر</p>
--	--	---







[illegible][illegible]

<p>غفلت</p> <p>صدم کا کوچ تو دیشیں ہے تعلق لکین</p> <p>تو شہر پاس نہ کچھ درادہ دیکھتے ہیں</p> <p>عشرت ہے غفلت طفلانہ چوک اسے غافل</p> <p>عشرت ہے غفلت برب خواب گاہ نہیں</p> <p>تو میر دور جہاں بس خواب گاہ دیکھان</p> <p>آغا میں مال کا جوتا ہے کس کو دیکھان</p> <p>پیری میں یاد آتے ہیں دن کب شب بیک</p> <p>عشرت ہے کس کو نہیں تیر کا خیال</p> <p>عشرت ہے کس کوئی فکر جاہ میں</p> <p>کوئی ہے نکال میں دیکھ کر کہا مان</p> <p>کوئی ہے گانہ لے کر سفر میں</p> <p>کچھ زاد سفر باندھ لے داران سفر میں</p> <p>پاؤں پھیلانے نہ سوو غافل بستیار ہو</p> <p>خامو ویران ہونی ہے یہ کسی کی بیان کو</p> <p>کچھ بیہوشی فکر حالت عمل بیان کو</p> <p>کس قدر حال میں دنیا کے ہیں زردار بجے</p> <p>کھلی خواب غفلت سے بیری میں آگ</p> <p>شب و جواںی جس ہو گئی</p> <p>خفیہ چمکنے موسے باہ غفلت جھوٹ</p> <p>ہوئی ہے صبح کوئی دم چلاش ہوتا ہے</p> <p>خدا و حول کرب خود پیشانی ہے</p> <p>تو اور کام میں ہے توں تھوچہ پہنچا ہے</p> <p>لاق و</p>	<p>کیسے غافل ہیں کہ انجان ہے بیٹھے ہیں</p> <p>تو اس دم و میان آیا آج تک غفلت میں</p> <p>اٹھئے بس اب کے لذت خواب سھر گئی</p> <p>آگے یاں بھول گیا آپ کو انساں کیا</p> <p>خواب میں ہم رہے اور صبح کا آغاز ہوا</p> <p>وقت رحلت ہم نے اسباب سفر پیدا کیا</p> <p>یہ نقل کسح ہے کہ سو یا جو کا</p> <p>انوس کہ ہم لوگ بھی کیا بیسرو پا ہیں</p> <p>دن مکمل آیا ابھی سوتا ہوں میں</p> <p>جس جگہ جانا ہے فی الفور پہنچ جائیں گے</p> <p>مرتے ہو کیا چار دن کی زندگی کے واسطے</p> <p>یہ خواب غفلت بہر گناہ گناہ جانوایں چاہے میں</p> <p>تو اس کی یاد میں غفلت ذرا نہ کرتے ہم</p> <p>آہ جب جاتے رہے دن تیر پہنچانے لگا</p> <p>یہ عشرہ ہے دسے کا سا اسے غم میں بسرے جا</p> <p>خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو نا افسانہ تھا</p> <p>پھنہ لگا ہوا ہے ترے بال مال پر</p> <p>پر دے پڑ جاتے ہیں ہو جانی غفلت</p> <p>فی تخواہ نہ بیکاری کی</p> <p>چور کا کھٹکا ہے اس عالم میں غافل کیلئے</p> <p>پڑے ہیں آج تک میں لوگ تھے بھیر کھٹ میں</p> <p>عمر غفلت میں گزاری تو لے لے غافل کہا</p> <p>خواب غفلت سے نہ جو کا بھی لے دل افروں</p> <p>غافل نہ کسی یہ تو ہنس کر</p> <p>یوں ہی بیکار ہیں مس مردم آرام لیند</p> <p>ننید آئی سمجھے ہنگام سفر کیا باعث</p> <p>یاد رکھے مزار کی صورت</p> <p>یہ ہم نے جاگنے میں خواب دیکھا ہوا لوکا</p> <p>ہر کوئی بندہ کا بندہ ہو گیا</p> <p>سفر گور میں بے زاد سفر کیا ہو گا</p> <p>انساں کو بعد مرگ بھی ہے گھر کی اصاج</p> <p>زاد سفر کا اب ہے دم احتضار بوج</p> <p>خیر خزاں کی نہ فصل ہمارے واقف</p>	<p>سب یہ معلوم کہ ہم پستیں خدا بنائیں گے</p> <p>یس ۱۰ ان جو ہم نے آج کھو لی جانے نرندیں</p> <p>۱۰ بادہ مشابہ کی سرستیاں کہاں</p> <p>بے خسروت سے اپنا ہے یہ ناول کیا</p> <p>عبد پیری میں بھی غفلت نہ گئی اپنی صیغ</p> <p>نزع میں آنے لگی ہے نکر زاد آخرت</p> <p>عمر غفلت میں گنوائی میں نے</p> <p>آغاز سے آگاہ نہ انجہام سے واقف</p> <p>عہد پیری میں بھی غفلت ساتھ ہے</p> <p>دام غفلت میں جو قریح نہیں ہم اٹیں گے</p> <p>خافو دنیا سے دوں رکھتی ہیں یا سے تبات</p> <p>اٹھیں لے فوق سب فرستارینے اٹھارے ہیں</p> <p>ہوئی کیفیت عیب کی جبرائے قطب</p> <p>نہ کو غفلت لے خبر ایام فرصت کی نہ دی</p> <p>طلب میں عشرت دیا کی مدت کھو عمر دروڑ</p> <p>واسے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا</p> <p>تو صید گاہ دہر میں غافل ہے کس لئے</p> <p>کچھ نہیں سوچتا ظلمت کہہ عالم میں</p> <p>کچھ بھی غفلت کا نہ تمز یا یا</p> <p>جاگ لے دل خواب غفلت سے کہ شیطان ساٹھ</p> <p>کہاں تک خواب غفلت قدر آکھیں نی پانی</p> <p>کیا کہو گے قدر بود تو جو چھے گا خدا</p> <p>بند ہو جائے گی جب تک تھو پیتا ہے گا</p> <p>کچھ من خنک نہی نہیں ہے</p> <p>پتلیاں آنکھوں سے اٹھتی نہیں چلنا کیسا</p> <p>ہوں میں حیران کہڑ محلے میں یہ غفلت کیسی</p> <p>کوئی رکھ محل میں بھول نہ جائے</p> <p>بھینے ہتیار ہو کر دینوی غفلت کے پھندے ہیں</p> <p>اہل دنیا بھولے ہیں اللہ کو</p> <p>اتنی بھی فکر نہیں بیٹھے ہیں پا برکاب</p> <p>عادل ہے تو تودیت ہی میں مذد وبت کہ</p> <p>فکر مال کار تو کچھ زبست بھر نہ کی</p> <p>ریاض دہر میں اس رنگ سے گزری ہے</p>
---	---	--











موت ایک سے مراد نہ ہو  
 وہ نہ وہ دکھ تائب یہ بالاک میں  
 ماعاں لہ نہ وہ محال میں نہ غافل نہیں  
 زندگی لے ان اس کو رس ہم  
 وہ غافل نہ انہیں یہ غافل نہیں  
 بیضا ہوں اگر نفس میں مایوسی تو ہر یار  
 نہ قریب ہیں وہ وہاں کہیں قریب نہ  
 قصہ عمر گزشتہ نہ کہ بھی یاد آیا  
 ہم آئے تھے کیوں اور کیا کرے  
 اپنا نہیں ہے اسے دل پیوستہ خواب میں  
 شمعے کا شعلہ جوتا شعلہ نفس  
 کہ کچھ کام کر لیں گے دیکھیں  
 جو گئے وہ عمر کے بہانے کب آتے ہیں  
 پیدا ہوئے تھے کاسب کو دنیا میں دانہ ہم  
 ان کے آئینہ دل رنگ یزماں میں  
 ہر ماں کو کچھ پہنچے ہیں تو عاقلانہ  
 کوئی یہ جیسے کہ مارے اگر کہا کہا تو نے  
 ان عموں میں جان کو ناحق کھائے ہم  
 روز ازل سے ہیں ہم غافل بنے بنائے  
 آنکھوں میں نیند آئی جلی جب ہوائے صبح  
 حیرت ہنسی کا گماں تھا مجھے معلوم تھا  
 دم شب دور زرواں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 آب اپنے کو کھوسے ہو جھٹ  
 اب غفلت میں ہاں فائدہ نہ رہا  
 یہ تباہی حاسے ہو تباہی سے  
 والدہ تراستھے مالتہ بڑا جیسے  
 کہ جو کرنا ہے لو کر سہر چلی عانی ہے  
 کیا ہو کیا کیا غافل کماں میرے میر کا  
 کس قدر ہٹھے جو غم دست ہو غافل  
 اسے غافل دور دورہ زندگی کا کچھ ٹھکانا ہے

موت ایک سے مراد نہ ہو  
 وہ نہ وہ دکھ تائب یہ بالاک میں  
 ماعاں لہ نہ وہ محال میں نہ غافل نہیں  
 زندگی لے ان اس کو رس ہم  
 وہ غافل نہ انہیں یہ غافل نہیں  
 بیضا ہوں اگر نفس میں مایوسی تو ہر یار  
 نہ قریب ہیں وہ وہاں کہیں قریب نہ  
 قصہ عمر گزشتہ نہ کہ بھی یاد آیا  
 ہم آئے تھے کیوں اور کیا کرے  
 اپنا نہیں ہے اسے دل پیوستہ خواب میں  
 شمعے کا شعلہ جوتا شعلہ نفس  
 کہ کچھ کام کر لیں گے دیکھیں  
 جو گئے وہ عمر کے بہانے کب آتے ہیں  
 پیدا ہوئے تھے کاسب کو دنیا میں دانہ ہم  
 ان کے آئینہ دل رنگ یزماں میں  
 ہر ماں کو کچھ پہنچے ہیں تو عاقلانہ  
 کوئی یہ جیسے کہ مارے اگر کہا کہا تو نے  
 ان عموں میں جان کو ناحق کھائے ہم  
 روز ازل سے ہیں ہم غافل بنے بنائے  
 آنکھوں میں نیند آئی جلی جب ہوائے صبح  
 حیرت ہنسی کا گماں تھا مجھے معلوم تھا  
 دم شب دور زرواں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 آب اپنے کو کھوسے ہو جھٹ  
 اب غفلت میں ہاں فائدہ نہ رہا  
 یہ تباہی حاسے ہو تباہی سے  
 والدہ تراستھے مالتہ بڑا جیسے  
 کہ جو کرنا ہے لو کر سہر چلی عانی ہے  
 کیا ہو کیا کیا غافل کماں میرے میر کا  
 کس قدر ہٹھے جو غم دست ہو غافل  
 اسے غافل دور دورہ زندگی کا کچھ ٹھکانا ہے

غور و فکر

موت ایک سے مراد نہ ہو  
 وہ نہ وہ دکھ تائب یہ بالاک میں  
 ماعاں لہ نہ وہ محال میں نہ غافل نہیں  
 زندگی لے ان اس کو رس ہم  
 وہ غافل نہ انہیں یہ غافل نہیں  
 بیضا ہوں اگر نفس میں مایوسی تو ہر یار  
 نہ قریب ہیں وہ وہاں کہیں قریب نہ  
 قصہ عمر گزشتہ نہ کہ بھی یاد آیا  
 ہم آئے تھے کیوں اور کیا کرے  
 اپنا نہیں ہے اسے دل پیوستہ خواب میں  
 شمعے کا شعلہ جوتا شعلہ نفس  
 کہ کچھ کام کر لیں گے دیکھیں  
 جو گئے وہ عمر کے بہانے کب آتے ہیں  
 پیدا ہوئے تھے کاسب کو دنیا میں دانہ ہم  
 ان کے آئینہ دل رنگ یزماں میں  
 ہر ماں کو کچھ پہنچے ہیں تو عاقلانہ  
 کوئی یہ جیسے کہ مارے اگر کہا کہا تو نے  
 ان عموں میں جان کو ناحق کھائے ہم  
 روز ازل سے ہیں ہم غافل بنے بنائے  
 آنکھوں میں نیند آئی جلی جب ہوائے صبح  
 حیرت ہنسی کا گماں تھا مجھے معلوم تھا  
 دم شب دور زرواں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 آب اپنے کو کھوسے ہو جھٹ  
 اب غفلت میں ہاں فائدہ نہ رہا  
 یہ تباہی حاسے ہو تباہی سے  
 والدہ تراستھے مالتہ بڑا جیسے  
 کہ جو کرنا ہے لو کر سہر چلی عانی ہے  
 کیا ہو کیا کیا غافل کماں میرے میر کا  
 کس قدر ہٹھے جو غم دست ہو غافل  
 اسے غافل دور دورہ زندگی کا کچھ ٹھکانا ہے





گند آلودہ میں مل جانا ہے جبہ بازاری کا جو تیری مدد مانگنا ہے کرب اگر فصل کا نہ لگے لکڑے	رہے اس ہر دم منظر فضل الہی کا تو میر کوئی طوفاں سے کیوں ڈر تلاطم سے بھرنی کیونکر ہے	ابھر اسمعیل	فضل خدا
ازل میں نہ تھا جزیرے مدعا مدیا ہیں سے کوئی غم گرا نہ تھا کوششوں کا ہمارے صلہ	ترا لطف تھا اور تیری عطا مگر تو کہ ہے سب کا پروردگار غنایت سے میرے ملا جو ملا	"	ترا آواز آج بھی گونجے گا بندوں کی تصویر پر
دباؤ نے کیا کچھ نشیر انہاس تسے لطف کا ہو سہارا اگر جو تیری غنایت کا فائوس ہو	مرض میرے الطاف میں ہیقتاں تو غالب ہو تنکا بھی بیلا بدیر تو آندھی سے کیا خوف ہر جمع کو	"	اس کرم سے مولا معور ہے
سرم گناہ مے تو ڈکویا ہی تھا مجھے تری عطا ہے مری احتیاج ہے ساق البتہ اس نے فصل یہ موقوف ہے بجا	گرد سنگ مرزہ لا تقطو نہ ہو کبھی سوال کی نون نہ تو نے آنے دی کچھ زہد شک میں ہے دامن تیریں ہے	"	بندہ گنگار ہے مولا معور ہے
جو تامل نے کرم اس کا نو کیا نعمت عقیقی کا نعمت دور ان اور سے نہیں لازم وسیلہ ہے نہ بختا در کا کوئی	سید مامد سے اپنے کام لو لگا ابر رحمت کا ہے جس یہ سایہ نکلن ظل ایزد متعال نوع ہے فقط تیرے کرم سے	بھر باسط بنجناوہ	بندہ گنگار ہے مولا معور ہے
بشمن ہوں اگر لاکھ تو کیا خوف ہے اس کو انسان خاٹی ہے تو خطا پوشش خدا ہو ہر مان تو ہر باں ہو تے ہیں دشمن بھی	وہ دوست ہو ہر وقت جس انسان کا فضا کسی فضل سے یا غفوتیرا ہمارے کام اکثر آساں ہی لے نکالے ہیں	ماتی مارق	بندہ گنگار ہے مولا معور ہے
اپنے سدوں کی خبر خوب خدا لیتا ہے دیکھو اسان جو شس رحمت کا گنگار بے حد ہوں لیکن خدا	کون کھوتا ہے سو اس کے بشر کی تکلیف دہوتے آتا ہے منہ نہ امت کا مرے جرم سے تیری رحمت زیادہ	تیسلم تحقیق	بندہ گنگار ہے مولا معور ہے
لے گئی خلدیں ساتھ اپنے گنگاروں کو یار سنا ہے جب سے تو بندہ تو انہ ہے ہم سمجھتے ہیں کہ دشوار ہے تصویر قضا	عمرہ شمر سے خالی تری جس گئی تقوے شعار یوں یہ گناہوں کو ناز ہے وہ اگر چاہے تو تو نیت کوئی بات نہیں	توفیق "	بندہ گنگار ہے مولا معور ہے
وجود قطرہ یہ مانا نہیں ہے بھر کر توفیق کو نواز دے اک ماتہ رجو تو گرچہ مدد ہے گنگار خداے عفا	مرے کریم تپا پھر ترا کرم کیا ہے کیا دور ہے الہی تری مارگاہ سے رحمت حق سے کسی حال میں یا پس نہو	"	بندہ گنگار ہے مولا معور ہے
کبھی وہ لطف نہ محمود سے آیا یہ ہو کرم سے جو مولا کے جو سرخو رہے جس نہ یارو خدا کا کرم	جوا اپنے بندوں سے پروردگار کرتا ہے وہ دنیا میں کیونکر نہ ہو سرفراز جہاں میں وہی سب سے ہے محرم	ترا "	بندہ گنگار ہے مولا معور ہے
جو فصل الہی سے اگر خاتمہ مانخر یاد یرتی ہے گنگاروں کو جس رحمت تر دل سے خطرے عذاب گور کے مٹھائے	کچھ حیر نہیں میر تو یہ دنیا کے مٹھا دل سے خطرے عذاب گور کے مٹھائے	"	بندہ گنگار ہے مولا معور ہے



کساں سے جان نہ دے تے بیگی	نور جم کھڑی مسکرتے۔ بیگی	سراج	فصل علی
رحمت ہی لے تو لے مجھے ہی بناویں	میں نے تو کچھ اٹھا نہیں رکھا گناہ میں	"	"
باب تو نہیں روماء کنہ یاد آئے	اور رحمت رخ مایوس ڈھلا لے آیا	"	"
بہارہ عجب ترسے نہ آسان کی نہت	زیر یا ہر تنگ صبی روئی کا کالا ہو گیا	"	"
سہائیں طرہ کھتے ہیں یا رب	خیال آہستہ لا تقطو ہم	"	"
تار سرد اس رحمت میں سے ہے	کیوں عاصیوں کو خوف ہو رہا تھا	"	"
مرے کریم کو طور بخش دیا تھا	وہاں کو ہاتھ اٹھانا ہی اک بہانا تھا	"	"
کریم تو ہی ہر اک کا جہاں میں ہادی ہو	اگر بفضل شریہ تو راہ شر سے میرے	"	"
یہ سمجھو جب نہیں سوا ذات حق کے	نہیں کوئی حامی نصارا ہمارا	"	"
جہاں میں دھوم ہے نیرے کریم کی اس مالک	مروج دے جسے عالی مقام ہوتا ہے	"	"
جب نرے سایہ سے موفیضیاں	یوم سعادت میں ہوا ہو گیا	"	"
عجب بھولا ہوا رہا نہ تو اپنی عبادت یہ	یہاں ہم عاصیوں کو ہے بھروسا اس کی رحمت	سرس	"
کوئی دنیا میں مازاں ہے کوئی عمو کی بہت پر	یہاں ہم مجرموں کو ہے سہارا نری جس پر	"	"
یار تو اپنے منسل سے کر دے مجھے رہا	قیدی ہوں میں ہوا دھوس اور آرا کا	سرد	"
رحمت کا طلب گاہ ہے یہ سرور عالی	گو یک سے یا پد یہ گنہگار ہے تیرا	"	"
سد کوئی فقیر ہو یا اہل سادہ ہو	بڑھ کر وہی ہے حکو کہتے دعا و ج	سید	"
وہ بہکتا نہیں گراہ کے بہکائے سے	شان رحمت سے جسے راہ یہ لانا ہے تو	"	"
ہوتا نہ جوتا ہوں یہ خدا اہل آہی	یہ ملک و تاج یہ اورنگ نہ ہونا	"	"
مام خدا کا ہے غفور بخشنے کا ایک دن تصور	غیر سے جاتا ہے مغفرت میری خطا کو کیا غرض	سفر	"
قبر کہتا ہے گنہگار میں کو منت نہ ملے	رحم کہتا ہے کہ کوئی نہ جہنم میں ہے	"	"
شان کریم یہ ہے کہ سیکار میں جلوں	گھڑی اٹھائیں سر یہ فرستے گناہ کی	"	"
تیرے سو کسی کا سہارا نہیں کریم	آہ نہ بخجہ کو رحم مجھے یقین نہیں	"	"
سفیر ارادہ بھی بخش یا رب	اسے ہی آں ہے تیرے کریم کی	"	"
جب پڑی داور محنت کی نظر ہم پر سفیر	سب خطا ہیں ہونیں رویش عطا ہیں	"	"
شائق اس پہ خود ہے شان خیر کو دیکھتے	میں مرکب ہوا گناہ عظیم کا	"	"
نہیں کچھ مجھے پرستش حشر کا خم	گناہوں سے ہے تیری رحمت زیادہ	"	"
رحمت وسیع تر ہے خدا کے کریم کی	داں کیا سا طہیرے گناہ عظیم کی	"	"
سوار جوش رحمت باری کو آج کا	نیت بھی میں نے کی نہیں اتلگ گناہ کی	سفر	"
نہ مایوس ہو آئی رحمت تو	کہ فراں میں آسے لائق طو	"	"
جوش آگیا ہے رحمت ماری کو اسے سفیر	رحمت میں اک یار سے بل من مرید کی	"	"
جاننا ہوں کہ گنہ کرتے نہ تے ست ہوگی	پر نہ کیا حشر میں حامی تری رحمت ہوگی	"	"
چوختیں ہوئیں خالق کی ان پر دے ریا	گناہ گاروں سے جھک جھک کے گناہ ملے	"	"
لبر کو رہ مراد اٹھوں گا میں اسے خبر	بتھا ہوں سر جھکائے خدا کی جناب میں	"	"

فصل علی  
کیوں مایوس ہوں میں تیرے فضل سے کریم  
دولت علی کوئی شے ہے تیری مار کا میں  
تیرا مدد اگر ہو وہاں جہاں کے کریم  
پس کب تک عجب ہے سمجھا جو میں حال  
حکمت میں میری تیری شہادت میں چاہیے  
رحمت میں سب کا وہاں خدا ان مایوس  
میرے جہاں کا وہاں رحمت سے کیوں نہ دور ہے  
میرے جہاں کی رحمت کا ہے بیکار  
بھروسا اس کی حامی رہی ہے  
میں نہ ناز نہ حامی رہی ہے  
ایجا تو جس فضل ایجا یہ ہے نظر  
ایجا تو جس سے ہے طہور سائنہ کا ہے  
میں کیجیے میں سے ہے دل اور رحمت اگر سے دل  
کچھ نہیں وہ دل اور رحمت اگر سے دل  
میں سلطان دنیاں ہو رہے ہیں بیکار  
فصل علی ہو تو رحمت سے میں ملے درگاہ  
قطرہ گوہر جو رحمت سے چھوٹے شائق  
جو گناہ موحش ہے وہاں رحمت سے چھوٹے شائق  
بہار گناہ موحش ہے وہاں رحمت سے چھوٹے شائق  
سیر سفر سے کی ہے کیوں مایوس کو ہو  
شان خدا ان ذات رحمت سے چھوٹے شائق  
کچھ نہیں

فصل خدا	ہم	شائق
ارکرم وہ اس شہسوار ویکار	رہتی ہیں بنے جل حد اسے کرم سے	دانی احتیاج نہ ماواں کی احتیاج
دہر سے ایک بھی راجہ نہ ہو	سہتی سے ہیں نے اسبک تو دکار	ہونی روا حد اسے نہ ذاتی احتیاج
وہیل ارکرم وہ اس شہسوار ویکار	ہر جسد غرق تیرے عصیان ہوں	معا سے توقع عہد قہر سے
سب جہت سے خوف کی کیا چیز	کما حراہ ہیں کہ اسے سب اسے کرم	تیار نے اس سے نہ ہو
ماہوں اس کے نہ ہوتے کوئی نہ رہیں	کیا کریں گے ہم حراہ سے	نہ ہو بنے جل اس کا چاہیے
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	یہ سب کہتے تے تہا تے تہا	عصیاں یہ مرے فصل خدائی ہو گئی
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	امید حراہ میں ارکرم نہ ہو	ماحق غفلت حراہ نہ کما کر
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	حد اہود تے تہا تہا تہا تہا	ہو اس کا فصل تو تہا تہا تہا
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	کر ماحی مد تو تہا تہا تہا تہا	حوالہ عالم بالا مساں مالانہ کما ہوا
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	نہ ہوتا نسل حق گر شامل سال ایک اے تہا	تو لبسم اللہ مجھ یہاں مر سہا سے
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	تو تہا تہا تہا تہا تہا تہا	مثل حدت گہر میں ملتا جابک
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	نہ ہوتا نسل حق گر شامل سال ایک اے تہا	میں گنہگار ہوں مجھ کو سہا تہا تہا
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	سائل تکلف جائیگی کیا زور ق امید	جس کا خدا ہے اس کو غم ناخدا جہت
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	طاہر یہ اس کریم کا ہے بحر و برین جن	موتی ملے حدت کو تو غنوں کو زور مل
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	اللہ کے کرم کے امیدوار میں ہسم	مایوس کیوں نہ وہ اللہ عداکات
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	ہے ہی امید چشم رحمت حقانے مجھے	حشر میں دیکھے مرے جرم و عصیاں کی تہا
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	دربائے غم و خوشی یہ ہے اس کریم کا	دائیاں کوں ہے حانی تیم کا
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	رحمت ہے بہت ہی اس کی تہا کر	بشتہ گا وہ ساب ہسم کو
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	گناہ بخشے تو نے لاکھ رتبہ سے	مرے کریم مجھے انفعال ہو کہ نہ ہو
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	اجتہاس پہ نظر رکھی نہ تعزیر دی ہسم کو	اللہ نے میں ہم سے خطا کو نہیں دیکھا
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	طالب نہ کیوں ہوں رحمت رب کریم کا	آنکھوں یہ رہے خوف گناہ علیم کا
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	توہ سے ہو رہا ہوں یتیمیاں میں تہا تہا	ہو کے گناہ اور کہ خالق کریم تھا
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	کچھ بھی نشان نہیں مرے دلغ قصو کا	اللہ رہے خوش رحمت رب غفور کا
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	کرتے ہیں کس قدر تری رحمت یہ ناریم	خوف عذاب حشر سے میں بے ناریم
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	تیرے شش کا جہر و سا ہے تفاعت پہ نظر	داغ عصیاں کے سوا کیلے گہا گہا
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	فصل سے اس کے نہ ہو غم گناہ عاتق اگر	حشر میں پھر ہو کہاں روئے یہ کاراں بنید
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	گناہ کرتا ہوں میں شش پر اس کی مطمئن ہو کر	ثواب آخرت ٹھہر گیا بدلہ میرے عصیاں کا
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	مہراں ہے جو خداوند اپنا	کام رہنے کا نہیں نہ اپنا
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	کوئی ہے یا نہیں نہیں کچھ شش	جب خدا ہے دلا ہمارے ساتھ
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	چشم پوشی جو کریں غیر نہیں غم عاتق	میرا اللہ مگر قاضی حاجات رہے
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	حافظ اگر خدا ہے بندہ کو خوف کیا ہے	خالق وہ روح کا ہے صانع ہے وہ بدن کا
کس نہ بر خدا کے کرم کی توجہ	پرستش نہ ہوگی ایک گناہ کی بھی دیکھنا	میری نظر ہے رحمت پروردگار دہر
میں جاتی نہیں سب جہت سے توجہ	اک نگاہ مہر نے بدلا زمانہ کا یہ رنگ	جتنے بیگانے تھے سارے آشا ہونے لگے









سات	<p>بہرہ جو نیری ہیں کچھ کام تیغ نہ کا کب ہو تو دل موتی کی طرت بہ لڑیں مک سے ایک شوشہ ہے لڑا خارجیوں سے کہیں موتے ہیں اقروں میں یہ کو رو ابیں گو ہے تال ماتبع نہت مائل ہیں اور اور ادھ دیکھیں تو ہے حرا بے اقامت زل حلتہ دیکھا ہے کہیں سایہ رس ۱۰ آہستہ آہستہ تک ہاں کرتا ہے یہ دیا</p>	<p>بدہ سے خاک و گل جو ہے ان کے دا ہرگز نہ رکے مد سے کوئی امید یہی بدگوہ میں اس سے کیا خطر عالی مامو میکس ہیں تھن ایجاد میں کم بد ہیں بہت بد عمل جو ہیں وہ مارا تے ہیں تھرت پھیکے تنہائی میں کرتے ہیں جو اعمال قمع مدطیتی سے نہ عمل کی نہ کو امید حس کے املقہ میں ہوں وہ رہ گیا کہ یہ ہا مدی کرے سے بامی رہے دنیا میں مدیت</p>	<p>نہت مائل ہیں اور اور ادھ دیکھیں تو ہے حرا بے اقامت زل حلتہ دیکھا ہے کہیں سایہ رس ۱۰ آہستہ آہستہ تک ہاں کرتا ہے یہ دیا</p>
امیر	<p>نہ ملیں گے نہ ملیں گے امر سے کچھ ہو رویاں بھی نہ تیا ہو کام فقہ اسکا بے سک ہیں اسیا سے زیادہ گدا گدا بیاؤں بیٹا لے گدڑی جو زنت ماہے شاہوں کی طرح کچھ عم مالم تو ہیں سے اسراہی نہیں رکھنے نہ سہم گدڑی ہے ترے گداہد کی پہنا کفن تو جامہ بستی انا کے کرے ابھی تو تے یوریا شکر میدا بوریا زیر قدم سند شاہی ہوگا قدم رکھے ہیں تیرے گدا تخت سلیمان سلطان کی مار گاہ میں ہو کر حسد گز دولت کو لیا ہم نے نہ بیکار سمجھ کر بھینکا بہر سلطان پہ اسے یار محمد کر سند کس کو ہے خواب و گلبدن کی بہاد تخت دارا کی نہ ہے تخت سکندر کی طبع ہے جا بجا گلم کی پیوند شال میں جمو پٹے میں ہی فراغت سے بسر کرتے ہیں سو گدا کے کوئی لایق کلیسم نہیں ایسے فقر خیزی مصطفیٰ ارشاد کرتے ہیں ملبوس خاص شاہ نے بخشا فقیر کو</p>	<p>عالم فقر میں تکلیف گوارہ ہے امیر کیا خوش ہے اندھی کی طرح کہ خود کو لیتے ہیں ایک جس سے دلاوتے ہیں بہر لباس فقر کا ایسا سد ہے مجھ کو تکلیف ہے رست گرد کو بے مناسب زمانہ کی خبر سے ہم کو کیا کام نیرنگی حیا ر باع عالم یک رنگ ہم وہ تھے کہ دنگی نہ کی پند طبع جو لذت دنیا کی ہو فقیروں کو ہم فقیروں یہ اگر فضل الہی ہوگا فقیری میں مزہ حاصل ہے بڑھکر بادشاہی ہو کاشا فقیر میں حسابن کے سرتق تھا کام کا جو فقر کب اس کو تخت لی سلطنت دہرنہ درویش نے تیرے فقیر ہیں ہیں کافی ہے سیر ہن گسہ بوریا بس ہے کلاہ فقہ کافی ہے ہیں ہو کر امیر شوق فقیری وہی رہا کام کیا تنگی عالم سے فقیروں کو ترے کریں نہ اس کی تمنا و شالہ پوشش امیر فقیروں کو نہ چشم کم سے دیکھیں صاحب لذت خاق نے بے نیاز کیا مجھ حقیر کو</p>	<p>نہ ملیں گے نہ ملیں گے امر سے کچھ ہو رویاں بھی نہ تیا ہو کام فقہ اسکا بے سک ہیں اسیا سے زیادہ گدا گدا بیاؤں بیٹا لے گدڑی جو زنت ماہے شاہوں کی طرح کچھ عم مالم تو ہیں سے اسراہی نہیں رکھنے نہ سہم گدڑی ہے ترے گداہد کی پہنا کفن تو جامہ بستی انا کے کرے ابھی تو تے یوریا شکر میدا بوریا زیر قدم سند شاہی ہوگا قدم رکھے ہیں تیرے گدا تخت سلیمان سلطان کی مار گاہ میں ہو کر حسد گز دولت کو لیا ہم نے نہ بیکار سمجھ کر بھینکا بہر سلطان پہ اسے یار محمد کر سند کس کو ہے خواب و گلبدن کی بہاد تخت دارا کی نہ ہے تخت سکندر کی طبع ہے جا بجا گلم کی پیوند شال میں جمو پٹے میں ہی فراغت سے بسر کرتے ہیں سو گدا کے کوئی لایق کلیسم نہیں ایسے فقر خیزی مصطفیٰ ارشاد کرتے ہیں ملبوس خاص شاہ نے بخشا فقیر کو</p>

[illegible]



[illegible]

<p>بحر سیان مختار ق یرق تجمل م تراپ</p>	<p>گو کے چونکہ کو کیا عجب کئی احتیاج کھنکھاس ہے آئینہ کو نذر کا علات صاف حاجہ گور کو درکار نہیں صعب یہ دے یاوں میں ملال ہے یہ اپنے گھر میں سو لگم نوحس آتے تشار کو ہر گھر تھا تھاپا نہ مدانی تر ۱۰۰ ہا کرے سال حلق و دروش کہ پہلے موت سے آقا رسدے خود دوا کے سے ہر جاں کر کا فیہا ماستہ اس صاحبو نے اسی سے مالوں حیل کرے جتنے ہا نہ تیب ہو ہیا کہ قیصری جی ایلک و ستہ ہے پچھانے کے لئے گوریا ہو جب ہے زمیں نہیں ہے اگر پوریا ہو نہ گجیاں فقروں کے غصے سے فقروں سے ملو نہ مدعا ہے عمی ہے دل بدوں کا اظہار تادی ہے لوے روہ کب کرے کاناہ سے آداب ہے امہروں کا بادشاہوں کا اور وزیروں کا جب سے یا یا مزہ فقیری کا نہ بہتہ کسے کھمبی جسد بوریا فقریے اصطلاح سے سمب فقروں کو بھی ہے فقری یہ باز وہ ہے ستر تاج تاپان مالک جس طرح دولت یہ کرتے ہیں گھنڈا بن بے فہمیوں کو انہیں کی خاک درختی ہیں دہش کو کیا چاہئے اللہ غنی ہے درویش کی خدمت میں دیوار واد ہے تو تہ کبھی بنے کوئی پیسے بیاد میں وہ جس یہ گرم ہوں جھٹ پیر ہوں گے جس نڈ کچھ آن نامہ یاد ہے دع اعدا ہے لئے ماکہا کے واسطے رہی تو تگدایاں ہے جی و حق گدائی ہے</p>	<p>و یا بیشہ کیل سے مناسب مافی اللہ کو کیونکہ کلیم پوش بدوشتن خمدوں زیب و زہمت نہیں ار باب فنا کے گھر میں پڑا لٹو عیا سے پاس مست قالمین یہ شیخ گدا مکر ترے در سر ہے پس ہے ہی حوت وحید صر ہوتا ہے دونی کا نام کوہ حیات جاودانی اس طرح اس کو حاصل ہو ہو ہے۔ جس دن سے دل کا عداور میں سال اس میں ہوں کہ کرو کا ہر اہل مسیبتی میں فرس ناک ہے بے بہا مامہ ان کا نہیں گدا کے واسطے ہے فرشتے قالمین سامان کی احتیاج نہیں اہل فقہ کو غصہ سے امہروں کے حط کچھ نہیں لیا امیدوں کی خود تاد کرتے ہو انی و تاد کوئی اہم ہے پوچھنے عزیز کا باب تاجی ہے تخت یرلات بہتے مائی تزا یوں ادب کہتے عداور کا ہر جہد ہالے قدم یہ سترائے مٹ کیا حوصلہ امیدی کا مقبری کا مزہ خوب اس کے بے بد رہیا پایا کس سے کہئے مزہ منیری کا امیروں کو ہے گرامیری بہ گدائی میں کرے جو بادشاہی چاہئے دریش کو نازاں ہو اپنے حال خاک و زرخلو بڑا ہے وہی درویش ہیں دو آدمی کیا جو سنگ دنیا سے دنی ہے رتبہ ہے فقروں کا امیراں ہے۔ مادہ دنیا کی سلطنت کو سمجھتے ہیں ہوں فقیر خدا بناہ فقیروں کی ناخوشی سے تباہ فقہ میں ان کی آن ان ہے کم کوئی مذا۔ مانا سے خدا کے واسطے ماں شک راضی ہو پڑی گدائی بشکر ہوں</p>	<p>فقہ دین و دینا حاصل کر کے خود مال اپنے مست کوئی دینا و دنیا کا حق جو ہے کہ وہاں تجمل کے مست میں دونوں جہاں حاصل ہو جائے پچھانے کے لئے گوریا ہو جب ہے زمیں نہیں ہے اگر پوریا ہو نہ گجیاں فقروں کے غصے سے فقروں سے ملو نہ مدعا ہے عمی ہے دل بدوں کا اظہار تادی ہے لوے روہ کب کرے کاناہ سے آداب ہے امہروں کا بادشاہوں کا اور وزیروں کا جب سے یا یا مزہ فقیری کا نہ بہتہ کسے کھمبی جسد بوریا فقریے اصطلاح سے سمب فقروں کو بھی ہے فقری یہ باز وہ ہے ستر تاج تاپان مالک جس طرح دولت یہ کرتے ہیں گھنڈا بن بے فہمیوں کو انہیں کی خاک درختی ہیں دہش کو کیا چاہئے اللہ غنی ہے درویش کی خدمت میں دیوار واد ہے تو تہ کبھی بنے کوئی پیسے بیاد میں وہ جس یہ گرم ہوں جھٹ پیر ہوں گے جس نڈ کچھ آن نامہ یاد ہے دع اعدا ہے لئے ماکہا کے واسطے رہی تو تگدایاں ہے جی و حق گدائی ہے</p>
---	---	--	---

تربہ کی تلمیذ ماریجی سے ان کو درکساں کہوں نہ درویشی میں خوش رہنے ترانہ خود نمود و سب آرزوئیں اکجا ترا میں تراب شریعت و اب و اکو نہ ہی ہونا امیروں کا ہم ملاں اکو مولا سے تراب فقیر دایا کی تو جہ جس طرف آئے وہ سب غیر و غنی کنائیں پڑھ کے کوئی کامل نہیں پڑا ہریاں جس پہ ہو تراب و قمر فقیروں کی دعائے بد عرضی الاماں اس سے کیونکر یہ سر جھکائیے اس کے قدم پیہم تراب کس لئے جائے وہ گھامیروں کے ہرگز نہ ماہ و ماں حیران دہ داند عقد ایسے ہوائے نس کا حلہ ہے مسدود امیروں کے خطر کچھ نہیں ایسا تہرا روں میں کوئی دوا ایک ہو سکے وہی کھر بیٹھے اپنے حین کرے ہر بانی خدا کی اس پر جان ہم کو کچھ دولت نہ کچھ اسباب سا ہی چاہئے خدا اینہا قسیروں کی کبریائی سے راہ اصول حق تو نہیں دور کچھ تراب زرد خاک برابر ہے تراب اسکی نظریں خدا کے لوگوں سے ڈرتے رہو خدا کیلئے جس جگہ فقر و قناعت کی طراوت ہو تراب سما جیت ہے خداوند خلق سے جس کو جن کا تمام آرزوؤں سے موا ہے دل قصوف بے تکلف ظاہر و باطن کی ہر صفت جیتے ہی پہننے وہی کفنی تراب کام درویشی کا ہم سے کچھ نہ بن آیا تراب کرم سے جو مولا کے ہو سرخرو نہ رہے جو کسی کے کام کے کچھ چھیننے کا نہیں وہ تو نظر ماز سے ہرگز یارو جو ہوا صدر نشین فقر و صا کا ذباں اس کی ہوئی ہے گلگ جس نے کھوینا	جو یہاں تھرہ میں مٹھے ہیں نہیں گھبراتے ہیں اس قدر آرام یہ عرت نہیں جو کرے خاطر سے اپنے بڑا آرزو گلے میں جس کے کفنی سر پہ جس کے باج نہا خدا کے واسطے ہم سے ملے حوان سے منہ بجاڑے اکو حاصل رو رہی وہ رہی کس طرح ہو گا حورہ مادہ راہی ہو کیوں عرص مند وہ امیر کا ہو تراب اس بات سے یارو نہیں آگاہ کرتا ہے جس کے قدم سے ہا کھ طریق خدا لگی جسے نہ کچھ غرض دولت و امارت ہے لد سبیری ہو جس کو عذائے لطیف سے اس کو کیا کہئے وہ سالک نہ وہ مخدوم ہے اللہ کچھ باں فقر و دل کے مصعب ہو بہت کم ہیں خدا کی راہ والے جس کا دل اس جہاں سے اٹھ جائے جس بہ فقر کی ہر بانی ہے حائمہ مانچر جو فضل الہی حیا ہے کہ ان کو ننگ ہے دنیا کی بادشاہی سے صاحب دلوں کے دل سے اگر راہ کیجئے دنیا سے جو کوئی چھٹا کے داماں کل جائے کہ جو دی میں ہے نسبت انھیں خدائی ہو آتش آزاد طبع حرص و ہوا ٹھنڈی ہے تسک کو ہے عالم کی آتشی سے جگ میں وہی تراب شہ زندہ دل ہوئے نہ ہو جس میں کدورت کچھ وہی صوفی صافی ہو جس کو حاصل ہونا مردگی اس لباس فقر میں کہنے کو ہم درویش ہیں وہ عالم میں کیونکر نہ ہو سرفراز شکل درویش وہ سنا بیٹھے مگر مکر سے کوئی شکل بزرگوں کی نساوے وہ آرزو بستر و بالشت نہیں کرتا وہ عارف ہی نہیں دعویٰ کرے جو حق شناس کا	فقر کس طرح خدا دلوں سے جو عرص پائیشی موس کو کسی شے کی یہ کشتہ نہیں اس کی فقیر کا شہ رانی سے دور ہو کیوں نہ شہ پو کہ نہ بدی دعا سے مددے اس قدر عالم سے درویشی ہو جس تک اس کو ہوا تو کب چاہئے فقیر ہو جس سے سوا غرضت و دلشیں چوئی نہ اگر اس سے سوا غرضت و دلشیں رکھا کوئی آرزو و محنت درویش نیا صحرے کوئی آتشی نہ ہیں دولت درویش رہنے سے کوئی آتشی نہ ہیں دولت درویش چو ناہ گدائی کرے۔ بدولت سے ہونا چو ناہ گدائی کرے۔ بدولت سے ہونا کوئی چھ سے سرکار کے چلے ہے۔ سرکار چار وزارت رہے حق سے سرکار چار بے تکلف کو کچھ غنی خدا دیا ہے۔ حق میں بچے وہ دبدر اس کے تراب ماحق کو یار شادی کسی سے کرے تراب مولا سے ایسے اس کو سرور کار چاہئے کوں کہتا ہے گدا ہم تو شہ پناہ ہونے حق کے دروازے پر بیٹھے و سلطان چھوڑا عزت
---	--	--





<p>سفر</p> <p>بے ہوش ہوں جسے قدم جاوہ تو اب میں فائل ہوں صدق دل سو خداے دہر کا جو لوگ بوالہوس ہیں انھیں آنکھوں سے درویس کو کسا کام کلاہ تسری سے گدا کے بھیس میں آکے بادشاہ ملے نند آگئی تھی لہذا محض کا ہیں ہر شخص میں ماحولت خاہ آما ہے کے کا خود نہ مراغش لوریا عوینہ فلک کے مری بلا ہر متاع مددک طبیعت موم کردہں صاحب ایتر مہر کی حوئے انماں ہوا اسے نام و نساں کیا اس درد چاہتا ہوں رخ ضرور سے ہم کو جو ہر وسائے حق ابے خدا کا اور اس کے بعد اگر ہے تو مصطفیٰ کو عرض رٹھے نور تن میں جیہا ہے جہاں تک اس کو دنیا سے سرور کار نہ اصلا ہوگا ہاں طلسم کار ہوں تو تیرا ہوں نگار کے خوب نانی فقر کی صورت بہر حال ہر طرف سے خدا سے لگائے دل ہر بت جانتے ہیں ریاضت سمجھتا ہوں کثرت سے وحدت غور ان کا قائل نہیں جو صاحب تاثیر نہیں حس کی نظر میں نور خدا ہوا سر شیطان ہے جس کا کہ کوئی میر نہیں اس کی عزت نہیں حرمت نہیں تو میر نہیں نقر چاہے تو یہ ٹرا ہے کمال فخر اس میں ہے رکھ دل میں کسی کی خواہش اللہ کا حب مک کہ طلسم کار ہوگا منون قرآن نبی حکم خدا تضرع کھی کے یہ دونوں کتا ہے ہوش کوسے مانا ہا اس کا فروغ گر یہ ظاہر میں اتعال کس حق آگاہ ہو تو حیدر حق کا مرتا جانے</p>	<p>۱۔ اظ سے کہا خوف ہو سہرا سکو کتہ نکر ہوں نہ ملک فضا میں کمل دور ازاں سے طالب دولت ہیں ہم ۱۰۔ ما بائہ امروں کو مبارک نہ بماند کی دولت سے یہ وفار مرا ۲۰۔ وہ ہیں بے سز کھاک کی مجھے سین و ناستے کچھ بستی عرات گریوں کہ بجوں نہ فقیر کی حالت میں کیوں بلاں میرے نصیب کا جو ہے مجھ کو لے گا وہ ضرور اگر جاؤں تو پھر انسان کی تو کا تحقیق ہے بے فائدہ ہے فکر کہ نام و نساں رہے طرح و حرص نہیں جاہ و ترقی کی نہ کو ۳۔ سب سے باتیں یہ کام میں نفع ہیں خاصی سے ہیں ہے حدت عرض کبھی راز حق کو نہ لائے زباں تک حق تو یہ ہے جو کوئی طالب مولا ہوگا دیں دنیا کا ہوں ہیں طالب ہے دعوئے فنا کا جامہ امیر کی صورت لازم ہے یہ کہ اور کسی پر لائے دل حوا گاہ ہیں لذت فقر سے ہے سید مرہ جو کچھ وحید کا نور و درویش ہزاروں ہی نظر آئے ہیں دس کو سہو سے می نہ دیکھے گا وہ کبھی جس سے اللہ ملے ڈھونڈاں مرشد کو بس کو نسبت نہیں اللہ سے لمحہ بھی ایسے اپنی ہمتی کی کچھ خبر نہ رہے جبر کر نفس یہ مٹ مایگی جی کی خواہش مائل ہیں ہونے کا ضرر فقر میں ہرگز درویش نہیں وہ جو نہ ہو توسع یہ قائم نہ دنیا سے رغبت نہ عتق سے طلب جس نے درویشی میں کچھ یا با فروغ کب مرے اہل فقر سے سید نہر ہے کون محویت کا عالم کوئی کا جانے</p>	<p>فقہ</p> <p>کو چل ہوئی عبات آپ کو جس نے آب مارا ہے گرچہ ایک بندہ خدا ہیں ہم یہ خدا سے ہیں درویش جہاں ہیں ہم بجوں نہ فقیر کی حالت میں کیوں بلاں میرے نصیب کا جو ہے مجھ کو لے گا وہ ضرور اگر جاؤں تو پھر انسان کی تو کا تحقیق ہے بے فائدہ ہے فکر کہ نام و نساں رہے طرح و حرص نہیں جاہ و ترقی کی نہ کو ۳۔ سب سے باتیں یہ کام میں نفع ہیں خاصی سے ہیں ہے حدت عرض کبھی راز حق کو نہ لائے زباں تک حق تو یہ ہے جو کوئی طالب مولا ہوگا دیں دنیا کا ہوں ہیں طالب ہے دعوئے فنا کا جامہ امیر کی صورت لازم ہے یہ کہ اور کسی پر لائے دل حوا گاہ ہیں لذت فقر سے ہے سید مرہ جو کچھ وحید کا نور و درویش ہزاروں ہی نظر آئے ہیں دس کو سہو سے می نہ دیکھے گا وہ کبھی جس سے اللہ ملے ڈھونڈاں مرشد کو بس کو نسبت نہیں اللہ سے لمحہ بھی ایسے اپنی ہمتی کی کچھ خبر نہ رہے جبر کر نفس یہ مٹ مایگی جی کی خواہش مائل ہیں ہونے کا ضرر فقر میں ہرگز درویش نہیں وہ جو نہ ہو توسع یہ قائم نہ دنیا سے رغبت نہ عتق سے طلب جس نے درویشی میں کچھ یا با فروغ کب مرے اہل فقر سے سید نہر ہے کون محویت کا عالم کوئی کا جانے</p>
--	---	---



تلاش میں رہا۔۔۔ تباہی ماحول	مات رکتا ہے وہ نہ ہو کہ اہوتا ہے	حلس	قصہ
تو نہ ہو کہ اہوتا ہے وہ نہ ہو کہ اہوتا ہے	عقد میں حائس کے علس اور اسے پہلے	"	"
ہم قتل ہوئے ماس ماس ماس ماس	نہ کہ آئی تے مل کا دہواں دور ہے	"	"
بیتا نہ عمارت سے من نہ رہا	ماہ لہی فار۔۔۔ رماہ و ماہاب	حاموس	"
رک ماس ماس ماس ماس	اے رہا ماما باہولیا	"	"
ہی ماس ماس ماس ماس	وہ لہی ماس ماس ماس ماس	حرمہ	"
نہ ماس ماس ماس ماس	یہ قدرتی دولت سے لہو انداس ہیں	دو	"
وہ ماس ماس ماس ماس	کہتے ہیں ماسیاں تباہی ماس ماس	ذکر	"
میں دنیا سے جو یاں آزاد ہیں	ڈالتے ہیں ماس ماس ماس ماس	ذوق	"
کب لہاس دنیوی میں بیٹھے ہیں رؤس ماس	نمائے فالو کس میں ماس ماس ماس ماس	اند	"
آپ کو کھویا مگر حویا حد اکا ہو گس	راز جن پر شکف فقر ماس ماس ماس ماس	"	"
رہا و رہا۔۔۔ طلب نہ ماس ماس ماس ماس	جھڑا ماس ماس ماس ماس	"	"
فقر کی دولت ہی کر دی ہے اسان کو	جس کو یہ ماس ماس ماس ماس	"	"
وہ ماس ماس ماس ماس	ماس ماس ماس ماس	راشخ	"
بقیاد و دولت میں بہت جھگڑے تھے ماس	بہتر رہے ہم ماس ماس ماس ماس	"	"
بہتر دیکھی ہونا کبھی ماس ماس ماس ماس	ہر وقت میں یہ حال ہے ماس ماس ماس ماس	سعد	"
ہم فقیروں نے کسی ماس ماس ماس ماس	ماد ماس ماس ماس ماس	تبعیت	"
فقر مست ہیں کیا ہو کام دنیا سے	ہر ایک حال میں رکھے ہیں ہم ماس ماس	تبع	"
ہو فقر کا لباس کہ گدڑی ہو ماس ماس	لہار ماس ماس ماس ماس	"	"
جو گلم ماس ماس ماس ماس	کیا کر س گئے فاقم و سجا کو	"	"
کون پتیں خالق اکبر ماس ماس ماس ماس	حشر کے دل دیکھنا رہے گدا و تہا کے	"	"
باد دیتا ہے کہ چہ فقر کا تیشہ کو ماس ماس	کھچا حب صتری میں تاس ماس ماس ماس	سہیدی	"
ہوں گدا پر موت سے بدتر ماس ماس ماس ماس	لے کفن گر تاس ماس ماس ماس	"	"
سو تیرے محبت ماس ماس ماس ماس	ابھی ماس ماس ماس ماس	شائق	"
آخرت میں وہی اچھے ہیں جو ہیں ماس ماس	گر چہ قدران کی نہیں ہے ماس ماس	"	"
توان ہیں فرش خاک یہ جاتے نہیں ماس	آغا کے ماس ماس ماس ماس	"	"
عسرت و سرت کا عالم اپنے لگے ایک ہے	رشک ہم کہتے ہیں اوروں کی حالت ماس	"	"
نہ دیکھئے آغا کر آگہ بھی ہم سخت ماس	خدا کر دے اگر سندشیں فقر و قناعت کا	"	"
دیا کی زندگی کو سمجھا ہے بیچ و یو ج	جس کو حصول ترسہ کف القور ہے	"	"
ہے زہد کا یہ مرتبہ ادلے کے بے خبر	دل میں ترے رہے نہ طبع مال و جاہ کی	"	"
دل لگی جس کو ہو اسکی جاہ سے	بعض اسے رہتا ہے خب جاہ سے	سناہ	"
جو مہرب کی لگا ہو دین ہر روز و س	اٹھ گیا اس کی نظر سے سب خیال اس کا	"	"
جس کسی کو ہو غرض اللہ سے	معرض دیا کی ہے وہ جاہ و	"	"

<p>ماہر ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰</p>	<p>وہو لے سے ۔ اٹلا پکھی س ۔ ۵ تس اکر تھیت تھیں ان سال میں ماتی ۔ پ ۔ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰</p>	<p>رنگ انابد لیتے نہیں ارباب سعادت خاکساری ہے فروغ انبی بگاہ ملک میں خاکساروں کو نہیں قند ملائی ۔ ۵ فرس خاک و جامہ مار کئے خوش سے مد ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰</p>	<p>ماتی ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰</p>
---	---	--	---

<p>اب اس لئے آسائے یہ لگوں ایسا نہیں          مہ اوج ملک یر سے مہ فقر و غنا سے          بہ گرنہ اس کے دل کوئے سیم در کی چو          رتبہ بل مہ دیکھے تو منعم یکہے          نہ طور تہی کچھ دس لئے سہ جہاں کی          جتے نہیں ہے خدا تری کرا فی کا          اس کے کو چہ کے گدا کے آگے          ترے دگی گدا فی اور غلام بے درم ہونا          نہ کو لاس مار سمھا لوریاے فقر          اگر منعم تری سال مہا ہے          جس کی طلب یک ہے وہاں نہیں لگتا ہوں          بہن کے کوٹ العتقہ خوجسم حاکی یر          اک ذہ نہیں کم سے مری شاں کی تحت          وہ مہ وہاں کہ دریا مہا ہے خواہ          رہیں فقر مہوئے یر مہی ماساہ ستاں          اس کے کا سہ تو نچائے صورت ہر          سہریر وزہ ملک سخت زمر و سترہ          کسوں تاج ساطب کی تمنا کرے یقین          مانکان رہ تحرید وہی ہیں مطلق          اگر پڑحت میں مامور میں زمانہ کے مرجع لیا          صورت نفس مدم خاک تیں ہیں درویش          سازنخت نہ بنا کسوت درویشی کہ          کچھ نہیں دنیا سے مطلب اور نہ دولت سوز          دولت کے لیے حد سے فیکری ہے وہ دولت          نا طاقوں کو ہوتے ہیں اہل ضاعصا          تقدیر نے بٹھا دیا سندنہ فقر کی          ہم نہ کا بدن آلودگی سے پاک ہے          کما نا و ما فیہا سے آکا          نہیں خلق خدا سے کچھ طلب          مہ زندہ ہیں مہ خدا میں نہا          وہ ہے جس نے سدا صیاح          آج میں بیٹھے کپڑوں میں مانع باغ          مہر یطیع ایسا کیا ہے دوست تہیں کہ</p>	<p>مسکو داپا اس کے سواد و سر اسیں          قاروں کے لئے مار ہوا شون ورم کا          شکے ہو دل میں کچھ بھی دلیسی ادھر کی چوٹ          نچھ بیکھے میں کروں خاک یر سدل جلے          ہم گھر ہیں رکھے کہیں ستر نہیں رکھتے          کسکی حبل نہیں اس کو خود مائی کا          سا ہی ملک سیماں ہے بیج          یہی نعیم بہتر ہے یہی تو قیر بہتر ہے          اسے دل ساط فکر حناں جنس اٹ          مرے نن یر شان لوریا ہے          خاک میں وتے ہیں یر میلا کفن ہوا نہیں          اسے اونو آراتش یہی ہے رست عقتے          گو صورت گردوں میں تو اصح سے چھکا ہوا          آسبب من کے سائیہ بال ہما مھے          اڑ ہے حوطا تر روح گدا ہما ہوا          طلب جو رک کرے تہا ہر گدا ہوا          بہ ملا مہر میں سا ماں عمارت ہم کو          کس کو غرض یری ہے کہ سہو مال          قطع اسباب کو حوطع منازل تھیں          مگر نہ نو کی وضع رہیں ستر و اصح ہے ہم ہارا          منعم بیکھے کسے کہے ہیں بستر کسیا          کلہ فقر کو دیہم سہراہ نہ کر          بیری الفت چاہئے - تیری محب چاہئے          درویش جہاں بیٹھ گیا بس وہی گھر ہے          عیبک نگائیں صدف اگر ہو نگاہیں          ہم خاکسار خاک کو ستر بایں گے          بویا ہی ہم کو اپنا کیئہ دلاک ہے          فقروں کی بھی کیا جہت تری ہے          نن تنائے سے کام ہے میرا          نہیں دین و دنیا سے کما کما          نو ہے گدا جہاں میں مگر ماوشا ہے          بننے میں جیسے گھل کا مایر میں ہوا          توئی ان کی زبردستی نہ اپنی زبردستی ہے</p>	<p>فقر          فقیر میں مطیع ایسا کیا ہے ماساہ ہوا          توئی ان کی زبردستی نہ اپنی زبردستی ہے          چھوٹی حوص کہ دامن قاصت میں بھسکا ہوا          جب ہے اصل تہا حوص کہ دامن قاصت میں بھسکا ہوا          ماساہ ہے فقر و غنا کا ملا          ماساہ ہے فقر و غنا کا ملا          ہم بیکھے باد ساجی جو گئی          چلے کریدل میں مہی روح گدا ہما ہوا          مروت ایسا مہی اس طلب کہ وہیں نہیں چاہ          ذرا فقر مہر کی کو حوطع مال          ہیں سبیل تو موج بورا کی          سنا ہوں کی ستر و اصح ہے ہم ہارا          کہ سنا ہوں کی ستر و اصح ہے ہم ہارا          تہا ہی سے مہی ستر و اصح ہے ہم ہارا          میں مرا کا لاسٹ کبھی میں          ایسا ہی سے فقیر ہو ہیں ہمارے ملنے ہیں          جہاں بیٹھ گیا بس وہی گھر ہے          ماساہ ہے فقر و غنا کا ملا          ماساہ ہے فقر و غنا کا ملا</p>
--	---	--













<p>نہیں ہم کو دنیا کے جانے سے غم          اس غنیمت ہے جسے کچھ بھی ہو عقیقے کی تلاش          دنیا کے لئے کچھ کدو کا وٹس ہوس کرتا          غم اُدھر کا لائے اور آہ و راری کیجئے          غم نہ ہوز بہار و مس کا          کر ڈی ہے گور کی شمرل جہاں پہلے ارباب ہے          کیا فکر کی آسینے وہاں کی          کیا نہ آپ نے ساماں کچھ وہاں کیلئے          سن نہ ٹیرا پر کل کے لئے جو کرتا تھا ساماں ہیں          کر لے کچھ اول کا اندیشہ کچھ بھی اکدن مرا ہوگا          کہ اس زندگی کا عرصہ ماہیں جو          اک بہار اوقط انصال حد اکا ہوگا          دولت و صفی رہ گئی ہیں جویاں کی ہے          راد رہ مجھ سے سرمل میں سفر سے پہلے          افسوس ہے دن کو سچ کا زندگ آیا          کیوں کھو رہا ہے عمر کو عامل اُدھر اُدھر          مدہم میں سنیں اسیتہ ایماں اسے کہیں ہیں          خبر ہیں کہ یس مرگ حال کیا ہوگا          یوں گرامی یہ گوانہ ہوس اچھا          نہ ہے عت ترے ہر عمر کو رو رہا مس کا          رہے عالم فانی کا جو ساماں تہ ہے          ہو نہ مائل اس خراب آباد کی تعمیر یہ          جیواں سمجھتے ہیں ہم اسے وہ بہتر ہیں          پڑا ہوا ہے لوگوں کو فراغ صبح کے وقت          رکھ لے کل کے واسطے تو تہہ سر ہے دھکا          بھر ماسے حب ہو ارادہ عمور کا          یہ عاقبت ہمارے خدا ما محسیر ہو          ہے زیست میں ہوس جو لباس حدیدی          حال کھو کر بھی نہ آسان ہو کل وہ ہر          کچھ تو فکر عقیقے کر          غافل بیکار کر ہوں اتنی قضا کبھی          دیا سے ساغر راد سر کچھ نہ کچھ نو ہو          کر لے کچھ ساماں عقیقے ہے عیبت یہ شباب</p>	<p>حدادس دیاعاں کو قائم رکھے          اس زمانے میں ہے ہر شمس کو دنیا کی تلاش          جو طالب عقیقے ہے نشان اسکا ہی ہے          اس جہاں کے عس و راحت رہت رہتے ہو کیا          یا ہے سب کو آخرت کا غم          سفر دیش ہے داں کا کرو کچھ فکر تو ستہ کی          جو کچھ تھا یہیں کے واسطے تھا          یہیں کی فکر میں ہر دم ہو صحت ہو          یاں تو بدولت ر بد و درخ کے کچھ کئی حاصی سرے          خاکی ہیں کچھ دم کا بھر و سا کر لے کچھ لو عقیقے کا تو          کرو فکر راد سر کچھ نور اکست          کوئی ہووے گا نہ داں حال کسی کاریساں          مائل نہ کہ فکر مدہم وہاں کی ہے          راہ میں ہمہ کو سبک رجو رہنا ہے میر          نوشہ ہے تہید اور نہ ساماں سفر ہے          کچھ فکر غائب نہیں افسوس ہے سحر          اسحام کا ہو کھانا امبد ہوحتس کی          یہی نو ہے ہاں ہر دم خیال کس ہوگا          کچھ تو تہہ عقیقے کی بھی کر فکر تو تاتاق          اپنی آبر و داں ہم سب کاروں کی رکھ لٹا          زاد عقیقے جو میر ہو نو یہ صر کچھ جو          رحمت ہتی ماند صلا دل جانب ملک لٹا          فکر معاد ماں جسے شام و سحر نہیں          سفر کی فکر کر اسے غافل آگئی پیری          عسر ضایع کرنا بجار ہر ملک مدہم          عاشق کا بیٹا یا ر لگا دیو جو اسے خدا          دکھ کمر ہاں کا کیا ہے یہ دودن کی ماسے          کچھ قبر میں کمن کے بدلنے کی فکر کر          غم دنیا سے ہے ادیشہ عقیقے بڑھکر          کب تک نہا کے جھگڑ          ساماں آخرت سے ہے میکر کس لئے          کھانے کے واسطے عم عقیقی ہی لیکے جائیں          وقت سونے کا ہیں اب جو کسے سر سے جا</p>
---	---



سنی ادایہ ہمیں فلک کی سدا اسکایہ ہستوہ  
 راحت و آرام کا دس ہے یہ جرح دنی  
 گردش سے سالان جہاں کو مصرتیں  
 کند جرح میں بہ ایک کو مالال دکھا  
 جس کی طیب میں کمی ہو وہ نکلتی ہی نہیں  
 دوا ہوا تباہ ہوا و در دیرا  
 فلک سے کیا گورکھے امید آسائیں  
 نکلی نہ میرے دل کی کبھی کوئی آردو  
 ہفت اہلک سے راحت کی توقع ہرمن  
 دیکھتا جس کو ہوں وہ حال میں اپنے ہمت  
 دل صد چاک کو میرے تہا اے گردو  
 نرقی کی تہا تھے کیا اے اسماں کھے  
 یا نوں توڑ۔ و در بند کو یہ ایا عمر جہر  
 خوف ملس کو ہیں ہوا حنائے جرح کو  
 یہ کیسی ہے فلک کینہ خواہ کی گردش  
 جرح کے ہاتھوں تہ و مالال ہیں دل احسا کے  
 چین دم صبر نہیں دنا ہے عریوں کو فلک  
 فلک نے ہکو دکھا بایہ سرو گرم ہر  
 احواف کو۔ ادا عہ کو یاس ہے  
 فلک کو دیکھنے کچھ سہی جو بر حواف ان سے  
 پر اماں ارباب دنیا سے اٹھے  
 کبھی سنا رہ جو میرے نصیب کا چرکا  
 فلک خدا نہ کرے تیرا کوئی ہماں ہو  
 میری ناتوا دی سے ہوتا ہے تجھے کیا فائد  
 عالم کو محل و گوہر و تاج دلوا یا  
 لعص ہی اوقات راحت ہم کو دی ہے چرخ نے  
 آسماں سے طبع نعمت الوال مت کہ  
 دست در دست نے تجھے ہر خیز گردش میں کھا  
 کیوں نہ ہو ماداں کو آرام و در جرح میں  
 فلک کرتا ہے پاچی پرستی اس راہ میں  
 دے کرے و ج سرہ خط با عمار کو  
 دن رات ہر دمہ کے دکھا ہے شمدے  
 دے اتنی گردشیں نہ مجھے آخرے فلک



جہری	یا الہی پھر نہ ایسا گمیدے در سٹے عشت ہے لہ جوہری تکایت مدہ جو ملک رہتی	آسماں سے بس نہیں حلا ہی ہم جائیں کیا یہ سکھ سے سونے دیا کسی کو نہ اس سوخت کسی نے فی
حالی	لے آسماں کچھ اس میں تیرا بھی ہے اشارہ	یوں بے مہر رہا نہ مہر رہا نہیں کسی سے
حیرت	کچھ ان دلوں کو ہم پر ماتہ یا بیاں ہیں	ہو کا لو پہلے ہو کا اسے جرح ہر ماں تو
حسن	یہ جرح کے ستم سے یوں لے دعا ہم ہیں	ہو او جو ار جسہ اس طرح سے نہ کرے
حلیل	کہ مس کے عوص یوں رلا مائے	فلک لے لو اتنا سنا یا نہ تھا
داع	میں گما جو رنگ آسیا دانہ ہوا	آدمی کو پہنہ نہ گردوں محال آسودگی
دوق	اگر نہ آگ لگا دوں تو آغ مام نہیں	کسمی فلک کو پڑا دل حلوں سے کام نہیں
ذکر	ہو جس کے پاس حامدہ اس حکم نہیں	تسا ہے دور جرح کسے مصرت مسا
بہر	اونچی ہے آستیا نہ راع وز ص کی تلخ	مد خصلتوں کو کرتا ہے مالا نہیں فلک
زکی	کیا فلک نونے ماری بھی نہیں تدیر کی	رات دن چکر میں تو رہتا ہے کسکے واسطے
"	سکرت تک کرے ایام عم اموش حیرت میں	فلک اسود دکھا رہے کو کچھ سامان راحت کا
"	کون جانا ہے خدا یا فلک اس کا بیچ	مہر بنال حوالوں کو بھسما ماتہ دام
"	ایک سے ایک نوحاں انو	فلک میر کے پھنے تہ دام
"	ستم اکشیدیدہ حوالا کیسے کیسے	موتے آخرش جو رہی فلک سے
سودا	آن کر جہان من بیٹھے غصے صاحبہ ہم	گر نکالا آسماں نے گھر سے اپنے ہے سزا
"	یہ اس میں نظر گوشت آرام نہ آتا	گر سکل کمال خانہ گردوں سے مستثنیٰ
"	واں مام سحر گردش آیام نہ آیا	آراستہ جو نرم ہو فی دور فلک ہیں
"	حالم کسی کرتے کو تجھے عصا مام	آفات ہی اسے جرح اٹھا جانے ہے تو
"	مٹی ہر از رنگ کی اس یکا کی	دسا مام گردس اطلاق سے ہی
"	وزرون ہے عقل نیری اوندھا ہے تو ختم سو	اسے جرح سفلہ پر داتے آسمان بے ہر
"	بھر مام ہے ایسا وہ کاسہ لے گدانی کا	طلب نہ جرح سے کرناں راحت لے مووا
"	دودن کھلا کے روٹی اس کو مدان مارا	جہاں جو کوئی آیا گھر آسماں دنی کے
سحر	چین کچھ ریو آسماں ملا	شاید آرام پائیں نہیں
سرور	رنگ جو لانا ہے لائے اور کچھ	اسے فلک مجھ کو سنا لے اور کچھ
سحن	نام یہ تابعد ہے میری گردش ایام کا	اسے فلک راحت کے کہتے ہیں میرے دو ہیں
"	یہ ڈینگ تو ہیں نہیں اسے آسماں یسند	تاسدیر کسی کی کسی سے خلافت ہے
"	ازل کے دن سے گردش حاکمی تھی مقدس میں	ستم محی گر جوئے ہم تیرا اس گردوں گرداں کے
"	ہیں ممکن کہ سد ہا مجھ تو ہو	فلک تیری کمی کو مانتا ہوں میں
"	ہم اس سے کسمی کوئی نہ مانہ کریں گے	ہونے دو فلک ہے حمراد شمن ارماں
سیفر	یہ جرح گردوں کا سڈولاتہ و مالا ہو کر	سیر دکھلاتا ہے بینی و بلندی کی سفیر
"	نظر آتا نہیں آئے ہوئے تبصر ملاحظ کا	ستم سے جرح کے دنیا میں کوئی بچ نہیں سکتا
"	خلو تھ اگس آتھیں ماتہ ہو نہیں سکتا	کہا تھ لے سفر اس جرح کی ماریگری انکس

فلک کج رفتار  
مذبح کی نسیبہ ماری جو کرنا پو پو  
رہا آتا ہے کچھ گاہ شمس کچھ کو  
عاشقوں کچھ سے کسا رہا حکم کا اسے فلک  
کس میر سے باخدا اسے کی دولت بجلی کی  
کس میر سے کیا کر سچی نہیں  
آسمان کا ہے وہ نہیں ہے مراں سناوین  
بیک صی دوست ہیں کچھ کو اسے گردوں  
سارک ایشیایم ترا کچھ کو اسے گردوں  
مبارک اس کے کی کچھ بیکے پیراں چوڑ  
راقت اس کے صفا کا عوص چوڑ ہیں  
جب تک نہ ہے فلک لبہ مار ہیں  
عادب ری کسبتی فلک لبہ مار ہیں  
منا ہے عشق کچھ ہیں کس  
ص صاحبہ دور میر نہیں کس  
ص صاحبہ اس نہیں امید رحمت کی  
چوڑ ہیں چوڑ ہیں کچھ عورت اودوں دونوں  
مراج اس دھرتی میں کی خواہش کر دیا کچھ  
رین شیل دارمیتا ہے آسماں کیا  
راج کیا ہیں مرے اس بل بسا ہیں بند  
کسی کو کر دیا اسے کسی کو کر دیا اسے  
چوڑا اور میر سے ہم لے لے گردوں دونوں کچھ  
فقط نہیں



<p>تاری</p> <p>۱۔</p> <p>۲۔</p> <p>۳۔</p> <p>۴۔</p> <p>۵۔</p> <p>۶۔</p> <p>۷۔</p> <p>۸۔</p> <p>۹۔</p> <p>۱۰۔</p> <p>۱۱۔</p> <p>۱۲۔</p> <p>۱۳۔</p> <p>۱۴۔</p> <p>۱۵۔</p> <p>۱۶۔</p> <p>۱۷۔</p> <p>۱۸۔</p> <p>۱۹۔</p> <p>۲۰۔</p> <p>۲۱۔</p> <p>۲۲۔</p> <p>۲۳۔</p> <p>۲۴۔</p> <p>۲۵۔</p> <p>۲۶۔</p> <p>۲۷۔</p> <p>۲۸۔</p> <p>۲۹۔</p> <p>۳۰۔</p> <p>۳۱۔</p> <p>۳۲۔</p> <p>۳۳۔</p> <p>۳۴۔</p> <p>۳۵۔</p> <p>۳۶۔</p> <p>۳۷۔</p> <p>۳۸۔</p> <p>۳۹۔</p> <p>۴۰۔</p> <p>۴۱۔</p> <p>۴۲۔</p> <p>۴۳۔</p> <p>۴۴۔</p> <p>۴۵۔</p> <p>۴۶۔</p> <p>۴۷۔</p> <p>۴۸۔</p> <p>۴۹۔</p> <p>۵۰۔</p> <p>۵۱۔</p> <p>۵۲۔</p> <p>۵۳۔</p> <p>۵۴۔</p> <p>۵۵۔</p> <p>۵۶۔</p> <p>۵۷۔</p> <p>۵۸۔</p> <p>۵۹۔</p> <p>۶۰۔</p> <p>۶۱۔</p> <p>۶۲۔</p> <p>۶۳۔</p> <p>۶۴۔</p> <p>۶۵۔</p> <p>۶۶۔</p> <p>۶۷۔</p> <p>۶۸۔</p> <p>۶۹۔</p> <p>۷۰۔</p> <p>۷۱۔</p> <p>۷۲۔</p> <p>۷۳۔</p> <p>۷۴۔</p> <p>۷۵۔</p> <p>۷۶۔</p> <p>۷۷۔</p> <p>۷۸۔</p> <p>۷۹۔</p> <p>۸۰۔</p> <p>۸۱۔</p> <p>۸۲۔</p> <p>۸۳۔</p> <p>۸۴۔</p> <p>۸۵۔</p> <p>۸۶۔</p> <p>۸۷۔</p> <p>۸۸۔</p> <p>۸۹۔</p> <p>۹۰۔</p> <p>۹۱۔</p> <p>۹۲۔</p> <p>۹۳۔</p> <p>۹۴۔</p> <p>۹۵۔</p> <p>۹۶۔</p> <p>۹۷۔</p> <p>۹۸۔</p> <p>۹۹۔</p> <p>۱۰۰۔</p>	<p>۱۔ ایک مہینہ سے جو اس فائدہ</p> <p>۲۔ کسی ماں کو کر سکیں وہ</p> <p>۳۔ کوئی ہی ہے پھر اس سے</p> <p>۴۔</p> <p>۵۔</p> <p>۶۔</p> <p>۷۔</p> <p>۸۔</p> <p>۹۔</p> <p>۱۰۔</p> <p>۱۱۔</p> <p>۱۲۔</p> <p>۱۳۔</p> <p>۱۴۔</p> <p>۱۵۔</p> <p>۱۶۔</p> <p>۱۷۔</p> <p>۱۸۔</p> <p>۱۹۔</p> <p>۲۰۔</p> <p>۲۱۔</p> <p>۲۲۔</p> <p>۲۳۔</p> <p>۲۴۔</p> <p>۲۵۔</p> <p>۲۶۔</p> <p>۲۷۔</p> <p>۲۸۔</p> <p>۲۹۔</p> <p>۳۰۔</p> <p>۳۱۔</p> <p>۳۲۔</p> <p>۳۳۔</p> <p>۳۴۔</p> <p>۳۵۔</p> <p>۳۶۔</p> <p>۳۷۔</p> <p>۳۸۔</p> <p>۳۹۔</p> <p>۴۰۔</p> <p>۴۱۔</p> <p>۴۲۔</p> <p>۴۳۔</p> <p>۴۴۔</p> <p>۴۵۔</p> <p>۴۶۔</p> <p>۴۷۔</p> <p>۴۸۔</p> <p>۴۹۔</p> <p>۵۰۔</p> <p>۵۱۔</p> <p>۵۲۔</p> <p>۵۳۔</p> <p>۵۴۔</p> <p>۵۵۔</p> <p>۵۶۔</p> <p>۵۷۔</p> <p>۵۸۔</p> <p>۵۹۔</p> <p>۶۰۔</p> <p>۶۱۔</p> <p>۶۲۔</p> <p>۶۳۔</p> <p>۶۴۔</p> <p>۶۵۔</p> <p>۶۶۔</p> <p>۶۷۔</p> <p>۶۸۔</p> <p>۶۹۔</p> <p>۷۰۔</p> <p>۷۱۔</p> <p>۷۲۔</p> <p>۷۳۔</p> <p>۷۴۔</p> <p>۷۵۔</p> <p>۷۶۔</p> <p>۷۷۔</p> <p>۷۸۔</p> <p>۷۹۔</p> <p>۸۰۔</p> <p>۸۱۔</p> <p>۸۲۔</p> <p>۸۳۔</p> <p>۸۴۔</p> <p>۸۵۔</p> <p>۸۶۔</p> <p>۸۷۔</p> <p>۸۸۔</p> <p>۸۹۔</p> <p>۹۰۔</p> <p>۹۱۔</p> <p>۹۲۔</p> <p>۹۳۔</p> <p>۹۴۔</p> <p>۹۵۔</p> <p>۹۶۔</p> <p>۹۷۔</p> <p>۹۸۔</p> <p>۹۹۔</p> <p>۱۰۰۔</p>	<p>۱۔ یہ ہیں علم پر حجاز</p> <p>۲۔ مہم ہوں یہ ملک کا۔ بولے علم</p> <p>۳۔ خاک ملک یہ۔ حصول</p> <p>۴۔ مزاحمہ سے جو ہے یہ کو دیکھ</p> <p>۵۔ آخر تو ای وقت دل اسے</p> <p>۶۔ شائے کھدے کھدے مہم درو گراں</p> <p>۷۔ بہ گردن ملک سہا سہا</p> <p>۸۔ مہم کی جو جیوٹی ہے۔ جیوٹی کا</p> <p>۹۔ رست را تا طابل میں</p> <p>۱۰۔ لڑائی طبع لائے کا۔ ملک</p> <p>۱۱۔ میں ایسا کون محال تھے</p> <p>۱۲۔ طایا خاک میں گردن</p> <p>۱۳۔ رشتوں سے نہ فرست تھے</p> <p>۱۴۔ جرج ہم دنوں کو عاکیں</p> <p>۱۵۔ جرج سے مانے دیا چلے</p> <p>۱۶۔ ملک سے مہم ہو کر</p> <p>۱۷۔ کس مانے اس سے</p> <p>۱۸۔</p> <p>۱۹۔</p> <p>۲۰۔</p> <p>۲۱۔</p> <p>۲۲۔</p> <p>۲۳۔</p> <p>۲۴۔</p> <p>۲۵۔</p> <p>۲۶۔</p> <p>۲۷۔</p> <p>۲۸۔</p> <p>۲۹۔</p> <p>۳۰۔</p> <p>۳۱۔</p> <p>۳۲۔</p> <p>۳۳۔</p> <p>۳۴۔</p> <p>۳۵۔</p> <p>۳۶۔</p> <p>۳۷۔</p> <p>۳۸۔</p> <p>۳۹۔</p> <p>۴۰۔</p> <p>۴۱۔</p> <p>۴۲۔</p> <p>۴۳۔</p> <p>۴۴۔</p> <p>۴۵۔</p> <p>۴۶۔</p> <p>۴۷۔</p> <p>۴۸۔</p> <p>۴۹۔</p> <p>۵۰۔</p> <p>۵۱۔</p> <p>۵۲۔</p> <p>۵۳۔</p> <p>۵۴۔</p> <p>۵۵۔</p> <p>۵۶۔</p> <p>۵۷۔</p> <p>۵۸۔</p> <p>۵۹۔</p> <p>۶۰۔</p> <p>۶۱۔</p> <p>۶۲۔</p> <p>۶۳۔</p> <p>۶۴۔</p> <p>۶۵۔</p> <p>۶۶۔</p> <p>۶۷۔</p> <p>۶۸۔</p> <p>۶۹۔</p> <p>۷۰۔</p> <p>۷۱۔</p> <p>۷۲۔</p> <p>۷۳۔</p> <p>۷۴۔</p> <p>۷۵۔</p> <p>۷۶۔</p> <p>۷۷۔</p> <p>۷۸۔</p> <p>۷۹۔</p> <p>۸۰۔</p> <p>۸۱۔</p> <p>۸۲۔</p> <p>۸۳۔</p> <p>۸۴۔</p> <p>۸۵۔</p> <p>۸۶۔</p> <p>۸۷۔</p> <p>۸۸۔</p> <p>۸۹۔</p> <p>۹۰۔</p> <p>۹۱۔</p> <p>۹۲۔</p> <p>۹۳۔</p> <p>۹۴۔</p> <p>۹۵۔</p> <p>۹۶۔</p> <p>۹۷۔</p> <p>۹۸۔</p> <p>۹۹۔</p> <p>۱۰۰۔</p>	<p>۱۔</p> <p>۲۔</p> <p>۳۔</p> <p>۴۔</p> <p>۵۔</p> <p>۶۔</p> <p>۷۔</p> <p>۸۔</p> <p>۹۔</p> <p>۱۰۔</p> <p>۱۱۔</p> <p>۱۲۔</p> <p>۱۳۔</p> <p>۱۴۔</p> <p>۱۵۔</p> <p>۱۶۔</p> <p>۱۷۔</p> <p>۱۸۔</p> <p>۱۹۔</p> <p>۲۰۔</p> <p>۲۱۔</p> <p>۲۲۔</p> <p>۲۳۔</p> <p>۲۴۔</p> <p>۲۵۔</p> <p>۲۶۔</p> <p>۲۷۔</p> <p>۲۸۔</p> <p>۲۹۔</p> <p>۳۰۔</p> <p>۳۱۔</p> <p>۳۲۔</p> <p>۳۳۔</p> <p>۳۴۔</p> <p>۳۵۔</p> <p>۳۶۔</p> <p>۳۷۔</p> <p>۳۸۔</p> <p>۳۹۔</p> <p>۴۰۔</p> <p>۴۱۔</p> <p>۴۲۔</p> <p>۴۳۔</p> <p>۴۴۔</p> <p>۴۵۔</p> <p>۴۶۔</p> <p>۴۷۔</p> <p>۴۸۔</p> <p>۴۹۔</p> <p>۵۰۔</p> <p>۵۱۔</p> <p>۵۲۔</p> <p>۵۳۔</p> <p>۵۴۔</p> <p>۵۵۔</p> <p>۵۶۔</p> <p>۵۷۔</p> <p>۵۸۔</p> <p>۵۹۔</p> <p>۶۰۔</p> <p>۶۱۔</p> <p>۶۲۔</p> <p>۶۳۔</p> <p>۶۴۔</p> <p>۶۵۔</p> <p>۶۶۔</p> <p>۶۷۔</p> <p>۶۸۔</p> <p>۶۹۔</p> <p>۷۰۔</p> <p>۷۱۔</p> <p>۷۲۔</p> <p>۷۳۔</p> <p>۷۴۔</p> <p>۷۵۔</p> <p>۷۶۔</p> <p>۷۷۔</p> <p>۷۸۔</p> <p>۷۹۔</p> <p>۸۰۔</p> <p>۸۱۔</p> <p>۸۲۔</p> <p>۸۳۔</p> <p>۸۴۔</p> <p>۸۵۔</p> <p>۸۶۔</p> <p>۸۷۔</p> <p>۸۸۔</p> <p>۸۹۔</p> <p>۹۰۔</p> <p>۹۱۔</p> <p>۹۲۔</p> <p>۹۳۔</p> <p>۹۴۔</p> <p>۹۵۔</p> <p>۹۶۔</p> <p>۹۷۔</p> <p>۹۸۔</p> <p>۹۹۔</p> <p>۱۰۰۔</p>
---	---	---	---

فلک جبرقار	مالم	گر تیس جرخ اسے کہتے ہیں کچی ہے یہ ہے	دیکھو کیا کیا ہاں آنکھوں سے کرتے ایدل
چند تھیں اس اور کچھ نہ وہ لا مارل کرے	"	اتھتے نہیں ستم فلک کچھ مدار کے	ایسا ہوں مگ جی میں ہے کچھ کھاکے سوچوں
لے سب میرا سبب ہے آسمان الائنس	"	مٹاؤں صفحہ ہستی سے صورتیں لکا کھا	فلک کے ظلم سے سا کی نہیں ہے ک کوئی
آپا آرد سے عالی ہے فلک کی یادو	"	سناج امید بارور نہ ہوئی	ماتج سہنی میں لے فلک لکار
اس سے کوئی کھنکشتی دفن تو	"	یہ عمارت جی ستم لے جرخ کھر فار ہے	کوں عطا کی ای گردش تو لے میرے عت کو
فلک کے ہاتھ میں چھ پیلانی	"	رہتے نہ دیگا جس سے یہ آسمان کہیں	دس لگا ہے تاک میں راحت کہاں نصیب
فلک کے ہاتھ میں چھ پیلانی	"	متر گریر آسمان نکلا	دوستوں کو جد کیا اموس
دربار گنگ پیرا نے آرداں البیت	"	کبھی اس جرخ لے دودل کو ناک ماد کھا	کھا ازل سے ہے منزہ تفرقہ اندازی کا
العبیات اسے جرح آرداں البیت	"	سکندر کو نہ جواں میں دما یک مطرہ پانی کا	فلک قبال مدوں سے می ماساک میتیں آیا
میرا جی جرح آرداں البیت	"	دیبا میں آسمان لے مجھے خاک کر دیا	کیا خاک مجھ سے کار جہاں کچھ درست ہے
میں طرح آئے اسی صورت میں چھوچھو	"	کا کیا نہ جو گردش افلاک لے گیا	آیا ہے جو عدم سے لہاں وجود میں
معت زیاد ہی حالت کی حوا ہی میری	"	حائب ہر بہ طلم کسی مایل نہ ہوا	کس لئے قہر خدا کیسے رخ نہ نازل نہ ہوا
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	عالم بھا مجھ میں کسا کسی برہما جوہر کا	لئے حو مل نکالے مرے جرخ میرے
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	کیوں نہ پھر مٹوں ہوں میں گردش افلاک کا	عیریر اک حال یر نہ ہنا نہیں مہری طرح
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	کہ تیری عبادت سے غم کھا ہے میں	نہیں بھوکے ہم لے فلک نمٹوں کے
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	لے جرخ نہ افلاک کنگ	کست تک ہر میتیں رہیں گی
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	دسر گردوں کہیں ہونا نہیں برہم ہنور	کیسے کیسے ماہ جہروں کو ملایا خاک میں
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	اس آسمانے ابھیں کروٹوں میں یہ ماسے	یہ میر جرخ سے ایس نہ ہو کہ ایک جہاں
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	یعنی طبع نہ رکھ فلک دول سے اساط	بھوکے کوک ہو کا نہ وار سے اساط
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	تری جالوں سے بھیکو کونکر لے جرخ میں بھلے	حو آگشتن دنیا میں مینک اسکو گر اس ہے
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	اسد رکھیں خاک شس آسمان دکھا	ویا ہے اک رہا نہ کو چکر نہ ران دن
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	دشمن ازل سے جرح تو ال میر کا ہے	ہو لو کرے نہ حو ار مجھے حیتہم حلق میں
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	نہیں سپے آسمان تاروں کھیت ہر تیرا	زر احسم تحمل کچھ رکھتا ہے سداسرہ
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	ہے ساتھ کر بیوں کی کرامت کھسری ہوئی	اے جرخ تیرے گھر میں ستم کی کمی نہیں
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	یا بھنور یانی کا ہوں میں یا نچ لا خاک کا	ص میا بس رخ جھیل گردش افلاک کا
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	نکڑا کے اس جہار نے کتنی تہا کی	دل ٹوٹا ایسے صدے وئے آسمان نے
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	نہ آسیاے جرح برابر تہا رات	لے قدر شام غم سے مجھے مٹی رہیں
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	سرا آسمان یر پشاکروں رہا لیں کے عوض	یہی میرا تہاے قسمت حو دسترس ہو مجھے
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	یا رب ہو مرے گھر کی طرح آماں حوا	وہاں گھر کیا نہ مجھے خانماں نہ اب
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	بتے سے گنچہ میں کیا اتری ہوئی ہے	دور فلک کے کھوے میرے حواس نہ
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	مام آرد و مکا آہ نہ جھوڑا نشان کہیں	حوت خلط کی طرح ملک لے سنا دیا
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	دل ماتا و ہار انہ کسی باد کسبیا	تری کیا ماد کریں گے فلک اسنا
حاکم لہ یوں نہ طاسے فلک پوچھے	"	دم لو جس سے دے اے آسمان کہیں	گردش ہے ساتھ ساتھ رہا میں جہاں کہیں



[illegible]







گماں کیہ سخی دل میں نہ بھول کر کرنا	کہ عمر ہے ہمیں کافی ابھی بسر کرنا	سردار	فنا	ماتحت
س نخف میں جاں کیلئے قرار کہاں	ثبات عرصہ ہستی سنار کہاں	"	"	"
ہوکل کو تم کہ نہ ہوا اعتبار کل کا ہمیں	کہ وقت آہ ہم کو فی اہل کا ہمیں	"	"	"
بدن سے روح دم نزع حب جدا ہوگی	خبر ہے کس کو جو حال میں فن ہوگی	"	"	"
عدم کو منزل ہی سے جب گزر ہوگا	نہ راہبر کوئی ہوگا نہ ہم سفر ہوگا	"	"	"
کونسی مبادیر بنواتا ہے قصہ عظیم	ایک دن تو آپ نے نام و نشان ہو جائیگا	"	"	"
دنیا میں جو کہ آیا ہے جائیگا ایک روز	سکے ہوا نزل سے ہے دار فناء پسند	"	"	"
منہا دولت دنیا ہے نہ دنیا ماتی	مس ہیں فانی ہے فقط نام خدا کا	سید	"	"
کوئی سکے گا اول کوئی آخر دار فانی سے	چلے جائیں گے سب بے دم اتہا بہتہ	میراج	"	"
جو چیز ہے یہاں کی وہ کام کی نہیں ہے	امید صبح کی ہے تو شام کی نہیں ہے	شفیق	"	"
کچھ ہیں ہستی میں آنے کا تیر نہ ملا	حاکم میں مل گئے ہم خاک سے پیدا ہوکر	"	"	"
رنگ بہار ہستی موہوم ہیچ ہے	ہے پائیدار نہ لقیامت فنا کا رنگ	"	"	"
رکھتے ہیں زندگی حباب آسا	دار فانی میں خود فنا ہیں ہم	"	"	"
بمچہ رکھ یہ دودن کی بہار زندگانی ہے	نہ تم ہو گے نہ ہم ہو گے سبھی اٹھ جاہلو لے ہیں	نادر	"	"
آخر کو ہے ایک دن جدائی	کیا کوئی کسی سے مل لگائے	شہید	"	"
یہ تعلیم فنا کو کس ہے یا دیر ضرور	منزل وارنگی کو کچھ نہیں بہر ضرور	"	"	"
دم میں ہوا ہوں میں کہ ہے ظاہر حجاب	سحر جہاں میں حال مرے اعتبار کا	"	"	"
عمر ہستی میں بہت ولود و مرا	ہوں حباب ایک دم ہوا نہ ہوا	"	"	"
سب فنا ہے اک تقا اللہ ہے	کون دنیا میں رہا شاطر اد	ناظر	"	"
لقت ماراہ فاتحہ کو بھی میتیں آتی ہے	اک تاں کہے کو ماتی ہے مگر ماتی ہے	سدا	"	"
نہ ایک دن رطاحم و جاں ہے بہانہ دوسرا	فنا ہے فنا ہے فنا ہے فنا ہے فنا ہے	صفدر	"	"
غیر دات حق جسے دیکھا آئے پایا فنا	میں ہاں سارا رمانہ ایک صاحب خانہ تھا	"	"	"
سیج ہے کوئی حباب سے سیکھے فنا کی طرز	قطرے سے سحر ہووے اگر ٹوٹ کر ملے	صفا	"	"
ایک دودن سے زیادہ نہیں یہ رنگ بولو	گل رہ بھولے ہیں لے لیل شیدا کس پر	ظاہر	"	"
آنکھیں جو دے خدا تو نہ ہوا آتائے حیات	کم ہے حباب سے بھی ثبات و تقائے عیش	"	"	"
وہ اٹھا شور جس وہ ہوئی آواز حسیل	قافلہ ایک دم آسودہ منزل نہ ہوا	ظہیر	"	"
فنا ہے سب بہار ماخ ہستی	سیر صبح حمو نکا ہے خراں کا	"	"	"
ماٹ سا ہے جس دہی کہ دم کے دم کی ہویت ہستی	یہ خاک تو وہ ہے سو ہستی شرب ہم لیکے کبار کریں گے	"	"	"
میری نمود و بود ہے تصویر نقش ما	نفس فنا ہوں صورت تحریر مستسا	"	"	"
ما ہونے کو ہے دیامین حسی آفرینش سے	عبت زردار مغرور تا طاکا مرانی ہیں	"	"	"
خراں کے ہاتھ سے گلشن میں خاکت رہا	بہا کیسی نشان بہار تک نہ رہا	عاشق	"	"
اکبر کے تھے حووت مازو کہاں گئے	بانی شاں تک بھی نہیں نورین کے ہیں	"	"	"
کسی کی ہستی در فضا کو اعتبار نہیں	نہ کر سی رہتی ہے گھر کی نہ بام بہا ہر	"	"	"

فنا  
 نیت کہاں تک خلاوت ہو چکا ہے  
 ہوگی فنا ایک دن عالم موجود کو  
 کوئی مجبور باقی رہے نہ در رہا  
 دور دورہ نہ رہا کا بے توریہ  
 چلنے بنا کو جو فنا آدمی ہے وہ  
 عاشق ہے اس قیام پر فکر سفر  
 چلتا ہوگا نذر میں ہوگی نہ ان ہوگا  
 ایک تو ہوگا فقط اور نہ اس کو ہے فنا  
 میں بھی جو ہم کو کیا ہیں کراہ کو ہے فنا  
 دھڑکا ہے سر اور پھر امید ہم کا  
 حکم دنیا ہی مری جاں ہے ہیچ  
 بیوقوف کچھ سمجھتا نہ تھا  
 حال آئندہ ہے کتنا دکھ کا  
 سسے دیکھا میں فنا کا  
 رفاقت باز ہے مالک فنا کا  
 فاسب ہیں فنا کے دم فنا کا  
 عیش کریم ماخ دہ اور زینت آماں  
 کچھ نہ ہوگا ایک ماتی دوسرے جاہل  
 فنا ہے کسے یاد دیکھ کچھ بیاں دہی  
 نہ حال ماتی نشانی ہوا و آماں ماتی  
 بیچل





کہہ دو بہ اہل فنا سے کہ نہ ہمت ہا میں کیوں وہم خودی ہے غالب حا کی ہیں وہم خودی نہ غالب سا کی میں کر کسمی فنا لا رم سے اس تے میں بقاحس کا نتیجہ ہو فنا پید اگر اول پھر نقائے حادثاتی ہے اجل کا جب یہ یام آیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہو گے خیال یا رواد احمد زود و وہ بھی دن کریگا بھلائی آؤ کچھ کر لیں کہ دم کا کیا بھر دے ہے کسی سے دشمنی و بغض و کین رکھنے سے کیا حاصل عنیت جاننا مل بیٹھا یا ر ان ہدم کا ارٹے وہ کرو جو زندگی میں ہو سکیں یوسے حباب و بحر کے ماسد سے حق سے مدلی ہر نہ یہ چلیں نہ یہ دھویں نہ یہ چرچے ہم ہو گے نفس باطل حب خیال ماوریا تابت جوا مر کے جب خاک میں ملنا ٹھہرا پانگنی راہ فنا تو ٹرپ کر ائے برقی غصہ بے سحر فنا کا دھارا کہ مجھ کو ابھاکے گا فنا ہو یوں کہ ملے بعد اس کے عرابہ بیچ نظروں میں اگر عالم فانی ہو جائے دوست دُشمن سب ہیں رفتی مثل نیم دیتی ہے موج فنا پیہم شکست دم ہستی پہ حباب اپنے عجبت ابھرے ہے فانی ہر ایک چیز ہے فانی جہاں ہے روح رواں وجہ کی صورت میں کیا کہوں ملک آنکھ بصیرت کی ندا کھولے دیکھو کیا کیا ہوئے دنیا میں شہشاہ جہانگیر ایوان فریدوں ہوئے مشہور جہاں میں افلاک کا دور اور ستارہ کی یہ سب سیر اک وقت میں ہو گا نہ تیا کون و مکاں کا رضواں ہو نہ حت ہو نہ دونخ ہونہ اعواف جب خسر کا دن آئیگا ہو مائے گانا ہر ہو گا نہ کبھی چار رخا صریں بسم ربط گلشن کا نہ یہ ڈھنگ ہونے گل گل ہو بہ رنگ	در کچھ بھی نہیں وہ راہ تقائی اب رہے کچھ مکاں مکس ہیں سے بہار جنگل اڑی اس کا ایک نہ اک روز پاک ہے عوارص کو کہیں ناداں ثبات و اتوار ہی ہے شاں دستے میں ظلمت کے کنارے آئینہ کا عرز و وہ بھی دن ہو گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہو گے نہ یہ ہو گا نہ وہ ہو گا نہ تم ہو گے نہ ہم ہو گے جہاں سے کوچ حب شہر انتہم ہو گے نہ ہم ہو گے کسی دم یاں حیات ساتھ تم ہو گے نہ ہم ہو گے وہ دن آیا کا ہے آیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہو گے یڑ ایسے اگر مرنا نہ تم ہو گے نہ ہم ہو گے ہوئی حب خشم حسرت دانہ تم ہو گے نہ ہم ہو گے میاں اک دن وہ آئیگا تم ہو گے نہ ہم ہو گے وہو میں انسان آوارہ وطن ثابت جوا پھر یہ تربت کا شاں کیا ہو گا دیکھس لتا ہے ہیں جادہ منزل کیوکر نفس نے موجوں کا جال شکر لحد نے کام لگا کر نکالیں آب تغافل مترازی ہم بھرو پھی پھرد انی ہمہ دانی ہو جائے غل تو کیا کا ثنا بھی اکدن اس گستا میں ہیں لنکر ہستی میں بھاگا عساگ ہے آنکھ کھلے ہی مقام اس بہ کھلا فانی کا مقصود اس فنا سے مگر امتحان ہے جھوٹکا ہوا کا تھا او صر آیا او صر گیا آئے جو نظر پیچ ہے نام خدا پیچ وہ پیچ تھے خود ادب ہے اپ نکات پیچ خود پیچ تھے وہ ادب ہے اب انکی نا پیچ ہو جائیگا ثبات کہ یہ ہے بسیر واپ پیچ ہو جائیں گے اک پل میں یہ بادل نا پیچ غماں و ملک خود بھی جو روز فنا پیچ جو خلق ہوا پیچ ہے اور خود ہے قضا پیچ جر اک کی کمی بیشی سے سمجھ گئے یہ تھا پیچ غمیے بھی یہ سب پیچ ہوں اور باد صبا پیچ	فنا کوئی نہ کوئی راستی حاکم سودار ہو جائے گا اس کا بھی یو ہی شد و ناپیچ ہر جہاں میں کہتی کسی کب آپ آئے کیا چلے میں حباب تم کسی کا ثبات ترصدائے غیبی نقطہ اسی کی ذات بے مقبوضہ باب نہ دیکھا کسی ہم نے کے لیے وہ باب نہ دیکھا کسی ہم نے ہو چکا ہے بیان شہر دم کو لوٹ کر چلے جوتابا ہے منزل مستحق کا یو ہی کارخانہ جا سد اس منظر خدا نے شانے کے واسطے پیچ کیا خدا نے زیادہ ناپا ند ار کی تصویر ہوں زیادتے ہیں ساکن عدم دلبران قرعے کو خاک میں اکدن لگتا پیچ کہ سب کو خاک میں امجد و غریب ایک لکھ بہ بیچے ہیں سب مختصر گر ادب شادی ہے موت مختصر گر ادب شادی
---	--	---

## قدرت خدا

دلتاں اہل ستاں ہو گئے بہت مدہم	ظہور قدرت پروردگار باقی ہے
صنعت خالق جدا ہے صنعت انسان جدا	دیکھ لو سہی جان سے خالی بدن تصویر کا
عاطل اہل زمین احوال گردوں کا تاتے ہیں	گر قماروں کو کیا معلوم کیا ہے منف زنی لہجہ
بہلا بار بھیاں کیا حصر ہو گئی انکی قدرت کی	تائے تو کوئی ہے مال کتنے جسم انساں پر
صنعت خلق جدا صنعت خالق ہے جدا	خانہ دل نہ ہے گا کبھی معماروں سے
فقیروں کو فقیری تہا کو شاہی مارک ہو	کہ صن صنعت ہے کام جو اللہ کرتا ہے
ٹرافار ہے اپنے کا خالے کو وہی جالے	خدا جانے کہ گزرے کتنے آدمی تل آسم کے
ہے دلیل پستی خالق یہ دور افلاک کا	کو رہ گرجت تک نہ ہو مشکل ہو پیراجاک کا
دمل قدرت میں خدا کی کوئی کر سکتا نہیں	کب سکندر لے بنایا آئینہ ادراک کا
بخشی ہے طاقت اس تن خاکی کو نطق کی	کیا قدرت خدا ہے کہ آئے سخن میں خاک
رہیں ناشاد مومن شاد ہوں کافر نہ ہیں	نہیں ہے دخل انساں کو خدا کے کاغذ میں
تو وہ قادر ہے جو چاہے ایک سنگ	بے پردہ صیسی مجھ نہ پیدا کرے
نہاں نہیں ہے نفس کے شمار سے پیدا	جہاں کو اس نے کیا اجبار سے پیدا
جسے سب روح کہتے ہیں جہاں ہیں	مرے نزدیک وہ حکم خدا ہے
اک ذرہ تھا وہ جس سے خلقت ہوئی دلی	اک قطرہ تھا وہ جس سے یہ آسمان بنایا
صنعت خالق میں کہا دخل ستر	س کا کب شبیہ دل ٹوٹ کر
سکڑوں ہس کے سس سے پیربت سے	کارخانے ہی اللہ نہائی کے رہے
بنکر بگڑتے ہیں جو مگر وندے نہرا ہا	ہیں کھیل امیر صنعت پروردگار کے
عجب قدرت حق کے اے میں کھیں	کہ مٹی کے پتیلے کو گویا کب
دست قدرت سے بنایا ہے خدا نے قہرنا	دخل معمار اس میں ہے دخل ہے مزود کا
باغ عالم میں ہر اک گل ہے خدا کی قدرت	باغبان کون ہے اس کا یہ جین کس کا ہے
داہد مرے مولا کے اسرار نہیں پاتا	خاقل آسے کیا پاوے ہشیار نہیں پاتا
نمود سطوت پروردگار ہے دیکھو	جہاں تلک کہ کرے کام یہ نظر کاٹو
اس کے یر تو کے یہ سب جلوے تھے	موسیٰ و نور و نار و طور و قیس
میری امید ر آتی ہے اب اللہ اللہ	کو سی جیر ہے اللہ کے جو گھر میں ہیں
حق تعالیٰ کی طرف سے جیسے امداد ہو	تو وہ گھر تاقیامت کبھی آباد نہ ہو
خالق کو ہر طرح کا ہے لے اسکا اختیار	چاہے تو انقلاب متقدر نہ ہو سکے
کس میں ہیں ایسی قدریں صد تے میں تیرے ہاں	بارخ کو تو نساے دشت دشت کو تو نساے باغ
کرشمے تیری قدرت کے سمجھ میں کچھ نہیں آتے	ساقی ہے یہ کیونکر ساری مخلوقات کچھ نہیں
چل رہی ہے جس سے جہانی تہین	کوئی پوشیدہ کہانی اور ہے
نکلے چلے آتے ہیں تہ خاک سے کھانے	یہ خوان کر کم کس نے چھایا ہے خدا نے

نہیں

قدرت خدا  
 ہیں بیل یا تاریخی یہ موقوف  
 چھپے قدرتی کارخانے میں  
 عالم کے محض ہیں یہ قدرت کی کارخانے  
 کچھ ہو گئے تو ہر جگہ تیرے علم کے نمایاں  
 کیا گنبد ہے دید قدرت کے پیر پانی  
 کی کی سب سے لانا بہت پیر پانی  
 رنگی جس نے دی ہے اہل مار  
 دوسرے مار سے تو کیا رہنوار  
 بانی ہے کیا غیب تو نے چھپت  
 کہ ہمارے عالم کی جہیں کھیت  
 کہ ہمارے کو وہ چاہے تو کرے  
 یا جو ہیں کو وہ چاہے تو کرے  
 ہیں گھر میں اچل دے اچنی خرنیوں کو  
 اس کی قدرت لڑائی ہے محیط عالم  
 کوئی قسمت اس کی نہیں ہے وہ ہر کھیل  
 کوئی خالق کیجی کی شان بکیت  
 ہے یہ مٹی میں پہل دوسرا پیدا  
 کہ ایک کا نہیں ہے اس کا جس قدرت تھکا  
 کہ وہ درہ سے ہے اس کا زیور نہ تو یہ  
 خاک سے پیدا اس کا زیور نہ تو یہ  
 اسے یاد تم بجا ہے وہ گھر خاکی کا  
 کھلا یا جس نے ہے قدرت سے یہ گھر کھلا  
 امیوں









<p>قسمت</p> <p>مقرر ہوا جو معد میں لکھی تھی نہ ان</p> <p>اتواں لحد فنا قرعہ رمال ہوا</p> <p>پھر سے راز دھری ہو بس ادھر خلعت کا</p> <p>شے لے طالع خواہدہ نام کر شے کی</p> <p>یہاں ہر ایک کام میں ہم سے کی کمی</p> <p>دلیل تہی تقدیر ہے کائنات طبع</p> <p>اتار ہیں ہوتا ہے یہ سب پہا</p> <p>ہو دیکھیں کو بھی وہ درویش</p> <p>حس طرح سے کئی بیماریاں</p> <p>بائی حاجت جنت تدبیر ہو گیا</p> <p>اچھا ہوا و قافل تقدیر ہو گیا</p> <p>پہنچے ہو رخ جا بجا اگر خدا</p> <p>کیا اعداد میرے دست و نعلک</p> <p>بڑھ کر کوئی رسلے میں اس سے پہنچا</p> <p>تقدیر میری تانہ کے سر پہ لپٹا</p> <p>خوش قسمت کی مدتوں اگر تیں تو پایا ایک تن</p> <p>رق اسان کو مقدر کے سوا تھا ہیں</p> <p>جیل میں ہیں ہے بے قسمت</p> <p>مارے بیکار یہ مای ہیں</p> <p>کیوں</p>	<p>ما سمحہ حاکم کو کوئی قدر و اہل متا ہیں</p> <p>جسم بدہش کی نظر میں عاری ہوں</p> <p>انہیں کو یہاں محترم سمجھتے ہیں</p> <p>نویس کر کہیں کہیں قد و اہل آئے</p> <p>میرنشاں ملتے ہیں حاکم براد کے</p> <p>مثل زو حاک کہ رت میں مدھوں ہو گیا</p> <p>ہو گئی قدر اس کی جو سطروں سے نہاں ہو گیا</p> <p>حسن کچھ اسی سے ہو کوئی قدر میں حالے</p> <p>ہو گیا زر سگ سے مار میں کہ جتاں ملا</p> <p>ہے امیروں کے واسطے زیبا</p> <p>و نہ ناخص کر کے گا کیا بھلا کمال کی قدر</p> <p>قدر حاکم کی کوئی کما جانے</p> <p>ہو جس میں مہر ہو اکی کیا قدر</p>	<p>نہم ہے جس کو وہ اہل کار کی کرنے ہیں قدر</p> <p>ہوں نگاہ مردم مس میں گل</p> <p>کسی علم و فن میں جو ہوتے ہیں کمال</p> <p>اگر ہو جو ہر ذاتی سے آدمی ممتاز</p> <p>قد و دود کی خاطر ہے یہ تصویر گلی</p> <p>مار ڈالا تمکوں کی قدر دانی نے مجھے</p> <p>ماتہ بھیلے جو دود ہوتی ہے شتاق خلق</p> <p>بصر ہو جو آئے ہدم سے دکھلائیے گوہر</p> <p>اہل دولت کو ہے لارم صاحب جو ہر کی قدر</p> <p>قدر صاحب کمال کی کرنی</p> <p>قدر جو ہر کی کریں وہ جس میں خود جو ہر بھی</p> <p>قدر ہوتی سے علم سے بے شک</p> <p>منہر سے قدر ہے اہل مہر کی</p>	<p>قسمت</p> <p>اک زمانے کو کیا تسخیر آصف آنے</p> <p>اس کے اہل سے کیا گمانہ ہو اذیاں</p> <p>منہوں کا نہیں بھر دے کہ علم کتاب ہے تو تہا</p> <p>تصیر ہر آہ حواں سے سکدر بے نصیب</p> <p>اس کو منظور نظر ہے اور کچھ ہوتا ہے کچھ</p> <p>فائدہ ممکن نہیں تقدیر اگر کوتاہ ہے</p> <p>دست دیا ہم کیا ہلا میں جو رما اللہ کی</p> <p>جائے کیا رخ مقدر عالم اسباب میں</p> <p>جو قسمت میں نہ ہو ہرگز نہیں ملتا پہنا کو</p> <p>نہ علم ہو نہ منہر ہو نہ فضل ہو نہ کمال</p> <p>یستی کے سوا اور مقدر میں کہاں ہے</p> <p>طالع ملے ہیں دست میں جو صلے بلند</p> <p>بعد فاعلی گردش قسمت یند ہے</p> <p>ہوں میں محمد حادثہ دسیر یوار</p> <p>کیا بار اہل طلب بھلی گری کست توقع یر</p> <p>روئے رفعت نہ دکھا باکھی یستی کے سوا</p> <p>کیا خبر خلق کو درویشی و سلطانی سے</p>
--	--	---	--





<p>قسمت</p> <p>ہو گئے سلطان گدا میں وقت قسمت چھوٹی</p> <p>سب امور سلطنت غائب پریشاں ہو گئے</p> <p>برو مندی اگر قسمت بد میں ہے</p> <p>تو چیل باؤں مقبوتوں کے شو سے</p> <p>نہ ملے گا سوا مقدر سے</p> <p>جہل ہے جو مال آتا ہے</p> <p>مقدر کی چشم خنایت ہو سیدی</p> <p>نار سے کی لہریں نظر سے لڑا کر</p> <p>جنت تو خوش ہے زندگانی کے انقلاب ہے</p> <p>بدل نہ جائے گا تیرا جو کچھ تقدیر ہے</p> <p>مقدر کا پاپ بند چلا نہیں</p> <p>فلک رنگ کی نود چلا نہیں</p> <p>کوئی چیز ای نہیں دنیا میں جو حق ہو</p> <p>جو بشر چاہے وہ حاضر ہے مقدر چاہے</p> <p>نگ رہے رشتے طلب کے لئے جو جائے</p> <p>جو مقدر میں رسانی تو رسانی ہو جائے</p> <p>خاک پتھر بننے کا جو مقدر میں نہیں</p> <p>وضع نہ سے پارس کوئی یا نہ خدا کی کوئی</p> <p>عزت میں جو حرف آئے محبت میں تو آئے</p> <p>مقدر کے لئے کو مٹا یا نہیں جاتا</p> <p>مقدر میں</p>	<p>اشقا کوئی تقدیر کے لئے کو مٹا سکتے ہیں</p> <p>احد عمر میر دیکھو نہ ہم سے وہ کبھی سیدھا ہوا</p> <p>اکر دیکھو گھروں میں کیا تھا اور آج کیا رہا ہے</p> <p>آرزو کہتے ہیں کس چیز کو حسرت کیسی</p> <p>انصاف یہ نہیں ہے کیا جاؤ سب تھیں</p> <p>ایک دانہ سوا ہسین ملتا</p> <p>کسی صورت پہنچ مانگیں گرتے پڑتے منزل پر</p> <p>بخت میں جو لکھ دیا ہے کاتب تقدیر نے</p> <p>کیوں پڑے ہیں لوگ اس کے پیچھے بچے بھاڑ</p> <p>پھانس اک تقدیر کی ہے ماس تدبیر میں</p> <p>ملے صدف کو نہ دریا سے بود پانی کی</p> <p>روز پھرنا ادھر ادھر مجھ کو</p> <p>اب نہ بستر سے ہو نیکہ کو تقدیر پر</p> <p>خدا کو یاد کر بندے خدا کے</p> <p>آشاں میرا بھی ہے گھر ہے جہاں سب کا</p> <p>زر اسے بٹا اسے کار دیا خیرات کا</p> <p>یہاں غشت جہیں سے لوڑتے ہیں غم فلاطوں کا</p> <p>نہ مجھ کو اختیار کی شکایت نہ لکھو محبوب نازنین کا</p> <p>جال کس کس نے بچھایا نہیں دانائی کا</p> <p>دل اگر خوش ہو کے بولے گا درم ہو جائیگا</p> <p>رال کا تعلق تھا جام آستس تو اڑ گیا</p> <p>آب و دار کو میں اپنے لئے دویر سمجھا</p> <p>وہ ہے تقدیر کا مسکر اسے سائل دیکھا</p> <p>جو کہ تقدیر سے حافل ہوا حافل حیرا</p> <p>کہیں تو تیر ہوا میں کہیں نشانہ ہوا</p> <p>اس اپنی سے پری کے قصد حق ہزار پر</p> <p>ہم بھلا لائیں گے وہ ہماری شرط</p> <p>کرے گستاخی تدبیر کو تقدیر معاف</p> <p>مطمئن جو بے حیا اپنے مقدر سے نہیں</p> <p>سگ رہ تقدیر ہو جاتی ہے تدبیر میں</p> <p>در بند کو دن میں جو مجھے در بدری ہو</p> <p>بخت انسان کے اچھے ہوں ہنر ہو کہ نہ ہو</p> <p>دخل کیا پیچہ مڑ گاں کو گہر ہاتھ لگے</p>	<p>چارہ سارا اپنے تو مصروف بدل ہیں لیکن</p> <p>دہر میں جس کا مقدر نام ہے اسے ہر مو</p> <p>سوچو تو آگے جل کر قسمت بن کیا لکھا ہے</p> <p>ہے جو قسمت بن وہی ہو گا نہ کچھ کم نہ سوا</p> <p>دنیا کے انتظام نہ اکسب نہ ہر طول</p> <p>جتنا قسمت ہے ملے گا وہی</p> <p>عبار کارواں ہیں ہم اگر قسمت سا ہوگی</p> <p>لاکھ تم چاہو گر ملتا ہے اسے انجم وہی</p> <p>کوشش و تدبیر سے جانی نہیں قسمت کی کوٹ</p> <p>کیونکہ سلجھاؤں بھلا اچھے ہوئے کاموں کو</p> <p>نصیب شرط ہے پی رری کے ہیں بد تو کبا</p> <p>بیٹوں گھر میں یہ ہو نہیں سکتا</p> <p>تھر عمر آخر موتی در در گدائی تاکھا</p> <p>گلے سکے نہ کر ارض و سما کے</p> <p>ہم سفیر دیکھئے تقدیر میں کیا ہے لکھا</p> <p>بھرا اپنی اپنی قسمت ہے نقش جبر و ماہ</p> <p>کبھی تقدیر پر تدبیر کو غالب نہیں دیکھا</p> <p>بیاں کیا کیجئے مصیبت کسی یہ کیا زور اپنی قسمت</p> <p>ہاتھ آتا ہے مقدر سے ہمارے دولت</p> <p>جوئی قسمت سے محمد کو عیش عم ہو جائے گا</p> <p>عیش قسمت سے مجھے جلوہ دکھا کر اڑ گیا</p> <p>اڑ کے پہنچا میں وہاں لے گئی تقدیر جہاں</p> <p>جو معدر کا مقبرہ ہے نظر آیا ماموس</p> <p>اہل تدبیر کے قولوں سے مقلدی ہے بہ باب</p> <p>نصیب فتح کبھی ہے کبھی شکست مجھے</p> <p>بے کوشش آب و دانہ میر قفس میں ہے</p> <p>جو بدا ہے ہماری قسمت میں</p> <p>تھر کچھ کام نہ نکلا کسی دامائی سے</p> <p>دور بدر مثل گدا مہرتے ہیں تکرارے کے لئے</p> <p>س نہیں چلتا بستر کا کام نکلے کس طرح</p> <p>تقدیر سے کیا زور ہے لیکن وہ گدا ہوں</p> <p>کار دانی پہ نہیں دولت دنیا موقوف</p> <p>اہل دولت کے تقرب میں بھی تقدیر ہے شرط</p>
---	--	---

<p>قسمت</p> <p>حالت ہوئے و تقدیر کیا کرتے ہیں</p> <p>عجب جب ہوا اگر کچھ نہیں ہو سکتا</p> <p>دیں دیو چاہتے تقدیر سے کچھ نہیں</p> <p>خاک کی طرح ہو جاتا ہے تقدیر سے کچھ نہیں</p> <p>تیری بڑی قوت ہے تقدیر سے کچھ نہیں</p> <p>حاجت کوئی نہ ملے حال گردش قسمت</p> <p>ہوا چاہے کسی صورت سے حال گردش قسمت</p> <p>خاک کی طرح ہو جاتا ہے تقدیر سے کچھ نہیں</p> <p>خاک نہ ملے مرادوں تقدیر سے کچھ نہیں</p> <p>را کیا چاہو مراکت سے تقدیر سے کچھ نہیں</p> <p>دل سکتی نہیں تدبیر سے تقدیر سے کچھ نہیں</p> <p>عجب شہنشاہ خط لوت جس میں کو</p> <p>پیدا آیا ہے تقدیر سے کچھ نہیں</p> <p>کر اک دن چٹیا ہے تقدیر سے کچھ نہیں</p> <p>جو تقدیر میں ہے تقدیر سے کچھ نہیں</p> <p>حق نہ چاہاں وہ تقدیر سے کچھ نہیں</p> <p>ہیں شہنشاہ بغیر سے تقدیر سے کچھ نہیں</p> <p>خو کر با کھان میں تدبیر سے کچھ نہیں</p> <p>نکار تجھے اسے دل دوری کے تردد میں</p> <p>تقدیر یہ شاکر وہ تدبیر سے کچھ نہیں</p> <p>کیسی تقدیر</p>	<p>معدر میں جو ہے وہ ہو کا نہ دور</p> <p>وہی ہیں آئے کا بہ وہ بکرت</p> <p>ہم نے کھینچتے ہی ہیں دیکھا گروہ تیر کی</p> <p>دستیانی در معصوم دکی دتوار ہیں</p> <p>اں کو تقدیر نے لکھے لی حد اسے برہم</p> <p>لکھا مبتلائی کا میں آماں روئے کے کہا حاصل</p> <p>آج کی تو کر گئی لکس</p> <p>نے نرد جو معدر میں جو بنانا ہے نصیب</p> <p>چلے غم سے جب سوئے ہستی کہا محاسن</p> <p>بارہ کیوں پھرے ہو مدیر میں دس کی حراب</p> <p>خاک تاہر ہو طالع جو موافق ہی نہیں</p> <p>جو ہے تقدیر پر راسی توکل اسکو کافی ہے</p> <p>اپنی خواہش کے موافق نہ ہوا کام کوئی</p> <p>تراست انی تدبیر سے بار آ</p> <p>بہت تدبیر کر دیکھی درست آئی نہ کوئی صی</p> <p>جو مقدر ہے لے گا وہی ہے سعی و ناکست</p> <p>نصیب ہوا تو تو آئے سعی ماست</p> <p>کہا کہوں قصوں کہا ہے غم کی خیر کا</p> <p>عقدہ تقدیر کو سے کھلے سسٹم کا</p> <p>بہر محو ارازم مافید زردان سفر</p> <p>کشتن کار بستہ کی کہاں ممکن ہے ایوں سے</p> <p>معد مردوں رکھتے ہیں امید راحت کیوں بنر</p> <p>کس لئے چارہ گرد و نون مدیر میں ہے</p> <p>تسلیم کیوں بگڑے ہو ہر دم نصیب سے</p> <p>تکایت کہا مجھے ہر جہی مباد طالم سے</p> <p>عمر معدر تدبیر سے بگڑے مرے سامان وصل</p> <p>قصائے الہی میں جو لکھ گیا</p> <p>قلم سے جو تقدیر کے ہے رقم</p> <p>بگڑی مری خود آہی بن جائے گی نوبت</p> <p>زور قسمت یہ چل نہیں سکتا</p> <p>جب پر پیچ ہے کچھ غشی تقدیر کا خط</p> <p>مرد دانا چھین ہی لیتے شہ خاور کا تاج</p> <p>کلید قفل مرگ و زینت یا گنجیدہ قسمت</p>	<p>کہ آئی ہوئی موت ٹھٹھتی ہیں</p> <p>ارل سے جو قسمت میں میری لکھا ہے</p> <p>سیس کچھ جاتی ہیں ہے ناخن تدبیر کی</p> <p>ہاں کو تھڑ ہے قسمت کا رسا ہوا ما</p> <p>ہیں معلوم نہ کرنا اسی میں آئی ہے</p> <p>محلا معدر یر نہ م لسی ہے رسا ہے</p> <p>کل معدر میں دیکھیں کا ہے</p> <p>کبھی معدر کو معافی مدہ ہیں</p> <p>جو پیش آئے گا مایا ر و بجھے حاما</p> <p>ہوگا حاصل وہی ملو جو ہے قسمت میں مدہ</p> <p>لکھتے ہیں لوگ عبث ہوا ہوائی نوبت</p> <p>دوا دھوکے کی ٹٹی ہے وہی اللہ تباری ہے</p> <p>وہی ہوتا ہے تراب اس لئے جو کچھ چاہا ہی</p> <p>برائے خدا تین بقدر ہو</p> <p>وہی ہوتا ہے اسے مارو جو کچھ اللہ کرتا ہے</p> <p>روز و شب وعدہ و فکر معیت ہے صفت</p> <p>کوئی پرساں ہیں ملک میں بہر کا</p> <p>لڑہ ہیں سماں لکھا کا ب معدر کا</p> <p>کام کچھ کرتا نہیں مان یہاں مدیر کا</p> <p>دیکھتے کیا دیکھتے ہیں خاک ہو جانے کے بعد</p> <p>نہیں مدیر ناخن کار گر معدر امل میں</p> <p>کیا بد لجاے گا مرے سے معدر خاک میں</p> <p>ہو رہے گی کبھی صحت بھی جو معدر میں ہے</p> <p>مکس نہیں کہ حکم قضا و قدر ہرے</p> <p>مری معدر میں اک دن اسیر دام ہونا تھا</p> <p>وائے نادانی کہ پھر قائل نہیں تقدیر کا</p> <p>نہیں کوئی ہرگز اسے چھلتا</p> <p>ہیں ہونے کا اسیں کچھ بیتی و کم</p> <p>ہے ناخن تدبیر مرے وعدہ کشتا آپ</p> <p>موت کا وقت مل نہیں سکتا</p> <p>لاکھتا ہے نہ مٹا ہے نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے</p> <p>بس اگر چلتا کسی تدبیر سے تقدیر پر</p> <p>اگر قبضہ میں آجاتے تو ہر مدہ خدا ہوتا</p>
---	--	---



<p>قسمت</p> <p>بات جی آئی نہ کوئی اسے ظفر تدبیر سے  یادنا وہ ہے کہ وہ تقدیر کے شامل سے  دانا ہے وہ جو خواہش کیسے کیسے  اصحی ہے وہ جو خواہش کیسے کیسے  اینا اپنا ہے نصیب ایک کو دایم ہے  مگر زری ہے قسمت و محنت میں ساری ایک کی  دل ہے کہتا اور ہے تدبیر کیستی اور ہے  مخل کہتی اور ہے تدبیر کیستی اور ہے  نے مال سے نہ زری سے نہ تدبیر سے  ایک چلے اگر اقبال تو قسم تدبیر سے  اینا دانست میں جو کہ نہیں تدبیر سے  کیا کریں میں نہیں ناچار ہیں تقدیر سے  جو نہیں سکتا تو قسمت سے زیادہ ایک خوف  اس پر جو راضی ہے وہ یک ظلم چھپے  بلشے سے کہیں تقدیر جیتی اور جیتی ہے  تو تقدیر سے تدبیر کہاں جا سکتی جگہ  اس سے اسے اتنی کہاں کا تب جی کوئی  ہے فقط قرآن گوید کہ طبع سے جی کوئی  عالم اگرچہ لاکھ طرح سے جی کوئی  ہوتا نہیں ہے ہم فضا و قدر غلط  عالم کسی</p>	<p>صبر بہتر ہے نہ کیجیے کوئی تدبیر سر آں  ساط دہر میں ہم جہز تسلخ کی صورت  یہ مدد چاہی ہے کہ جسکے لہی نہ  میٹ سکے کوئی حرف خط تقدیر میں  ہے جو تقدیر میں وہی حق ہے  کہا جائے کہ لکھ دیا صام ازل سے  اس نے جو چاہا مقدر میں لکھا ورازل  ہوتا ہے جو قسم کا وہی ہوتا ہے آخر  کام سب ہم نے والہ کرنا تقدیر کے  جو بد انصاف نصیب میں یا ما  کب وہ ہونا ہے جو بندہ کی رضا نے یا با  ہے وہی ہونا جو لکھا ہے تری تقدیر کا  تدبیر سے وہ مٹ نہیں سکتا نہ زینہار  بہت اپنی تدبیر کرتا ہے بسہ  پنچہ نصیب پر رکھ عقدہ دل کا کشود  قسمت میں نہ ہو آب تو ظلمات میں مٹانی  ہر چہ کہ منہار حقیقت میں ہے تدبیر  لے معتد دولت ماقی۔ حامل ہو کسی  اور می دیا جو حق سے کر کے منہ مانگا  جو یارے کیا سو بھلا دیکھ کر کیا  ہے خاک نشیں کوئی کوئی سمٹ نہیں ہے  شاکر جو ازل میں فقط لکھ دیا جو رب  تدبیر ہر اک چیز کی آسان ہے اسے ترم  اجاب فکر جیش کرے یا نہ کچھ کریں  بیفائدہ مس سہی ہے بیکار ہے کوسن  شاہ قسمت کا ہو بد ار مفا کر طرچ  مہتم قسمت ہو بگڑے کام گرد میر سے  لاکھ مہر بھوڑیں تو ہم ہونا ہے کیا بے سود ہے  وہی سمجھے کہ ملتا ہے وہی جو کچھ ہے قسمت میں  لکھا پیشانی کا میش آتا ہے ہم شاکر نہیں  جو ہیں نصیب پر شاکر سدا کبھی انکو  ظفر نوشتہ تقدیر پر جو راضی ہیں  ہے عجب کوشش فروغ اہل کا ہے قسمت کے</p>	<p>جو ہے قسمت میں وہ ہوتا ہے مگر آپ کو آپ  میری گھر گھر بھی تو کس فکر لا حاصل سے ہوا ہے  ایک دہائیے دتی نہیں قسمت ہم کو  کہہ ہوتی ہے دہائیے میری بقدر ہیں  ہیں اس میں کسی کی حارہ ہے  معلوم ہیں حال ہمدرد ہیں ہو  کام ہمدرد کی لہن مٹا سکتے ہیں  حارہ ہیں اس کو امر سدی میں  صبر۔ میں آئی کوئی تدبیر اپنے ہاتھ سے  تھا جو نصیب کا لکھا دیکھا  وہی ہوتا ہے جو مولا کی رضا نے حارہ  کیوں تو ہے مغرور غافل خوبی تدبیر کا  جو کچھ قلم نے دفتر تقدیر پر لکھا  یہ ہونا ہے وہ جو خدا چاہتا ہے  کیوں تو منت کش ہے غافل ناخن ہمدرد کا  ہمارا خضر جا کے سکدر ہیں ما  ظاہر میں کوئی شے نہیں نہ ہے ہمدرد  آکے حارہ میں سے وہ سیمہ حارہ  یہ موزوں صفت سے کیا میں اہل خیر مانگتا  نصیب کے لکھے کو نہ کوئی مٹا سکے  جوتی ہے مفاہل کہیں تقدیر سے ہمدرد  نقدیر کا نوشتہ ملتا۔ حارہ  تقدیر جو بگڑے لومانی ہیں ساقی  مٹا نہیں نصیب کا سیدا لکھا ہوا  مٹا نہیں انسان کو ہمدرد سے زیادہ  زنگ آلودہ ہے آئندہ میری تدبیر کا  ہیں رواں ایک ندامت دیدہ تقدیر سے  لنگھی تدبیر بھی اب تنوئی قسمت میں  رہا اس کو ظفر چھر فکر جیش و کم سے کیا مطلب  کاتب تقدیر کی تحریر پر شاکر ہیں ہم  نہ کچھ نشاط فراخی نہ رنج تنگی ہو  نہ انکو لوح سے شکوہ نہ ہے قلم سے لگ  جب تک طالع نہ چمکا ہے نہ چمکا آدمی</p>
---	--	--

عالم	عالم کسی کو مرعشی مالک میں کیا دخل ہے وہ تقدیر کی کبھی حس سے کسی سے شکایت میں ہم کو عالم کیوں فکر کم و بیش ہے کم ۲ صلہ تجھ کو قسمت میں جو ہے وہی ملے گا وعدے ہزاروں ناحیہ بندیر سے کھلے فکر کیوں کرتا ہے عاجز جو تری قسم میں ہے لکھ دیا کاتب تقدیر نے جو کچھ لکھا تھا سرائے دہر میں تقدیر کا بہ حکم جاری ہے کام بگڑے تو کسی طور بنائے نہ گئے میں قائل تحریر مقدر ہوں ارل سے تدبیر سے کچھ حاکم بھی ہوا اس حاصل کیوں نہ قسمت کا ہونکوہ پھر بھلا جو مٹائے سے مٹے وہ نہیں لکھا میرا عبت رکھتا ہے سر پتھروں سے تو زاہد موافق ہے جب تک کہ ایسا رمان کاتب اعمال کرتے ہیں عبت تحریر کیا ہم نے افلاک کو سوزنگ بدلتے دکھا جسکی قسمت میں جو لکھا عہادہ موجود ہوا جب تک ہو۔ خواہ جس تدبیر تقدیر سے کچھ میں اس چلتا ہے کسی کا لاکھ منسوبے کرو اوگا وہی اس مقدر نے ہیں اسے دوسو جو میری تقدیر میں لکھا ہے وہ پتلی آئیگا وقت کھوتا ہے تو دل معیت میں تدبیر کے بیچ کوئی مختار کہے یا کوئی معور ہیں قسمت کو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی ہے کسد لیجا کے رکھ دیا خط تقدیر حشر میں تقدیر میں لکھا ہے تو وہ اڑ کے ملے گا میں نہ کہہ دوں گا جو کچھ تولے لکھا میں نے کیا معاذ اللہ تعزیرات عصیاں مجھ پہ ناخنی تھے حسد کی جا نہیں بہ اپنی اپنی قسمت ہی قسمت میں جو لکھا ہے وہ تحریر باخیاں
عالم	تقدیر کا زباں سے نہ کرنا گلہ کبھی کام سیدھا حرام ہوتا ہے معد میں تھا جو لکھا اور ہا ہے ملتا ہیں قسمت سے ہے کم اور زیادہ مقسوم قسم ہے ہمارا لیکن کبھی نہ وعدہ نقدیر دا ہوا تجھ کو مل جائے گا اک دن وہ تی نقدیر سے کرتا ہر لحظہ ہے میرست کوہ نقدیر عبت کوئی بیٹھے کر کھولے کوئی بیٹھے کر بادے جو دشتے تھے مقدر کے مٹائے نہ گئے کچھ فکر سے مطلب ہے نہ تدبیر کی حاجت ملتا ہے کب اسل کی معدرت سے زیادہ پتلی یاں کوئی نہ حسب جو ہر چلے کیوں متیت کہوں تحریر مقدر نہ کہوں بھلا ملے گا یہ تقدیر کا لکھا کیونکر بہت خوب کہا ہے سارا زمانہ حشر میں دیکھا نہ جائیگا خط بعد بر کیا پر مقدر کے فوت نہ کو نہ ملتے دیکھا کوئی مقبول ہوا اور کوئی مردود ہوا کام آئی ہنس کوئی تدبیر بیکار ہوے حانی ہے تدبیر کسی کی جو خدائے پاک کو منظور ہے شکل جو جو کچھ دکھائی رہ کھ لی زور کچھ تدبیر سے چلتا ہیں آپ ہی ہوگا جو لکھا ہے ترانہ تقدیر کے بیچ ہم لو واقعہ ہیں کہ اصلا نہیں مقدر ہیں دوچار ہاتھ جب کہ لب نام رہ گیا نجات ہو میں نہ میری خطائیں کسی طرح ہوگا تو کو ہمار اگر دانہ ہمارا خود خط تقدیر ہی خط اماں او حائے گا حدانے حیر کی تعتیر کا لکھا شکل آبا کسی یہ لطف کوئی مورد عتاب رہا اس ہے مجھے مرا خط تقدیر ہاتھ میں
عالم	عالم کسی کو مرعشی مالک میں کیا دخل ہے وہ تقدیر کی کبھی حس سے کسی سے شکایت میں ہم کو عالم کیوں فکر کم و بیش ہے کم ۲ صلہ تجھ کو قسمت میں جو ہے وہی ملے گا وعدے ہزاروں ناحیہ بندیر سے کھلے فکر کیوں کرتا ہے عاجز جو تری قسم میں ہے لکھ دیا کاتب تقدیر نے جو کچھ لکھا تھا سرائے دہر میں تقدیر کا بہ حکم جاری ہے کام بگڑے تو کسی طور بنائے نہ گئے میں قائل تحریر مقدر ہوں ارل سے تدبیر سے کچھ حاکم بھی ہوا اس حاصل کیوں نہ قسمت کا ہونکوہ پھر بھلا جو مٹائے سے مٹے وہ نہیں لکھا میرا عبت رکھتا ہے سر پتھروں سے تو زاہد موافق ہے جب تک کہ ایسا رمان کاتب اعمال کرتے ہیں عبت تحریر کیا ہم نے افلاک کو سوزنگ بدلتے دکھا جسکی قسمت میں جو لکھا عہادہ موجود ہوا جب تک ہو۔ خواہ جس تدبیر تقدیر سے کچھ میں اس چلتا ہے کسی کا لاکھ منسوبے کرو اوگا وہی اس مقدر نے ہیں اسے دوسو جو میری تقدیر میں لکھا ہے وہ پتلی آئیگا وقت کھوتا ہے تو دل معیت میں تدبیر کے بیچ کوئی مختار کہے یا کوئی معور ہیں قسمت کو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی ہے کسد لیجا کے رکھ دیا خط تقدیر حشر میں تقدیر میں لکھا ہے تو وہ اڑ کے ملے گا میں نہ کہہ دوں گا جو کچھ تولے لکھا میں نے کیا معاذ اللہ تعزیرات عصیاں مجھ پہ ناخنی تھے حسد کی جا نہیں بہ اپنی اپنی قسمت ہی قسمت میں جو لکھا ہے وہ تحریر باخیاں

<p>مہ مہتی</p>	<p>ہیچے ہے وقت رہو ہے مسموم دکھاؤں گامط صمت جواسے نہ حس ۔ ط آئی تصد رط آئی نعدر لائی ہے قطع الاراع کے لے تہمت ہے یہ جاں لی نہ رنگی ہوئی یہ دیکھو کوسہ اعدبرل کروں کدا کیا لے گا کیا سلطوں کا مں جہاں میں صمت رسوا ہو گیا رہ زحمت ہوگا مجھ سے حساب ل وہی ہوتا ہے و صمت مں لکھا ہونا ہے وہی ہوتا ہے جو سطور خدا ہو ماہے وہ ہوگا لکھ بجا جو کاتب تقدیر پہلے سے ہو نہیے گا مری قسمت میں جو ہونا ہوگا خط نعدر لکھا ہے عجب الٹا سیدھا دقت و کہسار با بھر و ر مں ہے جسکو دیکھا اسی کے یکر مں ہے کب تک در در مجھے جھکائے گی کب تک مجھے لں ماج کئے گی جو قہر مستدریں ہے مل جائے گا پانی تو بہت در طرف ہی آئے گا گزر بھر جلتی ہے قہر آگے تقدیر دیکھو تو سہی حکمت اللہ قدر دانا ہیں کہ انجاں پڑے پھرتے ہیں احباب پر نشان پڑے پھرتے ہیں حال کس کی ہے جو کر کے اُسے تعمیر کبھی جس کی مٹاے نہیں مٹی تحریر ہیں ملے کی دھوئے سے صمی نہ تحریر پائی ہیں وہی ملتا ہے جو پیتانی مں تحریر تیری ہے لیکن اس سے لو اگر جاہے سوا ملتا نہیں در اصل وہی ہے حکمت رب تقدیر بیکار اسی لئے ہے ساری تدبیر لیکن ملتا ہے جو مقدر ہے وہی کوڑی لایا ہے کوئی موتی کوئی</p>	<p>ہے حب نہ تردد و سوسس سوال گور مں آکر کرکے صت کہ نہ ساہوں میں گداؤں میں رہاؤں میں رمدوں میں آئے ہیں لوگ مں آرام کئے لئے جو کچھ کہ لکھ دیا تھا ہوا جو کہا کیا ہوتا ہیں ہے آہیں کم و بیش آج کل مقدر سے زیادہ ایک لمحہ لکھ دیا تھا جو ارل کو وہ ہوا جو کچھ کہ لکھ دیا تھا ازل مں وہی کا در مد رنا صیہ فرسانی سے کیا ہو ماہے دومن و دوست کی تدبیر سے کیا ہوتا ہے عجبت کرتے ہو کیوں ہر کام مں تدبیر پہلے سے کوئی تقدیر کے لکھے کو نہیں پڑا سکنا ایک صورت کبھی طالع کی نہ دیکھی ہم نے باہر ہے کہ آدمی گھر میں ہے تقدیر بچا رہی ہے ہر اک کو ماج کب تک غوار و زلوں پھراے گی اب میں بھی لیے دے وہاں تقدیر کیا فکر سیتس و کم سے میل پائے گا لوٹا لے جا کوئے ریا در ما پر کس طرح سے کارگر ہو کوئی تدبیر ہم سوچتے کچھ ہیں موتا ہے کچھ سرگشتہ و حیراں پڑے پھرتے ہیں تقدیر کا حکم ہے وہ چکر اے قہر مشیت ازلی میں جو ہو بیکار مرقوم اسی سبب سے ہے کل سعی سعی لا حاصل نصیب کو صحت روتے ہیں کیا حاصل ہے روئے کہ تحصیل صحت کے لئے نہ سعی لا حاصل جو نری تقدیر کا ہے خود بخود مل جائے گا رکھتا ہے جسے قہر زمانہ تقدیر تکل نہیں کوئی اس یہ غالب آجائے سعی و تدبیر تو ہے لہذا ای اے قہر سمدر میں لگا کر غوطہ</p>	<p>قسمت بے سود تک و دو کے تو جگر میں بچا ہے گا جو میرے مقدر مں ہے رہے جانے ہیں جو کار کاں نصیری ماہ ہے نہ تو آدمی جس مں ہے موتوں کیوں یہ طرح ہوگا وہی صبور و کچھ کہ ہے مشیت پروردگار میں کس کو کھانا بے مقدر میں لکھا کیا اپنے کوئی پڑا سکنا نہیں ہے خط تقدیر میں بارو نوشی غضب کار و تقدیر میں گردن سوار کئی لائر تدبیر کی چٹانی در کچھ تو کس درجہ ہیں حکم کبھی کی مٹاے سے ہیں مٹی ہے یہ تحریر بے معداد کے کوئی کام اس سا ہے آف سے تقدیر کہ دیں سب ہی تدبیریں توڑ بے معداد کچھ کسی کو مل نہیں سکد کیا ہوا آب جواں تک اگر بھیجا سکد کیا ہوا ایما ایما ہے یہ مسموم کہ تمام ارل ایک کو خاک ہیں ایک کو در در ہے بیا کیا جانے کیا ہو خط تقدیر سے بیا ہم گاہ نہیں لوح و قلم بھی قندی سے خف یاد</p>
--------------------	---	---	---

۴۵۵	<p>محبوب مومن علم نظیر موسع فراخ نسیم نصیب سماط نواب وقار ہمد ہلالی</p>	<p>گرچہ میں ملتے جلتے ایک زمانہ تھا کبھی تقدیر کے بتے ہیں تدریس سے کام گر چارہ قسم کو مارے اور سوا ہوتا گل تھا ولے کسی کی دسارک نہ بیجا حد صر دیکھو اُدھر رونا ہے اسی ایسی صفت کا گھسا ہے جس ماہ لو ملتی ہے جس اور لعرس محال ہے قلم کار ساز میں مٹا نہیں نصیب کا عاقل لکھا کبھی مٹا نہیں لکھا ہوا تقدیر کا کبھی تقدیر کے آگے یا روتدیر ہیں کام آتی ہے ماڈ کا خدا کی بہانیں جیسے اطفال آب میں وفیر ماع میں آئینی بہار آپ سے آپ طمان سہل جاں نواسے بچہ بہت معدل رہے جہاں اکیر کی حاجت ہیں کبھی آپ رواں سے ہوا گو ہر سدا ک ہر کسی کے گوشت میں ہے استخوان جھٹ مع ہلال کو ہیں عہد کی احتیاج خط رخسار کو کچھ حاجت نخریر نہیں راہ گویہ ناسخ دو نویلے ہیں ترازو میں محو ہو سکتا ہیں داغ حسن ماہتاب خاصہ تقدیر میں ہے پہلو دلدار کا دوسنی ہونی ہے مکی بن مدی بن دشمنی قائم حور میں و آماں ہے ہاتھ آما مال ورر کا بند ہے تقدیر پر جاسے راکس کا گو حیم ہو عطا ایما پر لکھا کسی نے کہ آج تک یہ کہ کیا ہے مومن خط میں کا بے فائدہ ہے کوئی کہے اب ہر اس سوچ رنگ بکوں کھاتا ہے میرا ساں کو انساں دیکھ کر رائد و کم تھا جو ہونا وہ معسر ہو گیا مدمر سدا رہتی ہے تقدیر کے تابع کاسہ مر کے لے ہمد میں طرف کے حرف تقدیر عہدی ہے وہی تدیر آب کی خط تقدیر میں جو ہے وہ لکھا نہیں گے</p>	<p>کھت یا ور ہے نرا کیا کرے کوئی محوب سچی بے سود میں معروف عمت ہے امدل اس محبہ کو کشت سے بھٹکے کے سوا حاصل بخت رنگ حوی کس کام کا کہ میں لو فعاں آسار و احکام اورو گویہ تبسم وہ داغ حور صفت میں لکھا ہے ہیں مٹا تقدیر کے لکھے کو میں کیوں کر ناکھوں زالو پہ ہاتھ مار کے یہ صبر یہ محوڑ سر ہو مانا نہیں نونہ صفت کو اطلاق ہیں کہے مدد اب ماں سوچ بڑی ٹھیراتی ہے ہے لو نہی ندر ماواں عالم اسباب میں خار مدر ہے ہمیں گل تقدیر صفت دماں لاکھ سچی سے یا مار اکب مار دولت تدیر کو تدیر کی حاجت ہیں سچی سے گو ہر مقصد ہیں ہونا حاصل سمجھیں کہ نرم و سخت مفدر ارل سے ہے گر بک ہے بلند تو کیا جاسے ہر ہے جو قسمت کا لکھا آئیگا رو ہر طرح کسی میں رکھی میں سنگ یہ ہے بھر قسم کا مٹ نہیں سکتا ہے اسے شرح صفت کا لکھا اکب سماع میں بدلجانی ہے سو سواریہ میک و مد تقدیر سے ہے ورنہ سب ہیں جلنتے درہ کا مٹی بچکے کا سنارہ منحصر علم و ہریر ہے نہ ہے تدیر نہ ہو سماط یا غم ہوا پی ایسی قسمت ہے ازل میں جو کچھ ہوا مقررہ حال اسکا کھلا بتیر ہوگا وہی جو ہونا لکھا ہے نصیب میں کھا نہیں سکتا ہے قسمت کا کسی کی گر کوئی جو وقار اس نے لکھا اس سے قلم حیرنا ہیں کیوں اسے دل عاقل تو ہے تدیر کے بچ جو لکھا جس کے مقدم میں وہی ہوتا ہے ہمد جناب حضرت دل سے نہ مومن ہے لاکھ تدیر کو یہ یہ ہلالی سچ ہے</p>
-----	---	--	--

۴۵۵

محبوب  
مومن  
علم  
نظیر  
موسع  
فراخ  
نسیم  
نصیب  
سماط  
نواب  
وقار  
ہمد  
ہلالی

گرچہ میں ملتے جلتے ایک زمانہ تھا  
کبھی تقدیر کے بتے ہیں تدریس سے کام  
گر چارہ قسم کو مارے اور سوا ہوتا  
گل تھا ولے کسی کی دسارک نہ بیجا  
حد صر دیکھو اُدھر رونا ہے اسی ایسی صفت کا  
گھسا ہے جس ماہ لو ملتی ہے جس اور  
لعرس محال ہے قلم کار ساز میں  
مٹا نہیں نصیب کا عاقل لکھا کبھی  
مٹا نہیں لکھا ہوا تقدیر کا کبھی  
تقدیر کے آگے یا روتدیر ہیں کام آتی ہے  
ماڈ کا خدا کی بہانیں جیسے اطفال آب میں  
وفیر ماع میں آئینی بہار آپ سے آپ  
طمان سہل جاں نواسے بچہ بہت  
معدل رہے جہاں اکیر کی حاجت ہیں  
کبھی آپ رواں سے ہوا گو ہر سدا  
ک ہر کسی کے گوشت میں ہے استخوان جھٹ  
مع ہلال کو ہیں عہد کی احتیاج  
خط رخسار کو کچھ حاجت نخریر نہیں  
راہ گویہ ناسخ دو نویلے ہیں ترازو میں  
محو ہو سکتا ہیں داغ حسن ماہتاب  
خاصہ تقدیر میں ہے پہلو دلدار کا  
دوسنی ہونی ہے مکی بن مدی بن دشمنی  
قائم حور میں و آماں ہے  
ہاتھ آما مال ورر کا بند ہے تقدیر پر  
جاسے راکس کا گو حیم ہو عطا ایما  
پر لکھا کسی نے کہ آج تک یہ کہ کیا ہے مومن خط میں کا  
بے فائدہ ہے کوئی کہے اب ہر اس سوچ  
رنگ بکوں کھاتا ہے میرا ساں کو انساں دیکھ کر  
رائد و کم تھا جو ہونا وہ معسر ہو گیا  
مدمر سدا رہتی ہے تقدیر کے تابع  
کاسہ مر کے لے ہمد میں طرف کے حرف  
تقدیر عہدی ہے وہی تدیر آب کی  
خط تقدیر میں جو ہے وہ لکھا نہیں گے

کھت یا ور ہے نرا کیا کرے کوئی محوب  
سچی بے سود میں معروف عمت ہے امدل  
اس محبہ کو کشت سے بھٹکے کے سوا حاصل  
بخت رنگ حوی کس کام کا کہ میں لو  
فعاں آسار و احکام اورو گویہ تبسم  
وہ داغ حور صفت میں لکھا ہے ہیں مٹا  
تقدیر کے لکھے کو میں کیوں کر ناکھوں  
زالو پہ ہاتھ مار کے یہ صبر یہ محوڑ سر  
ہو مانا نہیں نونہ صفت کو اطلاق  
ہیں کہے مدد اب ماں سوچ بڑی ٹھیراتی ہے  
ہے لو نہی ندر ماواں عالم اسباب میں  
خار مدر ہے ہمیں گل تقدیر صفت  
دماں لاکھ سچی سے یا مار اکب مار  
دولت تدیر کو تدیر کی حاجت ہیں  
سچی سے گو ہر مقصد ہیں ہونا حاصل  
سمجھیں کہ نرم و سخت مفدر ارل سے ہے  
گر بک ہے بلند تو کیا جاسے ہر  
ہے جو قسمت کا لکھا آئیگا رو ہر طرح  
کسی میں رکھی میں سنگ یہ ہے بھر قسم کا  
مٹ نہیں سکتا ہے اسے شرح صفت کا لکھا  
اکب سماع میں بدلجانی ہے سو سواریہ  
میک و مد تقدیر سے ہے ورنہ سب ہیں جلنتے  
درہ کا مٹی بچکے کا سنارہ  
منحصر علم و ہریر ہے نہ ہے تدیر نہ  
ہو سماط یا غم ہوا پی ایسی قسمت ہے  
ازل میں جو کچھ ہوا مقررہ حال اسکا کھلا بتیر  
ہوگا وہی جو ہونا لکھا ہے نصیب میں  
کھا نہیں سکتا ہے قسمت کا کسی کی گر کوئی  
جو وقار اس نے لکھا اس سے قلم حیرنا ہیں  
کیوں اسے دل عاقل تو ہے تدیر کے بچ  
جو لکھا جس کے مقدم میں وہی ہوتا ہے  
ہمد جناب حضرت دل سے نہ مومن ہے  
لاکھ تدیر کو یہ یہ ہلالی سچ ہے





<p>کلمہ طرف مع میامی سے کلڑوں کو کیا تھل بھال کلمہ تو رشتہ جو گیا رو دے یہ رو ہو گیا مرد عالم نس کویت بہت ہیں دیکھ کے داس کو کہ مطلق بیل چوکتا ہیں دھن کو پیچ تک لڑوں کے کہ جس کو کوئی قص کو پیچ کہ کب نام تاب کرے تو ہو جس کا تنگ خشی ہے یہ معر سب کر دینا ہم نے دیکھا وہاں دبدبہ عیال سے چنگ مری موجب تہمت عیال سے آج تک تھے سلجے کس نے یہ کوس حال میں دریا ہو تک طرف سے کدو جاری قطر کس آب گہر سے لب ساحل دیکھا پیار دریا دل سے دیکھا ہے عام حباب میں یابی کسی نے دیکھا ہے دولت دیا نصیب یوں کلڑوں کو اگر دیکھے ہیں تالاب میں پیدا ہونے کوئی اس بزم میں ہرگز فروغ تیز بختوں کوئی اس بزم میں ہرگز فروغ روشن اپنا کر کے ہے کل سوس جراح</p>	<p>میر صیر سم وقار ہر جہ یکتا اس آتش ایر کر جلیل صیر سرور سودا تعلق صار عور ماشوق عافل عرش علا قلب مسکین</p>	<p>میں اس زمانے کے قابل یہی ہے رہے ہیں اہل کدورت کے رنگ سے یہ ہیں مکن جو لمحے خار سے داس یا ماں کا نے نق و لوش سے دل رکنہ کب محرا نوب کی حاجت ہیں ہے حاشہ گل پاک ہے کسی صورت میں آئے دیا آئینہ دل ر حاشہ اصلی میں دھتا رہ گس جوب کو تیر کے ملتا ہے فاسد پر کا ملندی کا نگوے کی مال کاریستی ہے کو تا ہے کون سجدہ رس کتف بر جب کالے مورچے رے ر سلماں ہو گئے کیا بھولے ہیں ایک مسد ریں جھیتا نہیں ہے صم قباے حور سے حدامہ بھی نہ دکھلائے کھسی ایسے کمیوں کا کا نہ لبریر کہیں اس سے بھی کم ہوتا ہے جو مالی ظرف ہں کب مال ورید یا کر اھوے ہیں اکر ہو شور مثل نمک آب حاد کا بہچیدہ ماد کر جو خافل کے سر میں ہے حام بھرنا ہے نو جھلکنا ہے جس نے یائی مثل حور تید اکہ ماں سوئے گل ہنسنے خنے جب مرج ہیں گرم فغاں تھا امکان نہیں بوم کے مینہ سے ہا ہو بوچھ محاسی ہو گیا اور جسم ہلکا ہوگا صل صدف گہسہ ہو پیدا حباب میں نزن تھا اوچھا جس سے ترا دودھ اُل گیا اتراف سے بھرتے ہیں اردل کئی دن سے عظم طلب کرتے ہیں اردل کئی دن سے دسمن حال جو سے صوف جے مور کے یہ</p>	<p>رہیں گرد کلمت میں اہل کدورت مسال آئندہ رو ستمیر ہم ہں نصیر کدورت سے تعلق کیا احس جو یک طبت ہیں گو ہے عمل سے حاد رہو رسب محرا حور و ماں ازل کو کدورت ہو نصیب نے ا عیار سے بھی لے کدورت ہم لے حدم شب و سو سے گر ہوا اُحلا ردیل آفت ماں ہے فرومایہ کو طائف ہوا ہیں رہنا مراج معلہ ہرگز ایک حالت پر بد اصل میں ایسر کہاں جو ہر ترف الوہلا اصل فلک پر جب اسے طافت ہوئی کم طرف تھے سارے غنچہ گل کیا صیب بوش ہو گا تک جس کا طرف ہے سی میں دوس اور گڑی میں بھلے ہیں وہ دس کیا تک مایہ کی ہمت سے بڑے گی لوری کہیں طغیانی مارتس سے دریا بھی اُبلے ہے رکتا ہے تلح کام فرمایہ کو حُدا دیکھا نہیں حباب نے دریا کے طرف کو کیا ہو کم مایہ سے امد کرم ظرف دیکھو چرخ پر ہے آجکل اس کا دماغ کم ظرف ہے وہ ضبط ہو کرتا ہیں مالہ سعلوں سے نہ ہو برورتن اہل صداد بب کسی کطرف لے چاہا اٹھاؤں مار علم دریائے فیض سے ہے تک طرف لے نصیب کم ظرف ظرف چاہئے نعمت کے طرف کو اعلیٰ کی جگہ ملتے ہیں اسل کئی دن سے خواہان بررگی ہوئے ادنے بھی جہاں میں سفلہ جب تک کہ ہے محتاج اسی میں ہے حیر</p>
---	--	---	--

[illegible]

<p>گفتہ</p> <p>مقام ترمیم ہے دیبا سے رو سیاہ چلے</p> <p>مدار کے ساتھ کسی سے نہ خوروا چلے</p> <p>اس جہان سے کیا ہی ہے عرو و جاہ چلے</p> <p>ہم کی دوش پر لئے یہ ستارہ گناہ چلے</p> <p>پیار مصیبت کو درو کیا منہ بند ہو</p> <p>ہم تک - عرق ہو عرق ہوا اس</p> <p>آلودہ گناہوں سے کیسے دل کو در اس</p> <p>جہ قلب شتر غزل الہام</p> <p>گلخانے گر مٹی عصیاں شکر</p> <p>کہ گھٹی تاج ہے دل نورند سے رو</p> <p>نیا چھپے اندر سے تبسم راز بک وید</p> <p>جہ شہر کے ساتھ اک جاسوس ہے ہزار کا</p> <p>شہر بارگاہ توفیق سے ہم جگہ کی صورت</p> <p>چلے بعد فنا ہستی سے گناہ توفیق</p> <p>وہ کیا کون سا گناہ ہے کیلئے بوجہ</p> <p>یہ چھپے چھپے توجہ تو برسم کی جی ہے</p> <p>اکو تائب گناہ باقی ہے</p> <p>دل میں دوقی گناہ کیسے بکریاں</p> <p>ختم میں غفار کو کہہ کر نکلیں گے</p> <p>کیا ہوا گر حاصیوں میں آپ یوں باں پانچاں</p> <p>تمام اعمال</p>	<p>گویا</p> <p>ہر</p> <p>۔</p> <p>۔</p> <p>ماہ</p> <p>۔</p> <p>میکتن</p> <p>اسر</p> <p>۔</p> <p>۔</p> <p>۔</p> <p>۔</p> <p>۔</p> <p>آتش</p> <p>۔</p> <p>احمد</p> <p>۔</p> <p>انیس</p> <p>اتک</p> <p>انتا</p> <p>اکر</p> <p>۔</p> <p>۔</p> <p>۔</p> <p>۔</p> <p>۔</p> <p>احم</p> <p>۔</p> <p>اصر</p> <p>احس</p> <p>بکر</p>	<p>ماہ کو جب در ہو گائے رماں ہو ملے گا</p> <p>سلمان کچھ آئینہ کے گھر میں رہا</p> <p>فانوس میں بھی شمع رہی نور افزا</p> <p>سوہر ہنس اسے ہر چھپاے چھپتا</p> <p>کب دایع دل سے ماہ کی صورت لگتی</p> <p>ہے سوہری کو صاحب سوہر کا اسدیاں</p> <p>رمانہ میں ہر والوں کا تہرہ ہو ہی جاتا ہے</p> <p>ہیں ڈر اس کو رور حشر عصا کی گواہی کا</p> <p>بد تو سمجھ گناہ سے عذر گناہ کو</p> <p>ادمنہ کیا ہلال کو روئے ماہ سے</p> <p>جو صمصمہ تھا کیرہ ہو گیا</p> <p>یہاں تو آ کے مرتے حط سے پاک ہیں</p> <p>بد تو تہس گناہ سے عذر گناہ ہو</p> <p>کیا داستان سی ہیں قوم مود کی</p> <p>راہرو چاہئے ایسا نہ گراں دوست کرے</p> <p>مرتا ہے کیا سمجھ کے یہ اس گناہ پر</p> <p>یوچھ سماک ایسے سر پر دھر چلے</p> <p>خوف سے عادل کے گھراتے ہیں ہم</p> <p>حدا کے آگے حالت سے سر جھکا کے چلے</p> <p>دست ویا پھول گئے وقت سفر کچھ نہ ہوا</p> <p>اپنے معائے قلب سے کھو رنگ آئینہ</p> <p>لیکن ہیں سیاہ اب بھی اعمال تھے</p> <p>آدمی کا آدمی شیطان ہے</p> <p>سب کہیں گے تیرے اعضا صاف</p> <p>ہر عضو گواہی کے لئے لول رہا ہے</p> <p>یہ ملائے ناگہانی اور ہے</p> <p>سہ کار بھی ہے اور روساہ بھی ہے</p> <p>گراں مار عمل ہے سر نہ کو کر لیکے نکلیں گے</p> <p>مجھے نخس یارب گہکار ہوں میں</p> <p>دامس ہمارا ورد نا ہے حساب کا</p> <p>وردیں محتوم ہیں قلوب میں سوید کسی</p>	<p>جو ہوا کامل وہ کرتا ہے محو تنی اختیار</p> <p>اساب کے صحاح ہنس صاحب سوہر</p> <p>خوشو دیتا ہے متک ڈے میں رکھا</p> <p>ارباب کمال لاکھ اپنے کو چھپائیں</p> <p>اہل کمال کو - روال آما انکس</p> <p>ہر ماکمال بسدہ اہل کمال ہے</p> <p>چھپانے سے ہیں چھپا کمال تنے کسی کا بھی</p> <p>جو عصیاں کر کے دھولے کر رہا ہے نیکیا ہی کا</p> <p>نوبہ کی اصاح نہیں وہ کو کم ہے</p> <p>انساں کو چاہئے کہ بری ہو گناہ سے</p> <p>دل گناہ کرے میں حیرہ ہو گیا</p> <p>عجب ہیں یہ گہکار آدمی ہیں اگر</p> <p>مرضی ہے آپ کی - کریں آپ اگر قبول</p> <p>لازم ہے اعتقاد معاصی سے عاقلو</p> <p>اس گورگاہ میں لازم ہے گناہ سے یہ ہیر</p> <p>اعصا گواہی دینے کو حاضر ہیں رور حشر</p> <p>جمع عصیاں کا - سیسارہ کیا</p> <p>سامع عصیاں تولے جاتے ہیں ہم</p> <p>گناہ کا بوجھ جو گردن یہ ہم اٹھا کے چلے</p> <p>کیا گناہوں کی دم روح تلافی کرتے</p> <p>ہر گر پھٹک نہ گرد معاصی کے اسے عویر</p> <p>افسوس سفید ہو گئے مال ترے</p> <p>لکے یاروں سے ہوا تنوں گناہ</p> <p>ڈر خدا کے قہر سے حال گناہ</p> <p>ڈھاک صیب مرے نوہی کہ ہر بات میں بار</p> <p>طلعت عصاں سے ڈرنا جاہئے</p> <p>دکھائے گا کسے محترمیں اینا منہ احم</p> <p>تقدیر ہے یہی یارب کہ رور حشر مرقد سے</p> <p>بھرا ہے گناہوں سے اعمال نامہ</p> <p>ہے تار تار مد گناہ ہائے سمار</p> <p>اہل دنیا کے نوشہ میں یہ کاری ہے</p>
--	---	---	--

## گمنامہ

بازار زندگی میں بچا جائے سودا  
 دنیا کے مصیبت کی - مرے جیسے مدد  
 سو علم کو عداوت میں لویاؤں کی طرح اٹھا لیا  
 کر اس سے مار گئے ہنگامی اجنبی - نہ  
 روئے دست میں نہ دودھ نہ دیا کسی  
 آج کا حرکت کیا - خاک رکھائے  
 دوست پر مار گئے راہ مدد دہ -  
 پتیا آئی مجھے منزل تو یہ الٹی تو یہ الٹی تو یہ  
 بہت دوسے ہیں گناہ بھاری الٹی تو یہ الٹی تو یہ  
 خطا کا بندہ ہوں رات باری الٹی تو یہ الٹی تو یہ  
 فوط مصیبت سے مٹا کیوں - ہوں دل کی راز  
 چاند چھپ جاتا ہے جس وقت گناہ آتی ہے  
 زندگی چلنی گرتی ہے جیسے حالوں کے چ  
 شامت صیال بھری ہے انکھ احوالوں کے چ  
 شمع کے ناند ہم اس رسم میں  
 جنتم تر آئے تھے دامن تر چلے  
 داور مشر جے - جنتے نہ جنتے اختیار  
 بن خطا واروں کی کاروں گناہوں میں ہیں  
 کرے اب ایک بدامت تو جیسے رنج  
 صدا بہ آئی کے خدا گنہ گار ہوا  
 مرے

تمام اعمال سے واں حصہ میں ہو گئے سک  
 وہ ہمہ اوار جسم کیوں - ہو  
 ہم سے کہا ہمارا احوال ہو کال لب  
 ہاں سے مال آما یاں سے کن مالک مالے  
 لو اس ماخذ کو کہہ ناخذ  
 دیکھیں کس طرح لکھے یا خدا تیرے  
 گویا اعمال میں ہیں دیکھنے کی ہوتے  
 تمامت حق و رما سے حکم میں آتی ہے و  
 ناخذ اکہا ہے کسی ماسوں کی دیکھ کر  
 لب جو غرق ہو کر دل راب  
 واں آئیگی آکے جو کہا ہے مل  
 ہو صبیحہ بھی سمجھ کر تو کبرہ ہے نہاد  
 شبنام کب نماز نداں کہ کھان لے ملوں سے  
 حب گناہ لہرے دل میں لور عواں چھپ گ  
 کلید دوزخ و بست انہیں کے ہاتھ میں ہے  
 خدا سے سنی خطائیں بھٹو الٹی تو یہ الٹی تو یہ  
 عرق موت کے قطروں کی گہ سے بہہ رہا  
 اٹھائیں گے مرے اشک بدامت  
 ثنات گناہگار میں وہ ہوں کہ الاماں  
 اک اک عمل زشت کی گڑبوں ہے بدامت  
 گناہ بولے میں گہرا گیا جو روز حساب  
 آدم کی نسل سے ہیں جس سے نہ ہو گناہ  
 گناہ ہم نے کئے ہیں سرکمال انکا ہے پوچھ بھاری  
 کچھ نہیں میرے بے شمار گناہ  
 کیوں نہ ڈھاکوں معہ کن سے میں مراد ہم ہوں  
 مجھ سے گناہگار کو بھی حسرت میں حلق  
 یڑھائے خاک مری خطا پر محبت نہیں  
 سرم گناہ سے حسرت میں روپوں نہ حلق  
 دوش نازک پست ختم تن زار اور مت صعب  
 خدا کے واسطے اسے ماحدا اب دستگیری کو  
 طاعت کو پوچھنا ہیں تو با کوئی کہیں  
 ہے سر پہ گناہ کا لوجہ بھاری  
 عصیاں بدن سے چھوٹے کھلے ہیں مونہیں  
 یاں گناہوں سے نہ مل مل ہماری نور  
 سو عصاں جو قدم تار - ر  
 دل کو نہ ہی طلق واسطہ اب ہے  
 جو اس نام سے دامن ریر جان ماتا ہے  
 کہا ہوں سے میں ہذا ہو -  
 ہو کوئی ماؤ گناہ کا - نہ ہی نہ  
 کس طرح دوزخ - مونی - مونی -  
 آدمی ہوئے دیکاری سے - مری ہاں ہے  
 فراگ ہوں سے ہوی - ناؤ عاری ہاں ہے  
 وہ مایہ کے - داماں -  
 دوزخ ہاں ہے ہمارے تھے  
 نا سیم ہونے ہیں جھوٹے لو سمجھا رہے ہیں  
 سیر کاروں کے دل میں کہا اثر ہو نورایاں کا  
 سچ تو ہے کہ ماسے کالے کے جلتا ہے چراغ  
 گناہ کو کہے جو گناہ گناہ کرتے ہیں  
 یہ طعل اشک پھر سنا ہے نس صملا ہے  
 کہ یونہیں ہم تم سے پیار کوئے دوس کے  
 بہ نامہ کے دیکھتے آئیں سے  
 دوزخ پناہ مانگے گا میرے گناہ سے  
 یہ شغل جلال آٹھ پھر خوب ہے میرا  
 ابھی تو پرش اعمال تھی عذاب دہتا  
 واعظ ہنسنے کا کیا مرے حق و غور پر  
 عدم کی حاسہ ہے اب سواری الٹی تو یہ الٹی تو یہ  
 وہ اگر برسر حساب ہیں  
 شرم آتی ہے خدا کے سامنے عاتقے ہوئے  
 امید معصرت کی خدا کے کرم سے ہے  
 میں گناہ زمین میں ترم گناہ سے  
 بھرتی ہے دھونڈتے اُسے رخت غم  
 میرے ملاح سے عصیاں کا اٹھ گناہ گناہ  
 کہ ہے تو یا یڑا ڈوبا ہوا صیالے عصیاں میں  
 ہے دو بہاں میں ہر کوئی پیراں گناہ کا  
 جانا ہے بہت ہی دور ہم کو  
 یاں تک نہ اسے کریم بھرے ہیں خطا سے ہم

شعر	<p>گنگناہ</p> <p>شکر کے دل میں خار نے رسوا کیا          بیچپ گئے مہرے گے بدوڑہ شاری میں          خاک ہو جائے اگر حال اول میں تم سے          گرد آلودہ عصیاں مراد ماں سے          جس طرح گئے کوئی گئے خدا ہم پر چل ملا          نامت اعمال روڑا ہوں خوں اور بار          دل میں ہے خوف خدا بھی بیکار دینوں          خدا کو محول جانا اس سے ہر دم عود مری کرنا          عدا کی دوستی کے بدلے خود سے دشمنی کرنا          نذرین سے پیوستے خدا سے مغفوت ہونا          گناہ و مصیبت اگر نہیں ان کی قلوب میں          کہتے ہیں جہنم جہاں ہے عیاں گناہ          دن میں ہو کرتے ہیں اسی کی جہاں          رات کو روڑے کے دھو لیتے ہیں جہاں          اسے ظفر راہ علم میں یہ سب کبار کی جہاں          نہ یہ کہہ لیا خدا کو جس کثرت عصیاں کی پوچھ          گناہوں</p>	<p>ماں</p> <p>ترت ہنس ہے حلقہ کام ہنگ ہے          تھمت گور آ موسی ہے          کئے گناہ بہت کم قصور ہم سے ہوا          الہی برے کر م سے طہور ہم سے ہوا          مرے عصاں سجد سے ترے احساں سجد کا          ہاتھ حال لے چلا ہے لوحہ مرے برے چلا          آدمی ستاب میں گئی آدمی ستاب میں          ریں کا سیدہ چٹا ہے جہاں ہم باؤں چڑھیں          آنکھوں کی راہ سے نہ جاؤ گنا آئسو ہو کر          تما سا تھ بھر گناہ لے جائیں گے          بہت افسوس کر اے مرد دا          مہر ہا سہی چاہئے اور میاں عرص          رہیگا بول بالا دونوں عالم میں اموں کا          کس طرح آئے گا یہ قوی مار گناہ میں          معترف ہیں مگر گناہ کے ساتھ          گناہ کر کے ہیں افعال کا ہو گا          حب کھلا شکر کے دن مانہ عصیاں میرا          ڈبو دیگی مجھے تودامی بھر دامت میں          کمر ہم ہو گئی اس سے ہے سر پر وجہ عصیاں کا          لکڑی زری رحمت کے طلسم گار ہیں          اس سے کہ مرا گوشہ داماں ہو جائے          کس طرح میں جھیا نا کہ خالق علیم خدا          اک حشر حشر میں ہے ہجوم گناہ سے          رحمت کو انفعال ہے میرے آناہ سے          حس سے کہ آفتاب قیامت گہن میں ہے          ظلمات جھاووں ہے مرے تخت سیاہ کی          گریباں گیر ہو جائیں گے عصیاں میں بھجا تھا          وگرہ دیکھ بھٹنا پڑے گا          خود کو خود ہی نساہ کرتے ہیں          موت ہر دم سامنے ہے کہا مجھ وہ حال کا          افسوس ایک کار ثواب آج تک ہیں          بار آ بہر خدا اب فوسہ کاری سے          گناہوں میں یاں سے چلے ہم تھمڑو</p> <p>ماں</p>	<p>مرے گناہوں سے مری ترس بھی تنگ ہے          وہ سہ کار ہوں کہ کالا مسہ          جو کچھ ہوا تھا رب غفور ہم سے ہوا          گناہ گناہ نہ ہوئے تو عفو کیا ہوا          حامت میں نہ ہوگی مات ہلکی پلہ بھاری ہے          قابل حشر ہے مرگ راسخ عصیاں متوار          گری سیاہ کاری میں یا رب مہم عمر          سما حائیکے لیکر بار عصیاں جیتے ہی بار          اس قدر شرم معاصی سے ہوں یا فی یا فی          دنیا کے سبھی ترے پھلے مانیں گے          گناہ آجائیں اپنے حق تھے یاد          عفو گناہ کے لئے حق کی حمار سے          امام میں حیانت جو کر اور میں حانگا          ہے معصی بہت ہی یہ سرور لبہ سے          یوں تو بے شک گناہ گناہ ہیں ہم          سمجھ چکے کہ غفور الرحیم ہے معصود          دیکھ لیا سب کسٹس عالم ہو گا          تصور میں گناہوں کے میں اب یا پتیاں ہوں          صمصی کا فقط حیلہ ہے اے یار و مفت میں          ہیں ایسے گہر گار کہ سسٹ سے ہیں مایوس          وہ سپیکار ہوں میں دیکھتے ہی عوہہ متتر          جتنی خطائیں کی تھیں وہ سب کہدیں مٹا مٹا          چکر میں چرخ ہے مرے حال ناہ سے          شہر ہاتھ روک لے اے کاتب عمل          اللہ سے تیرگی ترے عصیاں کی اے بغیر          اس درجہ ٹوٹ گئی ہے سیاہی گناہ کی          جلا عاتقی میں حوروں کے بہہ صابغ حنک          گناہ سے کر لے تو نہ حلد اے عقوق          جاں کر جو گناہ کرنے ہیں          اے شفیق عصیاں سے مار آوروں کو نام خدا          عصیاں میں تو نے عمر گزاری مگر شفیق          ریش میں تیرے شفق آئے لگے موئے سجد          عدم سے تو ہستی میں ہم صاف آئے</p>
-----	--	--	--

<p>عیش عنفی عریہ عاصہ علی احمد عاشق</p>	<p>کہیں دھبہ لگ جائے لکس رنگالی میں ہاتھ میں اعمال نامہ بار عصیاں پست پر گناہگار ہیں نہ دامن استکباری سے کہ صبی گئی ہے سیدی سہاہکاری سے کہ سہو انساں سے پروردگار ہو ہی جاتا ہے کون ہے تیرے سوا یاں ماما و مارا ہیں خالی ہاتھ اور یہ مہر ہے دور کی ایک ایک کے اتہ عمل تو ل رہا ہے یوسدہ لاکھ کھینے فسق و محور کو کیا خوب بہر ہنس گوار کر چلے ہے بھر صنو جوں پر رب غمور کا اٹھتا نہیں ہے بار عذاب الیم کا تجھ سا کوئی بخشنده عصیاں نہیں دیکھا عاشق بیچارہ پر عصیاں کا دفتر لے چلا سر فصل حد کوئی صبی خواہاں نہیں دیکھا یہ مار جب کہ نہ مجھ تہ سار سے اٹھا سر یہ تہرم معصیت کا مار کیوں کر لے چلا لڑاں میں معاصی نے سب ہاتھ دعا میں جو عرسک بدامت میں ہیں ہلے ہوئے یارب تو اپنے فضل سے مجھ کو اٹھا رہے کیا خرم تھی ہم آلودہ عصیاں ہو گئے فصل و کرم سے اپنے بوحرف گاہ کاٹ نجات کس طرح ہو ہماری الہی توبہ الہی توبہ مجھ سا کوئی آلودہ عصیاں نہ ملے گا انشد کو ہے بندہ کی تقصیر کا لحاظ جہاں میں نام باقی رہ گیا ہے یار ساقی کا کیا مجھ کو دکھا ہے حاکم در مار غیب کہ جو پانگ بھی ہوتا ترازو سے قناعت کا جہاں سے صورت فاروں عدم کی راہ چلے یہ ہاتھ خود اپنے حق میں ہیں ہم ہر ایک ہر سانپ استی کا کہ جس طرح نری رحمت کا کچھ حساب ہیں ہائے مر مر گئے لاشہ کے اٹھانے والے عمر بھر میں نے سب کاری کی</p>	<p>گناہوں کی سیما ہی سے کیا اسے دامن کو آکے دما سے یہ تحفہ لے چلے ہم روسباہ حر حویاس کی رحم سے کر نہ دتا ہے عزبر ماسم اعمال کا یڑھا حالے کہو گناہ حشر میں مہری نطابیں عقو کر دے اب کچھ عصیاں سے مایا رنگا دے یہاں راہ عدم ہے اور گناہوں کا مار ہے ڈرتے رہو عصماں سے رکھو یاد اسی کو چھینا ہیں جیمائے سے حلق پہ ہے عیاں لیکھ چلے بارگنہ مارح دہر سے حقا ہو کم قصور ہے اپنے قصور کا عصیاں کے بار سے مجھ دے سبک خدا مجھ سا کوئی آلودہ عصیاں ہیں یارب سبکیوں کا ہر کوئی محض لے جاتا ہے ساتھ مجھ جیسے حطا وار گناہگار کا صاحب خدا کے رحم نے بختے گناہ کا ہلکا کچھ نہ یوحیو ہم سسوا ہائے مجھ سانا لواں اں نیکیں و عاصی کی نو رکھ لیو خدا تہرم حظر ہو کیا احسن درایہ معصیت کا کچھ دریائے معصیت میں ہوں ڈوبا ہوا بہت گلش دہر میں صبی آکے حمل ہم لو ہوئے میں پرگناہ اور نو آسہ درگاہ ہے ہے سر یہ مارگناہ ہماری الہی توبہ الہی توبہ دکھلائے جو سدوں کو وہ خالق کرم ایما اظهار بھی گناہ کا کہ مارگناہ ہے بہت کم پاک دامن ہے کسی کا لب عصاں فصل بد کا ترک ہے نہ حطر دیا میں نو عیا آمانہ کار حرم بد افعال اسما ہوں اٹھا کے بت نہ پست تارہ گناہ چلے چھپائیں محشر میں گناہ ہم گواہ اعضا ہیں اپنے ہم اسی طرح سے مرے بے حساب عصیاں ہیں بعد مرنے کے ہوا قدر گناہوں کا نہ بوجھ کیوں لحد میں نہ ہے تاریکی</p>	<p>گناہ مر رہا و دروایس والم شکریہ نہ اپنے ہاتھ حاکم نے فرماں جہاں لے گیا مفتی حق میں کسی کو نہ تقصیر کے لیے عمر ساری کٹ گئی ایسی بوجھ کا ہاتھ دامن تک تو غمور کے بوجھ کی طلب انشد کیا ہے تنوخی تقصیر کی طلب کیا فائدہ رکھتا ہے گناہگار کا غنیا جوں جوں کہ بڑی عمر بھلا اٹھا اٹھا مورا ہوا ہے سر میں بیت عز و عاہ کا بیچارہ روشن بیسے ہمارے گلے بلے گناہ سارے گناہگار نظر آئے گلے حشر میں جب میں نے مائے امان اس کی دل میں بھی اوی ہے اوس عرواہ کی گھڑی دی ہوئی ہے بغل میں گناہ کی پاں سے دھوئے لئے جاتے ہیں ہر اک مارگناہ جو نظر آتا ہے در در نظر آتا ہے رحمت غضب میں سب روق و حساب ہے جس کو شعور ہو تو گناہگار کیوں نہ ہو توبہ سے کیوں نہ فزع باخ زمانہ ہم پر ہم بے حقیقتوں کے کردار ایسے ہی تھے کہیں ہو کیا</p>
---	--	--	--





<p>گوشہ نشینی          کچھ غفلت سے ملے شخصوں کے واسطے          کیا مرنے حاصل میں ہے محنت نال کے واسطے          دوق تہائی میں نہ پائے          گور میں وہ کھیٹے گھرانے          جو صبح اگر گوشہ نشینی ہو تو اسی          بننے آرا در شب اور آداب کی چیزیں          کہاں جانوں نہیں ملتا کسی جاگوشہ عورت          زمین کو خنجر سے گھیرا فلک چھایا ہے چھینٹے          خدا کو خود بھی عورت ہی پند آتی خدا والو          کہ گھرا یا مایا مونسوں کے غنائہ دل میں          رہا کرتے ہیں یہ محفوظ دنیا کے عادت سے          کرتے ہیں خوف و خطر عورت تہائی میں          انجمن کا قحط مزہ گشت تہائی ہے          کہیں لاجپور اہل اہل اہل اہل اہل          جس پہ سو انجمنیں صدقہ ہوں          وہ مرا گوشہ نشینی ہے          چلیں گوشہ نشینی کی طرح          کہ گھرا کوئی رفاقت دیکھی کی طرح          جو ابوی کی طلب ہے تو ہے بجزرت میں          کہ دوست آج پیدائش نہیں ہوتا          جب تعلق</p>	<p>یا لوں عورت میں دل سے روماناں مھلا          موحب مام آوری ہے راہ گوشت میں          مٹنے لے کچھ سولت میں کٹے          جتنے عارف ہیں وہ دنیا سے الگ ہے میں          نانا گوشہ نگہی دم سے کا دکھا ہے          اس قلم ہستی میں ہیں وہ گوشت میں ہم          نہ اٹھ کر در بدر جو کچھ عورت میں جو بیٹھا ہے          رجوت کو سی شہر ہے الے لے لے لے لے          زندہ اکمل کو یہ ہوا ہو لے لے لے          باغ عالم میں ہے سب کو محمل آرائی سے          اہل پسند ہے ہم کو می کچھ تہائی          رات دن گوشہ عورت میں بڑے رہتے ہیں          رانگاں تہائی میں کر ماسے کون عمر سو          کچھ عورت میں وہی لوگ ہیں سول کھی          جی میں کیا آگیا آتے کے بیٹھے بیٹھے          سیر گلش کی نہ تکلف ہیں سے انسا          بسد آئی ہے عورت میں ہوا ورا گھرا گوشہ ہے          حصائے دہر سے کیا عوف ہے عورت میں ہوں کو          سر پہنچ نہیں سکتا ہے گوشہ گیروں کو          نہ ملاقات کسی سے جو تما ہے بھی          مانند غول سب سے کراہ ہی خوب ہے          خدا کا فضل رہا زاویہ نشیوں پر          چھٹ گئے گردن سے جو قیدی تھے          جبکہ بیٹھے گوشہ عورت میں مثل آسیا          ساتھ آیا مرے کوئی نہ کوئی حائے کا ساتھ          گوشہ عورت میں رہنا ہوں میں عفا کی طرح          اہل عورت کو ہے عورت میں لا رنم          جب آرام آج تکٹ بایا          دل دانا مرا بس دیکھ چکا سب کا سلوک          مناسب ہے رہیں اب سارے عالم کے لکڑ          یہ نظر جز اولیا تسلیم کس کو ہے نصیب          کہو کو آگھیں جو دیکھا بعد مرے قبر میں          کچھ عورت کے مزہ سے دل کہی ہوتا ہیں</p>	<p>حوں گدا باعہ تو منس حیاں مھلا          مالوں اما حوں نگیں گھرنے تو ماہر اٹھا          بیٹھے بیٹھے سیکڑوں منہ لگیں          حصہ کب گم میں ہیں رہ لے ٹھہرے وہ          وطن میں ہوں طر مح کو ہوں ماراں وطن کو          دن رات رہا مسل حیات یا مکان سے          دہس سے جھوٹ کر معدرد کھیا ہم نہ دیکھا          حصہ کہہ دیکھا دست شکستے سے سل ما          گوہر بختا صدف میں قطع دریا ہوا          ہے دل قناع کو لکھ کچھ تہائی سند          رہیں گے چین سے مرقد میں ایہ گھر کی طرح          جا کے بیٹھیں یہاں اسی کوئی سمت ہی ہیں          موجود سب کا لہاں عورت گریں ایسا نہ ہو          خود دل پہ لگا بیٹھے ہیں ابجد کا فضل          کہ پسند اس نے کیا عالم تہائی کو          کچھ عورت ہی میں ہم ایسے بھٹے ہیں          خدا کی یاد منزل ہے قناعت ایہ نوشہ ہے          چراغ ریر دامن کو ہیں ابدیتہ نہ نہ          شمار میر نہ ہرگز کہاں کا راجہ ہوا          بند کر بیٹھے دروازہ ارادہ ہے یہی          نظارہ کر جہاں کا و عشت کی آنکھ سے          کبھی نہ قطب سے مانند ماہ کی گردن          گوشہ عورت میں زنداں ہوا          بیٹ کا پتھر ہیں ناں توکل ہو گیا          مورد لطف ازل سے ہوں میں تہائی کا          خلق میں شہر ہے گناہی سے میرے نام کا          گھر کب اس شرم کے قتلے کا دل زار نہیں          سر بہ احساں ہیں کچھ عورت کے          عالم ہستی میں خوش منزل عورت آئی          وہ ڈوبا بحر غمت میں جسے ہم آشنا سمجھے          بیٹھ کر غفلت میں تہا سیر کثرت دیکھا          نر تہائی رفیق بیگمی کوئی نہ تھا          بے نیازی نے عفا کی ہے عفا کی ہوں</p>
---	--	--

جو یا	کوئی دشمن ہے اور نہ مارا	حب تعلق کو ترک کر بیٹھے
فعلیل	کیا جائیگا لحد میں مجھے اک جہاں نہ جھوٹ	کوں آج میں حد رہوں سب سے ماضی
وعدہ	بطس مادر میں کسے عم ہوا ہوائی کا	گو نہ گروں ہی کو کسی ہے حد سے رحمت
راہ	کنج عر ل میں جو نہا کوئی اسان ملٹھا	حد کا اسے فراطوں آسے ہم نے سمجھا
سودا	طلح حب تک کہ رہا لطن میں گویاں نہ ہوا	رک نہ لٹ سب روح و الم ہوا ہے
محر	میٹھکر گوشتہ میں کر ہر اک شہر کا اقتیاز	ہے اگر حق نے دما جب دہیز کا اقیار
سیر	مجھ کو دو گو سے ملے آرام کے	لیج عر لت سے تھی ہی نہ مٹ کے گور
سحق	اے جو سا دے کہ تھا ہم تھے اور دیوتا تھا	احلاط اہل آمادی سے دل آما ہے ٹٹک
شانی	ہوئی ہے مٹس نہائی نے عمر خضر کو لانی	اکلا ہو کے رہ دنیا میں گریا ہے ہب سما
سہید	ہر طور سے کنج عر ل پسند	الگ سب سے ہو قر ہو یا مکاں
طمر	کوئی نہ مر رہیں مردم ہر حافی کی	کوں نہ نہا کردوں گوشتہ نہائی کی
عاشق	کام نہ سے رکھو نہ آسا سے عوس	سحق جہاں میں س ہم الگ رہوں سب سے
عزیز	جی اختیار ہے مرا مردم کی کتر دھکھو	لطف نہائی میں وہ میں نے اٹھا ہے کاب
عالم	اہل دنیا کی شناعیت اور عداوت دھکھو	کنج عر لت ہم نے عالم میں کیا ہے اصدار
فدا	عاشق چھٹے نہ گوشتہ عر لت حیات میں	جب مر گئے کسی کو کوئی نہ چھپا ہیں
حب	کون سا انجم سے اور ہے سوائے آفتاب	حوں مردیک جیٹم سدا گو نہ نسوں
معصی	ہوا ہوں خائیں خفت آرو کے لئے	جو نام صغر عالم نہ چاہا ہے نہ
نیر	ہم سخن کوئی نہ ہوا اور ہم راں کوئی نہ ہو	حب مر گئے کسی کو کوئی نہ چھپتا ہیں
ہر	کوئی ہمایہ نہ ہوا اور ماساں کوئی نہ ہو	جو رہے سب سے حد اس کو زیادہ ہو فروغ
	اور اگر مر جائے تو لوح خواں کوئی نہ ہو	سال آئینہ سر لستے مائی ہے عر
	مزو ت خضر نے پایا ہے عمر حاد دانی کا	رہنے اب ایسی جگہ چیلکے جہاں کوئی نہ ہو
	کاٹنی ہے زندگی اپنی اگر راحت کیساتھ	نے درو دلوار سا اک گھر ماما چیلنے
	عر لت میں کٹے یہ زندگی اب	یڑھئے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیسار دار
	جلوسے ہمارے دل ہی میں ار میں سما کے ہیں	جو نہائی ملی ہے محبت ارباب دنیا سے
	حوس نہ آیا اختلاط مردم دنیا مجھے	داس کہسار کے سایہ میں حا کر بیٹھ رہ
	میں تو اس تہر میں ہوں گوشتہ نشیں مدت سے	جو اہش یہی دل میں اک ہے یارب
	کنج عر لت میں خمر سارے زمانہ کی نہیں	عالم کی سر کرتے ہیں عر لت میں بیٹھ کر
	گوشتہ تری کلاہ کا کنج فراع سے	گوشتہ عر لت میں ملٹھا چھپکے آنکار میں
	جھوٹ و بھی اسے اور کو گوشتہ نشیں	کوئی واقعہ ہیں احوال سے میرے ابک
	گرہ عالم میں ہیں رہنے ہیں عالم سے الگ	اے حوشا حال جو ہیں سرفی تصور میں ترے
		عر لت گرہیں نہ بدلے گئے لے ماد ساد حد
		دیا ہے دنی کی ہے ہر مات کمینی
		جس طرح حوس میں رہتا ہے گل ملو فر









<p>۱۰ ملی وریر وہار</p>	<p>ہے متل جس سہ ط جگر کا دی صحت کا ہندہ ہو ریاضت ماضی سے دل اگر سیج بہت حرکت کے ماضی ہے کرب</p>	<p>مصاب مصاب</p>
	<p>مساوات</p>	
<p>۲ س س مالی ذوق داکر رمز سیر س توا تلاق حد مصلح ماہ ہ مہر ہ ہ ہ ناسخ وہی دست ہ بہم موش</p>	<p>کدا و ساء برابر ہاں خاک کے نی برابر مصالح عالم کو دست و دست عالم ماح دیا ہو کہ دو کس برابر محہ لو جیسے جی سے دہر میں ساء و گدا کا انیاز اکہ ڈالی کے مابہیں لوک و ہ کے مصلح ہو گئے کئے و مگر ہو گئے یہیں گر جھوڑا جا ہے نو پیر دونوں برابر ہے سورق ہے تو قسط تک و مدخل کا ہے آنکھوں کے مد کرے ہی مطلق رہا ہ و ہے تحت شش کوئی کوئی خاک نس ہے تیز خوب و زب اسے ہر ماں کے حلقے مانی معام عدل نہ جس دم بر آرا ہو ہے ماں - امار امیر و مصلح کا کچھ کسی سے غرض ہنس مہی ہیں ہے ورق عرب و امیر کا ایدل عالم اسباب میں دونوں رہے صحاح ماح فرق کچھ مسم و مصلح میں انس آسہر کار مصلح کی طرح امیر کو بھی اک دن ہوں اہل ماسہ کہ ہوں مابل و ردیل مسہور ہے ہوگ ہوگہ میں کون بڑا جب تک جیسے ہں آدمی ہں دونوں ما را رہے دل مادر میں مسہر فرمدکی وہی جث اعماس ہے مصلح سے معنی کو امیری فقیری کا ہے ایک حال کچھ نفس میں دونوں برابر ہیں ہمنصیر کچھ مرتبہ میں شاہ و گدا میں و کم ہیں سہ میں اور گدا میں ہیں خارق جو حیات</p>	<p>اس زمانہ کا رنج ہے آص نیا عشی کا کوئی زمانہ نسا اول کو سختی ایام کر دی ہے صحت نئی جب رنج پانی سنگ خار چوکی داسے دہر سے من گہگار شاد ہوں ما قح و غلاب وہاں وہ ہیں ہوا ما حادثات دہر سے دولت ہوں نصیب ما گیا جو جیڑا مبر سے غیر ہے نیف رخ ہوں ہے کچھ فیض غیر ہے ساں ہر سے نہ شا داغ ماہ کا ہو لا حالی فقط آفاست علم کی دلیں ہر سے کو بہن شش کی صاحبانہ ہے ہر صیبت دہر میں ہں ریاضت کے لئے ہر دیوار گرتی ہے ہر مرد و پیر آفاق میں گدا و ملی شش کو کبھی آحو کو آکے پیچہ ہا مہر کو رہا آج عرت</p>

<p>مصابیب          چہ نصیب ملک بجا۔ عالم میں عین          مادہ ملتا ہے یہاں تو رحم کے انگوڑ کا          کھٹ دس کے حصوں سے ہیں یہیں کوئی فیض و ان          دراز و عظام قاتل و آسیر ہے و ان کے دم کا          اس شش جب میں خوب جو کچھا تولے آج          ابد وہ صدمہ درد مصیبت ملان رح          جو حرا کی سیل اقل کے کہاں جائے دم          یا بی مانی ہے صاب آسا اچار سے گئے گود          حادوں سے ملتا اس بہت کی دم          اکر سے رقا گرائی مری مارا را          ایک دم سمی نہ لا بکر جہاں میں رام          ہو گئی عمر ستر ستر آفاق میں ملی          راحت کہیں نہ ملے دیواری کی تلاش          بر پید پتیاں دیں دیواری کی طرح          دور گردوں سے ہیں گرداں گولوں کی طرح          خاک تیرے خاندان رویش سے واقف ہیں اہل ام          اس سیکڑ میں عین تو اجوم ملان میں          آئی کسی ہستی تو اوس احاسر و ب          فکر دنیا ہم دنیا کی ہم ٹھیکے ہیں بیکار ہیں          آفت دہر</p>	<p>ریر نام آکر کھجاتی ہے ہوا سے نام سہج          ہے وہی سہ وہی سگ وہی گردن و تنج          مانع عالم میں ہیں مسل نکھت براد ہم          گھر حباب آسا ساتے ہیں رہ سلاب میں          کوئی گھر دنیا میں صحت و نام سے حالی ہیں          طوق اسے ساقی کھیستے کی گردن میں ہیں          مرہ ملتا ہے انکو مسوہ مشرک کا حطل میں          گرے دکھا حلد ماراں میں گلی دلواری کو          ایک دن ایسا جراح رمدگی حاموس ہے          ہر گھر ہر رحم رماں و سہر میں          یوسف کو سے مل اور ہم سے مار میں          ک کوئی میا ہے یا نی کا شگرد اس میں          ہے مثل صبح جاک مرے یہیں کے ماہ          کھائیے حنا زیادہ اشہنا پیدا کرے          ہاں آسرا ایک ہے اب گوشتہ تربت مانی          ک روکی ہے موج کو رکھ رہا ہے موج          ہے صبح عید بھی تو گریب ہاں دردد ہے          روق سے حرمین حلا گھر گریب سلاب سے          ایک پتھر سے ہزاروں فتنے کرما ہو گئے          ہمنشہ مورد آفات عالم ایسا حرم ہے          چارہ ہے رہروں کو کہاں گرد راہ سے          گردن گردوں دوراں آسا ہو جائے گی          اسی کوئی رم سے کوئی آساں ملا          میں اپنا شمشہ دل ک ملک بھاؤں گا          تن عوباں کو ساقی ہے رمنناں کی ہوا          اشرف سے کیے ہیں سرور کو کیا ہوا          وہیں ہر سے آمادہ فریاد ہیں سب          عالم آسوی میں ہے فکر اسانی عبت          ہر صبح آسا ہر صبح آسا ہر صبح          یحنا ما کس ملا میں ہم کو لا کر          حنک جئے عذاب رہا اپنی جاں پر          قید ماہ میں مرے آنے ہیں اکسیر          ٹوٹنے کا خوف ہے قطرہ جو گوہر ہو کر</p>	<p>لع سول میں ہیں مجھ کو حوادث سے کھاب          کب ملی ہم کو رما کے حوادث سے کھاب          ادا براد سے کہتے ہیں جہاں کو تاد ہم          حادثات دہر سے مائل ہیں کمال جہاں          بھاگ کر یس و ملد دہر سے حاوی کہاں          حادثات دہر سے مارک دلوں کو خوف کما          وہ صابر ہیں کہ طبعی مانع عالم کی گوارا ہے          حادثوں کی تاب لاسکے ہیں ہیں حام طبع          حادثات دہر کی ہے تمد اگر اسی ہوا          فارغ جہاں میں رح سے اہل رحم ہیں          دما میں خلا سے مصیبت ہیں اہل حی          ہو روا حاسب ک انکی س کو ہے گردن مدام          پیدا ہوا میں دہر میں رح و صحت کے ماہ          لقمہ عم میں ہے شاید حاصد اکبر کا          سارے عالم میں تو آرام نہ پایا ہم سے          آلام ستر راہ سبکو و ہیں اسیر          اس محکمہ میں جو ہے وہ آفت رسدہ ہے          رمدگی بھر مورد آفات عالم میں رہا          سمیٹتی ایام نے توڑے دل اہل جہاں          کسی نورق گری ہے کسی سلاب آتا ہے          کما کلف جہاں سے کییں مردم جہاں          میں ڈالے گی ہیں اک رو دراندہ کی طرح          دنیا کے حادثات سے صحت نجات ہو          فلک سے سگ حوادث ہمیشہ آتے ہیں          بیشتر حادثہ و ہر ہے محتاجوں پر          گرداب قہر موج ہے آفت سستم سب          مثل سے انجمن دہر میں ماشار ہیں سب          علوم موج میں کک ٹھہرتا ہے حباب          صورت داہ مستاہ ہے مجھے          عدم کچھ خوب محاسن زندگی          زنداں سے کم یہ بیکر خاکی ہیں استیر          سمیٹتی دہر سے دم بھر ہیں آرام استیر          بحر عالم میں ہے آفت لارم اہل کمال</p>
--	--	--



<p>مصلحت</p> <p>جو ایسے حال میں پھر جان سہلگی کا نصف</p> <p>زبان سے اس میں جرجس بر سر بیدار</p> <p>اس کی زبان سے اس کی زبان سے</p> <p>جگر میں پیدائش ہے زبان سے</p> <p>دوست کو قہری ہیں دوسرے سے بے وفا کرنا</p> <p>لاکھ آفت میں مصیبت ہے اس کی سرچاچی</p> <p>کیا پوچھتے ہو عمر کی اس کی زبان سے</p> <p>تو درد نہ دیکھا کبھی اس کی زبان سے</p> <p>جہاں میں آفتوں کا سامنا دن رات ہے</p> <p>مصیبت کے مصیبت پریشان شکل ہے</p> <p>یکڑوں صدے ہزاروں نوح لاکھوں میں ہے</p> <p>ایک حال انسان کی آفت کی کوئی کرے</p> <p>ہوں غائب ایک دو دو صدی کوئی کرے</p> <p>اچھے دل کو مار کر میر جرجس ہی نہیں</p> <p>خاطر رنج و غم و درد سے فرست ہی نہیں</p> <p>میراں لو کے ہوا میں انہیں ہماروں کا</p> <p>جو تکلف دہر میں صدے سے ہوا صدے</p> <p>اس پہ بھی ہیں یاد کبھی گھر نہیں آتا</p> <p>داغ سے کوئی دل ہیں خال</p> <p>کی کوئی لالہ زار ہے دنیہ</p> <p>جوبکہ</p>	<p>آفت دہر سے حالی کوئی نعمت ہیں</p> <p>اہل حق ہی ہیں ہاں سب و بلند</p> <p>معام فکر نہ ہے مٹی رماں جہاں</p> <p>راست نصیب اہل جہاں چوکاں ہیں</p> <p>بہتر نہ بدست حاصل حق کا</p> <p>اسے رطوبت اس سے لوے ہیں ہوا</p> <p>راحت سے قہر دم میں ہستی میں رخ اٹھا</p> <p>عادتوں میں ہوتے ہیں معصوب غالب مستر</p> <p>دل قوی حق کا ہے وہ کیوں حوادث سے ڈرس</p> <p>سارے عالم میں نہ پایا ہیں کا ہم نے مقام</p> <p>دکھا ہوں جسے یا تا ہوں اسے سرگرداں</p> <p>دیا میں ہے ہوا سے حوادث اگر بھی</p> <p>آسودگی کی ارم و سما میں نہ رکھ امید</p> <p>بزم جہاں میں عم سے کسی کو نہیں نجات</p> <p>دنیا کی آفتوں سے بھٹا جو گناہ اتہ</p> <p>طر آئی نہیں آرام کی حاساری دنیا میں</p> <p>جو آفت میں رہا کرنے ہیں انکو خوف آہن کا</p> <p>گردش جرجس سے پیدا ہیں حوادث کیا کہا</p> <p>ایک آفت جو ملی دوسری آفت آئی</p> <p>دیکھا نہ غیر روزیہ میں نے عمر بھر</p> <p>جوش ماراں حوادث سے نہیں جائے خطر</p> <p>آنکھ کوئی نو ہجوم غم و حراماں دیکھا</p> <p>رنج یاں جو کو ہے آفتیں انہیں واں راحت ہے</p> <p>ہستی چند روزہ سے تو تنگست ہی رکھا</p> <p>گھر گرایا جو مراسیل حوادث سے تو کیا</p> <p>رات آرام سے کٹتی ہے نہ دن راحت سے</p> <p>رج دیا سے زیادہ ہے عذاب مرفد</p> <p>عم و عقد و رنج و اندوہ و حراماں</p> <p>ہے بجز رنج و الم محکدہ دہر میں کما</p> <p>خوسی کا نام بھی اپنی رباں پر اب نہیں آتا</p> <p>سہر کیوں ہو اس دنیا سے ناہموار میں اپنی</p> <p>اس قدر عالم ہستی میں اٹھائے مددے</p> <p>طمانین خرامات دہر میں کوئی دم</p>	<p>گوسٹ اس کمر حال نہ رکتہ ہیں</p> <p>چرخ و سبب اس کو سب پناہ میں</p> <p>وہ کوں عجز نکل ہے جو نہ محبت ہیں</p> <p>اسکی طلب نہ ہے جس تکاں ہیں</p> <p>کھجے تاج نہ ہے نہ آتہ ہی ہاں شجر میں</p> <p>اندوہ میں نہ ہے نہ میں میں میں</p> <p>آئے اتیر ماحی صوب سے اہم میں</p> <p>لوٹ لینی ہیں ویا میں حوریں ماراں لو</p> <p>سبیل کی پروا نہیں کچھ آہی دیوار کو</p> <p>جل کے برہماک کچھ ترس میں راحت ہو نو ہو</p> <p>کون راحت میں ہے اس گنبد گرداں کے تیلے</p> <p>برباد ایک روز یہ مشقت عمار ہے</p> <p>ناداں تھی یہ دیکھ خالی تغار ہے</p> <p>سوزاں ہے مثل شمع اگر تاحدار ہے</p> <p>سہ حد ہے گور ملک مدد کے دبار کی</p> <p>نکالوں اسے جوں کو کو قدم رکھ کے کھرے</p> <p>نہیں ڈر کو دکان اتک کو مڑگاں کے لنگرے</p> <p>معدہ ہمنہ یہ کہاں نہ وں کا رمانی ہے</p> <p>تا دم مرگ نکھڑے یہ ہی دنیا کے پے</p> <p>رحلت مری جہاں سے شب درہاں ہوئی</p> <p>وہ گدا ہوں مری کملی مجھے مار آئی ہے</p> <p>محفل دہر میں کب عس کا ساماں دکھا</p> <p>اسے حواس حال جو دیا سے حفا جاتے ہیں</p> <p>حواں مدد میں دیکھیں گے صورت فراع کی</p> <p>چار دہواری عاصم کی گرائی ہوئی</p> <p>رنگاں دو روزہ مجھے یاری ہے</p> <p>حائے آرام نہیں گنبد گرداں کے لے</p> <p>ہمارے بھی ہیں ہر ماں کیسے کیسے</p> <p>کوئی آرام سے یاں اپنی بسر کیا کرنا</p> <p>ہے اسے اٹک میں نے اس قدر رنج و محرابے</p> <p>جہاں دیکھو ہزاروں خار ہیں لکھوں ہی ٹیلے ہیں</p> <p>وگیا یاں سے وہ پیر کو کسی آتا ہی نہیں</p> <p>مر کے گرجا میں گئے کہیں نہ کہیں</p>
--	---	--

<p>نظم</p> <p>مضامین</p> <p>وہ رہیں سوئے میں رخت سے وہی ہیں</p> <p>آرام کسی کہ ہیں ریلے دلی میں</p> <p>لعل و جان و پیہ ہیں سب ایک حال میں</p> <p>چشمیں ہیں راز حسرت میں تجلی کو دلا</p> <p>تکلیف لاکھوں پتیاں ہیں تجلی کو دلا</p> <p>صنل ستا میں ہے اس نازک ماد میں</p> <p>اچھے غم کا وہ روح عاری ہے</p> <p>نوٹ مائے دلگ جان تراب کا</p> <p>صدیوں سے ہے حراستی بکا</p> <p>وہ حال جو ہو اسے حراستی بکا</p> <p>کر لگی یاد کیا ملک مدغم کے میں دبا</p> <p>رہے اس نکلہ میں رات دن راج و دوا</p> <p>ایک ماہ درد اگر تو اسی سخن ہے دوا</p> <p>کیا علاج ابنا کر سے وہ و سر لیا درد</p> <p>جو کہ تقدیر میں تھے راج و دوا</p> <p>کبھی کیجئے ستم میں کہیں دیکھو</p> <p>مدگی حق ہے فرستوں کی کہم کپا</p> <p>آرمی کے واسطے کیا کیا مایاں ہیں</p> <p>مصلحت میں ہے یہ مغلالت میں کیا</p> <p>رہیں جس سے نہ آئے میں دوراں کیا</p> <p>اٹھائے</p>	<p>ایمیر</p> <p>عصم کار رار ہے دما</p> <p>کر سر ہوا، ضرر ہے دما</p> <p>عم و کد، و حسرت و نیکی کا</p> <p>تکے جیسے نام عمر صورت کھراحت</p> <p>ہیں سرس دو نوں کھن اکا مطروا کٹ سرف</p> <p>اسی اس نکلہ دہر میں م صہ ہی ہنس</p> <p>اسی ہوا۔ سے اتنا ماد آتا ہے</p> <p>بائے کیا کما طمس میں اک دل ماسا</p> <p>جسم و نہ کب آتے بستر و مایں ہوا</p> <p>یا پیدا ہوا ماسور گو رحم کہیں گویا</p> <p>کام ہو جائے خدا یا نہیں آساں میں ا</p> <p>گور کے گود میں ملنا ہوں میں پیدا ہو کر</p> <p>اس میں نے ڈھا دیا ہے آساں مالاے سر</p> <p>غم نہیں آفت یہ آفت ہو جہاں مالاے سر</p> <p>چاہو باج سے مری ہو دوچار ہوا</p> <p>میں اس حکمہ میں نہ دم ہم رہا ہوں</p> <p>کیا بڑے کٹے ہیں ہمارے دن</p> <p>ملا صحن عمر صسر مجھ کو</p> <p>جہاز زندگی تھم جائے لنگر ہو نو اساد</p> <p>جوج کبوں درپے ہوا مجھ حاماں رما کے</p> <p>مرے پر فیصلہ ہے جیتے ہی را کھڑا ہے</p> <p>داع میں نیکے مکر میں مرے ارماں رہے</p> <p>چکر ہماری روح کو دوراں سر میں ہے</p> <p>دن کو بڑا کھئے رانوں کو رویا کیجئے</p> <p>نہ اس قدر جئے ہم راج ص قدر گزئے</p> <p>پیکر خاکی ہمارا گرد لاشکر ہو گیا</p> <p>پیری میں موت کا بھی تقاضا اٹھالیا</p> <p>کوئی اس حادثہ احراں میں نہ دلنا د آبا</p> <p>یہ جاتا ہوں کہ میں مورد عذاب رہا</p> <p>خدا نے کی ہیں اس صحن کی قصا پیدا</p> <p>ملک الموت بھی آئے نو ہر اسان نہ ہوا</p> <p>رحمت رور کھن ہے نو کبھی کلفت مت</p> <p>خوف دب مرنے کا ہے اس قصر بے نیاد سے</p>	<p>حکومت ہر گز ہے روح</p> <p>سہ عشن ماں ہمد، کسے</p> <p>اتر اک مرقع ہے یہ دار فانی</p> <p>آئی۔ ایسے کام عمر غم میں کٹی مدام عمر</p> <p>حالی ہمد سے ہیں اسان کو ہنسی و عدم</p> <p>عم سے صحوں ہوں کھ میں کاماں کروں</p> <p>مقام سر ہے غافل مصب دیا</p> <p>فکر دما ۱۰۰ عین سیکو و روح و الم</p> <p>رمدی میں حاسر اشکوں کے دریا میں ہوئی</p> <p>دل آفت زود ایما نہ ادا سے ہوا خالی</p> <p>مشکلوں کا ہے بہت دل میں ہجوم افسر کے</p> <p>ایک آفت ہو تو انسان کسے حال اس کا</p> <p>گرد و کلمب سے میں آلودہ ہوا ہوں مال مال</p> <p>رمر فرزند آدم ہر چہس آید بگورد</p> <p>کبھی نہ میرے عفا مکر تا رگی محسی</p> <p>خدا سے کہو ننگا کہاں مجھ کو بھیجا</p> <p>روتے ہیں ماری رات مارے دن</p> <p>آب و دانہ مجھے کہاں لانا</p> <p>بجائے موٹہ آفت سے ہو ما خدا سا</p> <p>طالع صحن کیا کم ہے تما ہی کے</p> <p>ہراروں میں ہیں ہے خاند دیا کی آرائش</p> <p>دیا چیں کبھی حسرت دنیا لے مجھے</p> <p>گھر بیٹھے ہی نصیب جو آفت سفر میں ہے</p> <p>چین دینے کے نہیں اسے سحر یہ لیل و نہار</p> <p>عدم سے آئے تھے ہستی میں کیا بری صحت</p> <p>لشکر اندوہ و غم سے اسی رما دی ہوئی</p> <p>تھوڑی سی زندگی میں ٹھائے بہت حداد</p> <p>طعل کرتے ہیں صماں سیٹ سے پیدا ہو کر</p> <p>خبر نہیں مجھے دنیا بھی یا جہم صما</p> <p>ان آفتوں میں بڑا ہوں کہ لوگ کہنے ہیں</p> <p>سامنا ایسی بلاؤں کا رہا دنیا میں</p> <p>رنج دن رات ہے یرواہ و صرحا کی کل</p> <p>قالب حاکی میں کیونکر روح لے کھٹکے ہے</p>
---	---	--

مضامین

سامنا رہتا ہے اندوہ و غم  
ایک دم غم کدو کی طرح  
واں سے آئے تھے کچھ نیکو  
پتھر چلے پیاں سے لاکھ غم  
کچھ ہو تو جو غم میں راحت  
ہستی میں تو جمع نہ رہتا ہے  
و توئی دیکھتا ہے سورت  
مخداں غدار کی سورت  
آئے ہیں ہم جہاں فانی بن  
انچ اٹھانے کو بیچ بیچ  
سو زندگی بیچ ہو جسے  
بیچوں جو زوے کی طرح  
مشت و آرام و راحت کے جوہر  
غم ہزار دوت غم کے جوہر  
کاغذ نے یہ بیان نہیں کی غم  
ایک دن جو عینہ اس دل کو  
دنیا میں عین کہ جہاں عینہ  
دن دن ہیں اگر غم کے تو دن  
تباہ آئیں کھلی ہیں دکھ کے  
جہاں جہاں آئیں وہاں غم

اٹھائے میں سے وہ سدا رہے  
کدو کی طرح کدو کی طرح  
سقا مال زندگی  
مسرت و اندوہ و حزن و غم  
اسے خوش درد و حسرت ایذا  
سختی سہی ہیں کہ اٹھائی بار  
باغ جہاں میں ہم رہے رنج و غنا کے ساس  
یاس و مسرت ہیں اور کہیں آہ و زاری  
یا سہے دکھ میں یا رہے غم میں  
اسے فلک باقی نہیں مگر جس کا دایہ  
آسمان و زمین سہا  
ہم دہر میں حال پر رہے  
کھنکھہ ہوا ہاں میں جہاں  
ہاں میں آئے کدو کی طرح  
فخاں میں آہ میں فریاد میں شہر  
کبھی کدو رہتا ہے کبھی کدو  
بھاؤں در در کہ کدو  
راہ کوئی کام مصدقہ  
اٹھائے کے باغ سے  
درد کی آٹھ کھلی اس جہاں  
مدگی بہت یا کوئی طوفان  
ماتم کدو جہاں میں جوں ابر  
دوسرے ہے نقش پا کی طرح خلق یاں جہر  
موا ساما دنیا میں کس کس آسے کا  
سے جینے یہ زند خاک ہٹے  
اسا لاکھ مصیبت کا ریل پر کوئی  
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہے لے چورج  
کیوں دٹے ہیں تو نے قسام اول  
رنج و اندوہ و طال و رکھ و غم  
سائن دیکھی تن بسل میں جو آتے جاتے  
نہر گردوں نہیں آرام کی صورت کوئی  
یوں جو گئی راحت دل پاشاں غم









[illegible]



مطہبیت کی نئی ساری نئی چیزیں  
پورے مارچ

مصیبت کی گئی غمگینی  
تب تک ہزار دہائیوں سے  
تک نہ پڑے خوف و ہراس  
تک نہ پڑے کچھ غم

جب وقت پڑے گا تو وہ قیدی  
بچھا تھا مے بار وہ قیدی  
جو دن بکسے بولتا تو ہم کو  
نہیں چھین موم غم غم  
وقت تک اناں ہے

جو دلوں میں مرغِ چمن  
چمن میں مرغِ چمن  
کھارو روئے کہ جاتی ہے وقت  
قیامت ہے نصیبیت میں نہ آیا اس شایع ہے  
وقت کون کسی کا ہے اس شے  
درست و با جواب

میں نے کہا کہ میں نے اس کی کاپی لکھ لی ہے۔  
 اس نے کہا کہ میں نے اس کی کاپی لکھ لی ہے۔  
 اس نے کہا کہ میں نے اس کی کاپی لکھ لی ہے۔

میں نے اپنے ہر ساتھی کو  
 اس کی ساری صفات میں چمکنے  
 میں ایک ایسا چمک رہا تھا کہ  
 کسی کا نہیں دیکھا کوئی ساتھی  
 وقت بدل رہا تھا یہاں

نہایت میں کسی ایک دوست سب اس وقت بدلتا ہے  
کسی ایک کوئی اور سب یہ بات تو دنیا ہے  
کسی ایک کوئی اور سب یہ بات تو دنیا ہے  
کسی ایک کوئی اور سب یہ بات تو دنیا ہے

کے ہاتھ لگی ہیں کیا یہ بڑے کورس  
 کیا وقت بد میں حادثہ رہے گا  
 چوتھے نمبر پر جا گئے ہیں خدائیں میں ہیں سے قدر  
 وقت بد میں

	3A
--	----

کس پاس سے آں تک کہ مسجد دکنہ ربہ جوں  
منہج میں تہ کیے ہو نہ کوئی  
ملائے خاک میں تن کو گئی بہشت میں ریح  
مادرات دہ میں ماروں کی یاری دیکھ لی  
وقت بد میں تیر نکست درود اُم

وقت بد میں تیر نکلت درود اُم  
یہ بعد دوسری قبر سے صرا آئی  
اکیلے گھر میں مہاراجہ تیرا اس مالک  
سچ تو یہ ہے زندگی تک ساتھ ہیں یاد و نور  
ہم نے تکلف میں دیکھا کسی کو بہر درد

ہم نے سبقت میں دیکھا یہ سنی کو بہتر  
کام آیا نہ ہم سے وقت کوئی اسے غافل  
کون ہوتا ہے بڑے وقت میں حالت کا ترکیب  
کام آیا نہ ہم سے وقت کوئی اسے غافل  
ہم سے وقت میں کون دیتا ہے حق  
ہم سے وقت پر کام آتے نہیں

برے وقت پر کام آتے نہیں۔  
 تنگدستی میں کسی نے بھی نہ پوچھا ہے فوق  
 بدل جاتی ہے صورت نزع میں پھر جاتی پہلی جھیر  
 مرنے کے بعد کوئی ساقی نہیں کسی  
 یہ ادب برا ہے کہ وحشت ہے لحد میں ہم

یہ اندھیرا ہے کہ دوست ہے حریفیں نام  
ہم کو لحد میں رکھے ہیں یوں دوست خستہ  
تلق نہ کوئی بسے وقت کا شریک  
جسد کو روح نے چھوڑا جو دیکھا نزع کا  
وقت مجھ پر جب پڑا ہر ایک نے دھوکا د  
کنز رفیق کہ کس کے ہوا خواہ کہ کس کے

کیلئے رفیق کس کے ہوا خواہ کس کے دوست  
آشنا مطلب کے ثروت میں تو لاکھوں ہیں  
سچ ہے کہ بعد مرگ کسی کا کوئی نہیں  
نزع میں مروج دیدہ بھی تو پھر جاتے ہیں  
ہستنا کنج لحد میں ہیں سب چھوڑ گئے

آہستہ آہستہ جگہ میں آہیں سب چھوڑ  
دیتا نہیں ہے ساتھ ہی وقت میں کو  
ہمیشہ کی آنکھوں کو بدلتے ہوئے دیکھ  
اپنا دیکھا ہے اور پرایا دیکھ  
اسے جبر ہے وقت کا جو ساتھی

اپنا دیکھا ہے اور پرایا ہم۔  
اسے تھر بنی کا ہے زمانہ سر

کوئی بھی رے وقت میں شامل ہیں ہوا  
مرنے یہ خدا جو ن سے صر کہ  
کسی کا کون نما۔ میں یا رہتا ہے  
آزما جس کو ہم نے وقت پر جا مارا  
نہ رادر نہ آستما دیکھ

عجب دوست مجھے غناک میں ملا کے چلے  
اندھیہی قمر میں ہدم ہیں سلا کے چلے  
بعد مردن کس کو ہے گور غریباں سے غم  
بس بھلا چاہتے ہیں غمیت و مراد اپنا

جس کو سمجھا تھا میں اپنا وہی بیگانہ ہوں  
کہ دم مرگ یہاں آنکھ بھی پھر جاتی ہے  
نہیں معلوم یہ اپنے ہیں کہ بیگانے ہیں  
جو تھے دوست نا آشنا ہو گئے  
جب لوگ ہیں اس زمانہ کے لوگ

عجب لوگ ہیں اس زمانہ کے لوگ  
کام بھلا کبھی اپنے سے نہ بگاڑنے سے  
کسی کا ساتھ دیتا ہے کہاں کوئی مقبببیر  
سب لوگ اپنے اپنے کردار دیکھ لیں گے  
کس جگہ چھوڑ گئے ہائے سب احباب ہیر

بجیسے لٹا پٹا ہو کوئی کاررواں خراب  
بہت شریک بہت درد مند دیکھ چکے  
کسی کا ساتھ دیتا کون ہے وقت مصیبت ہو  
مہرِ رخصت لے گیا راحت نے استغفار  
رخِ محبت ہے سب مخالف ہوا کیسے

رخ چھپتے ہیں سب یہ مخالف ہوا کی طرح  
 ایک جی آفت میں یار جہریاں ملتا نہیں  
 رکھتی نہیں ہے روح تن ناز سے غم  
 ہاں برے وقت میں ہے کون کسی کا  
 اس برے وقت میں کوئی بھی ہمارا نہ

اس بارے میں کوئی جی ہوا نہ  
طاقت بھی ہو گئی ہے تن زار سے  
جب وقت پڑا کوئی سختیہ تھا نہ  
سو بار ہے سب کو آریا و لیجا  
ایسا کوئی نہ مان کا چاہا و لیجا  
سو بار ہے جس کو آریا مانا مرنے

نے سو بار ہے جسے کہلا دیا ہم نے  
بجلی کا کرنی کار نہ پایا ہم نے

حارث  
سوق  
حالم

7  
.  
.  
.  
191

عالم  
فیض

فوق  
فرو  
قد

قلوب  
قد  
مصر  
مصر

۱۰۰

۱۰۰

L

<p>مصیبت کے بعد راحت ہم رما۔ میں خوشی بعد میں درپختہ ہیں خام غرت میں یہاں صبح و شام درپختہ ہیں</p> <p>معرفت</p>	<p>لطم - - سیم لواب - وہی واسطی - ہمت</p>	<p>وقت بد میں ہر طرف سے جھٹکیں ہوئے لگیں یہلو سے دو گھڑی جو سرکتے۔ تھے کسی کسی کے کوئی کام آتا نہیں وہ وقت آیا ہے رور بد سے ڈر کے ہوجانے ہیں پھر بیکسی میں بھر اندھ کے دکھا ہمنے دیکھا نہ سم کے آنکھ جوائے چلے گئے کوئی ترکیب برے وقت کا نہیں سچ ہے کسی کا ساتھ مصیبت میں کون دیا ہے سایہ بھی نہ ہمراہ لحد میں نہیں جاتا اسیر دام ہو کر ملل ملاں نہ کر سیوں</p>
<p>کرب تکلیف سے محبت قصد کدہ یہاں صحت صحت ہے وہاں صحت صحت بہت دور ہے منزل دوست ابدل وہی ہے ہوی بھر صحت صحت عشق کی گرلی ہے مروت کے رہی ان کے لئے تو ایک وعدہ دیا کسی کا وہ پور ہے وہ علوہ جانا کسی کا وہ صبح کا تعلق صحت صحت گیا کرتی ہے کس طرح سے کہیں لہائے اپنی مسرت کی باہمی رہے مردم ہمیشہ یاد دہری عصر دیکھو آدھری تو ہی تو ہے بند کر لیجئے اس وقت نہ نیدہ و کوشت بہ مختلف خبر اس سما آتی ہے اس نے</p>	<p>مصیبت کے بعد راحت</p> <p>ایہ انخم کھاور زکی حوس حوا - حالی مراج ساطر صار عاشق - عاشق ہر میکس محو نظم ہوش</p>	<p>مروغ حال کبھی لے کلفت ملال ہیں بعد تکلیف کے راحت کا بھی ہونا ہے ضرور لے رنج راج ہووے۔ بختا ورا حصول مصیبت اگر ہے تو راحت بھی ہوگی جو پہلے مت کھائے ذائقہ وہ لوتن کا یا ہے کیوں آمد خراں سے ہوں امردہ منل گل آتے ہیں اسک کنز حداں سے آنکھ میں ہے سامنا بلا کا پس ار عایب ضرور میں رنج و غم سے گھراتا نہیں اسکا سبب یہ ہے سکایب کیا حدا سے ہے اگر بنگر بگڑنی ہے سمعی سے لاکر فی ہن آ لیس صبا بر اسے پہر مدعی اب غم سے فرصت چاہئے فاشک کنسو و کار کے امیدوار ہیں اٹھالے محوڑی سی تحصیل علم میں مصعب یکساں کسی رما۔ کی حالت نہیں رہی رج کے بعد مہر کجے راحت ہوگی چھٹکر مفس سے جائیگے گلن میں مصعب اشارہ یہ تجنیں غفلت سے ہے کسی کو ملک و مال آساں ہیں دنیا بھی گردوں راحت کے بعد رنج ہے راحت ہے بعد رنج</p>





## معرفت

انوار ربانی کی ہے خلائی کا ارجا  
عجز و سنا ز کما ہے کمال خود ہے  
وحدت میں اعتبار وحدت و قہر ہے  
تجاربہ بطون میں ہے کمال و احد  
چھوٹی میں کمال ہے کمال و احد  
بیکار ہے باغیوں وحدت کا دشمن خلق  
خود بیکار خلق میں کمال و احد  
اک مرتبہ کمال ہے کمال و احد  
اولیائے کمال ہے کمال و احد  
پھر کمال ہے کمال و احد  
کروں میں کمال ہے کمال و احد  
بلبل کو باز نہ دے کمال و احد  
حکم اور پوچھ کمال و احد  
بینائی کمال و احد  
نہ ملا کمال و احد  
وہ خدا جلوت کمال و احد  
وہ عیب کمال و احد  
ذره کمال و احد  
پوش میں کمال و احد  
خود دی میں کمال و احد

نہیں

"

کرب

"

اسوں

سن

=

=

گر کفر کی راہ سے رسائی ہو دلوں  
بندہ ہوں تو اک خدا بتاؤں اپنا  
ہے بندگی وہم اور خدائی پسندار  
دوسو ہاکرے لاکھ کوئی کیا ملتا ہے  
جب تک کہ ہے بندگی خدائی کا حجاب  
کس طور سے کس طرح سے کیو کر یا با  
بانی رلم مدعا نہ دعویٰ نہ دسل  
مقصود بنے بعد سنجو سے باہر  
اندر باہر کاسب تعین ہے قلعہ  
تقریر سے وہ قزوں بباں سے باہر  
اندر باہر ہے وہ نہ پیدا پہناں  
بیدار بنی وجہ ہے خواب عدم میں غرق  
ہے راہ کی تلاش تو گر گری طلب  
خاک سے افلاک تک ہے دور تیر نام کا  
اول و آخر بھی تو ہے ظاہر و باطن بھی تو  
ایک دو گھونٹ جام وحدت کے  
سب سوائے تجھ میں ہی تو سما باسیں جو  
کسی طلب کہاں کی طلب کس لئے طلب  
ہے کائنات گردہ کائنات عشق  
مرچکے جیتے جی غنا قسمت  
جلوت کا بھرہ نہ ہے نہ خلوت کی توقع  
ہے شعور ما سوا بھی اک حجاب آگہی  
غیر سمجھا ہے کسے اسے چمنشیں  
تم نے کب دیکھا ہے بے رنگی کا رنگ  
تیرے سوا اسے نظر آنا نہیں کوئی  
حب نام ہے عشق و عاشق و عشق میں  
ابنی ہی جلوہ گری ہے یہ کوئی اوہیں  
اتنا نوجانے ہیں کہ بندے خدا کے ہیں  
ہے مجھے کشمکش سعی و طلب سے نفرت  
ہو دم عرض تجلی پاش پاش  
حسن کی کیا ابتدا کیا انتہا  
نہ ہو جب فرق ہی تو راہ کیوں ہو  
تھی چھڑا سنی طرف سے ورنہ  
اس کفر کو تو جب وہ اسلام سمجھ  
خالق ہوں تو اک جہاں دکھاؤں پنا  
میں وہ ہوں کہ خود تیتا نہ یاؤں اپنا  
دن کا کہیں رات کو ستا ملتا ہے  
مذہ کو بھلا کہیں خدا ملتا ہے  
دل نذر کیا سراغ دسر ابا  
کھوئے گئے آپ ہی تو سب بھریا یا  
وہ گل ہے دلیل رنگ دہشت باہر  
مطلب ہے کلام و گفتگو سے باہر  
ادراک سے وہ بری گساں سے باہر  
سرحد مکان و لامکان سے باہر  
لب بند جو گئے یہی روز نشور ہے  
عائل وہی ہے عقل میں جسکی فتور ہے  
کوسی محفل ہے وہ جس میں تیرا چہا نہیں  
نوی تو ہے پر کہیں تیرا پتہ لگتا نہیں  
جو نہ پی لے وہ متقی ہی ہیں  
اس پہلی کو کسی نے آج تک پوچھا نہیں  
ہم میں تو وہ نہیں ہے جو وہ ہے تو ہم نہیں  
وہ دل ہی کیا کہ جس میں تیرا سہو نہ ہو  
اس سے اچھی تو زندگی ہی نہیں  
سب وہم تھا یاروں نے جو تکے خٹکے  
بے خبر جب تک نہ ہو لے با خبر ہوتا نہیں  
میرے دل میں بدگسائی اور ہے  
بے نشانی کی نشانی اور ہے  
حاصل جہاں میں جسے عین یقین ہے  
کھلنا کسی پر راز حدوث و قہم نہیں  
خور سے دیکھ اگر آنکھ میں بینائی ہے  
آگے حواس گم خردنار سا کے ہیں  
دل مرا ترک تنہا کا متنائی ہے  
سینہ مشعل طور سینا چاہئے  
شبیہ بھی بے سرہ پا چاہئے  
نہ ہو کوئی تو چھسرا آگاہ کیوں ہو  
میں اور مجال آرزو کی

سمعیل

<p>دبدہ میں نہ تھی محتاج دیدار جمیب زادہ ذرا مقام تصوف کی سیر کر راہ مقام بار تصور سے ہی فریب خالق کی معرفت میں ہے عاجز برکات دکھ آ نکھوں میں اگر کچھ معرفت کا ورہ ہے تو جس سے ہے بعید وہ تجھ سے قریب ہے جو اس کو دور سمجھتے ہیں عقل ہی وہ دور جبابوں نے ساحل یہ مٹا کر بتا با میں با عشت تہرت ہے مثال عتقا پردہ یوشی سے رہا آپ کی پردہ سکا اسی کا جلوہ جہاں میں ہے وہی وہی ہر گناہ وصال یا رہبید فراف ہر دو عالم ہے نظر آیا مجھے ہر رنگ میں سرا ہی ظہور میں شاں ہی ہو جلوہ گرد وہ جہاں جلوہ کناں کہیں خیر و شر کہیں بولہ بھر کہیں رہبر دونوں عالم میں بجز مار کوئی غیر نہیں کہیں رہا رہی کی دی صد کہیں لہڑی سا گیا کہ مرخص مرص و یحییٰ وہی چارہ ساز و دلنا کہیں اپنی ہستی عدم سمجھتے ہیں جو تیرے سوا دیکھتا ہو سو جانے اسرار جو مخفی ہیں وہی کھول رہا ہے آپ کو کھو کے نہ ہو جیو کہ ملا کیا ہم کو دوئی کا دور ہو یکسر نشان بیکتا نظر آئے جب تک پردہ خودی پر اسے نظر نہ آئیگا ہرگز سہ نہیں خالی کوئی جا اس کے شمع نور سے دبر ہمسد میکہ کیا کعبہ و بتخانہ کیا اس بے نشان کا جیسا نہ ملتا تھا کچھ نشان بسا آنکھوں میں ہے جلوہ جوتیرا خلق کی جانب سے ہی تھیم اپنی ای عزیز پھروں تھا ڈھونڈتا جسکو اسباب جا بجا دیکھا عشق اس کا مجھے بجاتا ہے جو چوکل پہ محیط نخل فرحت سے وہی سب کو شرمینا ہے خاک سے کہتا ہے پیدا وہی شکل انسان</p>	<p>کون ایسی جا نہیں ہے وہ جہاں ملتا نہیں جس نے خودی مٹائی وہ مندہ خدا ہوا جب آنکھ بند کی وہیں طے راستہ ہوا آگاہ کیا جلد ہو حال قدم سے کر مک شب ناب بھی موسیٰ چراغ طور ہے غافل تجھے خبر نہیں جبل الورد کی کہ بارے رگ حال سے زیادہ تر نزدیک کہ ہستی خودی ہے خدائی مٹا ہے ہم نہ ہوتے تو یہاں نام ہمارا ہوتا خاک دکھلاتے جو نم اور ہی نقتا ہوا وہ ہم میں ہی وہ جان میں ہی شان باؤں میں گناہ کہ اوس کا ہو کے مہر کوئی کسی کا ہو نہیں سکا میں نے سرشے میں نری طوہ مائی بھی کہیں گناہ و گناہ بنا کہیں بستان بستان ہوا کہیں آپ انیاقب بنا کہیں آپ انالکما ہوا س حقیقت میں ہی حاصل عرفاں ہے جو نہاں ہوا تو نہاں ہوا حو عیاں ہوا تو جہاں ہوا کہیں دل بنا کہیں دل بنا کہیں لینا در وہاں ہوا کبھی حملہ حادث ت م دیکھتے ہیں تو ہی نو ہے اتنا تو ہم دیکھتے ہیں در پردہ ہر اک ساز میں جو لول رہا ہے ہو کے تدم بخدا جلوہ حاتاں دیکھا مٹے پردہ تو ہم کا تو یہ مادا بنے داما کھو کے خودی کو خودیو دھو اس کو اس پاتا جو نظر سے اسی گزرے وہی ہے سر سر جس کو دیکھے گا یہی کھے گا ہے اس کی گھر وہی ہی اب ملے نشان ہر نشان کی بیچ نظر آتا ہے تو ہی چار سو آج تو ہی ہے تجھ کو اگر اس مار کے دھار کا ہر اک شے میں ہے ہر گھر گر جہے چھایا دیکھا وہی ہر سو نظر آتا ہے جو ہے کل پہ محیط اور وہی ریخ دکھاتا ہے جو ہے کل پہ محیط خاک میں بھروہ ملاتا ہے جو ہے کل پہ محیط</p>	<p>معرفت دیکھا درہ سے بنانا جہاں مثال حور شید پھر وہی درہ بنانا ہے جو ہے کل پہ محیط شخص غفل جہاں ہے جو ہے کل پہ محیط خدا جہاں ہے جہاں ہے جو ہے کل پہ محیط سب گناہ دکھاتا ہے جو ہے کل پہ محیط وہی سب گناہ دکھاتا ہے جو ہے کل پہ محیط ماہر فہم کو ملتا ہے جو ہے کل پہ محیط کہ جس کو نہیں دیکھا ہے جو ہے کل پہ محیط دوئی جب کہ دیکھا ہے جو ہے کل پہ محیط طرف و عدت کے لئے نہ اچھلنے بابا نہ کچھ پھول کے لئے نہ کچھ چاہا ایک اک طوہ گرد کچھ چاہا سکھ دلوں ہی کے لئے نہ کچھ چاہا جس کو نہیں دیکھا ہے جو ہے کل پہ محیط اس کو جہاں ہے جو ہے کل پہ محیط کھائے دل نہ اپنا گشت فانی سے بیل چراگ کے شبنم خالی جو از بونے فنا ہے شب تاریک دنیا میں دیکھو راہ تبار اگر اس راہ میں کل کو اپنا رہنا ہے جنت نظر</p>
---	--	---









## معرفت

دراخت تیز صوفیوں کو دیکھ کر  
 اچھا کوئی جاگہ ہے کہ جس جاخانہ میں  
 جیسے کہ دل میں دیا سبیا خوب  
 کہ جو تراب ان کے خودی و انانیت  
 اس کی طرح پانی میں جو ہیں گھلے ہوئے  
 تھی خاک جھان کی کسی نے یہ نہ چاہا  
 آدم و حوا سے جس کی کسبے لگا  
 نذر وہ تو کچھ کون و مکان سے  
 مکان اس کو کیاں ہو لا مکان  
 کوئی ہوئے ذات کا لایہ صفت  
 نہ تھی تاں جس کو جو گر رنگ و رو بہ  
 کوئی نام نشان کا ہم سے شے  
 ہے سادہ باطن ہی ہے جبکہ  
 ظاہر و باطن اور مجسمے اس کو رہ  
 دیکھتے اور مجسمے کیا ہے دور  
 عالم و مطلق کیا ہے دور  
 ایک ہی جہاں میں ہے حال کمال  
 من عرف حق کو پہچانے

تراب

=

=

=

=

=

=

=

=

=

وہی دل میں سلیا ہے وہی آنکھوں میں چھایا  
 مسجد و دبر و صومہ کعبہ  
 غیر حق کوئی نہیں برگز تراب  
 نہ ہو دیکھ کسی حدائی کر نہ برگز جو پناہی  
 جہل سے غم پر ہوئی یہ معرفت کی راہ گم  
 آپ ہی میں اس کو پلے کچھ چپائے آپ کو  
 اپنے نام و نشان سے جب گزر د  
 جلوہ گر اک ذات ہی صفت ہیں سینکڑوں  
 ہے تراب ماضی اسی کی خوب  
 کعبہ و مسجد میں جاتے ہو بھلا جی کس لئے  
 ہوا جو کوئی خود ذات قدم  
 آنکھ کھولو دیکھ لو عالم میں کی کس کا ظہور  
 دیکھ پڑتا ہے کچھ تو ان کو حق  
 حق و قربا باہوں تو سب کہیں ہوں سیکے پاس  
 آشنا دریا سے ہو موجوں موت سارن کر د  
 کہا میں اس کا نشان مبتلاؤں  
 ہر جگہ بار جلوہ گر ہے تراب  
 گر خدا سے وصال چاہے تراب  
 وہی ہے اول و آخر ہی پر ظاہر و باطن  
 باتیں ہے تراب سب میں وہ  
 کہنا بید ہے یہ گھر تو ہے دور تیرا  
 جو عالم بگاڑے گا اپنا تراب  
 نہ تجھ سے ملا جو یہاں جیتے جیتے  
 دیکھتا ہوں عرش کے اوپر سے تانتا انسی  
 اس طرح تنزیہ ہو جھ اور اس طرح تشبیہ  
 ہماری شکلیں میں یہ سب جو دیکھ پڑتی ہیں  
 جو خالی نہیں اس سے کون و مکان  
 بندہ کا محرک تو وہی حضرت حق ہے  
 جدا بندہ سے وہ کہ جو کہتا سخن و اقرب  
 حق تعالیٰ عشق اپنا دے تو بہتر ہے ترک  
 نہ ہوتا جویاں اس کا نہ ملے نہ نشان کا  
 کچھ حق کے سوا نیت بندہ کو نہیں مصیبت  
 گر مومن و کافر میں رشتہ ہو حقیقت کا

تراب ایسے معاصی کہ صوفیوں نے کہاں بچا  
 سب کہیں وہ رہا کب ال نہ رہا  
 جھوٹی ہمت ہم یہ کس پر باندھتے  
 اسی کی بہتر ہے آشنائی تراب اسکو تو آشا کر  
 ہو معکروا ما لکنتم سے کیا واقف ہو تم  
 اور کوئی اس سے نہیں نزدیک تر راہ وصال  
 راہ نب پاؤے نشان کی طرف  
 اک طرف کہتا ہے مرا اک طرف کہتا ہے تم  
 حسن کو جس کے ہو کبھی نہ زوال  
 وہ تو ہے دل میں تھا ہے پھرتے ہو تم میں لئے  
 نہیں اس پہ لگتا وجود و عدم  
 کون ہے ظاہر میں تے لیکے تا چنچ نہم  
 دھیان جو اس طرف لگا نیٹے  
 کس طرح دیکھوں اس کو میں عالم الگ  
 دم میں یہ جائیں گی بانی ہوئے ہو جس کلہم  
 ہے نشان ہے نشان سے باہر  
 گھر اسی کا ہے کعبہ ہو با دیر  
 آپ کو نفی کر اسے اثبات  
 تراب اس سے ہی کہہ کہتے ہیں کاہ و پستل  
 ہے جو وہ ہم و گمان سے باہر  
 ہے جلوہ گر ہر اول جوں کوہ طور تیرا  
 رہے گا بسا وہ ہی عالم کے بعد  
 اُسے عمر بھر غم رہا زندگی کا  
 شرق سے تا غرب اک ہی ہو نہیں کوئی دوسرا  
 دونوں حالت میں نہیں کوئی دید اس کا دور  
 جہاں تمام ظہور و نمود ہے اپنا  
 نہ باطل نہ کس طرح کہئے خستہ  
 اک ذرہ تراب آپ سے جنبش نہیں کرتا  
 علاوہ سب کو یوں اب ہے ہم جوں اس چلا  
 حسن صوری کچھ نہیں اس سے تو ہی باطل تھا  
 خدا ہی جانے کیا عالم ہے اسکی آشنائی کا  
 مجھ رہا تو کیا محنت رہا تو کیا  
 قبیح ہوئی تو کیا زمار ہوا تو کیا

تراب

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=

=



## معرفت

۱۔ کسی کو کس حد تک حدود و احکام کے  
 کچھ کچھ پوری پوری سب میں خود تیار ہے  
 کتنے کتنے پرستار ہیں جو سب سے بڑا صاحب  
 فی الحقیقت وہی ہے کہ اطلاق میں خود دی  
 ذات مطلقہ نہ ہو کہ اس کے سوا عالم سب  
 شان تائید و توثیق کو نشان کیستہ ہے  
 نقصان کوئی انکار کرے کہ کتنے کتنے  
 بے مقصود و بے قصد و نیاز کا ہے  
 جسے ذات اسرار میں ہے و نشان ہے  
 وہ بڑا حادثہ ہے نشان ہو جائے سب  
 جہاں تک کہ وہ نشان ہو جائے سب  
 کس کو کس حد تک خود تیار ہے  
 اس سے زیادہ کس کو کس حد تک  
 ایک ذرا دیکھو کہ کس کو کس حد تک  
 سب سے زیادہ کس کو کس حد تک  
 کس ذات کو کس حد تک خود تیار ہے  
 کس کو کس حد تک خود تیار ہے  
 کس کو کس حد تک خود تیار ہے

۱۔ کوہیں ماحول وہ مجھے چاہیے  
 کوئی بہت سوا ہسیں موحود  
 سے نام و نشان ہے اپنے کیا کا  
 دل مرا جو مار ہے ادا  
 مجھ سے سب مانتے میں اپنی داد  
 حجت سے گریہ خیر ہوں تو باہوں  
 آسانی اسی کی نام اس سب  
 موت میں آخرت ہے خفیف ہر کچھ  
 اب قطرہ بھی نہ پایا ہم نے پانی کے سوا  
 اہل جہاں کو ہے ہمیشہ فریب  
 مانتے کوئی برا کہے چاہے جھلا کہے  
 موت سے پار دو جہاں ہے ڈر ہے  
 مدت کی آنکھ سے جو نظر ہو کہہ دیجئے  
 بند و سے پوچھو چاہو مسلمان سے پوچھو  
 سدا میں آپ سے ہتا ہوں کی طرح نبی  
 کافر ہے وہ کہے جو نہ نفی دو گانگی  
 تیار اس کو کہاں چون و پیرا ہو  
 اسی سے جب ہے حقیقی ہو با مجازی ہو  
 نوید کی سمجھ میں جو ہے رات بیکتا  
 عروسی گم ہو تو پھر کیا خود بددت کی مدد  
 راوفا میں سا لگ ثابت قدم نہ ہوں گے  
 سلوک راہ حق ہے پیر کیا ہو  
 کس اپنا قول ادا ہو دے کسی پر روشن  
 قیام آئے جو کوئی سجد سے تہا نہ بیٹے دگر  
 قراب سے نشان ہو کوئی نشان کس طرح رائے  
 ہے سب اللہ آگے کس کہئے  
 کس سے کہئے راب اس کا بھید  
 حق تو ہے پردہ جہاں ہو آنکھ کو دیکھو  
 وہ مہربان کس طرح عالم میں ہو  
 اندھا ہے وہ جو اس کی طرف دیکھتا ہو  
 جو ہر وجود میں ثابت اسی کی ہستی ہے  
 ہوا خدا عالم ارواح میں جو مت است  
 رہی کچھ کہے بے نشان کی بات  
 اپنی جو ہستی و نشان سے کہئے

۲۔ حیرت کون میں کو چاہوں ہیں  
 ۳۔ ہوش ہوں فوش ہوں ماحول میں  
 ۴۔ سو گم رہنا ہو فکریے نشان میں  
 ۵۔ خطرہ ماحول کی تاب نہیں  
 ۶۔ سب کا مقصود وہ ماحول میں  
 ۷۔ ملک ہوں تو کیا ہوں بنسروں تو کیا ہوں  
 ۸۔ ہو تو کبر لگے طاہر باطل  
 ۹۔ بید مہا ہی قد و جہاں ہے حرم و جود میں  
 ۱۰۔ عزو ایسا کون ہے جس میں وجود کل انہیں  
 ۱۱۔ سب دغاہ آگے کس کہئے  
 ۱۲۔ اپنی تو جان بوجھ میں ان رات ایک ہے  
 ۱۳۔ زندگی میں آپ سے جو مر ہے  
 ۱۴۔ عالم زار میں تا بسا دولت ایک ہے  
 ۱۵۔ دونوں ہی کہیں گے کہ حق بات ایک ہے  
 ۱۶۔ وہی میں کہتا ہوں جو کچھ صبر بتا ہے  
 ۱۷۔ مومن کو لا الہ سے اتباع الہ ہے  
 ۱۸۔ جو ہر صورت میں اس ہے جوں کو کہئے  
 ۱۹۔ اسی سے نام اسی سے نشان افتخار  
 ۲۰۔ اس کو نہیں کسی سے ہرگز دو گانگی ہے  
 ۲۱۔ جو بیخود ہو تو جانتے خودی میں کیا خدا ہے  
 ۲۲۔ ہستی سے اپنی باکل جب تک عدم نہ ہوں گے  
 ۲۳۔ نہیں خدائی یہ رستہ رہنروں سے  
 ۲۴۔ جب تک نہ اس کے دل میں حدت کا نور ہے  
 ۲۵۔ خدا کا گھر ہے وہ اس میں کسی کا کیا بھارا ہے  
 ۲۶۔ نہ داں تک عقل پہنچی ہے نہ داں اور کجا ہے  
 ۲۷۔ ہے وہ ہمراہ آگے کس کہئے  
 ۲۸۔ اس حقیقت سے کون محسوس ہے  
 ۲۹۔ سہ جتنا میں کو نہیں وہ کیا کری مدد ہے  
 ۳۰۔ جس کو سیر عالم اطلاق ہے  
 ۳۱۔ اہل بصیر کو خواہش دیدار چاہئے  
 ۳۲۔ تو خود پرستی سری صحت میں پرستی ہے  
 ۳۳۔ سیاہ بھی اس کو ہی خودی دیتی ہے  
 ۳۴۔ اپنی جو ہستی و نشان سے کہئے

<p>معرفت</p> <p>تراپ اس کو کسی دم جو تھے سن</p> <p>کہ وہ ہر دم تراپ کے نام بنا ہے</p> <p>امام صورت منظور ہر ذرہ کے لب پہ ہے</p> <p>کوئی دیکھے جیاں ہوتا تو اس کی پناں کا</p> <p>جو عاشق لطف لا عشق آتا ہو</p> <p>دم و حسن بغیر ہے مگر کسی کا</p> <p>میں بائیں میں بول طالب دیدار کسی کا</p> <p>میں بہت نظر و حیاں میں رضا کسی کا</p> <p>میں گھر کے اندر وہی گھر کے باہر</p> <p>وہ گھر کے دل میں ملے کوئی</p> <p>رات میں جب کہ فوس پرانہ نہیں</p> <p>شعاع نور کی گرتا ہے تاب نور</p> <p>نہیں دیکھے کسی کو برہنہ جاں پہ</p> <p>نہیں دیکھے کسی کو حیا کی حقیقت نہ ہوتی</p> <p>دل وہ کیا تیری طرف جبکہ دربانہ ہوا</p> <p>قطرہ وہ کیا چھٹی حاصل دربار و جود</p> <p>آئینہ تو تاجا جہ ذرا کی ترا حریف و جود</p> <p>دشمن تیری اسکان کیا تھا کچھ نہ تھا</p> <p>اسے محبت تو نے اتنی کوئی بار تک</p> <p>جب نہ تھا پھر ترا انسان کیا تھا کچھ نہ تھا</p> <p>کامیاب</p>	<p>تراپ</p> <p>جس کو رحمان کہیں کہتے ہیں اور رام کہیں</p> <p>وہ کب غفلت سے پڑتا ہر نفس کے بکھیر میں</p> <p>ہم ہی میں نیک کہیں اور ہیں مدام کہیں</p> <p>جس گھڑی اپنی خودی سے میں گزرتا ہوں</p> <p>تہ تک اس کی نشانی مغیر ملی نہیں</p> <p>سماہم دیکھو پڑھ کے تراپ آگے مرو دھرو</p> <p>اسی کو اب میں لگے سے لگا کے بیٹھ رہوں</p> <p>ہے تجھ ہی کو ہ طوہریاں</p> <p>ماحق اب دہ ماسے جانے دل بھٹکاؤں</p> <p>تلاش اس کی کرو بار و جہاں ہو</p> <p>ساجد ہے وہی انک جو سجود ہے یا رو</p> <p>خورشد ہر اک درہ میں موجود ہے یا رو</p> <p>رہے گا کب تک تو ما و س میں</p> <p>خودی سے اپنی جو وارستہ مجر ہوں</p> <p>اک یا رہے تراپ کی دید و شہود میں</p> <p>آنکھ کھولی تو وہی ہے ظاہر و باطن وہی</p> <p>اسی سے نکلا اسی میں جاب ڈوب گیا</p> <p>حود بکھتا ہوں تو سارا وجود ہے اپنا</p> <p>بگائے سے نہ بگائے میں دیکھا</p> <p>یہ نہ پوچھو دل کہاں اور گھر کہاں دلدار کا</p> <p>حدا کی معرفت ہے کان نعمت</p> <p>حضرت ذوالجلال کے طالب</p> <p>نہیں گرسب کہیں نوٹم وجہ اللہ کوں لولا</p> <p>ہی دونوں اسی طرف کی لہیں</p> <p>آدم کیا عجب عالم بنا ہے</p> <p>وہ ہے پیچوں میں سب عالم بنا ہے</p> <p>کہیں عیسیٰ کہیں مریم بنا ہے</p> <p>کہیں شہلی کہیں ادہم بنا ہے</p> <p>کہیں زال و کہیں رستم بنا ہے</p> <p>کہیں شادی کہیں ماتم بنا ہے</p> <p>کہیں زخمی کہیں مرہم بنا ہے</p> <p>کہیں عبر و کہیں محسم بنا ہے</p> <p>کہیں طرہ کہیں سلم بنا ہے</p>	<p>ہم دل و جان سے بدہ ہیں اسی مولکے</p> <p>تراپ اس لائق سے پڑا ساتھ جس کو</p> <p>تک و بد اور کسے کہئے ہیں میں سب کچھ</p> <p>پھر اماحق ہی نکلتا ہے مے منہ سے تراپ</p> <p>جب تک اس بے نشان کی فکر میں گم ہو چھٹل</p> <p>تو درخش خام گر مجھ کو قسم ہے پیر بن تجھ کو</p> <p>تراپ جو رگ گردن سے ہے مرنے نزدیک</p> <p>یا ردانی کو جہاں چاہا ہو</p> <p>حق و کہتا ہے کہ میں تجھ سے ہوں نزدیک</p> <p>سو اس کے نہیں کوئی جہاں میں</p> <p>میں پاس شریعت سے نہیں کہتا ہوں یہ حرفت</p> <p>کر آنکھ کھلی ہو دے نظر آوے وہ سب میں</p> <p>تراپ اس کو وہی دیکھ اپنے نہیں معمول</p> <p>تراپ پھر تو خدا ہی خدا نظر آئے</p> <p>کوئی مدد سراپہ میں سے کہے چھرت کی بات</p> <p>آنکھ موندی تو عدم کی میر تو کم ہے وجود</p> <p>جباب کا تو طور و بطون دریا ہے</p> <p>رہیں سے تابنک بلکہ اور عرش تک</p> <p>چشم معرفت کچھ فرق ہم نے</p> <p>یا میرے دل میں ہی اور دل جو میرا یار میں</p> <p>عجب دولت ہے پار و گنج عرفاں</p> <p>ہر طرف دیکھتے ہیں اس کا جمال</p> <p>وہ ہر جانی نے اپنا ہر وہ آپ ہی آپ کھولا</p> <p>کھینچو کہ متکدہ ہو یا رو</p> <p>خدا کی شکل پر آدم بنا ہے</p> <p>تین میں نہیں جسز لا تین</p> <p>کہیں موسیٰ کہیں فرعون ہاں</p> <p>کہیں زاد کہیں عابد کہیں رند</p> <p>کہیں دارا کہیں مکمل سکندر</p> <p>کہیں ہشتا کہیں روتا کہیں چپ</p> <p>کہیں محبت کہیں دار و کہیں درد</p> <p>کہیں دشمن کہیں ہے دوست حیا فی</p> <p>کہیں قدر کہیں خورستید غترا</p>
---	---	---













## معرفت

دیکھو دھونڈا جا کے پرنہ ملا نشان  
 آج کب تک رہے ہو یہ نرا جلوہ دکھانا  
 خود سے کب تک نظر ہم نے پرک جا کب  
 ذرہ ذرہ میں الٹی ترا حلوہ دیکھنا  
 اس طعنت پر خدا بول میں اس نے دکھایا  
 پرستے تیرا انا حلوہ جو اس نے دکھایا  
 دیکھا جو کس کو ہم نے نظر آتا ہے وہی  
 پردہ دوری کا آئینہ دکھتا ہے وہی  
 اٹھا کر نظر میں جہاں دیکھتا ہے وہی  
 خدا ہی خدا کو جہاں دیکھتا ہے وہی  
 زمین و زمان اور زمین و آسمان دکھتا ہے وہی  
 براک جا میں تیرا مکان اس کو دکھتا ہے وہی  
 کیاں دھونڈتے جاؤں اس کو دکھتا ہے وہی  
 میں اپنے میں اس کا مکان تو ہی نظر آتا ہے وہی  
 جس طرف دیکھتا ہوں تو ہی نظر آتا ہے وہی  
 تجھ سے خالی کوئی حوا کوئی گلزار نہیں  
 ہے دھونڈتے تھا تو دیر و حرم میں  
 سے دل میں وہی پردہ نہاں  
 وہی دیر و حرم میں ہے کیا  
 بال وہ ہے دور و دیوار دیکھنا

جھلکتے مھرے ہیں عاشق سرورہ جازما ہیں  
 زمانہ مھر میں حاصل ہے تصرف ہر جگہ تجھ کو  
 بتہ دیر و حرم میں کمالے شیخ و برہمن کا  
 نری ہر سمت سے آوار آتی ہر طرف میں  
 نرا ملنا ملنا دو ہی مان میں زمانہ میں  
 کہیں مانتیں کہیں معشوق میں جلوہ نرا دکھنا  
 زمانہ میں جہاں ہر سو بہرہ ننگ قدر ہے  
 نظر آتا ہے ہم کو ذرہ ذرہ میں نرا جلوہ  
 کند مگر کیا جائے ہماری بام گردوں تک  
 کہیں ہوور سیکر آکھ کی تہلی سے ظاہر ہے  
 غرض ہم کو نہیں دیر و حرم سے ہم نو عاشق ہیں  
 یہ ادنی سا کرتہ ہے کہیں ظاہر کہیں باطن  
 توں کی محبت میں کیا ہو رہا ہے  
 خاک میں تل کے خاک ہو جانا  
 سما نرا جلوہ آنکھوں میں ایسا  
 ترانہ ردیکھا نہیں سے فلک ملک  
 کہوں ہم نری تلاش کو دیر و حرم میں چائیں  
 آنکھ پر دوں میں ہو تو ڈھونڈ کنا لیکھا خیال  
 خدا کی پہ جب ڈالتا ہوں گناہیں  
 کوئی صورت نظر آتی نہیں اچھی مجھ کو  
 آئینہ حاتمہ دنیا میں رہی جن کی تلاش  
 جستجو ہے حرم و دیر سے ما بوس ہوں میں  
 زندہ جاوید تھا جو مر چکا تھا پیش مرگ  
 چشم موسیٰ نے لیا پردہ میں یہ صحن خواب  
 پتیا پتیا دفن و حدت ہے اس گلزار کا  
 ملت پہ ناز شیخ و برہمن کو ہے ہمیشہ  
 انسان میں سنا ہے کہ حدار بہا ہے یہاں  
 نشان سراپا مانو با اسی نے  
 حرم میں بھی نو دیر میں بھی تو ہی ہے  
 جدھر دیکھے اس کا حلوہ جہاں ہے  
 سبکدلوں رنگ میں تجھ کو ہے خدایا دیکھا  
 آکے دنیا میں عجب ہم نے تماشا دکھا  
 نیلے آئے کہیں سوخت کتاں نو

نہیں ہے دیر و کعبہ میں تباہ کرب کہاں ہو ہے  
 دل نو ہے مگر نو ہے نہاں تو نہ بیان ہے  
 نشان بے نشان تو نہ مکان لامکان ہے  
 تو ہے ناقوس تجانہ میں عید میں ادا ہے  
 جہاں تجانہ میں دیکھا لو کعبہ میں نہاں تو ہے  
 رہا بھی تو ہی سوخت کے کارواں تو ہے  
 جہاں میں نو ہوا نو ہے رواں ہوا ہے  
 نہاں تو ہے جہاں لو ہے گناہ تو ہی بیخ ہے  
 کسی نے بتی جسے دیکھا ہوں نہ ناز میں تو ہے  
 سینے میں دل ترا سکن کہیں پردہ نشین ہے  
 جہاں پر ملک گئی ابی نہیں دیکھا میں تو ہے  
 مکان دووں میں یہ دیر و کعبہ میں کیا ہے  
 کہ دل میں خدا ہی خدا ہو رہا ہے  
 ماسوا اس کے کیمیا کیا ہے  
 نظر میں جگہ پڑ گئی تو ہی تو ہے  
 ادھر تو ہی تو ہے ادھر تو ہی تو ہے  
 وہ کو نشان مکان ہے جہاں نو کس نہیں  
 دل میں سوا کس نہیں ہر آنکھ میں مہا ہے  
 خدا ہی خدا ہر طرف دیکھتا ہوں  
 میری نظروں میں کیمیا جس ہے حلوہ تیرا  
 دل میں وہ دیدہ بدور نظر آنے میں  
 کچھ پتا تو ہی تھا دادے ایمان کا  
 پاک تھا جو خاک ہو جانے سے پہلے خاک تھا  
 نرے جلوہ پہ کیا صبا دیکھے دیکھا  
 فرد ہے وحدت کا اسکی ہر شے کا ہر ورق  
 اے دوستو ہے کام بہاں امتیاز کا  
 کہا جانے کوئی اس میں جو اسرار ہے تیرا  
 نشان خودی جس نے اپنا لایا  
 تو ہی جلوہ گر ہے جہاں دیکھتا ہوں  
 جہاں جس نے ڈھونڈا وہی تجھ کو پایا  
 در در دیکھا کہیں تخت یہ بیٹھا دیکھا  
 جس طرف آنکھ اٹھی یار کا جلوہ دیکھا  
 کہیں سوا تجھے ہر مکان زبواں کیا









[illegible]



[illegible]





[illegible]









## معرفت

بار کے رہنے کا جب کہ فیض کا نام نہ ملے  
 لامکاں مجبور نظر آئے اگر کچھ دیکھو  
 سارے عالم میں جھوٹے کیجے کیا  
 تم ہی تم کیجے جیسے جیسے نظر  
 نہ سنے وہ لاچار جیسے جیسے دیکھو  
 دیکھو دنیا سے بچو جسے جانتے ہو  
 جان کے غیب سے بچو جسے جانتے ہو  
 دیکھو اس کا وہی ہوگا وہی ملت ہوگی  
 خلیق تو یہ وہ ہے کہ ان میں کچھ ہوں  
 مگر جو ہم رسما الفت میں نہ لیاں کی  
 نہشت ہونے کے لئے تیار نہ نظر آئے  
 وہی درجہ کیجے کہ فیض میں نہ لیاں کی  
 مگر اس تقدیر میں وہی کی توفیق ہوگی  
 اگر انصاف ہو کہ فیض میں نہ لیاں کی  
 جب کہ اس کے لئے وہی ہوگا وہی ملت ہوگی  
 غم کہ اس کے لئے وہی ہوگا وہی ملت ہوگی  
 نہ کہ فیض میں نہ لیاں کی توفیق ہوگی  
 اگر فیض خود ہی ہو تو وہی ہوگا وہی ملت ہوگی  
 جس کے لئے وہی ہوگا وہی ملت ہوگی  
 جو فیض میں نہ لیاں کی توفیق ہوگی

تجربہ

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

"

باس

تجس تو کم کو ڈھونڈتا ہی رہے گا حقا  
 یہ دیکھو ہی کو خدا بھی ہیں اب ہم  
 نہ کام کی ہے بات کہ ان آنکھوں کے دیکھو  
 کہ سامنے اس کا رخ زیبا نہیں ہونا  
 اس طرح نظر آئے گا عکس رخ و لدار  
 ہم ہر جگہ دیکھتے ہیں برق روشمار  
 مناں ہم پائے اس بے نشان کا وہ ہم گم گشت  
 مرات حسن مارے سا یہاں مجھے  
 ہلے سے غفلت کہ اس کو ڈھونڈتے ہیں تپتے  
 تھل آپ و تل میں چلوے ہیں حسد ادھے  
 گھر گھر تمہاری شہرت عالم میں رہی ہے  
 اور ان نفس قلب ذرا تو الٹے دیکھو  
 یا جس اسے قیہ بہت اپنی جان سے  
 دیکھتا ہوں جسکو وہ صورت ملنا پوری  
 پتے ترے کچھ بھی نہیں کی جان لطف زندگی  
 آنکھ جس دن سے کھلی ہے اپنی  
 ہر شبہ سے منہ بے عیاں  
 ہے رسوائی کا ہرے غل غلک پر  
 ملزم ذات خدا سے نہ بچھ مجھ کو جدا  
 عالم میں بہ تفرقے نہ پڑتے  
 کھول آنکھ ہے ذرہ ذرہ خورشید  
 وہ سنگ میں ہے وہ ہے شجر میں  
 خود سے اسے دور ڈھونڈتے ہیں  
 حلوہ گر نور خدا ہے چار سو  
 مل گیا جس کو ہاں تیرا نہ  
 آنکھ کھلنے روہ صورت سے ہوگا آشکار  
 دیکھے نکل کے انسان فیض سے جسم و جان  
 اک دل وہ تھا کہ ڈھونڈتا تھا میں شان  
 بردہ اٹھا دے ایک ہوجیے ات شخص و عکس  
 منہ کو ادھا اٹھکا وہ ضرور  
 بر ملا پھرنے ہو تم کو میں میں  
 جب نہ سمجھے کہ ہم ہی ہیں سب کچھ  
 و براں ہو وہ مکاں کہ جہاں نیرا گھر نہ ہو

کسا بے اتان میں گئے ہر اک نشان تیرا  
 حوی میں تو خود نمائی نہ ہو  
 کچھ مالوں کے سن لینے جو خان میں ہونا  
 محض گمراہ ملتے والا نہیں ہونا  
 آہستہ ہی اس میں کاملاً میں ہونا  
 موسیٰ لی وہ ماہ وقتہ الما و تھا  
 جسے ڈھونڈتے ہو اگلے ملک عام ہر دن  
 ہے آفتاب ذرہ رنگ داس مجھے  
 یہ نہ سمجھے مارے غالب میں آدم ادا  
 چھپکے ٹیپا بولی غالب میں ہم راہ  
 تھپ تھپ اور میٹو بردہ میں سماں کے  
 پڑھتی پڑھتی جو یہ وہی تو کتاب ہے  
 پردہ اگر دینی کا اٹھے دریاں سے  
 بنی نقشتہ نظر آتے ہیں ہر سو ہر  
 تو نہ ہونے ہر میں تو کچھ نہیں تقدیر میں  
 ذرہ ذرہ میں خدا دیکھتے ہیں  
 درد میں رنگ صفا دیکھتے ہیں  
 زمیں پر ہوں مگر بر باد ہوں میں  
 میں وہ قطرہ ہوں کہ جس کا پڑھنا نہیں  
 نہ چھپکے نہ بھٹکتے جو گھر میں  
 اک نور ہوا ہے اس کدر میں  
 رونق ہے اسی سے بحر و بر میں  
 عالم میں تلاش یار گھر میں  
 آنکھ سے پردہ مگر اٹھتا نہیں  
 پھر پتہ اش کا کہیں ملتا نہیں  
 اس کی قید لامکاں بھی مکا ہوا نہیں  
 ہر اک مکاں کے اندر جلو میں لامکاں  
 ملتا نہیں ہے اس کہیں میرا نشان ہے  
 بیکار ڈال رکھا ہے کہوں دریاں مجھے  
 جس نے داس تجھے دیکھا نہیں  
 کس جگہ ہم نے تمہیں دیکھا نہیں  
 پھر تھا کی طلب فنا سے غرض  
 چھوٹے وہ آنکھ میں کہ تو حلوہ گر نہ ہو

مکیش	جل کے عومض میں بھا آئی اں کو عصا اک نام کا محور ہے جو چا کر بیٹھے ہستی وہ ہے کہ جس میں دنی کا گدڑ نخن و اقرب کیک جھپنے ہو کہاں او جا جاں نخن و جد سے بھر ہوا ہے ایک ایک حرف اشارہ نخن اقرب کا اگر کچھ فہم نہ اوسے وقت سماع عارفوں لگوں نہ ہو اثر ربٹ مے سبستی موبہم کا نام تاشاں جسے ہوں دیکھتا ہے تیری صورت مشانام و نشان مرنے سے پہلے اپنا او مکیش ترسے ہی دم سے ہے او جان رگیاں کفیض جو دم یک تھا آدم بنیخ اے ہو نکا ہے یہ ر لامکاں میں اس کا مکاں ہے خاص جو بیٹھے سات پردوں میں تھے چھپ کر خودی نہ جاتی تو خود میں نہ دیکھتے تجھ کو یہ برتا رہتا ہے تیغ نخن اقرب ہر گھڑی برودہ میں ہی بے پردہ ہرودہ پر نہ ہوں در نکی مجھے ملاش تھی پہلو میں تھا مرے ہمراہ اس کے ہں جسے اپنی خبر نہیں تو مقدم ہے نو ہی مطلق ہے جب وہ ہر رنگ میں ہے رنگا رنگ جب ہو اللہ فی السما والارض نغمہ فید سے معمور ہیں کیا خاک کے پتلے داخل ہر ایک جسم میں فرما کے اپنی روح سجدہ کس کس کو کروں پاؤں پڑوں کس کس ہر اک مکاں یار کا کچھ لامکاں نہیں گھر میں بیٹھے کہتے ہیں ہے لامکاں گھر پار کا شائے میں خودی کو کس طرح سے ایک سو ہو کر نخن و اقرب کا اشارہ جو ہو پڑا ہو جائے ہر شے میں یہ راجہ ہر یاں ماسوا ہے کون نوحس کو ڈھونڈتا ہے کہاں وہ خدا نہیں کھیلے جو آکھ تو وہ کشف نور ہوتا ہے ہزار رنگ سے ظاہر پہور ہوتا ہے	جو ہں سو ف سے پہلے مر جائیوالے لیا حق سے بشر نے اختیار ہوتا ہے مخود دی وہ ہے جسے ابی خبر ہو تم جہاں ہو ہم وہیں۔ لکھیں کہاں جائینگے آپ فرما ہے حد لے جوام الکتاب میں مسلمان بر فدا کا فر ہو کا فر مسلمان ہو وہ یار نعمہ سنج ہے جنگ رباب میں رکھتا ہے اول جو سہر لامکاں کی آرزو کسے میں بھر کہوں اور کس کو تو آج اگر کچھ سوت ہے تری بھی دل میں بے نشانی کا نخن اقرب چلا آتا ہے شریاں کو فیض آج تک وہی چلا آتا ہے اسان کفیض ہر جا ہے جلوہ گر تو کہو کب تاشاں ہے خاص وہی یہ پھر رہے ہیں کو کب آج نہ پاتے ہوتی نہ گری تیری مستو دل میں گھر بنا رکھا ہو ظالم نے۔ گھر گردن پاس رہتا تو کہیں اور ہے شہرت کہیں اور مہر کا سمجھ سے وہ رہتا کچھ سو دور تھا کس درجہ باخبر ہیں کسی نے خبر سے ہم شرط تجہ میں ہے حذا تجہ میں ہے بھرسیاہ و سپید ہی کب ہے بھرسہ قرب و بعد ہی کیا ہے خدا کی شان ہے جاگ اٹھی ہے تقدیر کی ضمہ ہی پاک کر دیا قرب و بعد کا ہو گئے خلق میں لاکھوں تری سوڑ والے بہ سب نشان اسی کے ہوں مے نشان نہیں خوسے ڈھونڈیں تو کوئی اس کو خالی گھر بھٹتا ہے وہی پلٹا ہو جو ہر اسے ہو ہو کر خضر جسم ہر اک عرش علی ہو جائے کوئی جہاں میں دوسرا تیر سو نہیں وہ دم کے ساتھ ہر تیرے اک دم خدا نہیں کہ ذرہ ذرہ سے حق کا پہور ہوتا ہے ہر ایک شے سے جیاں تیرا ہوتا ہے	معرفت سور رکھنا ہے وہ جام یادہ توحید نبیل و غریب جادے سے دور ہوتا ہے بریک شکل سے گزراں مختلف پایا گم تیرا سا نقشہ فرور ہوتا ہے حد لے جوں کو نبایا ہے چھند ہوا جہاں انھیں کی نظر میں تیرا عالم ہے تیرا سے قرب سے پائی ہے لیت عالم نے تیرا کی موت ہے جہنم سے دور ہوتا ہے اگر تو آکھ تو نہ گھر سے جی تو رہا ہے انگلے دور سے اس سے دور ہوتا ہے عالم میں رنگ لائی ہے گریہ کی تراجوہ جو رنگا رنگ دل میں ہم جہاں میں مسلمان کی جی کا قریب کا فر عالم میں وہ کیلئے دو عالم جلوہ گر ہے کمال میں دکھائے تاشاں بر آکرت میں حدت کا کھلے توحید تو دل نور تجا ہو جائے گمانس کا کھلا کر اکٹھے ہو جائے گرت چہاں ان بود ما کھیر کی دہم ہو جائے کلی آکھ تو ہم یہ فائدہ کھلا کھینچ لیں وہ دنیا میں تجہ کو فہم کا توشق ہوا	نجیب
------	--	---	--	------





معرفت	صورت اس کی ہی جام مل میں کبھی	سانی ہے وہی اور وہی سکس ہے
جزوات حق ہیں سرگ ماسوا	یہ کثرت محض خواب کی صورت ہے	کہتے ہیں کہ کن جلوت کثرت ہے
حادثہ کی کو عورت سے دیکھا ہے خفا	وحدت ہے جد ہر دیکھے یاں وحدت ہے	ہے وہ وہ خواب میں نہ جی ہم اور تہر
موسیٰ اور طور سے بیوٹ کی کام تھا	ماسوا کو ہے فنا اور فنا مہری ہے	نیکہ ہوں ہی مطلق مراد اجب وجود
نوبی کلیم محال جاں کوئی کام تھا	کا لہم چہ یہ جہاں اور بقا مہری ہے	جیکہ علت ہے عدم کو ہوں ہو معلول عدم
مکہ کو گداب حق انقبض کو ہے خفا	لیکے یاں ہنم قاصر وہم چہ دوسر کیا	اہل یاطن کی نظر میں ہوا ہوا وہم محض
دریا بربیع حیا انقبض ماسوا	عالم روم کی ماسوا سے نہ عقدہ کھلا	سدف وہ ہرگز نہیں جس کا مودی ہو جو
صلی شہم حضرت ماسوا	اسخا ہے زباں حال سے یہ کہہ رہا	خواب کی صورت میں ہوا کی صورت میں
میں سچا تھا تجھ کو نہیں ماسوا	پھر کہاں صورت نہ دیکھے جیکہ صورت آنا	چشم بینا کی نظر میں یہ فقط ان کا وجود
منزل لاساں میں مجھ کو نہیں ماسوا	دیکھتا ہو تو ہو وحدت میں کثرت و ما	اس تماشا گاہ میں چشم نہ آتا اس ہو
ریکہ نیانی میں دوڑے مار نکھ	ماسوا کی محض جزوات پر مہری بقا	ہستی مطلق ہو تو اسکی اضافی وجہاں
لامکاں جو مکان میں ہے ماسوا	یہ وہاں مہری یاطن میں ہو کسا خا	نہ نہیں تو وہ نہیں ہو تو ہو اس کا وجود
خود مکان میں تو بھال لٹوں سے وہاں ہے	دو لوہا لوں میں عرصہ کوئی ہستی وہاں	ایسا مہر ہے اسے ماسوا کو نہیں ماسوا
اس مکان صداما کہتے ہیں ماسوا	نکھ سے وہ جدا ہو کب خدا اس جدا	ماسوا جزوات خلق ماسوا میں دات
سہولت میں جو رہتا ہے ماسوا	لوہلہ کے اور لیر تولد کے زیر مہلا	مالی و ملکوں ہو سنا ہو کب نور سبط
خانہ کج میں ہے ماسوا	ماتہ تھا ہوا ل سو لار یا یہ صفا	ہو نوہ ہو مگر کیا چہ یہ کہہ سکتے نہیں
دل فلک کا چہاں ہے ماسوا	دات جکی عالم ہو معلوم وہ لب ہو سکا	عوئی مائل نہیں ہو عوئی ارماس کف
میں غیب سے نہایت دور ہوں	آدمی کہا ہے لکس لکھ نہیں کتا مزا	نہ عرفاں الہی ہے مگر گوئی کا گڑا
آب ہوئی آپ	راحت ہے ملے ملے ادا زہ و لا اسبا	لا تبس نظر ہو وہ بے قصد علم ہے
	اک بحر نور ہے وہ بے کدورت بر دعا	ہے اس میں چہ تفسیر ہے اس میں کچھ خودی
	اک بحر نور میں ہو جاگزیں ہر دوسرا	اک بحر نور ہو مسود عالم بر محط
	کما عطف خج کو ہی میں رہنا خدا ہے جدا	نور پر کوں و مکاں میں قل ہوا کذا آخا
	نماہ کو دور نہ اب ہے نہ پہلے جانا تھا	نہ دار اپنا ماتع دیدار ہو گیا
	جس وقت چشم و اہنی در اجنا تھا	جب تک تھی آنکھ بند حیدالی بھی تھی سے
	رو ترارل سوال نہ لاجواب تھا	اس کے مرنے بنا میں گے سنالسنی
	خودی حکے ری نور خدائے وہ جہاں ہو کر	شراب بخودی پی اس طرح سو تفتہ جاں ہو کر
	دیکھئے مجھ کو کیا طور پہ موسے کیونکہ	ڈرہ ڈرہ ہو ترے نور سے معور یہاں
	یاں مایہ فساد فقط امبار ہے	جس تک خودی ہو تجھ میں ہو گیا خدا سو دو
	نہ نوری ہو کے نہاں جامہ خاکی ہو انسان	نینجہ عافلوہ ہو نہاں ہو سہو و نسا کل
	ہوا کا قل ہوا کا خورنساں ہو اس کے بایاں	کنار کچرے باباں وحدت ہو چیتا کب ہے
	طاسم آباد آتے ہے نظریہ سہرا مکاں کا	وجود واجب جن جتا جانا ہے آنکھوں میں
	بہاں ہر چیز میں جلوہ ہو کس رو جاناں کا	نظر میں عارفوں کی ماسوا آئینہ خانہ ہے
	ملا کثرت میں محمد کو راستہ تو حیدر داں کا	مجازی تہر زینہ ہو حقیقت کا جو نہ سمجھے





<p>خبر اسی کو ہے جو راز اسکا سمجھ آئینہ جوئی آب کو ۱۰ مدا کہ ۔ کوئیں لے لایا یا پیا الہی تل میں جو حق نہ چلوہ کما کوکر دوئی بے باب میں کا سوگس دل اب اماں لہہ ہے میں نہ تے سو تم میں کہیں سالت ہے تے کہیں ۱۰ ہم خود سے خود راہ میں اوئے خود ہیں ہم بت بھی آتے ہیں آگے لو خدا کہے ہیں تو حق ہے تپہ لو کہ تے کہے ہیں خود کوئیں نے کیا ہی پامال نہیں مذہ تہا ہے حق تو سمجھ حق نماہوں میں بیولاہوں خود ہی راہ خودی رہا ہوں میں سب کی نظر میں گر جہ نظر آ رہا ہوں میں ۱۰ ہمد خود ہی خود کو عدم دیکھتے ہیں خدا اور بندہ ہم ، ملکتے ہیں ۱۰ آئینہ ہے جس کو ہم دیکھتے ہیں تیرا ہی یہ تصور ہے تو دیکھتے ہیں ہر شے کو حق کی ذات سمجھتا رہا نہیں تیرے خیال میں امیں ہستی فنا نہیں جس پر کہ حق عرف کا متکا کھلا نہیں وہ کون شے ہے جس میں صد آئینہ نہیں تو جانتا ہے جس کو خدا وہ خدا نہیں باقی ہر ایک شے ہے کسی کو فنا نہیں ۱۰ انا کا ہے کہ کہتا جو وہ پہنا ہوتا دیر و کہہ میں ترا کیوں کوئی جویا ہوتا ۱۰ تھا وہ میں نہ میں جہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا ۱۰ رسم و سنت کا ہمارے گھر میں پردا ہو گیا ۱۰ میرے حق میں عالم اک آئینہ خانہ ہو گیا ۱۰ آیت کوئی رہا نہ تو کوئی آنا رہا ۱۰ جس کے حضور آئینہ ۱ بنارہا ۱۰ جب بیخودی ہوئی تو خودی میں رہا ۱۰ جس نے پہ آئینہ ڈالی مجھے دیکھتا رہا</p>	<p>خود حال کی تہ کہوں خودی نے تھا معصات تہا میں پڑی حرامی میں ۱۰ کہوں کہ اس میں اثبات جامع الہیہ اگر محبوب ہم و نچوہ حیف کی تھا ہوں وہی اماں بہ اک سنے میں بچہ کہ میں خودی حب مک ہو کوئوں اس دور ہم کر کے سدا واحد اور وحدت کا ظہور مارتے آتے میں اغیار اپنے آپ ہیں اہل عرفاں کی نظر رہتی ہے باطل ہی مرحلے دیکھے آگے تو ہوا یہ معلوم نفس اس کو کہاں ملوہ خدا اول حق کا ظہور مجھ سے مرا حق سو ہے ظہور ۱۰ طلب کوئی اور نہ طالب ہو کوئی اور خوب جس کا نام ہے عا و وہ میں ہیں جو سستی کو اپنی عدم دیکھتے ہیں کھلا کھلا کھلا کا بیت تہا میں ہیں ہا ۔ سوا کون جو باں دیول میں اور کمیہ میں جو جلہ گروہی ہر شے میں داب اس کی تو ہو جو دہو کر اے دل وصال مار کا ہونا محال ہے کا حاکم سمجھے حق کو وہ اہ حق کے غیر کو نور کجہ گوشت دل سے ذرا سن کچھو سے موجود نچوہ سے زائد ناداں نہیں جہا جبر کا ہے مقام یہ محبوب ہم نہ مار ہم نہ دیکھیں تو یہ ہے اپنی بصارت کھو محسوس و افساد کی خبر خاص جو سن لی ہوتی میری خلعت ہی نے رکھا تھا مجھے تجھ کو دور تھے جو بے نام و نشان ہم وصل جانان جس طرف دیکھا نظر آ یا نہ کوئی جز ترے حق کے سوائے ظاہر و باطن میں کون ہے جو حق نظر میں اس کی کہاں غیبت غافل خودی کے ساتھ خدا کا ظہور ہے جب دل سے اپنے رنگ خودی کو مٹا دیا</p>	<p>معرفت خود کو دیکھنا ہی نہ کی بات خدا کی بات میں خاص نابا جس طرح ۔ جہاں آتا ہے جلہ ۱۰ میں عالم مجھ کو لے حق میں ان کا کھنکھ سے قدرت میں میں سے نہ دیکھ کر اسے نہ دیکھ کر سب کو اور خوب خاص کر اسے نہ دیکھ کر ماں زان حق جہاں ان کا جی بھر رہا بچہ اپنے شے میں سب میں سلف میں شے میں نہیں خدا نصیب ہی تر خفا بھی نہیں نہ تھا اول تو اب آئینہ کے خود کی بات نہ ہو کر تجھ میں اے دل تو مجھ حق جلہ گروہی جو بچا خود کو اس نے خود کو بلایا جو سب علم انہیں میں انہیں ہے جے تو جو کے فاعل وہ نہ تہا ہے مکان دل میں تیرے سا خیال انجا جب سے سا جہاں ہم میں مقابل وہ میں ہے میں جو ذات ہوں</p>
--	---	--



[illegible][illegible]





<p>معرفت ہم نے اول سے دیکھا آج تک ذات حق کی نود و بد و بد و بد جسے حلویت بن گئی ہے بے پردہ حلویت بن گئی ہے نہیں ہونے دیا کے کیوں کہ وہ سر سے خفیہ نہیں دل کو چاہیں جو رہ دور نہیں دل کو صحت سے نکال دے ششم و صحت سے خدا نظر مجھ کو بہت دعا ہے اس قدر میں ہوا و جاں بجاں انہی پر کیا ہے تپا ہے دھوکا سب کی جلوہ گر ہے کچھ سے کام لے دو نہیں ہوں میں کھلا یا دوار خود میں ہوں غبار خود مجھ پر ہوں دوار اس کی الفت ہوئی دل کو میرے زمانہ میں جس کا یہ گھر در ہو پیدا منصور میں کیا ہے کچھ کے جو بھٹکے خفیہ میں عاشقان کے وہ خود نما بھی ہیں حرم میں دیو بہ بجانہ میں کلیا میں پہلے تماش میں تیری کہاں کہاں تھا کون مجھ سے تجھ سا دوسرا</p>	<p>زابل دل سے نہ اہل نظر ہو جھپٹا ہوں وہی ہے سامنے مڑ کر جدھر جدھر دیکھو یہ رود ہو گیلنہ سحلی سے حسن یار کسا ہو نص ملنگا وہ ہم سے ماں نہیں مکس عجیب طرح کی صدائے الہی اُٹھے کبوتر حجاب غاہہ لب ان اسد ہیں اس آسان و دور ہوتا کگوارا مٹھا جو شاعری سہی حق کے ہنہ ہن گرت اس رار جس کو فلسفی لیتے ہیں محبت افلاک کا میں سمجھے مکاں سمجھے نہ ہم ارض سما سمجھے اُٹھا جب پردہ غفلت ہو پھرا وادہ کسا لپٹے نسا ورجا نہ بنے بحر معی آستانی کا پر نہر میں ہے تھم سے گلکاری تو ہی گلشن ہے تو ہی بن بلبل میں نے ہر جہ میں سمجھے یا با سخن و اقرب کو وصل بن گیا ہر وصل میں فصل کب رہا باقی ہے سرے وصل کو درکار فنا کی تعلیم نہ کیا اندھیر ہے نزدیک ہر دور ہو کچھ حلتار ہا ہمیشہ میں اک طرز خاص بر تو محمد سے آسانہ ہوا اگرچہ نوکما ہوا اس دست ہونا ک سے محمد کو رہا پر کام کچھ کام لے سکے نہ کبھی جستجو سے ہم زمانہ کا تعلق دشمن جمعیت دل ہے درک و ادراک کی ہر ہم کو حقیقت معلوم محو ہو جائیں تصور میں نرسے آئینہ خیال تھا عکس پذیر راز کا حسنگی کلیم نے نکتہ عجیب سمجھا دیا تبرے ہی تو ہے حسن جہاں تا کی شہرہ ہائے تیری آشنائی بگیا نگی کثرت کے بھول بھولتے نہیں ہر عارف گل مقصد کے مار ڈالے ہیں جو ولی ہے مرجع ہر جز و کل</p>	<p>حسد و ہاں کی ہر اک پے حسرت ہو جھپٹا ہوں وہ یوں میں کسوں تجدہ حارسہ کریں سب طائف نکاہ کی دبا با میں اسا ہی اس جہاں میں نہ ما باساں کہیں کالوں میں آج کہہ دو مانی ہئی سب کہ ہم ہیں انجمن میں اور اس کو جو تہائی سنا ہو گا کہ روح آگے ہونے غالب بنے قاتی جہاں حق برساں کہتا ہے اسد و ماراں میں جو وہ اک جوہر ہے آئینہ ادراک کا مگر ہاں میں نہ احلہ کر نہ جا بجا سمجھے جدھر دھجھات دیکھا جہاں باہکا با سیاہ و موح میں بہ وہ جز و ترک جلائی کا اور ہر شاخ میں شربت تو تا نا بلبل شہرہ بن نو سا با ہا میں حلوہ کر جزو تجربہ ملک میں در بدر ہے تو اب کہاں میں ہوں اور کدہر ہے تو قطرہ در با سے گریاں ہو گیا ہکا مری صبح وطن میں رنگ نکلا نام رنگا یعنی فریب خوردہ و دیر و حرم نہ مٹھا نیرا خیال مری قسلی کو کم نہ مٹھا راہ میں تدم بھی مرا مہفام نہ تھا شہر مندہ ہر رہا ہے سری آرد و ہی ہم لگی آخر ٹھکانے خاک بہری بے تان کر کچھ وہی لوگ ہیں شیار جو ہستیا رہیں ہم بھی اپنے فطرت کو دریا کریں طور شہید ہو گیا جلوہ دلنوار کا ورنہ حریف میں بھی اس شہرہ دراز کا تجھ سے ہی تو اس نیرا غم کی ضیا ہے مدتوں میں بھی ترا محرم رہا بس ہے موداں کو مصور کا متا شا نقد ہستی جو مار ڈالے ہیں وہ مرا مقصود جان و دن ہوا</p>
---	--	--

کون مجبور نہجہ سادو سرعجب ہے  
 چھان مارا وقار کون و مکاں  
 جب اپنے قرب قلب سے میں آپ اور تھا  
 صاف اپنے سے ہوا بیگانہ  
 بابا تجھ کو میں نے تو گلہ کیا  
 وعدہ و صلوات میں لذت کثرت جلوت کی ہے  
 دانا اپنے دم سے میں کھتا ہوں  
 ردید و دیوہ تو پر ہم کو کہاں ہے  
 کہبا اے عشق حاصل کر ہوں گرجی میں ہے  
 کعبہ دیر میں یا اور کہیں دیکھا ہے  
 یسے میں دیکھتے نظر آتا ہے بن ہی  
 دھونڈی کوئی اسے نہ لیتا ہی میں ہوتا ہے  
 ایک ہی شیخ و برہمن دیر و بیت نہایت  
 لغز و دل کہا ہے اسے شیخ و برہمن  
 دوراہ میں چانگی منزل ہی ایک ناحق  
 اسے دھونڈا ہے دل میں دیر و حرم میں  
 دور نہیں سے خدا ہے نزدیک  
 خالق ہو نواور یہ تری نشوونما ہے  
 با ہے نزدیک تیرے ہر گھڑی ہر دم ہر آن  
 کج لبت و بنا میں جوں منصور سب ہی اہل  
 تو ہی بنا کہ نہیں ہے جو چمکت نیری  
 ہدم نہ پھر دوئی کا اثر تجھ میں کچھ رہے  
 خورسید و ماہ میں ہچکے ہے نور تیرا  
 سراغ بار یہ دیر و حرم میں کچھ نہ ملا  
 ڈھونڈیں میں شیخ و برہمن اس کو  
 یار کے جلوہ کو غافل یردہ ہے دیر و حرم  
 در و کعبہ میں نہ دھونڈا یار کو ای غافل  
 ہم میں ہدم جلوہ گر ہی یار ہم ہیں یار میں  
 کیوں نہ اب میرے لیے چشتم میں تو  
 دریا ہے خدا کی ذات عالم ہے جاں  
 یوں خلق خدا میں اور خدا خلق میں ہے  
 نے ہر عبادت تو حرم کی سو جا  
 یاد اسکی رکھ اپنے خافاہ دل میں





<p>منطسی</p> <p>باز کھلا زور و جہم جہاں فکر عاشق</p> <p>دل کو منطس کے نہیں بونی کجی جمیت</p> <p>مطوف ہے کیا غم غم افلاس کا ارباب</p> <p>آندھیاں اداریاں ملتی ہیں بیکار ہے</p> <p>سب قوم میں افلاس کی بیماری ہے</p> <p>دسائیں سب اس کی بڑی غاری ہے</p> <p>آسان ہے زردار کو مارا مشکل</p> <p>مادر کو پرست کی زواری ہے</p> <p>مردم حال بد کو چھپاتا رہا سدا</p> <p>منطس ضرورت تھا نہ نیابت پر خلیفہ</p> <p>منطس خزانہ جان سے قربانی کا</p> <p>خیال بھی گجرا نہ زور و جہم</p> <p>قربان ہو حال غنیمت</p> <p>لطف نہیں آتھا ہے منطس سفر کا</p> <p>خوارشوں کو کیا کہیں کیا ہے صبر</p> <p>گھر میں منطس کے مہربان ہیں دیال</p> <p>افلاس سے زیادہ جہاں میں نہیں دیال</p> <p>افلاس ہے مقدمہ قہر و فی الجلال</p> <p>اطلاس کہتی دیتا ہے انسان کو آسمان</p> <p>دیو کی پست بہت دولت دینی خیال</p> <p>منطس کو اس غریبی کی</p>	<p>بغول و فعل اگر دیکھئے بظاہر ہر نیم</p> <p>مبکچشم حقیقت جو نہ سے دیکھے</p> <p>مذہب ہیں لائق تعظیم اغیار جہاں</p> <p>ہر فرقہ فضیلت عمل کو ہے مشک</p> <p>ہوں بلکہ جابر و مغرور صاحب مقدور</p> <p>ہوں کہوں نہ خلد کے قدار کل قیامت میں</p> <p>ضرور اچھا ہے ناشکرا ہل و دلت کے</p> <p>غنی ہیں عیش میں دن رات ذکر و غافل</p> <p>زہے تو نگرا ہل سخا و شکر گزار</p> <p>زہے فقیر قناعت پذیر و محنت کش</p> <p>جہاں میں ذات خدا بس غنی مطلق ہے</p> <p>یہ انتظام اسی کا ہے کوئی کتا جانے</p> <p>تمام کام زمانہ کے بند ہو جاتے</p> <p>ہو احتیاج ہی باہم موافقت کا سبب</p> <p>زداں زبیر ہو دیا کمال ہو کیا مال</p> <p>غنا جو چاہے قناعت پذیر ہو اول</p> <p>نہیں ہے نقد عمل پاس جائے حسرت کے</p> <p>سچیہ بہائی ہیں آئیں میں سب بنی آدم</p> <p>کون دیتا ہے ہاری دل بے حال کامول</p> <p>بار احسان فلک پشت مری خم کرتا</p> <p>بیقدر ہو منطس شجر خشک کے مانند</p> <p>حصول علم و دانائی کا حال ہو تہیستی</p> <p>بے زری جو ہر ذاتی کو بھی دیتی ہو مٹا</p> <p>منطس کے ہوش کیا رہیں اسکی تو عقل کو</p> <p>بے مایہ مر بھی جائے تو حاصل نہ ہو فروغ</p> <p>منطس کو پوچھتے بھی نہیں ہیں حسین لوگ</p> <p>ہو گیا ہے اب تو دولت کو شرافت پر شرف</p> <p>بازار عشق میں نہیں ہے منطسی کی قدر</p> <p>اب کیا ہے میرے گھر میں بجز خاک منطسی</p> <p>بجلی گرتی ہے دہاں ہو جہاں کانشی موجود</p> <p>تنگدستی میں ساگ ہے قلیبہ</p> <p>اجاب کو کترا کے نکلتے دیکھا</p> <p>ایو قہر خدا کسی کو منطس نہ کرے</p>	<p>غنی ہیں معبر اور غیر معتبر منطس</p> <p>ہیں بند گمان خدا ہر غنی و غریب منطس</p> <p>نہ سب ہیں قابل تحقیر اس قدر منطس</p> <p>غنی تمام ہیں بہتر نہ ہیں بتر منطس</p> <p>رہیں گناہوں سے محفوظ بیشتر منطس</p> <p>بصیر و شکر کریں آج جو بسہ منطس</p> <p>اگر بشکر و قناعت پر بہرہ ور منطس</p> <p>خدا کی یاد میں ہو شام اور صبح منطس</p> <p>جو مال و جان سے سلوک ہیں بتر منطس</p> <p>وہ شاہ وقت ہیں ظاہر ہیں اگر منطس</p> <p>جہاں باں تو سر اسر میں اسے بسہ منطس</p> <p>کہ مالدار ہے کیوں ایک اور دگر منطس</p> <p>غنی ہی ہوتے نہ ہوتا کوئی اگر منطس</p> <p>اسی سبب سے ہیں مربوط اہل زر منطس</p> <p>منہ تو بیکھو نہ ہو صاحب ہر منطس</p> <p>تو نگرا ہل قناعت ہے اہل زر منطس</p> <p>آہلی ہو جیو کوئی نہ اس قدر منطس</p> <p>مدد ہے فرض برادر کی ہو اگر منطس</p> <p>سب گھٹا دیتے ہیں منطس کے غرض کا مال</p> <p>خوش ہوا میں کہ یہاں کچھ مجھے حال ہوا</p> <p>یاں درہم و دینار میں برگ و قطر آیا</p> <p>خم خالی بھرا ہے لاکھ حکمت فلاح کا</p> <p>دشمن نام و نشاں بے سرو سامانی ہے</p> <p>اے حیرت کونے باعث افلاس کھو دیا</p> <p>جلتا نہیں چراغ بھی منطس کی گور پر</p> <p>اے ہمنشین پہلے ہے یاں و شکر دریا</p> <p>مرتبہ دیکھا نہیں کچھ مرویے مقدور کا</p> <p>سودا ہے اس کا کرتا ہے جو زری چھیر چھیر</p> <p>ناحق ہو مال و زر کا بھرا ہوا بھی کچھ اور</p> <p>جن کے گھر خاک نہیں ان کو ضرر کچھ بھی نہیں</p> <p>نان جو مجھ کو شیر مال ہوئی</p> <p>آنکھیں ہچشموں کو بدلتے دیکھا</p> <p>منطس ہو ہر اک کو بچکے چلتے دیکھا</p>
--	--	--













آرامش جہاں ہے ہے کہا کہ مر بعد مرگ	آئینہ کب کسی نے لگا ہوا ہزار میں	ابہر
معصوم کس کو فاطمہ عمر کا ہے کوچ	مانگ جس کہاں کہ صدائے قدم ہیں	"
یہ میں ہے اصل دلعلی میں رون کیا	جانے فقیر ہے بعد بادشاہ میں	"
رہیں میں گرد کے ہم نے حقد و آرام پایا ہے	نہیں ہرگز یہ راحت طعل کو دامان مادر میں	"
کو تر و میں ہو گا وہ ہیں چہنی نصیب	طعل کو دامن مادر میں جو آسائش ہے	"
مرگ ہے بعد کہاں زینت دنیا کا خیال	گور کے متف کو کیا کام ہے گلکاری سے	"
رہبر و کفنی ہے ہموار رہ ملک عدم	نہ تو اونچی نہ ریں ہے کہیں مل بھر حالی	"
گور جس کو رمانہ کہتا ہے	پہلی ملک عدم کی منزل ہے	"
مرنے کے بعد ایک ضعیف و قوی ہیں سب	جامہ ہر ایک جسم پہ ہے عجب گور کا	"
ہے بعد مرگ کون کسی کا کہ زرخواب	مدوں اوسے عزیز رہے بدل و سب	"
پھٹا کسی کا تنہ اجل سے محال ہے	رکتی ہے اسکی صبا گرہ برد وصال یہ	"
مرنے ہے خواب خواب سے اٹھنا ہے زندگی	انساں کو باد مرگ ہے ہم صبح و تمام و صبح	"
ہم نہ در میں نہ حوڑا نام اگر روس ہو کیا	قصب کو روشن ہو و حالی گھر میں ہے بیکار تنہ	"
پوچھے ہو مجھ سے کیا افسانہ مرگ و حیات	آگیا حوڑا ہوا کا رہ گیا کھ کر یہ اراغ	"
کام آئے بعد انساں کے ہوا انساں کا ہنر	آئینہ بن حلقے بہر گور اسکندر چراغ	"
نفا نہیں جو مقدر میں ہے دوائے سود	فضا کو روک لے ہو قائل حکم ہوں میں	"
مقلبے زندگی تک اعتبار حشرت و عسرت	ہیں کچھ فرق زیر خاک درویش و تو تو گھر میں	"
رہا باقی نہ مرے پر تفاوت دوست دشمن میں	مقام صلح کل یا یا پہنچ کر ہم نے مدوں میں	"
پہنا جو کمن ہم نے صدا غیب سے آئی	خلعت ہو مبارک کہ یہ نادہ کی گھڑی ہے	"
ذائقہ موت کا چکنا تو بہ لذت باقی	کہ ذرا ہم کو مزے یاد نہ دیا کے رہے	"
خاند گور دیا ہم کو جو قسمت نے وسیع	کیسے آرام سے ہم پاؤں کو صیلا کے رچے	"
جتنے کامل ہیں فنا کے بعد ہے ان کی نمود	خلق سے معدوم جب حلقا ہوا تہرت ہوئی	"
موت آجائے اگر مگر آرائی نہ رہے	زور رستم کا نہ سہرا کا معدور حلقے	"
روح کے ساتھ ہی غالب میں فصاحتی	تصح آئی جو مرے گھر میں ہوا صمی آئی	"
ہمیں مکن کہ سمبر اجل سے بچ رہے اسال	ہنہن کی زور پہنے کہ رسم کی میر مادے	"
ساتھ دولت کے رہے یا داخل صمی لے دل	منبرہ صمی ہو رہا قصر کی بہاد کے بعد	"
زمنی بستر آرام کہاں مرگ کے بعد	خواب سا نہ ترا صورت محل ہو گا	"
فقد جہاں قرض تھا فرض اسکی ادا تھی کھد	موت آئی تو میں سمجھا کہ محصل آیا	"
اہل دنیا سے کہو کس سے کرینگے اب نزاع	موت آئی پہنچی ہماری سارا قصہ پاک ہے	"
پہنچا جو کمن سبید سمجھے	یہ صبح ہے شام آرزو کی	"
کہتی ہے موت گور کی مستی قریب ہے	منعم ہے ست درفت تغیر دیکھ کر	"
بہت قریب اجل ہے کہو یہ معصم سے	مکھاں کے ساتھ کوئی مقررہ شتاب سا	"
ہے اشارہ یہ کہ لب دنیا سے کہ کو تاد باغ	پاؤں کر دیتے ہیں انساں کے دم مردن دراز	"

<p>موت</p> <p>کامب سال سے رخصت ہوئے</p> <p>ہائے میں غریب میں بننا رہا جس</p> <p>قرب میں ہوگا حساب رہا جس</p> <p>بعد مرنے کے بھی جگہ دار رہا جس</p> <p>میکر کتنے کیوں اتنا سے مر رہا جس</p> <p>مقدسے ویاں بھیاں رہا جس</p> <p>گزار کیا ہے زندگی بسخا رہا جس</p> <p>اسے موت مارا بار تقاضا رہا جس</p> <p>راستہ اندھیرا رہا جس</p> <p>قبر میں بھی چین سے رہا جس</p> <p>میکر دوپ جگہ رہا جس</p> <p>کھلا رہا جس</p> <p>رہا بدقول رہا جس</p> <p>وہ دم میری نا آستیا رہا جس</p> <p>موت کو بھول گیا رہا جس</p> <p>دل سے مٹیں نظر اکرام رہا جس</p> <p>مطلق نہیں محل جب موت کی بات ہے</p> <p>جگہ کو تو یہ حیات ہی حیرت کی بات ہے</p> <p>صاحب مال و ثروت کی موت سے پاں نیچا لگے</p> <p>ماد و شتم سے کیا ہوا کثرت زر سے کیا کیا</p> <p>موت سے</p>	<p>جینا پرشے گا ملک عدم کو یادہ ما</p> <p>کشتی تن کھرہستی میں رہی برسوں تنہا</p> <p>مسافر کو عدم کے روکنے والا نہیں کوئی</p> <p>آجہو کار تہ خاک ہے مدفن سب کا</p> <p>گدا و شاہ برابر ہیں خاک کے نیچے</p> <p>پاتا ہوں میں مزاج عناصر میں اختلاف</p> <p>بھونی بہ روح بھینک کے پست سارہ جسم کا</p> <p>عریہ روح کے دم تک ہے کالہ گل کا</p> <p>گورگئی حب روح مرجع کی طرف اپنے رجوع</p> <p>نہ ہوگا ہمسفر روح بیکر خاک کی</p> <p>مرنے کے بعد کیسے پریشاں ہیں عضون</p> <p>اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھو گناہ بن طن</p> <p>موتے سفید سر پر نہارنی عدم ہے</p> <p>گورہں ساتھ نہ جائیگی یہ سوکت اسے نہا</p> <p>اجل نے مارے جھگڑے سے چھڑایا</p> <p>اجل گور تک جھگڑے کو پہنچا کے بولی</p> <p>ہم جو پہنچے تو لب گور سے آئی صدا</p> <p>دب سے الگ جو ہو رہے ہیں</p> <p>سوئے ہیں لحد میں مرنے والے</p> <p>احل کار رہا عمر جس پر یہ خیال</p> <p>ہست آرام و آسائش اوشاید کج مرقد میں</p> <p>ساتھ ہی زیست کے جب موت کا ڈر پیدا ہو</p> <p>روکنے سے نہیں رکنا ہے کسی کے کوئی</p> <p>آؤ نہ اجل کو بھول امتنا</p> <p>زندگی میں بھی رہا ہم کو تصور موت کا</p> <p>یہ ادھر کو اودھر گنا تھا بس باہم عمر</p> <p>ہاں ہے فکر کی گرمی بہ ادھیرا ہے ہے</p> <p>ہوا مر کے ہم کو یہ تجربہ کہ بہ زندگی کا مال تھا</p> <p>لگ گئی آکھ موت سے استہم</p> <p>جب سے رخصت ہو گئی لے روح تو</p> <p>ہے بجا مرنے سے میرے دوستوں کو عمر</p> <p>ملک و دولت گھر و محل سکندر کی طرح</p> <p>سم و زر خاک میں مل جائے گا بعد مرن</p>	<p>اس راہ میں نہیں ہے گوارا سوار کا</p> <p>یار اسے اک دم میں اس کا نا حدایا لیا</p> <p>نہ کھینچا حار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا</p> <p>اہل دولت کو کہاں آج ملد کرنے دو</p> <p>لحد میں ساتھ یہ قصر بلند و بام نہیں</p> <p>آپس میں ہوگا ایکے اں یا تکرار گھاڑ</p> <p>بھاری ہے بوجھ کون یہ بیگا رلے چلے</p> <p>حراں حال ہے بے مغز حب ہوا جھلکا</p> <p>خاک میں وہ مل گیا جو جسم آتش خاک نما</p> <p>یہ سوئے ارض رواں ہوگا وہ سما کی طرف</p> <p>کیا کیا ورق کتاب سے اپنی جدا ہوا</p> <p>یوں تو میں لاکھ بار غریب الوطن ہوا</p> <p>غرت سے خاک اڑا سکتے جاتے ہیں ہم وطن میں</p> <p>چھوٹ جائے گی یہیں مسند تباہی تیری</p> <p>فراغت مل گئی تربت میں گرا کر</p> <p>مسافر ٹھہر تیری منزل یہی ہے</p> <p>آئیے آئیے حضرت بہت آزاد ہے</p> <p>جگوں میں مرنے سے سو رہے ہیں</p> <p>جو جاگتے ہیں وہ رو رہے ہیں</p> <p>مدا اپنے گناہوں کو بستر رہا</p> <p>جو سو جاتے ہیں اس میں پھر نہیں ٹھکر سکتے ہیں</p> <p>خیرا سی میں ہے نہ دنیا میں بستر پیدا ہو</p> <p>کھینچ لیجانی ہے جو وقت قصا آتی ہے</p> <p>بہ میخ سمجھ لے سر یہ آئی</p> <p>ساتھ آکھوں کے ہر دم گور کی منزل ہی</p> <p>موت سے غافل نہ میں مجھ سے نہ نہ غافل ہی</p> <p>کوئی کہتا ہے نہ روزن نہ ہوا آتی ہے</p> <p>جسے عمر حشری ہوئی عطا اسے کی نفس بھی بال تھا</p> <p>ایسا سویا کوئی بھگا نہ سکا</p> <p>چھس نہ یہ آباد ویرانہ ہوا</p> <p>ان کو میرا ہی گر مجھ کو غم عالم ہوا</p> <p>چھوڑ کہ دم میں چل جائیں گے جانے والے</p> <p>پھر یہ کس بات پر بھولے ہیں نوانے والے</p>
---	--	---

موت	موت سے کوئی نہ گھبرائے اگر بہ سمجھے	اکر	کہ یہ دیا کے کچیلوں سے چھڑا دی ہے
موت	موت کو دیکھا تو دما سے طبع مہ گئی	۔	اٹھ گیا دل دہر سے دولت لہر سے گز گئی
موت	مرے سے مم ہیں ہے جب اے اکثر	۔	بہتر ہے یہی حسی سے مرا سیکھو
موت	ہونا ہیں لب لبدا و اے دستکس	۔	سج ہے اصل تو ہسی ہے سخی طبر
موت	سفر ریتس ہے ہر دم لگا ہے موت کا کھٹکا	۔	کہ جس کے سر پہ آکھیلے اصل کھاتا نہیں مٹکا
موت	ماہل عر سوا موت کے جب کچھ ممی نہیں	۔	چاروں کے لئے یہ جس وطرب کچھ ممی نہیں
موت	دیبا سے میل کی ضرورت ہی نہیں	۔	مچھ کو اس کھیل کی ضرورت ہی نہیں
موت	درمیتس ہے منزل عدم اے اکثر	۔	اس راہ میں ریل کی ضرورت ہی نہیں
موت	اے موت تو نے عارت کئے ہیں	۔	اور نگ سنا ہی اُخت کیانی
موت	اے رہروان ملک فنا مسعد رہو	۔	تبار ہو رہے ہیں بہت سے عدم کے ساتھ
موت	سکندر اور دارا کیا کروروں اور ممی ان سے	۔	بڑے ہیں گور کے محمد سے ریر کا کداں لیلے
موت	بھڑکھ گئے ہوؤں کی مٹل حرہ یانی	۔	کیا حاسئے کہ صہ کو جامہ فاطہ ہے
موت	ابدا میں ہم نہ سمجھے ابہا	۔	آر اس دار فنا سے مرچلے
موت	آرزو کو خون روا قی ہے بیدار اجل	۔	مارتا ہے تیر تاریکی میں صیاد اجل
موت	دشمن بھی گرمے تو خوشی کا نہیں صل	۔	کوئی جہاں سے کچ گیا کوئی کل گیا
موت	راحت سے نروکار ہیں اہل فنا کو	۔	کبہ نہیں دیکھا کسی مردہ کے مرہاے
موت	دنیا سے سفر کر کے لگی آنکھ لحد میں	۔	منزل پہ پہنچ کر ہوئی آرام کی صورت
موت	قصر مد میں روح بیکاری یہ وقت نزع	۔	مدت کے بعد اٹھتے ہیں ہم اس بھلا کچ
موت	بعد مردوں ہائے ہسم سمجھے اہتم	۔	کیا یہاں آئے تھے دودوں کے لئے
موت	اساں کے لئے سمیت ہی اسماء	۔	ہو موت نہ دشمن کی غریبا لوطی میں
موت	زندگی سے جہاں میں سب کچھ ہے	۔	اس کو ممی ہے اجل کا کھٹکا نقص
موت	صلی جو روح حق سے گھر و ندا بگڑ گیا	۔	اساں ہر اک اسر طلم حیا ہے
موت	دکھائی کچھ نہ دیا جگہ آنکھ سد ہوئی	۔	جہاں کے مارے نقش و نگار دور ہوئے
موت	صردر ہوگا لحد میں گر رکبسی نہ کبھی	۔	کہ پھر کے آتا ہے انسان گھر کسی کسی
موت	کہیں راحت ہیں پر خوف رندہ میں تو چارہ کیا	۔	ضرور اک روز جانا ہے ہیں سوے عدم کچھ ہو
موت	نہ پوچھی بات بھی آکر کسی نے بعد مرنے کے	۔	بھرو ماتھا ہیں اسے آنکھ کیا کیا اپنے باروں کا
موت	ہے یقیں دل کو فراق جسم و ماں ہو جانے کا	۔	ایک دن یوسف سے حالی کاررواں ہو جائیگا
موت	آسمان نے بھی کئے کہا کیا میں پوندنک	۔	اک مرقع تھا کہ وہ دب کر زمین میں رہ گیا
موت	ہلشہ جہت نہ ہو کس طرح سے مرگ انسان	۔	دم نکلتے ہی گڑا جانا ہے نقشا کیسا
موت	جو رگروہوں ہے سوے برائت چھٹکارا ہوا	۔	قد جس گویا کہ میں آغوشش مادر میں رہا
موت	جو ہیں جاننے والے وہ کب جوکتے ہیں	۔	رکھیں لاکھ زنجیر میں ممی جگر کر
موت	سنبھاب و سہو پر نہ کر محسور را	۔	اس بستر نرم سے کن را اچھا
موت	کہ تکلیف خدا کی ذات پر اسے فاضل	۔	تکیہ میں کسی کو نہیں ملتا سکلیا

موت  
موت سے کوئی نہ گھبرائے اگر بہ سمجھے  
موت کو دیکھا تو دما سے طبع مہ گئی  
مرے سے مم ہیں ہے جب اے اکثر  
ہونا ہیں لب لبدا و اے دستکس  
سفر ریتس ہے ہر دم لگا ہے موت کا کھٹکا  
ماہل عر سوا موت کے جب کچھ ممی نہیں  
دیبا سے میل کی ضرورت ہی نہیں  
درمیتس ہے منزل عدم اے اکثر  
اے موت تو نے عارت کئے ہیں  
اے رہروان ملک فنا مسعد رہو  
سکندر اور دارا کیا کروروں اور ممی ان سے  
بھڑکھ گئے ہوؤں کی مٹل حرہ یانی  
ابدا میں ہم نہ سمجھے ابہا  
آرزو کو خون روا قی ہے بیدار اجل  
دشمن بھی گرمے تو خوشی کا نہیں صل  
راحت سے نروکار ہیں اہل فنا کو  
دنیا سے سفر کر کے لگی آنکھ لحد میں  
قصر مد میں روح بیکاری یہ وقت نزع  
بعد مردوں ہائے ہسم سمجھے اہتم  
اساں کے لئے سمیت ہی اسماء  
زندگی سے جہاں میں سب کچھ ہے  
صلی جو روح حق سے گھر و ندا بگڑ گیا  
دکھائی کچھ نہ دیا جگہ آنکھ سد ہوئی  
صردر ہوگا لحد میں گر رکبسی نہ کبھی  
کہیں راحت ہیں پر خوف رندہ میں تو چارہ کیا  
نہ پوچھی بات بھی آکر کسی نے بعد مرنے کے  
ہے یقیں دل کو فراق جسم و ماں ہو جانے کا  
آسمان نے بھی کئے کہا کیا میں پوندنک  
ہلشہ جہت نہ ہو کس طرح سے مرگ انسان  
جو رگروہوں ہے سوے برائت چھٹکارا ہوا  
جو ہیں جاننے والے وہ کب جوکتے ہیں  
سنبھاب و سہو پر نہ کر محسور را  
کہ تکلیف خدا کی ذات پر اسے فاضل













موس	سفر	ہم ہے بعد وہ کوئی ایسا تو مجھے والا
موت	سعد	دلایک اہل ہے درئے جاں
موت	سعد	جینے ہی سب کچھ بے مے رہیں کچھ اصرار
موت	سعد	رب سب ہر یک کی ہر دم یہ جہر دیتی ہے
موت	سعد	حشر تک جیس سے سوئیٹھے کہاں لے تہرور
موت	سعد	حب آئے گی فصحاء کوئی کام آئے گا
موت	سعد	مادر کی طرح بہو ہوں مرقدے لہاسے
موت	سعد	اٹھو بیکارتی ہے حالو اہل سرور
موت	سعد	ہے بیتانی روح پر کیوں نہ حشر
موت	سعد	اہل سلا دیگی سب کو آسہر کسی پہاڑے عینکے
موت	سعد	دھائے لوٹ لہا رہواں ہستی کو
موت	سعد	روح حشری ہے جو آما ہے دم کا مہار
موت	سعد	اہل کا عام جو مینا ہے لی لوسہ لو
موت	سعد	وہی آراد ہونے ہیں زمانہ کی کشاکش سے
موت	سعد	بہم کا ساتھ چھٹا آپ سے ماہر ہم ہیں
موت	سعد	دست امید کی جانب جو بڑھاتا ہوں قدم
موت	سعد	میں مردوں کھلا احوال سب دھوکا ہی دھوکا
موت	سعد	لگا ہے آما ماحائیکے آنسو سق اک دن
موت	سعد	اوجا ہر من و سر لقمہ مہر اک وز
موت	سعد	پہر میں اور بڑھی حشر دما آنسو سس
موت	سعد	سحر ہوتے ہی کھلتی ہیں آنکھیں جو اب جھلکتے
موت	سعد	حاکمی طلسم آج ہر آفت سے پاک ہے
موت	سعد	کل ہمارا ہم کس گئے تہا ہر سامنے جہاں
موت	سعد	نہ دم نزع گن ہوں کے ہیں بشتارے
موت	سعد	یہ جسم روح کو مہانا گوارہ کھسک دیا
موت	سعد	آئی ہے سر پہ اہل حشر میں اب کہاں
موت	سعد	ہو اگر رستم دشاں صحن کوئی لے طاہر
موت	سعد	ٹھیری نہ روح جسم میں پیری کو دکھنکر
موت	سعد	دع ہوا ہے یس مرگ بدن مٹی کا
موت	سعد	نہ ملی کا ہس دنیا سے بجز قسرات
موت	سعد	تھما نہ مدگی میں موت کا غم جان کو حداب
موت	سعد	گر عمر روح صحن ہو میسر ہیں لو کبیا
موت	سعد	آدمی ملک کو ہے بل کہ اہل کے آگے
موت	سعد	سرخانے شمع روتن ہے فطریہ واد آتا ہے
موت	سعد	نچے سامان عترب کی بڑی ہے
موت	سعد	موت صحن کباتے ہیں جس سے ہر سر جمور ہے
موت	سعد	بے خردیکہ نرا وصف صحن اب آہیہا
موت	سعد	مسل مادر ہیں مرقدے ہم آخوس کا
موت	سعد	دما کدھر رہی یہ زمانہ کہاں رہا
موت	سعد	اب حشر تک آرام سے آرام کریں گے
موت	سعد	بڑھو بہاں سے بڑھو دل پوہی ٹھاکے جلو
موت	سعد	اہل سب کو پوہی لٹائی رہے گی
موت	سعد	نہ ہم رہیں گے نہ ہم رہیں گے نہ مادہ اسماں رہیں گے
موت	سعد	کسی غویب ماسخر کی کس سسی مراد
موت	سعد	موت کہتی ہے مقرر تھے حاکم کا ہوگا
موت	سعد	محطو دھسر میں آب نفا کا کیا مدکو
موت	سعد	جو اس زنداں ہستی سے فہا ہو کر بکھلے ہیں
موت	سعد	اب نواسنے لئے اک خسر سے بدتر ہم ہیں
موت	سعد	موت آہنہ نہ کہتی ہے کہ سریر ہم ہیں
موت	سعد	حال ہستی ماہر اک خواہ رستاں سما
موت	سعد	رہا ہے کوئی دناس کہ ہم رہنے کو آئے ہیں
موت	سعد	نہ صد آئی ہے اے حائل دہاں گور سے
موت	سعد	ہم سمجھتے تھے کہ جھٹ جائیگے مہمان سے
موت	سعد	دکھائی دی ہے اک اور دیا مرے والے کو
موت	سعد	حس خاک سے ماحا وہی سب خاک ہے
موت	سعد	آج ہم روتے ہیں ماراں عدم کے واسطے
موت	سعد	کوچ کا وقت ہے اسماں سدھا دکھا ہے
موت	سعد	لباس عاریت انعام کا ریمیک دیا
موت	سعد	دکھ لیں طاؤس کا مربع تہ دام فص
موت	سعد	نہیں ممکن کہ رہے تنق قصائے محموط
موت	سعد	طالع ہوئی سحر تو مسافر رواہ صا
موت	سعد	کبھی مٹی میں ملے گا بہ مدنی مٹی کا
موت	سعد	بانوں بھیل کے نہ سوئے نہ طاگہر اچھا
موت	سعد	اب قرین ہے حشر کا کھٹکا لگا ہوا
موت	سعد	آنو کو ہم ہیں اور وہی کج مرار ہے
موت	سعد	اے ظفر اسکا اہل حائل ہے اک آس مل



دیا کہ جسکے زخم میں بھولا ہوا تھا میں	خامدل دم اجل وہ رمہ کدھر گئی	موت
حیال اجل دائمی حاسنے	ہراساں کو خوف خدا چاہئے	حدیث رکھ کے نول موت جگہ سے
جو بکار خواب مرگ سے آلدن بھی گور میں	سویار زلزلے مرے سامنے ہلا گیا	بچا چہ راہ اس دولت سرا کی
اب باجہ کوں اٹھائے جو نعمتے آسمان	مالیں یہ موت آگئی وہ دعا گیا	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
کہا میں سے مبد آئینی منعم کو نہ خاک	سنا ہوں اسے بالحق و بتر نہیں ملن	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
لحد میں یو چھتے ہیں گور میں مکہ نکبر	کہا یہاں لایا وہاں کیا سارو سال ہ گیا	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
مرے کا جھکو سوچ ہے مادان محس ہے	دہا میں ہر وجود کو مودود ہے دم	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
کوئی نہ ٹھہرا وقت حاکم	جلد سے آخر جانے والے	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
فائدہ کیا گریس بھی ہوا آب حیات	موت کے آگے نہیں جہا کسی کا جا رہی	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
شہنشاہ ہوا کہ گدا ہو کوئی	نہ خاک ہیں سب نہ مائے کے لوگ	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
رتبہ ملدیت ہوا حفا ہوا	سگ مر مرار مرا سگ با ہوا	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
رست کو مرگ سمجھے ہں ہم	برہیں ہے سو کھیں ہے اینا	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
اللہ اس یس۔ ۱۰۰ ہے بسہ کا حال	حاصل ٹھہرے کچھ اور ہر سم نصا۔ ۱۰۰	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
ہیں غلٹی مقرر ہے حواس موت آنے کی	جگہ اسمیں نہیں دم مارنے کی لب ڈالنے کی	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
اسے موت کچھ سا کہ یہ کیا انقلاب ہے	یہ تباہ بھی بدل گئی گھر بھی بدل گیا	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
مرنے والو یہ ادا حوب ہیں وقت سفر	تھہ نا آکھ کا سب سے دم مرد کسا	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
کیوں نہ ترپے فرانی جسم میں روح	جھٹ گیا ساسہ زندگی مھر کا	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
کیوں ہے اسے موت تری گمٹی یا زاریہ کیا	جان دیدے کے ہں سب برے حویداریہ کیا	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
قرنک دوست مھی پہنچا کے چلے جاتے ہں	بہلی منزل ہی میں سب راہ سے کٹ جاتے ہں	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
اسے دل ما جہم آرتا تھا ہسی ری	موت جہ آئنگی سب شہر ہں ہو جائے گا	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
اسے موت تری یادے سب کچھ مھلا دیا	اک نعت یخودی محاسن سے بھی مٹا دیا	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
وہ لوگ جو کہیری ترازو یہ مثل گئے	اسے موت سو سے ملک عدم کل کے کل گئے	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
یہ راہ وہ ہے جس سے گزرا ہے ہر کوئی	خاموت کچھ چلے گئے کچھ کر کے مل گئے	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
کیا کیا کتاب زیست میں نقش و نگار نہی	اور سیاہ مرگ سے سب صوف دھل گئے	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
جس سے گوری نہ دم پھر بھی مرے دہر میں	گور میں جا کر ملی آسائیتس مرل ہیں	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
تھوید لھد یا یا جب دہر سے چین آیا	تھوید نہ لکھو یا اس حواب یوستاں کا	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
خوتم سببناں ہے چارخ سھری ہے	ہے کوں جو حور شید لب نام نہیں ہے	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
اچھے جو نمے اٹھے وہ ہم سے جو نمے نہی وہ	پہلے ہوئے روانہ جو ہر کاررواں تھے	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
تکب عدم کو جائینگے گھر بھی وہیں مائینگے	اب نہ بلٹ کے آئے گی ٹھو کریں مھر کا جلی	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
موت کی گلب گئی لطر حب تو مرے جہنم پر	لغش ہوئے کارگر اور نہ اک دعا جلی	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
جو عدم میں تھے ہونے غلٹ وہ جو وجود میں تھے وہ جلیے	جو رہا ہے ہو گئے بدودہ حوامیر تھے وہ رہا ہے	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
جسم خاکی میں مری روح یہی کہی ہے	زندہ درگور ہوئے خلق میں آنیوالے	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا
تعلقات جہاں سے چلے ہیں مرقد میں	سفر تمام ہوا آج اپنے گھر آئے	حدیث سے بھی کیا بیجا گیا میں ستر کی مٹھیا



<p>موت</p> <p>کہا نہیں ہیں یہی وہ موت جس مردہ بھی تو وہی توں کا ہے اس کی روتی ہے رن کہ ہائے میرے بید روتا ہے یہ کہہ کر گئے ہائے بید ہے جسم تو خاک بید پڑا اول کا توں اے آہ ہے یہ کہ یہ ورا کی ر گہوارہ عین میں مگر جولا ہے ثروت پیٹنی و اس قدر چولا ہے ہنستی ہے کھڑی اجل سے ملنے آہر کیا جولا ہے کیا جولا ہے کیا جولا ہے موت سے غافل ہے وہ انداز سے دیکھو حکم حاکم کو مگر ہر کسی کا رفقے کے کب رہا ہے غافل سے کب غما مل گیا گا آج یہ مٹی کا مگر کچا گیا خدا دھار ہے بیوہ غلو میں ان سے مارا کام آج گئے نہ جب موت کا آیا پیام نہ تو کر ساتھ جائیگے نہ گویا سے ساتھ جائیگے ن تھا ہے کوچ اس حالت سے آئی فضا کا بول ہے سامنے اور اس سے یہ بول اہل باداں مگر رن ہے اس دنیا میں تباہ و تاراج کو نعمت ہے</p>	<p>کیا وقت موت کا کبھی ملے سے مل گیا اک کس ہائی تھا وہ بھی سہل گ نہا ہے گند گردوں مرار کی صورت کیا جائے دبا سے سفر کل ہو کہ یا آج خدا کا شکر ہے ہم آج الحسن سے بکلتے ہیں آخری منزل سفر پہونچی کوئی جلا د ہو کہ ماسک اس کا قلع ہیں ہے تو اس کا سرور کیا عمر بھر جان چرایا کئے مرے والے کر خوف یا نہ کر نہ تھے سختی ہیں یورا ہو کام یا نہ ہو سائے ہیں سہار دنا میں کوئی چہرے روح لو مرگ ہے رہے کس کس کے یہاں مل و علم دکھو جہاں سے ہم گئے تھے پھر وہاں ہر پھر کے تکہ میں اپنے ساتھ اس ایسا کش رہے وریر و شاہ کوں محلوں کے اندر چھپے تھے غناک کہوں ہے کس لئے اندوہناک ہے عز و وہ بھی دن ہوگا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے جو مرگا وہ دار محس سے نکل گیا رد گانی کی مٹا کب تک موت ایک نہ ایک دن ضرور آئیگی موت ایک نہ ایک دن پیش آئی ہے خدا سے بھی مساحلوں میں سن بنکے سائل ہو اجل کا وقت کہا جو دم گزرا نہ عیب ہے اب بھی نہ ہو بیدار تو تقدیر ہے یہ نقارہ کوچ کی ہم وزیر ہے یہ امید وہ کر کہ ہو سکے جسکی امید غافل کیسی اسے بقا سے جاوید دانہ ہے زر و زمیں و رں کا جمال صیاد سے بھی اسکی رہائی ہے محال کیا خوف زدوں کو بخشد بنی ہے اجل گو آج بیگے تو دوسرا دن ہے کل احساس کے موعود ہیں سامان وہی</p>	<p>کیوں خوف حان ہے حق کی جانب میں بہت ہو چکی سب کوچ کی سب ریاں اجل سے بھاگ کے حاس کہاں یہ اہل زمیں اس دار میں ہمیں جو کرنا ہے کرنا چھڑا اما موت نے اس زندگی کے سب کچھ لٹا کٹ گئے سب محنت کٹھن رے سے قصا کوئی کچھ نہیں کرنا نے منع ہے زیت لو مرنا ہے کیا ہر موت نے چھین لی ہے ایسی امانت آخر یہ یاد رکھ اجل سے کبھی مخلصی نہیں کرتی ہیں کسی کا مگر موت انتظار جھوٹا نام ریب کا بہ ساز و برگ ہے کوں کون آکے کجاتا ہیں کوس رسل لب گو ر خدیو ہفت کتور پر یہ مصرع ہے نارزدگی ہمیشہ رہے موت کا خیال فصار و کے رکی ہے یا سب انوں سے بھی نادا برحق ہے ہر موت جہاں حباب میں اجل کا صاحب پیام آیا نہ تم ہو گے نہ ہم ہونگے نساد کی حباب مرگ نہ رونے کی یوں سمجھ آخر اک رور ہے مرا برحق رہنا نہیں دبا سے ہیں جلا ہے پیشانی میں ہر ایک کی لکھا ہے یہی اجل سر پر کھڑی ہے اور تم دناس مائل ہو بھلائی آؤ کچھ کر لو کہ ہمت اور قرضت ہے ہشیار تجھے کرے کی تدبیر ہے یہ اسما جاتا نہیں ہے دم ہر گز ہر کیوں رہتی ہے تجھ کو خواہش عمر مرید بیماری و موت کا ہے گھر صحرایہ ہر عباد اجل ہے اور یہ دنیا ہے جال اس دواہ و دام میں بھنسا حواس ہر کیوں خوف اجل سے تیرا دل ہے مکمل مرنا برحق ہے ہر مرنا برحق ہے آنکھ وہی ماک وہی کاں وہی</p>
---	--	--



<p>کتنے ہی آئے لے گئے سریر خیال تیر  آسودگی تو معلوم اسے تیر جیتے جی یاں  سپا آسماں نہ کہنے کوئی تیر آب کو  مگر اک ۔ بدگی کا وقفہ ہے  وسعت جہاں کی چھوڑ جو آرام چاہے تیر  اس موج حردہر میں اکو قضا نے آہ  کیا کیا سو زردوست ملے تر خاک میں  اہل جہاں ہیں سارے ترے جینے جی تک  مر گیا جو اسیر فید حیات  موت کلید درِ اسرار ہے  معنی امکان تغیر ہے موت  موت ہے لاریب کمال حیات  زبدگی صاحبِ سرفاں ہے موت  موت سے ڈرتے ہیں اہل کمال  مائی رحمت ہے یے اشقیاء  قید تشنص سے چھڑاتی ہے یہ  بند کھائے فوس میں ہے یہ  زیست ہے اک اسم یہ موصوم ہے  اس سے نامطلب رفت و ربود  علت و معلول لقاء و حیات  شرح کس معنی بیم و رجا  قاطع شہواست طبعی ہے ۔  بادۂ سخت کا یہی ہے خمار  سرد کن آتش ظلم و غور  مبطل ہر دعوے مائل ہے ۔  زیست میں ہے شائبۂ فصلِ دوست  قلزم ہستی کا کنارہ ہے ۔  دات خدائے ازلی کے سوا  طلعت ظلمات سے تاریک ہے  پاؤں سے خرد لگ ہے اس راہ میں  عالم اجسام ہے ناپائدار  جی میں یہ آتا ہے کہ مرجائے  مگر شنگاں کا بیاں کر کے جس روانہ ہوا</p>	<p>ایسے گئے کہ کچھ ہیں ال کا اثر کہیں  آرام تب ہی پاؤں جب جی سے ہاٹھاؤں  حانا جہاں سے سب کو مسلم ہے زیرِ عاک  یعنی آگے چلے گئے دم لے کر  آسودگی رکھے ہے بہت گوشہ گزار  بانی کے بلبلے کی طرح سے مٹا دیا  ناداں یہاں کسی کا کسی کو بھی عم ہوا  یو جی ہیں گئے بھی نہ مات جہاں تو عدم ہوا  تم گناہے جہان سے کھلا  موت مسیحا ہے ہر آرا رہے  صورت بطلاں تھیر ہے موت  علت عائی و کمال حیات  راہبر کو حیثہ اماں ہے موت  موت سے ڈرتا ہے حاکم ہ دال  آئی رحمت ہے یے اشقیاء  عالم شمس یہ دکھانی ہے یہ  سیر نماے گل و گلشن ہے یہ  زیست ہے اک نقطہ یہ موصوم ہے  اس سے کھلا رابطہ ہست و بود  حاصل و محصول بقاء و حیات  درس وہ کتب فقر و عیا  پادوم لدا طبعی ہے یہ  نفسہ دولہ کا یہی ہے آثار  ررو کس چہرہ اہل عرور  عجز ہے یاں سب کو وہ مشکل ہے یہ  موت میں ہے ذائقہ وصلِ دوست  جیتے ہیں حس پر وہ سہارا ہو یہ  اور ہر اک سستے کے لئے ہے عا  ماڑھ سے تلوار کے مارک ہے  جو ہر کل دنگ ہے اس راہ میں  ہستی موصوم کا کیا اعتبار  عالم فانی سے گزر جائیے  فنا نہ کو محو جو کل آج وہ صا ہوا</p>	<p>میراں کون جہاں تھا جو نہ جہاں کلا  اجل سر پر کٹری ہے موت دھنگیر ہر دم ہے  کہو کس ریدگاری پر ہوا سے ہے سر نیلے  قال کی عداوتی سے نہ کیوں روح ہوسے  ہوتا ہے مسافر کس کو بہت کس کا کریم  تکر کر تا دم آخر تری کس نے نہ دیا  آتا و فوس جی جی ہے اپنے اہل نے نہ دیا  جیتے جی فاضل نہ ہوا اسل سے چاہئے  اتجا کی فکر کا اسل سے چاہئے  کھنکھو کر ہر طرح ہوگا  گو ملک جو کہ ہو گا ہوگا  مٹی کا ڈھیر قال خاکی ہے بعد گل  برباد گسرا ہوا جو یک مکان اٹھا  جب یک اہل حضرت تو موصوم ہے آیا  تب جنگ ہیں ہستی موصوم ہے آیا  رہے کچھ تو خیال مگر ان کو قصہ ہستی میں  مکان جن کو نے رہنے کی خاطر جو موصوم کا  پہلے قید غم سے اس اچھوٹے  ہوے مگر گور غریباں ہیں موت  کہا دل نے</p>
---	---	---



<p>موت</p> <p>موت ہے روح بار آورجی می کا دنیا ہے</p> <p>موت کا نام موت تو ماری</p> <p>موت کی بات جو ملک تھے یہ ایسے</p> <p>جب مر گئے تو قبر کے رعبے</p> <p>دیکھ لائے مر گئے کوئی</p> <p>غیاہ نے اہل کے کچھ</p> <p>جب ایک سے نکرا ت اس</p> <p>کام آئی روکشی و علی</p> <p>مفسر نیب صاحب تاج و علی</p> <p>کون اس جہاں میں زندہ</p> <p>ن کوکھ کوئی بیٹھ بون کے</p> <p>اب موت فقر و بے چارے کی</p> <p>قوت اہل کارستہ میں</p> <p>دین دولت دانی پونا کی</p> <p>اسے دل سچ مرار</p> <p>پہلا مقام ہے</p> <p>بعد موت کیا سبکی</p> <p>بوجہ بالائے</p> <p>پس مران و دنیا اول و آخر</p> <p>وہی چہرہ خاک میں آرا</p> <p>آرام</p>	<p>کہا دل نے جب ہم نہ گور یہ ہے</p> <p>سکڑواں مدہ کرے فلسفی بھی مر گئے</p> <p>جو گہا دیا سے مت رکھ ایکے آجی امید</p> <p>طعمہ باز لحد ہونے کا ہر شخص</p> <p>ناز و انداز و کرتہ ص کا تھا عالم دم</p> <p>رین و آسمان کچھ بھی ہیں</p> <p>سب کو ہے موت آئی سب کے لئے قضا ہے</p> <p>لمدی میں مثال آسمان گو قصہ تھا نوکبا</p> <p>گور آتی ہے نظر جب مجھ کو گھر آنا ہے بد</p> <p>دیوڑھوں پر ہر مفلح جاں حشر ہے بدوس</p> <p>بے سب اسباب او غافل و راہم کس کروں</p> <p>حاک میں پونیدہ ہو جائیگے سب عالی دلیح</p> <p>ہے ہر اک آفت سے اس مسک اہل فدا</p> <p>دم بھٹکنے پر کو آتا ہے نہیں رکن ہے ہر</p> <p>عیم موت ہے اس سے بھلا لڑ بھگ کوں</p> <p>فسر اگر بچی ہی مردے کو کما</p> <p>جسم خاکی کو ہیں چھوڑیں عدم کی راہ میں</p> <p>حاک اوجھاتے ہیں دوں حال میں ملتے نہ</p> <p>کر گئی حاک حزیں تن سے سہرا چھا ہوا</p> <p>واسطے مرنے کے ہم پیدا ہوئے</p> <p>لیکر سند اہل کا جب توجہ دار آیا</p> <p>اعلام نے قضا کے جب آفنا کیا سے</p> <p>جسم قضا پکاری اب اللہ چلو میاں جی</p> <p>مارا قصا نے بھالا جدم قضا کا اگر</p> <p>اگر بچے اہل کے جب سر پہ شاد بانے</p> <p>مرنے کا ڈر ہے اکھو جو رکھے ہیں تن میں جاں</p> <p>جب آئی اہل پھر نہ رہا عفت نہ افسر</p> <p>جب آئی اہل پھر نہ چلا زور اہل سے</p> <p>جب تن کے اہر مرگ نے آڈال دی کملی</p> <p>جب گمڑی آئی قضا کوئی نہ پھر پوچھ گیا بات</p> <p>گمڑی کی عمر ہو یا لاکھ کا سس</p> <p>سب جیتے جی کے جگڑے ہیں جو جو کو کیا خاک ہو</p> <p>ص موت مرص نے آں یا سب بھونے مضائقہ</p>	<p>عدم کے مساوی کی مہرل ہی ہے</p> <p>اک دوا جلی نہ دکھی موت کے آرائی</p> <p>موج کو تکس نہیں ہے مار گشتن آس میں</p> <p>ما و خود لہ اس میں زغن گور کے پر</p> <p>موت لے اینی دکھانی سب ادا کچھ بھی ہیں</p> <p>بہر دورہ ہے جس لکھ سہی ہیں</p> <p>سب کو ہے حال دنی سب کے ہے نہ ہے</p> <p>احل کے ہاتھ سے ریر میں آس و میدوں ہے</p> <p>اس سفر میں ہائے دہائے سوائے نا ہے باد</p> <p>موت ہر جانی ہے کوئی یوتے رماں دیکھ کر</p> <p>چھوڑ جاؤں گم میں سارے عالم اس کو</p> <p>کرتی ہے گرد میں دیکھ نہاں اذلاب لو</p> <p>باغ جنت کو خشا ہرگز خزاں کرنا نہیں</p> <p>دیکھ لو قصہ حجاب اسے اہل عفت دیں</p> <p>حشر حجاب و اہم بہ کرے ہر</p> <p>استخاں ہر ایک جو بول</p> <p>اب وطن کو چلے گرد و شت نہ سب سحر کر</p> <p>چہرہ کوئی کدا ہے کوئی کر کاوس ہے</p> <p>مسی امانت جسکی پہنچی اس کے گھر اچھا ہوا</p> <p>رند گانی موت کا پیغام ہے</p> <p>اکدن میں حکم و حال سب ہو گیا پرایا</p> <p>پھر ٹھکر نہ جگر دا قاضی رہا نہ مفتی</p> <p>پھر شیخ جی نہ سید مرزا رہے نہ خاں جی</p> <p>پھر مردی شامت سب ہو گئی برابر</p> <p>نیمے نیک و بد جہاں تک سب لگ گئے ٹھکانے</p> <p>اور وہ جو مر گئے تو انہیں موت پھر کہاں</p> <p>اسپ و شتر و قیل و غزوہ و نوبت و لشکر</p> <p>دو دن کو جو تعویذ و فیتہ و عمل سے</p> <p>ایکدم میں ہوا ہو گئے سب نظری و عملی</p> <p>الفت و جہر و محبت سب ہے پھرتی کے ساتھ</p> <p>نظر اسس بزم سے چلتا ہے اکدن</p> <p>جب موت ہے اک کام ٹھام سب قفسے پاک ہوئے</p> <p>گوشت لاکھ جہر تھے ہر کام نہ آیا اک نسو</p>	<p>مسکین</p> <p>مغبول</p> <p>مدنی</p> <p>نوح</p> <p>سبح</p> <p>نصیر</p> <p>باظم</p> <p>نظیر</p>
---	--	--	---









<p>نفس امارہ          جسے خدا اختیار نہیں کرتا          ارادہ جہاد اس کا          کیونکہ اہل دین ہو طبع نفس          یہاں دوسرے بیجا باشندے ہیں          عادت نفس امارہ نہیں ہوتا          عادت نفس امارہ نہیں ہوتا          جو کچھ تمناں ہیں اور میں نفس          دانا ہے تو اگر تونہ کما قریب نفس          رہن چاہے لگ رہا ہے تپیل ہے عول ہے          رہاں تیج سے ہم نے کسا ہے بصر ہے          جہاد نفس جس نے دیوتا کو چھوڑا ہے          وہی اس کے خلاف وہ مردوں کا اکابر ہے          کہنے ہیں جھکواں ہے جگر دگائی ہیں          حوائش نفس کا طواف ہے جگر دگائی ہیں          خدا محفوظ رکھے کشتی دل کی وادی میں          خدا محفوظ رکھے کشتی دل کی وادی میں          جبکہ اس نفس امارہ نے مارا اور کبھی نہیں          جبکہ اس نفس امارہ نے مارا اور کبھی نہیں          جس نے کشتی کو اپنی خاک اری سے دنا          جس نے کشتی کو اپنی خاک اری سے دنا          تاک میں دم اس بیادہ کے کیا اسوار کا          تاک میں دم اس بیادہ کے کیا اسوار کا          اس کشتی کو بھولا ہوا ہے بے بس          اس کشتی کو بھولا ہوا ہے بے بس          اس کشتی کو ہم نے زیر کیا ہے بچار کر          اس کشتی کو ہم نے زیر کیا ہے بچار کر          ملیج</p>	<p>مہر          ہر          مصحفی          لطم          ماسح          ماتر          بیر          یکن          اکبر          ابر          تراب          جوار          حوش          حالی          دوں          اسر</p>	<p>نہ ہوتا ہی نہیں۔ سرور میں          مرا حوں میں یاس آگئی چند ہار سے          کچھ بھی نہ وہ اصغائے مالمین کا ظہور          یصل دینی ہے کچھ ہیں رما صلب کہ ہیں          اسوس کہ کچھ یک کماٹی نہ ہوئی          طلب کا ہی محاب رہا پست نظر          دہاک لڈائید میں مرہ کچھ نہ رہا          ہم تہرادر کے۔ ادر کے ہی رہے          مادگی بن کما ہو منرل کیہیہ کی آمد          کسی سے بسکہ امد کشتود ہاڑ ہیں          حاصل ہیں ہے دست مناکو جیریس          کام اوروں کے جاری رہیں ماکام رہیں ہم          بائے ماکامی قسمت کارانو ماتر          مری ماکاموں اس حد کو پہنچیں          میں وہ ہے آس ہوں کہ میرے یاس          زیت ہے موت مامرادوں کی</p> <p><b>نا اتفاقی</b></p> <p>نذیب کولن تو سخت من نہ ٹوٹا          جھکوہ ہم حیر کا کریں کیا اکثر          ایک گھر میں ہیں رہ سکنے ہیں مان و اسار          کہیں مذہب کا قصہ ہے کہیں ملکہ کا جھگڑا ہے          مددانی سے آئیں میں کہیں ایک موافی          یڑے گا نفقہ لے روح چار مصر میں          پس مردن بھی دو سلطان کہیں ماہم ہیں ہتے          چو ٹیوں میں اسجاد اور کھیوں میں اتفاقی          صغہ دہریہ اکن دل نہ ملا ابک سے ایک</p> <p><b>نفس امارہ</b></p> <p>ذکرنا نفس امارہ کے پہکانے سے کچھ امدل          ہے نفس سوم بھین حاکمی میں دل کے یاس</p>
--	--	---

<p>نفس امارہ</p> <p>ہوائے نفس کو ہے کیا ہے بیباک سے</p> <p>قربان ہو گیا کس طرح اس کی</p> <p>دل کو خواب آرزو ہے جس کوئی آرزو نہ ہو</p> <p>دل صاف وہ ہے جس کا غم نہ ہو</p> <p>غدا را نفس کا غم نہ ہو</p> <p>کر یہ ترک وہ مدد سے خدا کے</p> <p>جو تو دارا ہے تو دل سے جس اتن ادب</p> <p>نفس امارہ کی زوری دست بیلان میں ہے</p> <p>نفس شیطانی ہیں ہوتی کسی مورب سے نکال</p> <p>نفس کے اکثر بیباک ہیں</p> <p>نفس یہ ختم ہے نبی و ول و امام</p> <p>بادشاہی ہے نفس کی تسخیر</p> <p>ملی بال ہوا ہے کسی مطلب</p> <p>صبر نہ کہتا ہوں کہیں دنیا سے توقع ہے</p> <p>نفس کہتا ہے ابھی جہنم سے توبہ کی</p> <p>چور ہوں سے دبدو دل کی</p> <p>نفس غافل کا کہیں کسی</p> <p>نفس میں جو ناز و خواہش ہوتی پیل</p> <p>انکو جیلہ دل سے کھینچ کر رو کرنا</p> <p>اس کو</p>	<p>مطیع نفس ۔ اللہ نے کیا محمد کو</p> <p>مرکز ملائی سرکشی نفس حاکم میں</p> <p>ہم نفس نے سب ۱۰ جھوکا دیا</p> <p>جو لوگ کے میں دشمنی نفس سے آکاہ</p> <p>مرد سرد نفس اگر ہے تو محاک مت</p> <p>مافی ایہی حاکم اکیہ کر کے کسہ نفس امارہ</p> <p>نفس سرکشی کو قتل کر اسے دل</p> <p>کرے جو نفس کشی وہ نرا بہادر ہے</p> <p>ایجا ہوا جو نفس کشتی ہم سے ہو گئی</p> <p>اکیہ کی ہوں ہے ہوں تو نفس مار</p> <p>نفس کو مارے اگر دوسر کی اولیٰ سے</p> <p>نفس امارہ ہے اسے یروٹری موڑی ملا</p> <p>یہ مودی نفس ہے لاکھوں زمان کو</p> <p>جو اسنے نفس پر حاکم ہوا وہ صبر یہ حاکم ہے</p> <p>نفس کی اصلاح پہلے کر ریاضت سے کرنا</p> <p>بتزل کا ہے کو بھرتے اہل و مدار بدر</p> <p>صفا ہوا نہ ریاضت سے نفس امارہ</p> <p>سارح عام میں سمجھا ہیں بڑا ہے علم</p> <p>ہجاد نفس کا ہے شک بہادر ہے</p> <p>ہے دشمن صحت نفس مارے</p> <p>ترے تو اس کے معاذ اللہ کہہ</p> <p>حلاف نفس کرنا جی سے مرنا</p> <p>وہ تباہ باز ہوا پر رکھے دلہر قدم</p> <p>نفس ناری کہ جیالاک اپنے کام میں ہے</p> <p>یوچھ حال نفس و حلق و شیطاں</p> <p>نفس و شیطاں و حلق سے رہ دور</p> <p>ایک لاجول میں بطلان ہو سو کو کس ورا</p> <p>پیر و پیر کسی کی بھی نہیں سنا ہے مات</p> <p>جو اپنے نفس کو مارے وہ شیطاں کرے حاج</p> <p>نفس شیطاں ہیں عدو سے دین و ایمان ستو</p> <p>کیا ہوا و حرص سے ہے مہجور دربانے نفس</p> <p>نفس و شیطاں تو مخالف ہیں ہی آدم کے</p> <p>شاہ صاحب عزم کرتے ہیں ہزاروں طعنہ</p>	<p>ہیں سے یہ وہی عول کی ۔ میں بھلا</p> <p>کی ماں کو کہے ہم نے قراغب جہاد سے</p> <p>نکرا ہما جو کام ہسم نے کیا</p> <p>اکی بولس سے صبر ہا مت ہیں ہونی</p> <p>صبر ۔ حاک و عول میں نہیں کامرے</p> <p>محب ہے یہ سہو کہما کر ہو لو اس جو</p> <p>مسند ہو جہاد پر اسے ال</p> <p>اسے حمار لبا از دہا تنکار ہوا</p> <p>دونوں جہان پاک ہوئے تورو شریک</p> <p>کیا ہا مح آئے گارے یا سے کو مار کر</p> <p>گنج آتا ہا مح سر کیلے جو لو اس مار کر</p> <p>ہائے مدد کے خدا کے دریاں ہونے کو ہے</p> <p>سمجھنا سے من و لو میں نے پایا</p> <p>اسی سے نفس کو ہوتا ہے و ماں حکمانی کا</p> <p>سکت نفس امارہ طمع ملتی ہیں</p> <p>گرد کرنا نفس شوم انکو غراب آرزو</p> <p>کوئی سخاست نگ کا ارالہ کیا کرتا</p> <p>کیا طبع کی کچی نفس کی بد ذاتی ہے</p> <p>بڑی ریاضت و محنت سے نفس تباہ</p> <p>مرنا ہے یہ کب کسی کے مارے</p> <p>نفس جن کا مدت تراز خاس ہے</p> <p>بھی ہے موت آخر سے بھگت</p> <p>ہوائے نفس کو ایسے کرے جو ربرد</p> <p>خدا کے کام میں ہے صحت و سست و دیر قدم</p> <p>یہ تینوں ہیں طرقت میں مہاک</p> <p>رغلاف ان سے ہو تو یا دے محاب</p> <p>یڑے موبار نہ ہو نفس ہلا کو کی شکست</p> <p>الاماں یہ نفس خود سر کیا ہی کا و گہر ہے</p> <p>وہی مشرب میں درویشوں کے عاری و رب جی</p> <p>مطمئن ان سے نہ ہو تم اپنی خود داری کرو</p> <p>اٹھتے ہیں اس بحر میں کیا کیا حباب آرزو</p> <p>خر ہے وہ جس نے یہ دشمن نہیں بھیانے دو</p> <p>نفس پر کوئی فتح پاوے تو مار کر ہا و ہے</p>
--	---	--







<p>من تبه ميتہ صدق وصفا سمجھا ہوں یہ روح ملک نفس کے حلقہ میں گھری ہے نفس دنی کو قتل کما ہے تو ۔۔۔ محرک من من کے دستور ہے حق کی شکست ہے دوق جہوسی فقط لواہوسی کر مار سکے لو نفس سرکش کو مار نکھوں میں مری عمارتیں دار کا ہے لر مروت معرفت سے پہلے اسے دوا لہنے کو ہے زندگی درختوں کی بھی جینا ہے اسی کا لیک دنیا میں تہر سمجھا ہے جس کو تو نے بھی دنیا اس واہٹہ نفس کو روک لے حاصل کرتا ہے دسموں کا ۔۔۔ وہی مارا ہے جس سے نفس سرکش اپنا ہے ما و مٹی کا زنگ گہرا دل پر پہلے آئینہ صاف کر لے اسے تہر ہے لوت خودی سے شیشہ دل ناباک ہے وہ ہی مثل کہ آئینہ کے آگے ناک گمراہ کیا نفس نے دنیا سے دنی میں کہنے میں ۔۔۔ ہو نفس کہ قتل کی مدد برا ہو اتباع نفس و حب رال دنیا کا نفس کو مار مخالف کی طرح اسے لو آک روک اپنے نفس کو حاصل ہے احیاء نفس شفی کے زور سے شیطان کے کر سے دور ملک سے ابھی ہوتا یا کی اگر نہ کہیا چاہے جہوس مار جی اپنا مارا نفس کا بھی رکھنا ہے اکیر کا حکم کس لئے نفس سے پسندے میں گرفتار دل ہے نفس کو مار اسے نقص پہلے اسے نقص نفس ہے ٹرا شیطان</p>	<p>اسے جسے کہ ملک نفس مار آتا ہے کس دلو کے خنے میں گرفتار پڑی ہے کیوں دوش پر حارہ دتیں اٹھائے کام کہا رکھیں سا ہی ہم سے جار آئید سے یارہ ۔۔۔ مرا اور مرے گا ۔۔۔ کھی اکبر ہی ہے ہستہ اکبر ہی مالح بھی معسوق کے دیدار کا ہے بھردیکہ کہ جلوہ ہر طرف مار کا ہے انساں کی بھی زندگی ہے حواں کی حیثیت ہے نفس جس نے یہاں جیسے جی وہ واہٹہ نفس ہے ار سرتا ما سے واہٹہ نفس ہے وہی اور خدا تھا ہے ہاروں میں وہی مرد وہی مردوں میں ہے لے مرد و المرد وہی نور عرفاں کی ہو بجلی کیو بکو پھر رخ بھی اسمن صاف آئینا لطر کس طرح سے ہو نور خدا کا ادراک سوچی تھے بواہوس تو سوچی کیا خاک رہیں کا مرا سمجھ ہے اس سے وطنی میں کبار فری گردن کتن و گردن زدنی میں کہ ہے آگے تو غول راہ پیچھے ہے بھل مائی اس سے بڑا صکر ۔۔۔ کوئی دتیں اپناں ہو گا بیمار یہ حکیم کو حاکم کو چور یہ اتہ اب رکھتے تو رہے آروئے دل نفس سرکش اگر مودب ہو نہ ہو اکیر حلقہ پارہ نما کتر ہیں ہوتا مثل سیما یہ کسی سے یہ وہ مڑا ہی نہیں کیوں چھنا دیو کے پنجہ میں بسیاں ہو کر نور عرفاں سے لا پھر ولی بر نور شر و فتنہ سے اس کے تیار رہ</p>	<p>نفاق کیا علق انگر جھساں ہوا سے دہر مد ارضاتی ہے سے سے لیر و اس کو حق دیکھے نفاق میں وہاں کہیں راتوں سے ہے کرا سے دن کیوں ۔۔۔ ہو پیر آدمی میں صکر اکلی دات میں زما ۔۔۔ اسوی آیا فامت کیوں ۔۔۔ ہو بربا علق اس پاں تک پیچا مرید میرا دتے ہیں تھکتے نہیں ہاتھ سجھائیں کیو بکو ہیں فائدہ کوئی ماہم جگہ کر نوتو میں میں سے فائدہ کیا ہے نور ہے گا ۔۔۔ میں زما سے ہیں ہو گا ہے علق مانگے سے اتفاق اٹھ گیا زمانے سے چار گہ ہیں مستی ماہم نور و میں ہے علق دل سے سمجھیں میں مرنی گر متی ہیں دوشتوں میں باعث سرخ و زراع چہ ۔۔۔ ملک و دولت و مال و شناع واقعی ہے وہ ساقی جو کہے منہ دیکھی حق و اصل میں نہیں رو و رجابت کے کہ کیونہ سے</p>
---	--	---



لوں سے کر کر کر تھانی ح	کل آئے گا ہر جہر دسرا نا مے آگے	رو
بہ اسس کو کہا مناسب ہیں	ہو جس سے دسا میں کاروبار	عمل
ذکار غیرت عاقل کسی محل ہو	سہے گا اندر ماہ میں حر و تر ماتی	"
ہی کا حوص مد کر لو کرے	لو اسباب سے کچھ نہ بھارے	ماٹ
نر مد کا مد لہ اگر نیکست ہو	نو مسہور عالم میں تو اکیست ہو	"
فلک سر رہن سے ہے جا ماخار	برشا ملک سے ہے اربہار	"
وہ کام کر کہ قبر میں آئے سم حلد	ایسا ہو کہ گور میں باب سقر لھد	رکی
یکی کرو کام آئے گی آخر کو کھوئی	ساحہ اسے عمل ہو گئے وہاں اور کوئی	نراب
مد صالح قبر میں سونا ہے ہوں آرام سے	جسے نہ خانہ میں سوئے کوئی تہ نرس لے	"
یہاں جو کچھ کیا یا ئے وہاں ہم	وہی داہ جما آسہ ہو بویا	"
یصل یا ئیں گے واں رات اس کا	دنا میں عکسہ ہو حله ہم	"
مادان ہے وہ خطرہ شیطاں ہے مانع	کرتا ہے و کوئی عمل حر میں ناہر	"
سکی کرہ ہاں نو یلے واں حرا رات	سہ گرہ میں ایک ہیں حوصلے بہ	"
اسمال ایسے ہوں لو امبد بہت ہے	بھل مائے وہاں جو یہاں کھ لوٹے	"
غیر پر جس کا قلم جاری نہ ہو	گلاؤ حور داس کا نہ کیوں دفتر ہے	"
حس کے ہاتھوں سے نہ ہو کوئی کام یک	کس طرح اس کا نہ کام انز رہے	"
ہرگز نہ کہئے سمن خیر میں قصور	کہئے رات اس میں جہاں ملک باں چلے	"
غنیست ہے جو خیریاں ہو سکے	کہ واں فائدہ اس کا وہ چدنے	"
کرو دنیا میں سکی جس قدر ہو	احر عیبے میں اک حصہ کا دس ہے	"
وہاں بہت ملے گی حرا میں اسکے ضرور	یہاں بوجہ راحت و آرام دے کسی کو بہ	"
دستوں کے ساتھ رستاں کریمی احبار	رق دیا ہے حداموس سے کام کو سوا	تاف
گلی کو جے میں بھی دولت لٹائی عمر ہم نے	عسی دل میں ہیں جو کو سے دیکے دما دیکے	"
علی نے آپ ہی شرب پلا با قال کو	سرا بھی دی لویہ دی حرم ماسرا کے حوس	"
سم وزر گاڑ کے لے فائدہ رکھے ہیں ستر	عمل جہر سوا ساحہ نہ مدفن میں رہے	موس
ہو سکے لو کرے ادل کچھ جہاں میں کار یک	چہ حبیب موت سے ہو حیدر جہلت لعد	حرار
وہی کام آئے گا دوت ہمارے	جو لیجا ننگے ساتھ اپنے ہیں سے	ویا
زمانہ اس کا لے شک دوست ہوگا	کرے گا جو کوئی سب سے بھلائی	جمنی
کچھ لطف اور کر دے چوڑ نفیض و کبہ	زندہ سدا رہے گی ہیں خوبی و بھلائی	حرب
سے جس طرح نیک افعال کر	نہ لون گلشن عمر مال کر	"
تا تر سسی نیک کی بد کو محال ہے	مانی لے محل موم کا کس دن ہر ابو	حلیل
پلا حاصل زندگانی ہے یہ	اگر بک نامی سر سے سا	"
تو نہ دین جو کچھ کرنا ہو جس کر لو یہاں	بھر کے دیا میں ہمیں آنا دوار ہی ہیں	حاموت
ہے سکوں کی غلط طریقہ غرضی	راٹے گہکار ہے درد و عسم	خوندل

انکس  
عواں لاکھ کسی میں ہوں تو خاں کر  
وہ کرے ہیں ری مات کا جرحا کسا  
جو ملے ہیں وہ روں کو صی صلا کچھ ہیں  
راٹے ہیں ایسے برا کتے ہیں  
حس طرح مد کی مدی مانی ہیں  
کس کے جی میں بدی آتی ہیں  
دیکھ رگسب ہے مدی مد کام  
کس کے کس کا جو چلے ہے  
کر لے انکس نہ ہو کر لے  
ساووں کا ختم ہو کر لے  
ماوصاف خدا موصوف اس کا خلا کرد  
رہی جو کوئی آں سے کر باں کا خلا کرد  
میں طرح میں عیب کی دلائے ہو گی  
موس نہ کچھ تو کچھ راد نفس کر لیا  
سطر دند ہو کر جی کہ بعد از مرگ عالم  
جاکے مال کا مصروف کسی جابا بد ہوتا  
دل سے ملنے دھارہ مات کر  
کیا جو منہ سے ناخلا نکلا  
کسی بوران کے جس کیسے دل  
جس کیسے بوران کے جس کیسے دل  
وہ کام کر رہا تھا داں زمیں کے تلے

راج

چھپ

برور

سوزا

کھ

میراج

[illegible]

[illegible]















<p>جہت</p> <p>یہ جمع سال کیلئے کریم - بارش</p> <p>یہ ل - رست ہو جب - بارش</p> <p>طلب دیا کہ کرے دل مددی ہو جس کی</p> <p>حال آروے جہت مرد - آما ہے</p> <p>سزا سے چکر ترقی ملے تیوں کو</p> <p>سزا آج سے پائے ہیں اس رموں و</p> <p>یہ جوڑ بیٹے در رست سے دور ہے</p> <p>قسم و پرور سے رست دور ہے</p> <p>کھا مہین و رست نہائے دو جہاں</p> <p>وگر ہیں چلوں جہت نکاح کا</p> <p>وگر ہو - آج دم قدم ہے</p> <p>کیا کام ہے جو کے قدم ہے</p> <p>اسان کو چاہئے - جہت اس</p> <p>مدان طلب میں لے گئے ہیں ماری</p> <p>و علم و ہر من لے گئے واسطیائے</p> <p>ہر کام میں ہیں جس کے واسطیائے</p> <p>کچھ بھی ہیں دیوار اگر ٹھاں لوسی ہیں</p> <p>گھسوں میں وہ کام ہوتا ہے صدی کی</p> <p>جہت ہے سرانجام ہمارے کوئی انہی</p> <p>جب ہی صنف میں ہے وضع انہی</p> <p>ہو جان کی</p>	<p>اہمیت</p> <p>آصف کا ہے - قول میں نہا - عہد</p> <p>طاقت ہماری گئی گئی ہم میں گھٹی</p> <p>بٹھے ہیں - سے در - تو کچھ کرے انہی سے</p> <p>کسی - صاحب ہمت کا جو سل ٹوٹے</p> <p>مادھو کہ خدا کا لو مام</p> <p>منہل سے ڈرو - کر کے آہیں</p> <p>وہ کو سا وعدہ ہے جو ہوا ہو جس سکھا</p> <p>اولوالمی سے جو کردوں نیک بیہدہ گاما ہے</p> <p>دیکھو - دل کہ راب ہے آکے بڑے جلو</p> <p>کچھ کریں صرف تو کچھ راہ خدا میں دس</p> <p>صاحب ہمت کو العہد رہے کہ ہوتی ہے نیک</p> <p>انتا خدا کے فصل - رکھئے نگاہ اور</p> <p>فلک کی چیر تو رکھتا ہی ہیں کچھ آسا</p> <p>رہناز ہمت ایسی سے ہرگز نہ ہارئے</p> <p>ہمت کسی - ہارئے آتا - جاہئے</p> <p>جو ہیں اعلیٰ مرتبت ہمت میں رہے ہیں ملد</p> <p>وصف ہمت جو رکھا ہے بہادر ہے وہی</p> <p>حالی جو کرے ستم دے ہمت عالی بھی</p> <p>دولت لب کا طالب میں ہیں تہہ دہن</p> <p>خدا نے دی ہے محتاجی میں محمد کو بہت عالی</p> <p>آسمان پر قدم آئے تو سمجھوں میں رہیں</p> <p>لہذا اللہ نے ہمت بھی دی ہے ملامدوں کو</p> <p>الہا رب - جیسے وادرس کا ہے حال</p> <p>غیر سے خواہاں اعانت کے ہیں ہمت ملد</p> <p>کرس جو کام خواہوں کے ہر کیا ممکن</p> <p>کیا تعب ہمت عالی اگر ادے میں ہو</p> <p>حوص سے ہمت ربارہ ہے مری لے آسمان</p> <p>ہمت مردانے آتش کیا ہے بے نیار</p> <p>کام ہمت سے جو امداد اگر لیتا ہے</p> <p>سواٹھ سے ملد کرے ماحاں لو کیا</p>	<p>اسماں - لے مس مردانہ کسی کا</p> <p>یہیہا کرس لو آکے ہی مردانہ ہیں</p> <p>ما وصل ہی ہو جائیگا مام لے انہی سے</p> <p>بھی - جو لے سے اتے جس - مل آئے</p> <p>ہمت سے جو ہے ہیں ہل سب کام</p> <p>اس نرلی مل رہیں کی ہما ہیں</p> <p>ہمت کرے اسماں لو لیا ہو جس کھا</p> <p>وہ معصود کو دریا کی - ڈھونڈ لاما ہے</p> <p>سور و سب یہ دھماں - رکھو بڑے جلو</p> <p>اہل دولت میں کسی طرح کی ہمت ہی ہیں</p> <p>اہل حاجت جو ہمارے پاس آتا لے لے</p> <p>دن میں لے کاٹ ڈالندہ ہمت - مارئے</p> <p>حقہ ہمت کو قسط سامنے دھرتا ہے</p> <p>نسبتے میں اس یری کو - حدک اتارئے</p> <p>جو باب دل میں ٹھس گئی اس وہ ٹھنی رہے</p> <p>ساک یر پڑے سے کہ ہوتی ہے سیلی چاندی</p> <p>حس کسی کے ہاتھ بہ سداں رہے وہ مدہے</p> <p>خاروں کی جو دولت ہو عام کی سعادت ہو</p> <p>خاک میں آپ سماے تو سما جائے دو</p> <p>لٹا دوں ایک ہی دن میں جو یادوں گنج خاں کو</p> <p>میرے اللہ نے دی ہمت عالی مجھ کو</p> <p>مردے مول لیکے سرو سے آزاد کرے ہیں</p> <p>ہمت - نثر کو تہہ طہ ہے دور آسمان ہیں</p> <p>چنگل شہار مات ررق ہے شہناز کا</p> <p>کہ دست و یا میں گئی قومیں کہاں آئیں</p> <p>مور عاتر دعوت روح سلیمان میں نہیں</p> <p>مانٹنے کو نعمت دیا ہے دوں درکار ہے</p> <p>جاتا ہوں میں گدا سلطان ہمت عالم کو</p> <p>سایہ کو مار کے گنجینہ زریٹا ہے</p> <p>ہمت کے آگے یسٹ ہے دیوار مانع کی</p>
--	---	--

ہو جاں کی تحلوں بھی اگر راہ طلب میں	ست اس سے اولوالعزم کی ہمت ہیں موتی	منہل	ہمت
ہمت ہو تو حالت کا بدلنا میں مشکل	اچھی ہو تو کاٹری کا چیلنا نہیں مشکل	"	"
ہمت تو ۔ ہار بوجھ دارا	ہمت ڈھونڈھو اور کا سہارا	"	"
محو رہاں اپنی ناکامیوں کو	کہ ہے شرط ہمت طلبگار رہا	"	"
ہمت ہی سادہ دینی ہے معطل کو بونہر	ہمت کے سلسلہ کا اٹھا دیئے لنگر	"	"
گر جو بٹی سمور کی ہمت ۔ بڑھانی	ہمار بھی نے کار مجھے اور روح بختی	"	"
اوج معالیٰ یہ اڑا لے گا	لو کس ہمت کا طرارہ مجھے	"	"
ہمت مردانہ مجھ کو آفریں	کر کے چھوڑا سر ہوئے جس کام نے	"	"
جوف ماکامی ہے حنک کا میانی ہے محال	سکلیں حب سدا گشتیں ہمت سگماں گشتیں	"	"
ہمت کے لئے مار ہے احساں اٹھانا	وہ درد بھی اچھا جو نہ حملج دوا ہو	"	"
جہاں میج ہمت علم دیکھتے ہیں	محالاب کا سر علم دیکھتے ہیں	"	"
اڑاتے ہیں جو رش ہمت کو سرپٹ	وہ مرل کو در قدم دیکھتے ہیں	"	"
ہمت مالی کنے ماع نہ اٹھا سکا ہیں	مثل سقف لب مجھ کو نام گردوں ہو گیا	"	"
معراج بانی جڑا ہیکے مسیحانے دار پر	ہر عروج ہمت مردانہ چاہئے	"	"
منہل ۔ کوئی ایسی ہے آساں ۔ ہو سکے	ہمت دلک مرد کو ہارا ۔ چاہئے	"	"
جوتہ آنکھوں سے ہو دیکھا وہ دکھا سکتا ہو نہیں	جوتہ کالوں سے سا ہو وہ سا سکتا ہو نہیں	"	"
کہتے ہیں سب ہم خیال دس دو ہم دما محال	دوسو لکس اسے ممکن سا سکتا ہو نہیں	"	"
قافلہ ہے بڑھ گیا اور تم ہو پیچھے رہ گئے	آگے بڑھے کا ہمیں رستہ دکھا سکتا ہو نہیں	"	"
آبرو ہمت بے رکھ لی ورنہ وقت اصحاب	ماؤں ہم کس کس کے بڑھتے ہوئے کس کے ہاتھ	"	"
رکھنی ہے ہمت مری اطلاق ر	گر بڑا ہوں مسل ساہ خاک یر	"	"
مجھ کو ہمت بے مری بے لوت رکھا عم بحر	ورنہ کما کیا ماں و دل کو جس یر لایا کہ حوس	"	"
سنگ ہمت تھا جہاں میں حار در کے واسطے	کما خاک سے جاہ و منصب مح و امیر مانگنا	"	"
جو ہو آدمی میں دلیری و ہمت	علط ہے ہیں ماہ مئی بگڑ کر	"	"
بیل دماں کی موت ہے جو بٹی کے ہاتھ سے	ہمت مل چاہئے فد صلا سب ہو	"	"
دولت دما کی خاطر کیا انھیں دس دعا	یہ بھی ملک آروے ہمت مردانہ ہے	"	"
رہی وہ مسلسل مقصود اسے حوامرد	قدم اٹھائے ہوئے ہمیں بڑھانے ہوئے	"	"
ہمت عالی ہو کما ہمت کشت اہل دول	واژگوں رور ارل ہی کا سہ سر ہوگا	"	"
حوش طوفاں ماخدا دتیں مخالف ہے ہوا	جلدے کسی بو بھی سم اللہ لنگر لوڑ کر	"	"
اللہ رسہ ہمت کہ ارادہ ہے وہاں کا	ناتف کی دما کو ہیں جس درہ رسانی	"	"
وہ عہد اور ہمت بھی حب امیروں میں	خلیل ایہے رماہ کی تم بے حوب کہی	"	"
ہمت رعت طلب حلوہ دکھاتی ہے ضرور	گو ہیں طاہر میں ہمت نام بویہاں ہیں	"	"
ہے اگر ہمت شرمس یا ئے گا ماہ ملد	ریب سرگل کو ہوا سے ماع روب لے کا	"	"
خاک بھی اسی رہی دوش ہوا بر ہی سوار	کسی سستی کی طرف ہمت مالی ۔ گئی	"	"

ہمت  
آدمی وہ ہے جو حلوہ سے سہارا کوئی  
کر کے وقت نہ اڑے پس آما کوئی  
ہر وقت انتظار طلب میں ہے مسعد  
رہا ہے ایک باؤل مارا رکاب میں  
گرچہ ایک گشتہ ہم ہیں اسے راج  
مگر قصد مسعد مارا کلاں سے  
بکڑوں دامن الیاں گزراں لایاں ہم  
سرداروں کر رہے صبا ہے سہاں کا  
سب سے ہے ہوا گریب قاصد ہو گیا  
ہیں یہ اساکر حلوہ حساب لودے  
ارادہ کر کے باص طوہاہ کال کا  
تو یہ چاہو کہ اساکر ہمت عالی درکار  
رعت عاہ کو ہے حاشہ ریب اوجیا  
اوچکے کو بٹے کے لئے حاشہ ریب اوجیا  
ساما لاکھ نصیب کا بڑے بیکوئی  
بہتر عہد کا مردانہ حاشہ  
رستہ نات قدم تجارت میں نصیب میں  
وچچو جو تو اس کو ہمت مردانہ کہے ان  
مہر ہیں

<p>ہمت      کامیابی تو انوارِ عمر دہائے دہوں      بیاں سے کب بتا ہمت مردانہ سے      جس کے زوہد نما آس سے بابتگشتے ہیں      تو جو اسے کس سے کویا ملتا ہے      و کام کر ارا ب بھر کر تے ہیں      می بارو سے نہ و کر کے پڑی      و کام آدو سے میں پکھلیا      خدہ آ رخت سے نہ پکھلیا      ہمت جا بے تو کر دکھائے میں پکھلیا      وہ آبا سے ہمت یہ دے جلو      رت ہے رمل کا کھنکھن کر دے جلو      مانا خطہ اس میں پکھلیا جو مردانہ کار میں      پکھلیا ہیں جو پکھلیا کار و بار میں      مردانہ کار میں پکھلیا جو تو کر جلو      مشکل اگر ہے کام کو پکھلیا جو      ادنیٰ اگر ہے کام کو پکھلیا جو      ہمت کے وقت جان و مال سے ہمت ہو جائے      ہمت کے وقت جان و مال سے ہمت ہو جائے      اہل ہمت آپ کی جانب سے ہمت ہو جائے      وہی پہلے کی سی بھرا ب کو ہمت ہو جائے      پتلی</p>	<p>عمر ہیں گورہ رہت طافہ قوت مانی      کھلا حہر ل معصہ کو ہیچے آئیں ہنر      مرل معصہ اسی ہے دور اے م م مل      کر کر رہے عن وقت ر جو ہمت میں بڑا      فکر کر کہتی ہے نہ مانے لئے ارا م      کب ہو متاع حیر یہ دی ہمتوں کہ در مانا      سب کام ہو گئے سب بندھے آب آئیں      طعم ل کا محل مصوط ہوتا ہے بوہم سے      وہ ہم ہی سے ہو سکا ہے جو ہے کام مہ کا      ہم ہوی دم لو سب مشکل میں دور      کام ہم سے لے کر اس سال      حاما بہت وہ حلال بہت      ہو جو ناقص اسے کامل کر دے      یست ہم ہیں ہوتے ہیں تاج      کام ہو جائے میں ہل اسے منت      حور سواری کو آساں حائر مجلس وہ ہیں اچھے      نہ ٹوٹے رستہ نہ مہینے      نہ شک ہے طافہ و دعا جواب کا      ما کام کر کوئی بار ہم      گر نہ ر چلے مع حفا کی ہی تو ر      ہو رادر سے محی امداد کا خواہاں کوئی      ہمت خدا کی دس ہے حاجے سے وہ دے      جو عالی حوصلہ میں کرم وہ کو درڑتے ہیں      مرد میدان میں ہیں راہ سے پھر جانے کے      سستی کی ہمت مردانہ کا جواب نہیں      مصطحان قوم کو لارم ہے مالی ہمتی      ہے گوارا ایسی صحت سے اٹھائیں ہم پناہ      حب اسے پڑا صتی ہے افلاک یہ چلے جاتا ہے      راہ میں ڈھونڈتے راحت رہتے راحت والے      منصور و کوہن گئے افسانہ رہ گیا      ہوائے سنگ حوادث سے دھل گیا ٹوٹے      دم طال یہ کہتا ہے دل مرا مجھ سے      کام کیا ہے اسکو ملک و مال سے</p>	<p>سرا لک راہ طلب ہیں رستہ ہمت مانی      اسی دس محسوس میں کام ہمت آئی مانی ہے      اے ارا مانی امداد مانی      بیٹے سے اب دل میں کوئی نمانا ہے      ایک یہ نہ ہی سے ہی تہہ میں کہہ ہم میں      آں طہ آب کا ہیں عام مانی      اٹے قدم و محہ سر ایا املاب      ر مووف کا اسو کا حوٹہ پڑے لچر      طعم نے ہمتوں سے صرف ہو لو لو کر      سوار ہو کام تھا آماں ہو گیا      مشکل دم میں اتنی ہوتا ہے      جس نہ معلوم ست حال      واہ کسا ہے لہاں ہمت      دل میں رہتے ہیں حال ہم      ہم نے دیکھا کہ سال ہم      آسانی کے طالب ہیں وہی متل میں پتہ      نگر ٹوٹے یہ ہم وہ ہیں بہتے      سال سے وعدہ لڑے میں اہل ہمت      لارم ہے کرتا رہے ہی و محہ      ہم کو ہارے کہے اسے نہ      رور مازو میں رہے قوت مازو میں      موہف ہے گدا ر وہ بادستہ یہ      کھڑے رہے ہیں کم ہم لو ہی اسوں ساحل یہ      مشکل لاکھ ہل لیکن ہیں گھراے کے      چلے جو جیتے ہی جی حور حکر یہ کس کا ہے      مرد میدان میں وہی جو خود حطر میں پڑتے      یہ کسی کا مار احسان و کرم اٹھتا ہیں      ہمت حضرت اسان کو نہیں حاسنے کہا      پہنچے وہ مرل معصود کو ہمت والے      دنیا میں نام ہمت مردانہ رہ گیا      دل ہے مردوں کا جان کو کچھ حباب نہیں      وہی ہیں مرد جو کوہ گراں اٹھاتے ہیں      یاس جن کے ہمت مردانہ ہے</p>
--	--	--















[illegible]

[illegible]

<p>باد رفقاں ان کے لائق کی سوانح ہے نہایت دلنشین نص نے لکھا ہے خود اور بعض کا اورں نے حال مصنوع قوم اور محل اور در اور حکم ابن صلیب ابی اجماد اہل حال اور اقبال ہیں نظر میں مینا ان کے واقعات زندگی اور رہ رہ کر طبیعت میں ہے آتا یہ خیال عاشق میرزا زندگی میں یوں ہی نسبت قوم پیری جیت میں ہو رہا ہے محبت شخصیں کراں چند خفا محبت اتفاقی نہ رہا معتفی رہی وہ اور ساری نہ رہا</p>	<p>سوز شہید تقریم تاثیق علم عزیر عاشق قدر</p>	<p>کہہ اے باد صبا بچھڑے ہوئے ماروں کو رفیق جواب عدم سے چونکہ ایسے دوس سو ہے حسرت آباد جہاں صورت جہت ہے نہایت ماراں رفقاں کا بہ کس سے پوچھئے مدھار سے عدم کو نام اپنا چھوڑ کر سائق محب ایام گزرتہ کی مجھے آتی صفا یاراں رفقاں کا کھیلے حال کس طرح جو پہلے تھے یار ایسے اب انکو کہاں ڈھونڈیں جو کیا یہ کر۔ آبا آہ کس سے پوچھئے کہاں ہیں وہ اگلی ملاقات والے تکذیب و وہ لوگ اگلے کہاں پائے نہیں جائے لو نام گزرتہ گزرتہ کی سبھی صاحب ہر نیک و بد حق کا مالک ہے خدا پوچھئے کس سے کہ یار مان گزرتہ ہے کہاں ناز کیا کرتے ہو جو اس یہ اپنے عاشق کیونکر۔ ملتا ہیں دلخ عم احباب اچھے تھے جو پہلے ہی دنیا سے چلے گئے ہماری آنکھ میں ہیں موزیں یاراں رفتہ کی چھاما ہے دل یہ رج و عمار گزرتہ گزرتہ مٹکا ہوں پھروں یاں میں آیتا ہر راسم روئیے اس ٹکڑے میں آج کس کو کہاں نے آتے معصوم ہیں بے حسرت ماسح سہی آتی ہے چھاتی یاد ہیں یاراں رفتہ کی اٹھ گئے موجد رہے ماتی بکھروں کے فیر یاراں عدم سنتے ہیں بات کسی کی مجلس ہستی میں جو آئے تھے یار سوئے ہی ہم رہ گئے افسوس ہاں یاراں رفتہ ہم سے منہ اپنا جھپٹ گئے روتا پھروں نہ کھنکھریں قافلہ میں ہر سو اب بچھڑ گیا کروں گا میں بہت کہ معصنی سب معصنی میں ڈھونڈوں یاروں کی محنتوں کو آسودگان خاک کے عالم کی سرکر ہر گز پوچھو نہیں جو ہوئے اہل کماں</p>
<p>برہم دنیا سے اٹھنے والوں کا دینا میں نشان یا سچی مانی رہا وہ ہمتیں کہاں ہیں اور ہیں کہاں وہ ہمت میزل کو وہ مدھار سے اور تلتے رہ گئے ہم اس ان کے نام ہیں اور ہیں اپنے دست پر آہ انکے دھیان میں اب بھی کو لا رہا ہے باد انکی قفل کے آسویں کو لا رہا ہے رہ رہ کے میرے دل پر کئی گرا رہا ہے ہر گز نہیں میں میری اس تہیہ کو لا رہا ہے دیکھا ہے اسے باری کچھ کو وہی ماسح اجلا وانی</p>	<p>فائم ماہ مومن محب معصنی</p>	<p>وہ ملتے ہی ہیں دست کے آواروں کو سودا نے لکے بہت ہیں میٹھا بہت میں انکو بیکار آیا حالے فریاد ہے یاراں کہیں کا مدکور ایسے گئے زمیں یہ کسی کا بتا نہیں مجت ہے ڈھونڈھا انکو نہ مانگاںں ویراں ہمتیں ارباب عالم کی بہت دھمک بصحا ہر کسی نے بھی لکھ کر عدم سے ملے ماتی ہے نشان کس کا ہم کس کا ساں ڈھونڈیں رہتے ہیں کس حال میں ملک عدم کے کدی حمایات والے مدارات والے جو ڈھونڈے تو کس ایک نشان پائے نہیں جلتے ہے اس میں تمھاری ہی مصلانی صاحب لو سر رہا حق کے گدھی صاحب دیکھ کر کون سواد عدم آباد آیا ہو گئے اگلے زمانہ میں صفا کینے کیا کیا نہ ہوئے اپنے عزیز رفقاں خاک آگے بڑھے وہ قافلہ سالار کی طرح ہے اپنے سامنے رکھا ہے حام حم حیا لوں کا ہوں گرد کاررواں سے اس کاررواں خواہ اسے ہر ماں پیش قدم ہم کدھر گئے دیکھتے نظروں کے اپنی اک حدائی کیا ہوئی اسے آئے اٹھے اہل کمالات جہاں سے یہ دل اور اس قدر مدد مٹھا کس کا غم کیجے جو صل ہی اس ہیں ان کو سنی ایجب دکا کس طرح ہم ان قافلہ والوں کو بکھاریں یہ نہیں معلوم وہ کیا ہو گئے قافلہ یاروں کا سفر کر گیا معلوم بھی ہوا نہ کدھر کاررواں گئے منزل پر میرے ماسحی مجھ سے بچھڑ گئے ہیں محاسن سے لطف زیب وہ سبار مر گئے بس بیکے کسبل ایسے لاکھوں گز گئے ہیں کما جیب بڑے ہیں مجلس ماتم کی سبر کر باکہ جس کی زندگانی تھی موت اور متال</p>



مسلم	دکھلا دے اسے معصوم تو مجھ کو چہرہ نکھلا	اگلا ورق الٹ دے اک مار پھر زمانہ
-	اور جس کا جیل پھرنا آنکھوں میں پھر رہا ہے	وہ صورتیں دکھا دے دل جھکو ڈھونڈنا ہے
-	گم کردہ کاررواں ہوں سر کی رہ لگا دے	اب موت مجھ کو بھیٹوے یاروں سے تو ملا دے
-	لستے ہیں کس مگر میں وہ ہم صغیر کچھ کہہ	اسے خضر رہ تہا دے اسے دستگیر کچھ کہہ
نظر	اٹھ گئے دبا سے کتے سی رفق و دو ہمدار	صحت یاراں بہ دم ہو گئی خواب و خیال
نظم	ساں میں دم خاک رنگوں میں پس	سوا حل سے کسں انکار بہیں ملے
-	میں اب خار بہ رگڑ سے پونہا ہوں	ملا نہ نصیر مہ سے تو رہروں کا چہرہ
عبر	جہاں ہے چشم نقش قدم انظار میں	ہرگز ملاحظہ - دم رنگوں کے کی
-	نقش مانے رنگوں کا کمالی بی پاسے کہیں	ہا کہ دھو بیٹھے سب مکت مدگی سے تک
-	ماں سے گیا ہے آہ جو حاکر ہسیں بھرا	کسی جانے کیا دم میں تماشا ہے جو وہاں
-	مرغان ہم آواز تم آواز سدا دو	مدت ہو یں کیچ نفس میں ہوں تڑپتا
-	طے شاید سراغ نقش پائے رنگوں آگے	نصیر اس رگڑ میں جتنو کو بیٹھ مت تھک کہ
-	یاران رنگوں کی نہیں کھنسر بجے	سبا جانے اب کدھر وہ گئے جفائے نغمہ
-	فلک عدم کی راہ میں سارے بھڑ گئے	یاران رنگوں کی خبر بوجھ مست نصیر
نواب	دنے رنج اور آسمان کیسے کیسے	مرے اٹھ گئے ہر ماں کہے کہے
-	ڈھونڈتی رہی میں دم مری ہوسو آنکھیں	حن میں آنکھوں میں موت بھی کہاں ہوں لوگ
وفا	چلے گئے وہ مجھ چھوڑ کر کہاں تہنہ	کھلا نہ خاک نہ کچھ احوال رنگوں عدم
ہدم	رست پھر گئی ہوا پھری موسم پلٹ گیا	یاراں رفتہ پھر نہ بھرے گویہ ہمدم آہ
-	جو ہم ہیں بیٹھے سو اکدن میں صی جانا ہے	جہاں سے اٹھ گیا کیا یار و آسنا ہمدم
-	آہ اں کے پاس سے کوئی ادھر آتا نہیں	اں طرح ہمدم طے یاران رستم کی خبر
-	نہیں ملنی خبر کچھ ہو گیا کیا آہ یاروں کو	گئے سیر عدم کو جو آئے میر کے ہستی میں
-	یاروں کا کوچ ہوئے اور اپنا مقام ہو	جلد یکے یاں سے آپ بھی ہمدم یہ کیا ہے لطف
-	گرمستوں کا نہیں ہمدم سراغ مجلس میں	جہاں میں جائے انھوں کی ہے اب تک غالی
-	یار جو آئے تھے سو چلے گئے	چل ہی دیکھے اب آپ بھی ہمدم
خبر	رہ گیا میں کف انھوں کے طے کے لئے	اٹھ گئے سیکڑوں اس دم جہاں سے احباب

Checked  
1987

قلم